| مضمون | باب نمبر |
| --- | --- |
| تقویٰ کا بیان | 1 |
| اللہ سے ڈرنے کا بیان | 2 |
| صبر اور بیماری کا بیان | 3 |
| ریاضت اور نفسانی خواہش کا بیان | 4 |
| نفس کے غلبہ اور شیطان کی دشمنی کا بیان | 5 |
| غفلت کا بیان | 6 |
| اللہ تعالیٰ کو بھول جانے، گناہ اور منافقت کا بیان | 7 |
| توبہ کا بیان | 8 |
| محبت کا بیان | 9 |
| عشق الٰہی کا بیان | 10 |
| اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بیان | 11 |
| شیطان اور اس کی سزا کا بیان | 12 |
| امانت کا بیان | 13 |
| خشوع وخضوع سے عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان | 14 |
| نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کا بیان | 15 |
| شیطان لعین کی دشمنی کا بیان | 16 |
| امانت اور توبہ کا بیان | 17 |
| رحمدلی کی فضیلت کا بیان | 18 |
| نماز میں انکساری کا بیان | 19 |
| غیبت اور چغل خوری کا بیان | 20 |

21 زکوۃ کا بیان

22 زنا کاری کا بیان

23 رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کا بیان

24 ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا بیان

25 زکوۃ اور کنجوسی کا بیان

26 لمبی امیدوں کا بیان

27 ترکِ حرام اور اطاعت کی پابندی کا بیان

28 موت کی یاد کا بیان

29 آسمانوں اور مختلف چیزوں کی پیدائش کا بیان

30 عرش، کرسی، ملائکہ مقربین، روزی اور توکل کا بیان

31 ترک دنیا اور مذمت دنیا کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْسَنَ تَدْبِیْرًا لِّکَآئِنَاتِ وَ خَلَقَ الْاَرْضِیْنَ وَالسَّمٰوٰتِ وَاَنْزَلَ الْمَآءَ مِنَ الْمُعْصِرَاتِ وَاَنْشَأَ الْحَبَّ وَالنَّبَاتَ وَ قَدَّرَ الْاَرْزَاقَ وَالْاَقْوَاتَ وَاَثَابَ عَلَی الْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذِی الْمُعْجِزَاتِ الظَّاہِرَاتِ الَّذِیْ حَصَلَ مِنْ نُوْرِہٖ وُجُوْدُ الْکَآئِنَاتِ ☆

(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نظام کائنات احسن طریقے سے چلایا' زمین اور آسمان پیدا فرمائے اور بادلوں سے پانی برسایا' اناج اور سبزیاں پیدا فرمائیں۔ اور روزیئے مقرر کئے اور نیک اعمال پر اجر عطا فرمایا۔ اور ہمارے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام ہو جو واضح معجزات کے ساتھ تشریف لائے اور جن کے نور سے کائنات نے وجود پایا۔

باب نمبر 1

# تقویٰ کا بیان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔اور اس کا سر عرش کے نیچے اور دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔اور تمام مخلوق کی گنتی کے برابر اس کے پروں کے روئیں ہیں۔جب میری امت کا کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے نور کے سمندر میں غوطہ لگائے۔پس وہ غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہے۔ تو پروں کے ہر ہر روئیں سے ایک ایک قطرہ گرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس درود پڑھنے والے کے لئے قیامت تک بخشش مانگتا رہے گا۔

ایک دانش ور کا کہنا ہے کہ بدن کی سلامتی تھوڑا کھانے میں اور روح کی سلامتی تھوڑے گناہوں میں ہے۔اور دین کی درستی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے میں ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ ط — ﴿اے ایمان والو اللہ سے ڈرو﴾

یعنی اللہ سے ڈرو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔نیز فرمایا۔

وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ط — ﴿اور انسان کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔(سورہ حشر آیت نمبر 18﴾

یعنی قیامت کے لئے اس نے کیا عمل کیا اور مقصد اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ مانو اور

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

شخص داخل ہوگا جس کے سامنے کوئی حرام چیز پیش کی جائے اور وہ اس سے اللہ کے خوف سے باز رہے۔

## نمبر 6 قدم میں

کہ اس کا قدم اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں نہ اٹھے بلکہ اللہ تعالٰی کی اطاعت' رضا مندی اور علماء و صالحین کی مجلس کی طرف اٹھے۔

## نمبر 7 اطاعت میں

کہ اطاعت' خالص اللہ کی رضا کے لئے اختیار کرے۔ اور نفاق اور دکھاوے سے بچے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو یہ شخص ان لوگوں میں ہوگا جن کے بارے میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ☆ ﴿اور اچھا انجام تیرے رب کے ہاں ڈرنے والوں کے لئے ہے﴾

دوسری آیت میں فرمایا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ☆ ﴿بلاشبہ ڈرنے والے باغات اور چشموں میں ہونگے﴾

نیز اللہ تعالٰی نے فرمایا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ☆ ﴿بلاشبہ ڈرنے والے باغات اور نعمت میں ہونگے﴾

نیز فرمان باری تعالٰی ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ☆ ﴿بلاشبہ ڈرنے والے جائے امن میں ہونگے﴾

گویا اللہ تعالٰی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ قیامت کے دن آگ سے نجات پا

جائیں گے اور مومن کو چاہئے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان رہے' وہ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہے اور اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ☆ ﴿کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہونا﴾

اور مومن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے اور برے کاموں سے باز رہے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلے۔

## حکایت

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں بیٹھے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے کہ آپ نے مٹی میں سرخ رنگ کا ایک کیڑا دیکھا۔ آپ نے دل میں سوچا کہ اللہ نے اس کیڑے کو کس لئے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو بولنے کی اجازت فرمائی تو کیڑے نے کہا اے اللہ کے نبیؑ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ روزانہ دن کو ہزار بار یہ کہوں:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ☆ ﴿اللہ پاک ہے' تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے﴾

''اور رات کو ہزار بار یہ کہوں:''

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ☆ ﴿اے اللہ نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اور صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما﴾

بتائیے آپ کیا پڑھتے ہیں؟ کہ میں استفادہ کروں۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ

السلام کیڑے کو معمولی سمجھنے پر نادم ہوئے اور اللہ سے ڈرے اور توبہ کی اور اللہ پر بھروسہ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے جب آپ کی کسی غلطی کا ذکر ہوتا تو آپ بے ہوش ہو جاتے اور آپ کے دل کی دھڑکن ایک مربع میل تک سنی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے آ کر آپ سے کہا کہ اللہ جبار آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کے لئے ارشاد ہے کہ کیا تم نے کوئی دوست ایسا دیکھا ہے جو اپنے گہرے دوست سے ڈرتا ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ اے جبریل جب میں اپنے گناہ کو یاد کرتا ہوں اور اس کی سزا پر غور کرتا ہوں تو اپنی گہری دوستی بھی بھول جاتا ہوں۔ دیکھو انبیاء، نیک لوگوں اور زاہدوں کی یہ حالت ہے تو سوچو کہ ہمارا کیا حال ہوگا؟۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اس عورت کے ساتھ علیحدگی میں گیا تو عورت تھر تھر کانپنے لگی۔ ایسے کہ ابھی اس کے اعضاء جسم سے الگ ہو جائیں گے۔ آدمی نے اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا۔ عورت نے کہا میں اللہ سے ڈرتی ہوں۔ اس آدمی نے کہا کہ تو محتاج ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو میں تجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق دار ہوں۔ لہٰذا وہ برائی سے باز رہا۔ اور اس عورت کی ضرورت پوری کر دی۔ وہ عورت بہت سا مال لے کر اپنے بچوں کے پاس واپس لوٹی اور وہ خوش ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ فلاں ابن فلاں کو جا کر کہو کہ میں نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر اس سے کہا کہ شائد تم نے اللہ کی رضا کے لئے کوئی بہت بڑا نیک عمل کیا ہے۔ تو اس شخص نے واقعہ بتایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے سب گناہ معاف کر دیئے۔

(مجمع اللطائف)

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا اُجْمِعُ عَلٰی عَبْدِیْ خَوْفَیْنِ وَلَآ اَمْنَیْنِ مَنْ خَافَنِیْ فِی الدُّنْیَا اٰمَنْتُہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ مَنْ اٰمَنَنِیْ فِی الدُّنْیَا اَخَفْتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ☆

﴿حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے کسی بندے پر دو خوف جمع کروں گا نہ دو امن۔ جو دنیا میں مجھ سے ڈرے گا میں آخرت میں اسے امن دوں گا۔ اور جو شخص دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو گا میں روز قیامت اسے ڈراؤں گا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ ﴿تو تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور

وَاخْشَوْنِیْ☆ مجھ سے ڈرو﴾

اور دوسری آیت میں فرمایا:

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ☆

﴿تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو﴾

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن پاک کی کوئی آیت سنتے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ آپ نے ایک دن ایک تنکا لیا اور فرمایا کہ کاش میں ایک تنکا ہوتا۔ اور میں کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ اور آپ اکثر روتے رہتے۔ اور مسلسل آنسو آپ کی آنکھوں سے بہتے رہتے۔ حتیٰ کہ ان آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے چہرے پر دو سیاہ رنگ کی لکیریں پڑ گئی تھیں۔

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ☆

﴿اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے خوف سے رویا جب تک دودھ شیر دان (تھنوں) میں واپس نہ چلا جائے وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا﴾

دقائق الاخبار میں ہے کہ روز قیامت ایک شخص لایا جائے گا جس کی برائیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ تو اس کی آنکھوں کا ایک بال گویا ہوگا اور کہے گا:۔

''اے میرے رب تیرے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کے خوف سے روئے گا' اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کو جلانا جہنم پر حرام کر دے گا۔''

اور میں تیرے خوف سے روتا رہا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور

اسے جہنم سے بچالے گا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام پکاریں گے کہ فلاں ابن فلاں نے ایک بال کی وجہ سے نجات پائی:

اور بدایۃ الھدایہ میں ہے:

جب قیامت کا دن ہوگا‘جہنم لائی جائے گی وہ شور کررہی ہوگی۔تمام امتیں اس کی دہشت سے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گی۔جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ تَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً☆ ﴿اور آپ دیکھیں گے ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرے ہوئے﴾

وَ کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتَابِھَا☆ ﴿ہر امت اپنے حساب کتاب کے لیے بلائی جائے گی﴾

تو جب وہ جہنم کے پاس آئیں گے تو:

سَمِعُوْا لَھَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا ط ﴿اس کا جوش وخروش اور شورش سنیں گے﴾

جہنم کا یہ جوش وخروش اور چنگھاڑ پانچ سو سال کی مسافت سے سنی جائے گی۔سب لوگ حتی کہ انبیاء بھی ہائے میری جان‘ہائے میری جان‘پکاریں گے۔ہاں مگر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہونگے:

اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ☆ ﴿ہائے میری امت‘ ہائے میری امت﴾

اور آگ دوزخ سے پہاڑوں کی طرح بلند ہورہی ہوگی اور امت محمدیہ یہ کہہ کر اس کو ہٹانے کی کوشش کررہی ہوگی:

”اے آگ نمازیوں کے صدقے‘ صدقہ دینے والوں‘ اللہ سے ڈرنے والوں اور روزہ رکھنے والوں کے صدقے واپس لوٹ جا۔وہ نہیں لوٹے گی اور جبرائیل علیہ

السلام اس موقع پر پکاریں گے ''اس آگ نے امت محمدیہ کی طرف رخ کر لیا ہے۔ پھر جبرئیل امین پانی کا ایک پیالہ لائیں گے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑا کر کہیں گے یا رسول اللہ یہ لیجئے اور اسے جہنم پر چھڑک دیجئے۔ آپ اسے جہنم پر چھڑک دیں گے تو وہ آگ اسی وقت بجھ جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل امین سے پوچھیں گے یہ کیسا پانی تھا۔ وہ جواب دیں گے یہ آپ کی امت کے گناہ گاروں کے آنسوؤں کا پانی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ یہ پانی میں آپ کو دوں تاکہ آپ اسے آگ پر چھڑکیں اور اللہ کے حکم سے آگ بجھ جائے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ تَبْکِیَانِ مِنْ خَشْیَتِکَ قَبْلَ اَنْ یَّکُوْنَ الدَّمْعُ دَمًا☆

﴿اے اللہ مجھے وہ آنکھیں عطا فرما جو تیری خشیت سے روئیں اس سے پہلے کہ آنسو خون بن جائیں﴾

اَعَیْنَیَّ ھَلَّا تَبْکِیَانِ عَلٰی ذَنْبِیْ ، تَنَاثَرَ عُمْرِیْ مِنْ یَدَیَّ وَلَا اَدْرِیْ

اے میری آنکھو تم میرے گناہ پر روتی کیوں نہیں ہو۔ میری عمر میرے ہاتھوں سے نکلی جارہی ہے اور میں بے خبر ہوں۔

حدیث پاک میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جونہی مومن بندے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلتے ہیں اور اس کی گرمی چہرے کو محسوس ہوتی ہے تو اس چہرے کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی''۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

باب نمبر 3

## صبر اور بیماری کا بیان

جو شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا اور رحمت و ثواب حاصل کرنا چاہے اور اس کی جنت میں جانا چاہے اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو دنیا کی خواہشات سے روکے۔ سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ ☆ ﴿اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے﴾

اور صبر کی کئی قسمیں ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا۔

2- حرام کاموں سے بچنے پر صبر کرنا۔

3- مصیبت اور پہلے صدمے پر صبر کرنا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت میں تین سو درجے عطا فرمائے گا۔ ہر درجے کی مسافت زمین سے آسمان تک ہوگی۔ اور جو شخص حرام چیزوں سے بچنے کے بارے میں صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن چھ سو درجے عنایت کرے گا یہ درجے کا فاصلہ ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہوگا۔ اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جنت میں سات سو درجے مرحمت فرمائیں گے۔ ہر درجے کا فاصلہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہوگا۔

### حکایت

کہتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام یہودیوں سے بچ کر نکلے تو انہوں نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب وہ قریب پہنچے تو آپ نے ایک درخت کو دیکھ کر کہا کہ اے درخت مجھے اپنے اندر چھپا لے۔ درخت پھٹ گیا تو آپ اس میں داخل ہوگئے اور

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص ایک رات بیمار رہا' اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔ جب تم بیمار ہو جاؤ تو صحت کی تمنا نہ کرو''۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص چالیس راتوں میں ایک رات بھی مصیبت' غم یا تکلیف میں مبتلا نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی مومن بندے کو بیماری میں مبتلا کرتا ہے تو بائیں طرف والے فرشتے سے فرماتا ہے اس کے گناہ لکھنا بند کر دو اور دائیں طرف والے فرشتے سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے وہ اچھے سے اچھا عمل لکھو جو وہ کیا کرتا تھا۔

حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے اللہ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے اور انہیں فرماتا ہے ہے۔ دیکھو مرا بندہ کیا کہتا ہے؟۔ اگر وہ کہتا ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ '' تو یہ کلمہ اللہ کے حضور پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا مجھ پر یہ حق ہے کہ اگر میں اسے فوت کروں تو اسے جنت میں داخل کروں اور اگر اسے شفاء دوں تو بدلے میں اسے پہلے سے اچھا گوشت اور اچھا خون عطا کروں۔ اور اس کے گناہ مٹا دوں۔

## حکایت

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکار شخص تھا اور وہ برائی سے باز نہیں آتا تھا۔ حتیٰ کہ شہر والے اس سے تنگ آ گئے اور اسے برائی سے منع کرنے سے قاصر رہے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکار نوجوان ہے اسے شہر سے نکال باہر کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس

کی بدکاری کی وجہ سے آگ کا عذاب آ پڑے۔ موسیٰ علیہ السلام آئے اور اسے شہر سے نکال باہر کیا۔ نوجوان ایک گاؤں میں چلا گیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اسے اس گاؤں سے بھی نکال دو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے وہاں سے بھی نکال دیا۔ وہ ایک ایسے ویرانے میں چلا گیا جہاں نہ کوئی رہتا تھا۔ نہ وہاں درخت پودے، نہ جنگلی جانور اور نہ پرندے تھے۔ وہ اس ویرانے میں بیمار ہو گیا۔ وہاں اس کا کوئی مددگار نہیں تھا جو اس کی دیکھ بھال کرتا۔ پس وہ مٹی کے ایک ڈھیر پر لیٹ گیا اور ناتوانی سے اپنا سر نیچے رکھ دیا۔ اور کہنے لگا کاش میرے سرہانے میری ماں ہوتی جو میری مسکینی پر رحم کھا کر روتی کاش میرا باپ موجود ہوتا جو میری مدد اور دیکھ بھال کرتا۔ کاش میری بیوی یہاں موجود ہوتی جو میرے مرنے پر روتی۔ کاش میرے پاس میرے بچے موجود ہوتے جو روتے ہوئے جنازے کے پیچھے چلتے۔ اور دعا کرتے کہ اے اللہ ہمارے بدکار، گناہ گار، کمزور، پردیسی والد کو بخش دے جسے شہر سے بستی اور بستی سے ویرانے کو دھکیل دیا گیا اور اب وہ ہر چیز سے مایوس ہو کر دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہے۔ اے اللہ تو نے مجھے میرے والدین اولاد اور بیوی سے جدا کر دیا اب اپنی رحمت سے تو جدا نہ کر۔ تو نے ان کے فراق سے میرے دل کو جلایا ہے اب میرے گناہ کی وجہ سے مجھے اپنی آگ میں مت جلائیو۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اس کی ماں اور بیوی کی شکل میں حوریں بھیج دیں اور اس کی اولاد کی صورت میں جنت کے بچے بھیج دیئے اور اس کے والد کی صورت میں فرشتے کو بھیج دیا جو اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے۔ اس نے کہا یہ لو میرا والد، والدہ، بیوی اور بچے میرے پاس آ گئے اور اس کا دل مسرور ہو گیا۔ اور وہ مغفور اور پاک ہو کر اللہ کی رحمت کو جا ملا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں ویرانے میں فلاں جگہ پر جائیے وہاں میرا ایک ولی فوت ہو گیا ہے۔ وہاں جا کر اس کے کفن دفن کا انتظام

کیجئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آپ نے اسی نوجوان کو دیکھا جس کو اللہ کے حکم سے بستی کی طرف سے نکالا گیا تھا اور خوبصورت حوریں اس کے آس پاس دیکھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پروردگار! کیا یہ وہی شخص نہیں جس کو میں نے آپ کے حکم سے شہر سے بستی کی طرف نکالا تھا؟۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے موسیٰ میں نے اس پر رحم فرمایا ہے۔اور اپنے مقام پر رونے کی وجہ سے اور اپنے وطن والدین' بیوی' اور اولاد کی جدائی کی وجہ سے میں نے اس سے درگزر کیا ہے۔اور اس کی والدہ کی صورت میں حور والد کی شکل میں فرشتہ اور بیوی کی شکل میں بھی حور بھیج دی۔کہ پردیس میں اس کی مسکینی پر رحم کھائیں۔اس لئے کہ جب کوئی غریب الوطن فوت ہو جاتا ہے تو آسمانوں اور زمین والے شفقت سے اس پر روتے ہیں۔میں کیسے اس پر رحم نہ کھاؤں۔میں تمام رحمدلوں سے زیادہ رحمدل ہوں۔جب کسی مسافر پر نزع طاری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو یہ بیچارہ مسافر اپنی اولاد' بیوی اور والدین کو چھوڑ آیا ہے۔جب یہ مرے گا تو اس پر کوئی روئے گا نہ غم کھائے گا۔پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے باپ کی صورت میں' ایک اس کی ماں کی صورت میں' ایک اس کے بچے کی صورت میں اور ایک کو کسی رشتے دار کی صورت میں اس کے پاس بھیج دیتا ہے۔پس جب وہ آنکھیں کھولتا ہے۔اور اپنے والدین اور اہل وعیال کو اپنے پاس موجود پاتا ہے تو اس کا دل خوش ہو جاتا ہے۔فرحت اور سرور کے ساتھ اس کی روح نکلتی ہے۔جب اس کا جنازہ نکلتا ہے وہ اس کے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کی قبر پر دعا کرتے رہتے ہیں۔اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

اَللّٰہُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِہٖ ☆ ﴿اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے﴾

حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کا جھوٹ سچ' تنگدستی اور خوشحالی

کے زمانے میں ظاہر ہوتا ہے۔ جو شخص خوشحالی کے زمانے میں تو خوش رہے اور تنگدستی کے زمانے میں آہ وزاری کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اگر کسی آدمی میں دنیا جہان کا علم جمع ہو جائے پھر اس پر مصیبت کی ہوائیں چلیں تو اس مصیبت کے زمانے میں وہ شکوہ شکایت کرے تو اس کا علم اور عمل اسے کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

حدیث قدسی میں ہے:

مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَآئِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ لِعَطَآئِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَآئِیْ ☆

﴿جو شخص میرے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور میری عطاء کا شکر ادا نہ کیا تو اسے چاہیے کہ میرے علاوہ کوئی اور رب ڈھونڈ لے﴾

## حکایت

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک نبی نے پچاس سال اللہ کی عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ میں نے تجھے بخش دیا۔ پیغمبر نے عرض کیا اے پروردگار آپ مجھے کیسے بخشیں گے میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ تو اللہ کے حکم سے ان کی رگ پر چوٹ لگائی گئی کہ وہ تمام رات نہ سو سکے۔ صبح کا فرشتہ آیا تو انہوں نے چوٹ کی تکلیف کی شکایت کی۔ فرشتے نے کہا کہ آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی پچاس سال کی عبادت اس شکوے کے برابر نہیں ہو سکتی۔

باب نمبر 4

# ریاضت اور نفسانی خواہش کا بیان

اللہ تعالٰی نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو وحی کی ۔ اے موسٰی اگر تم چاہتے ہو کہ میں تجھ سے اتنا قریب ہو جاؤں جس قدر تیرا کلام تمہاری زبان کے نزدیک' تیرے دل کا کھٹکا تیرے دل کے قریب' جتنی روح بدن کے قریب' تیری آنکھ کی روشنی آنکھ کے قریب' تیری سماعت تیرے کان کے قریب ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ☆ ﴿ہر انسان کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا﴾

یعنی قیامت کے لئے کیا عمل کیا۔

اے انسان تو جان لے کہ برائی کا حکم کرنے والا نفس' شیطان سے بھی زیادہ تیرا دشمن ہے۔ اور یہ شیطان نفسانی خواہشات کے ذریعے تجھ پر غالب آتا ہے۔ تو اپنے نفس کو دھوکے اور خواہشات میں نہ ڈال۔ کیونکہ نفس کی فطرت ہے کہ وہ آرام' غفلت' سستی اور کاہلی میں رہے۔ اس کی یہ چاہت غلط ہے۔ اور اس کی ہر چیز میں دھوکہ ہے۔ اگر تو نفس سے راضی رہے گا اور اس کے حکم کی پیروی کرے گا تو تو ہلاک ہو گا۔ اور اگر اس کے محاسبے سے تو غفلت برتے گا تو ڈوب جائے گا۔ اگر اس کی مخالفت سے قاصر اور اس کی خواہش کی پیروی کرے گا تو وہ تجھے آگ کی طرف کھینچ لے جائے گا۔ اور نفس بھلائی کی طرف نہیں جاتا۔ یہ مصیبتوں کی جڑ اور رسوائی کی کان ہے۔ اور یہ شیطان کا خزانہ اور ہر برائی کا ٹھکانہ ہے۔ اسے اس کا پیدا کرنے والا (اللہ) ہی ٹھیک پہچانتا ہے۔

وَاتَّقُو االلّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ☆

﴿اور تم اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ خبردار ہے اس سے جو تم کرتے ہو یعنی نیکی اور برائی﴾

جب انسان گذشتہ عمر پر غور کرے اور آخرت کی طلب کرے تو یہ غور و فکر اس کے دل کے لئے غسل ہوگا۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک گھڑی بھر غور و فکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(تفسیر ابولیث)

دانش مند انسان کو چاہیے کہ گذشتہ گناہوں پر توبہ کرتا رہے۔ اور ہر اس چیز میں غور وفکر کرے جو اس کو اللہ کے قریب کرے۔ اور دار آخرت میں اسے نجات دے۔ امیدیں کم کر دے۔ توبہ میں جلدی کرے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔ اور ممنوع چیزوں کو چھوڑ دے۔ اپنے نفس کو صبر دلائے۔ اور نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے۔ یہ نفس ایک بت ہے اور جو نفس کی اطاعت کرتا ہے گویا وہ بت کو پوجتا ہے۔ اور جو شخص خلوص نیت سے اللہ کی عبادت کرے گا پس وہی شخص اپنے نفس پر غالب رہے گا۔

## حکایت

روایت ہے کہ حضرت مالک بن دینارؒ بصرہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ آپ نے انجیر کا پھل دیکھا اور اس کے کھانے کی خواہش کی۔ آپ نے اپنے جوتے اتارے اور سبزی بیچنے والے کو دیتے ہوئے کہا کہ مجھے انجیر دے دو۔ سبزی فروش نے جوتوں کو دیکھا اور کہا ان کا کچھ نہیں آتا۔ یہ سن کر وہ چلے گئے۔ سبزی فروش سے کہا گیا کہ تم جانتے نہیں کہ یہ کون تھے۔ اس نے کہا نہیں۔ اسے بتایا گیا کہ یہ مالک بن دینارؒ تھے۔ سبزی فروش نے انجیر کا ٹوکرا اپنے نوکر کے سر پر رکھا اور کہا یہ لے جاؤ اگر یہ ٹوکرا وہ قبول کر لیں تو تم آزاد ہو۔ یہ سن کر نوکر حضرت مالک بن دینارؒ کے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

چھوڑ دینا! اور کم کھانا۔ اور لوگوں کی ایذائیں برداشت کرنا۔ کم سونے سے ارادوں میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور کم کھانے سے آفتوں سے انسان سلامت رہتا ہے۔ اور لوگوں کی ایذا برداشت کرنے سے انسان منزل مقصود کو پہنچتا ہے۔ تھوڑا کھانا خواہشات نفسانی کی موت ہے۔ اس لئے کہ زیادہ کھانے سے دل سخت ہوتا ہے اور اس کا نور جاتا رہتا ہے۔ دانائی بھوک سے پیدا ہوتی ہے۔ اور زیادہ پیٹ بھر کر کھانا انسان کو اللہ سے دور کرتا ہے۔ جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

بھوک سے اپنے دلوں کو روشن کرو اور بھوک اور پیاس کے ذریعے اپنے نفس سے جہاد کرو۔ بھوک کے ذریعے ہمیشہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو۔ کیونکہ نفس کے ساتھ جہاد کرنے کا اجر اتنا ہی ہے جتنا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے لئے۔ بھوک اور پیاس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی عمل محبوب نہیں۔ جس نے اپنے پیٹ کو بھر لیا وہ آسمانوں کی شہنشاہیت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ عبادات کی لذت کھو بیٹھے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ اپنے پروردگار کی عبادت کی لذت حاصل کر سکوں۔ اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے اپنے پروردگار سے ملاقات کے شوق میں سیر ہو کر نہیں کھایا پیا۔ کیونکہ زیادہ کھانے سے عبادات میں کمی پیدا ہو گی۔

اس لئے کہ جب انسان زیادہ کھا لے گا تو اس کا بدن بھاری ہو جائے گا۔ اور نیند اس پر غالب ہو جائے گی۔ اور اس کے اعضاء سست پڑ جائیں گے۔ اور پھر وہ چاہے کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے اس سے سونے کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ پڑے ہوئے مردے کی طرح ہو جائے گا۔

(منہاج العابدین)

حضرت لقمان حکیم کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ سونا اور کھانا زیادہ مت کرو۔ کیونکہ جس نے یہ دو کام زیادہ کیے وہ قیامت کے روز نیک اعمال سے تہی دامن ہوگا۔

(منیۃ المفتی)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زیادہ کھانے پینے کے ساتھ دلوں کو مردہ مت بناؤ۔ یقیناً دل اس کھیتی کی طرح ہے جس کو زیادہ پانی دیا جائے مردہ ہو جاتا ہے۔

بعض صالحین نے معدہ کو ہنڈیا سے تشبیہ دی ہے جو دل کے نیچے جوش کھاتی ہے اور بخارات دل کی طرف چڑھتے ہیں اور بخارات کی یہ کثرت اس دل کو میلا اور سیاہ کردیتی ہے اور زیادہ کھانے سے عقل اور علم میں کمی ہو جاتی ہے۔ یقیناً پیٹ بھر کر کھانا ذہانت کو ختم کردیتا ہے۔

## حکایت

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے سامنے شیطان آیا۔ اس پر بہت سی چیزیں لٹکی ہوئی تھیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہ کیا چیزیں ہیں۔ اس نے کہا یہ نفسانی خواہشات ہیں جن کے ذریعے میں انسانوں کو شکار کرتا ہوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا ان میں میرے لئے بھی کوئی پھندا ہے۔ شیطان نے کہا نہیں۔ ہاں ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھالیا تھا جس کی وجہ سے ہم نے آپ کو نماز سے غافل کردیا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا آئندہ میں کبھی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا آئندہ میں بھی کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

یہ معاملہ اس شخص کے ساتھ ہوا تھا جس نے ایک رات پیٹ بھر کر کھایا تھا تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے زندگی بھر ایک رات بھی فاقہ نہیں کیا؟ اور پھر بھی

عبادت کی امید رکھتا ہے۔

## حکایت

یہ بھی حضرت یحیٰی علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے پیٹ بھر کر جو کی روٹی کھالی۔ اس رات سو جانے کی وجہ سے اپنے وظیفے سے قاصر رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کیا تمہیں کوئی ایسا گھر مل گیا ہے جو میرے گھر سے بہتر ہے۔ یا تمہیں کوئی ایسا پڑوس مل گیا ہے جو میرے پڑوس سے بہتر ہے؟ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر تم جنت الفردوس کو جھانک کر دیکھ لو اور ایک جھلک جہنم کی دیکھ لو تو تم آنسوؤں کی بجائے پیپ کے آنسو رونے لگو اور کپڑوں کی جگہ لوہا پہن لو۔

All rights reserved 2002-2006

## باب نمبر 5

# نفس کے غلبہ اور شیطان کی دشمنی کا بیان

دانش مند آدمی کو چاہیے کہ فاقہ کشی کے ذریعے خواہش نفس کا قلع قمع کرے۔ کیونکہ جب انسان بھوکا ہو گا تو اللہ کا دشمن نفس مغلوب ہو گا۔ یقیناً خواہش نفسانی اور کھانا پینا شیطان کے لئے انسان کو گمراہ کرنے کا ذریعہ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ فَضَیِّقُوْا مَجَارِیَهٗ بِالْجُوْعِ ☆ | ﴿بے شک شیطان انسان کے خون کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ تو فاقہ کشی کے ساتھ شیطان کے چلنے کے راستے تنگ کر دو﴾ |

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے قریب تر وہ شخص ہو گا جو زیادہ بھوکا اور پیاسا رہے گا۔ اور انسان کے لئے سب سے زیادہ مہلک چیز پیٹ کی خواہش (بھوک) ہے۔ اسی کی وجہ سے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام آرام کے گھر سے ذلت اور تنگدستی کے

سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے۔ کیا تم نے ان بھڑوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے؟ اس شخص نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا ابھی اللہ سے کوئی تعلق ہے۔ کیا تم نے انار کی خواہش سے بچنے کی اللہ سے کوئی دعا کی ہے۔ کیونکہ انار کی تکلیف آخرت میں ملے گی اور بھڑوں کے کاٹنے کی تکلیف دنیا میں محسوس ہوگی۔ اور بھڑوں کا کاٹنا نفس کے لئے ہے۔ اور خواہشات کا ڈسنا دلوں کے لئے ہے۔

نفسانی خواہش بادشاہوں کو غلام بنا دیتی ہے۔ اور مصائب پر صبر کرنا غلاموں کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے قصے میں دیکھا نہیں؟ کہ یوسف علیہ السلام تو اپنے صبر کی وجہ سے مصر کے بادشاہ بن گئے اور نفسانی خواہش نے زلیخا کو فقیر، حقیر اور راندھی بڑھیا بنا دیا۔ کیونکہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں صبر سے کام نہیں لیا۔

## حکایت

حضرت ابوالحسن رازیؒ نے اپنے والد کو وفات سے دو سال بعد خواب میں دیکھا۔ ان پر تارکول کا لباس تھا۔ انہوں نے اپنے والد سے پوچھا اے ابا جان کیا بات ہے میں آپ کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے مجھے میرے نفس نے آگ کی طرف کھینچ لیا ہے۔ اے میرے بیٹے اپنے نفس کے دھوکے سے بچتے رہنا۔

## نصیحت آمیز عربی اشعار

اِنّی ابْتُلِیْتُ بِاَرْبَعٍ مَّا سَلَّطُوْا ۔۔۔ اِلَّا لِشِدَّۃِ شِقْوَتِیْ وَعَنَائِیْ

اِبْلِیْسُ وَالدُّنْیَا وَنَفْسِیْ وَالْھَوٰی ۔۔۔ کَیْفَ الْخَلَاصُ وَکُلُّھُمْ اَعْدَآئِیْ

وَاَرَی الْھَـوٰی تَدْعُوْا اِلَـیْہِ فِـیْ ظُـلْمَۃِ الشَّھَوَاتِ وَالْاَ
خَـــوَاطِـــرِیْ ھُـــوَائُـــــیْ

(1) (چار چیزوں سے میری آزمائش ہو رہی ہے۔ یہ میری بدنصیبی اور مصیبت کی وجہ سے مجھ پر حاوی ہوگئیں۔)

(2) (یعنی شیطان اور دنیا اور میرا اپنا نفس اور خواہشات نفسانی یہ سب میرے دشمن ہیں۔ان سے میں کیسے بچ سکتا ہوں؟

(3) (میں خواہش کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کی طرف میرے جذبات مجھے بلا رہے ہیں من مانی اور شہوات کے اندھیرے میں)

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا نفس میری سرحد ہے اور میرا علم میرا ہتھیار ہے اور میرا گناہ میری ناکامی ہے اور شیطان میرا دشمن ہے اور میں خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہوں۔

حکایت

کسی عارف کا بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

(1) کافروں کے ساتھ جہاد۔ وہ ظاہری جہاد ہے جس کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے:

یُـجَــاھِـدُوْنَ فِـیْ سَبِـیْـلِ اللّٰہِ☆ ﴿وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں﴾

(2) جھوٹوں کے ساتھ علم اور دلیل کے ساتھ جہاد۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَــادِلْھُــمْ بِــالَّتِیْ ھِـیَ اَحْسَنُ☆ ﴿ان سے جہاد کیجئے اس طریقے سے جو زیادہ اچھا ہے﴾

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

زنجیر سے گردن کے ساتھ باندھا جائے گا۔ نہ اس کے پیر میں بیڑیاں پہنائی جائیں گی۔ نہ اس کو بھوکا رکھا جائے گا۔ اور نہ اس کے بدن کو بے لباس کیا جائے گا۔ اور جو خدائے جبار کے عذاب میں گرفتار ہو گیا وہ روسیاہ ہوگا اور اس کا ہاتھ زنجیروں سے گردن کے ساتھ باندھ دیا جائے گا اور اس کے پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی۔ اور اس کا کھانا پینا اور پہناوا سب آگ ہوگا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

دوستی تھی۔ ایک دفعہ ملاقات ہوئی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے پوچھا اے موت کے فرشتے: کیا تم ملنے کے لئے آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کے لئے۔ فرشتے نے کہا نہیں، میں ملنے آیا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ فرشتے نے پوچھا کیا کام ہے؟۔ آپ نے فرمایا جب میری موت قریب ہو اور تم میری روح قبض کرنا چاہو تو مجھے پہلے بتا دینا۔ فرشتے نے کہا جی ہاں میں آپ کی روح قبض کرنے سے پہلے دو یا تین قاصد آپ کے پاس بھیجوں گا۔ جب آپ کی مدت عمر ختم ہو گئی تو ملک الموت آ گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کیا ملنے آئے ہو یا میری روح قبض کرنے؟۔ فرشتے نے کہا: آپ کی روح قبض کرنے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے مجھے بتایا نہیں تھا کہ تم موت سے پہلے دو یا تین قاصد میرے پاس بھیجو گے۔ فرشتے نے کہا میں نے ایسا کیا تھا اور قاصد بھیج دیئے تھے۔ آپ کے بالوں کی سیاہی کے بعد بالوں کی سفیدی اور آپ کی طاقت کے بعد بدن کی کمزوری اور آپ کے سیدھے جسم کے بعد کمر کا جھکاؤ۔ اے یعقوب علیہ السلام موت سے پہلے انسان کی طرف میرے یہی قاصد ہوتے ہیں۔

مَضَی الدَّهْرُ وَالْاَ یَّامُ وَجَآءَ رَسُوْلُ الْمَوْتِ
وَالذَّنْبُ حَاصِلُ وَالْقَلْبُ غَافِلُ
نَعِیْمُکَ فِی الدُّنْیَا وَعَیْشُکَ فِی الدُّنْیَا
غُرُوْرٌ وَحَسْرَةٌ مُحَالٌ وَبَاطِلُ

(زمانہ گزر گیا اور دن بیت گئے اور پلے میں گناہ ہی گناہ ہیں۔ موت کا قاصد آ گیا اور دل غافل ہے)۔

(دنیا میں تیری عیش و عشرت دھوکہ اور پشیمانی ہے۔ اور دنیا میں تیرا عیش و آرام کرنا فریب اور جھوٹ ہے)۔

حضرت ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک بزرگ بیمار تھے میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ وہ ایک بڑے بزرگ تھے۔ ان کے شاگرد ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ بزرگ رو رہے تھے۔ وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا محترم آپ کیوں روتے ہیں کیا دنیا کے لئے؟ فرمایا میں نماز کے رہ جانے پر رو رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یہ کیسے ہوا آپ تو پکے نمازی ہیں؟ فرمانے لگے اتنی عمر ہوگئی غفلت میں ہی سجدہ کر رہا ہوں اور غفلت میں ہی سر اٹھاتا ہوں۔ اور اسی غفلت ہی میں مر جاؤں گا۔ پھر انہوں نے گہرا سانس لیا اور یہ شعر پڑھے۔

تَفَکَّرْتُ فِیْ حَشْرِیْ وَ یَوْمِ قِیَامَتِیْ     وَاصْبَاحِ خَدِّیْ فِیْ الْمَقَابِرِ ثَاوِیًا

فَرِیْدًا وَّحِیْدًا بَعْدَ عِزٍّ وَّرِفْعَۃٍ     رَهِیْنًا بِجُرْمِیْ وَ التُّرَابُ وَسَادِیًا

تَفَکَّرْتُ فِیْ طُوْلِ الْحِسَابِ وَ عَرْضِہٖ     وَذُلِّ مَقَامِیْ حِیْنَ اُعْطِیْ کِتَابِیًا

وَ لٰکِنْ رَّجَائِیْ فِیْکَ رَبِّیْ وَخَالِقِیْ     بِاَنَّکَ تَعْفُوْ یَا اِلٰهِیْ خَطَایًا

(میں روزِ حشر اور قیامت کے دن پر غور کر رہا ہوں جب میرا چہرہ قبر میں مٹی میں ملنے والا ہے)۔

عزت اور بلندی کے بعد یکا و تنہا ہوں گا۔ اپنے گناہوں میں گرفتار۔ اور مٹی میرا تکیہ ہوگا۔

میں حساب کی لمبائی اور چوڑائی پر غور کرتا ہوں۔ اور اپنے مقام کی پستی پر جب مجھے اعمال نامہ دیا جائے گا۔

لیکن اے میرے رب اور میرے خالق میری امید تیری ہی ذات پر ہے۔ اس

لئے کہ تو ہی میرے گناہ معاف کرے گا)۔

عیون الاخبار میں حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لوگ تین باتیں کہتے ہیں لیکن اپنے عمل سے ان باتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

1- کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ لیکن بے مہار لوگوں کی طرح عمل کرتے ہیں۔ ایسا کرنا ان کے قول کے خلاف ہے۔

2- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری روزی کا ذمہ دار ہے لیکن ان کے دل دنیا اور دنیا کا سامان جمع کرنے پر مطمئن ہوتے ہیں۔ یہ عمل بھی ان کے قول کے مخالف ہے۔

3- کہتے ہیں موت کا آنا ہمارے لئے حقیقت ہے مگر عمل ایسا کرتے ہیں گویا کبھی نہیں مریں گے یہ بات بھی ان کے قول کے الٹ ہے۔

میرے بھائی سوچو تو سہی۔ اللہ تعالیٰ کے پاس کیسے جسم کے ساتھ کھڑے ہو گے۔ اور کس زبان سے جواب دو گے۔ اور ہر چھوٹی بڑی چیز کے بارے میں کیا جواب دو گے۔ اس کے سوال کا جواب تیار رکھو۔ اور جواب درست ہو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ☆

﴿اور تم اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ خبردار ہے اس سے جو تم کرتے ہو۔ (یعنی اچھائی یا برائی)﴾

پھر مومنوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اور ظاہر و باطن میں اللہ کو ایک جانیں۔

حدیث قدسی شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ایک شخص نے حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے عبادت میں مزہ نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا اس لئے تو اطاعت کی عبادت کرتا ہے۔ نہ کہ اللہ کی۔ تو خاص اللہ کی عبادت کر۔ تا کہ تجھے اطاعت میں مزہ آئے۔

## حکایت

ایک شخص نے نماز شروع کی۔ جب وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر پہنچا تو دل میں خیال آیا کہ میں حقیقت میں اللہ کی عبادت کر رہا ہوں۔ اسے غیب سے آواز آئی کہ تم جھوٹے ہو۔ تم تو مخلوق کی عبادت کر رہے ہو۔ اس نے توبہ کی اور نماز توڑ ڈالی اور پھر سے نماز شروع کی۔ پھر جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر پہنچا تو آواز آئی تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ تم اپنے مال کی عبادت کر رہے ہو۔ اس نے سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔ پھر نماز شروع کی۔ پھر جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر پہنچا تو آواز آئی کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو تم تو اپنے کپڑوں کی عبادت کر رہے ہو۔ اس نے نہایت ضرورت کی چیزوں کے علاوہ سب کچھ اللہ کی راہ میں دے دیا۔ پھر نماز شروع کی۔ جب وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر پہنچا تو آواز آئی اب تم نے سچ کہا۔ کہ تم اپنے رب کی عبادت کر رہے ہو۔

## حکایت

کتاب رونق المجالس میں ہے۔ ایک شخص کا چغہ گم ہو گیا۔ اسے یاد نہ کر رہا کہ اس سے کون لے گیا ہے۔ جب وہ نماز پڑھ رہا تھا تو اسے یاد آ گیا۔ اس نے سلام پھیر کر اپنے غلام سے کہا کہ فلاں شخص کے پاس جا کر چغہ واپس لاؤ۔ غلام نے پوچھا آپ کو کب یاد آیا۔ کہا جب میں نماز پڑھ رہا تھا۔ غلام نے کہا میرے آقا۔ آپ چغے کے طالب تھے نہ کہ خدا کے۔ اس کے آقا نے اس کے صحیح عقیدے کی برکت سے اسے آزاد کر دیا۔ پس عقل مند کو چاہئے کہ دنیا کا خیال چھوڑ دے۔ اور خالص اللہ کی عبادت کرے۔ آگے کی سوچے اور آخرت ہی کو مدنظر رکھے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔

| | |
|---|---|
| مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ | ﴿جو شخص آخرت کا پھل چاہتا |
| الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ | ہے ہم اسے آخرت کا ہی زیادہ |
| وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ | دیتے ہیں۔ اور جو شخص دنیا کا |
| الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَالَهٗ فِي | پھل چاہتا ہے (یعنی سامان' |
| الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ☆ | لباس اور کھانا پینا وغیرہ تو ہم اس |
| (سورہ شوریٰ آیت ۲۰) | کو وہی دیتے ہیں۔ اور آخرت |
| | میں اس کو کوئی حصہ نہیں ہوگا﴾ |

یعنی اس کے دل سے آخرت کی محبت نکال دی جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چالیس ہزار دینار پوشیدہ اور چالیس ہزار دینار اعلانیہ خرچ کر دیئے۔ حتیٰ کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچا۔ اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے گھر والے دنیا اور دنیا کی خواہشات سے منہ موڑے رہتے تھے۔ اور اسی لئے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کیا تو آپ کا جہیز بکری کا ایک رنگا ہوا چمڑا اور چمڑے کا ایک تکیہ۔ جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی پر مشتمل تھا۔

باب نمبر 7

# اللہ تعالیٰ کو بھول جانے، گناہ اور منافقت کا بیان

## حکایت

ایک عورت حضرت حسن بصریؒ کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ میری جوان بیٹی تھی جو فوت ہوگئی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں۔ میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ آپ مجھے کوئی ایسا طریقہ بتا دیں جس سے میں اس کو دیکھ لوں۔ آپ نے طریقہ بتا دیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس کی لڑکی تارکول کا لباس پہنے ہوئے ہے اور اس کی گردن میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اس عورت نے آ کر حضرت حسن بصریؒ کو یہ بات بتائی۔ یہ سن کر آپ غمگین ہوئے۔

پھر کچھ مدت بعد حضرت حسن بصریؒ نے اس لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اور سر پر تاج پہنے ہوئے ہے۔ اس لڑکی نے کہا۔ اے حسن کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کی پاس آئی تھی اور یہ بات کہی تھی۔ آپ نے پوچھا تیری یہ حالت کیسے ہوگئی؟۔ اس نے بتایا کہ ہمارے قبرستان سے ایک شخص کا گذر ہوا۔ اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود شریف پڑھا۔ اور قبرستان میں اس وقت ساڑھے پانچ سو انسان عذاب میں گرفتار تھے۔ غیب سے آواز آئی کہ اس شخص کے درود شریف پڑھنے کی برکت سے ان لوگوں سے عذاب ہٹا دو۔

## نکتہ

ایک شخص کے ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے اتنے لوگوں کی مغفرت ہوگئی تو جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر پچاس سال سے درود شریف پڑھ رہا ہو تو کیا قیامت کے دن اسے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی؟۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَاتَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ | ﴿تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو |
| نَسُوا اللّٰہَ☆ | جاؤ جو اللہ کو بھول گئے﴾ |

(سورہ حشر آیت ۱۹)

یعنی منافقین کی طرح۔جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کردیا اور اس کی خلاف ورزی کی۔اور دنیا کی خواہشات اور لذت کے دھوکے میں آ گئے۔

حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مومن اور منافق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔مومن کا مطمح نظر نماز اور روزہ ہوتا ہے اور منافق کے سامنے چوپایوں کی طرح کھانا پینا اور نماز و عبادت کا چھوڑنا ہوتا ہے۔نیز مومن صدقہ خیرات اور طلب مغفرت میں لگا رہتا ہے اور منافق امید اور حرص کی طرف مصروف رہتا ہے۔مومن اللہ کے سوا ہر چیز سے ناامید ہوتا ہے اور منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے امیدوار ہوتا ہے۔مومن اپنے دین کے لئے مال آگے بھیجتا ہے اور منافق مال کے لئے اپنا دین چھوڑ دیتا ہے۔مومن اللہ کے سوا ہر چیز سے بے خوف ہوتا ہے اور منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے خوف کھاتا ہے۔مومن نیکی کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق برائی کرتا ہے اور ہنستا ہے۔مومن تنہائی اور گوشہ نشینی پسند کرتا ہے اور منافق میل جول اور یاری دوستی میں مشغول رہتا ہے۔مومن نیکی کا بیج بوتا ہے اور خرابی سے ڈرتا ہے اور منافق کھیتی برباد کرتا ہے اور کاٹنے کی امید رکھتا ہے۔مومن اپنے دین اور معاشرت میں برائی سے رکتا ہے اور اصلاح کرتا ہے اور منافق برائی کا حکم کرتا ہے اور نیکی سے روکتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ☆

(سورہ توبہ آیت ۶۸_۶۷)

﴿منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں جو برائی کا حکم کرتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکے رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے ہیں تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا ہے۔ بلاشبہ منافق لوگ غلط کار ہیں۔ اور اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دے رکھا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ جہنم ہی ان کے لئے کافی ہے۔ اللہ نے انہیں رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے لئے مسلسل عذاب ہے﴾

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا☆ (سورہ النساء آیت ۱۴۰)

﴿بلاشبہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے﴾

یعنی اگر وہ نفاق اور کفر پر مر گئے تو ان کا انجام دوزخ ہے۔اور منافقین کا پہلے ذکر فرمایا۔اس لئے کہ وہ کافروں سے زیادہ برے ہیں۔ان سب کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا☆
(سورہ النساء آیت ۱۴۵)

﴿بلاشبہ منافق لوگ دوزخ کے انتہائی نچلے درجے میں ہونگے اور آپ کو ان کا کوئی مددگار نظر نہیں آئے گا﴾

اور منافق لغت میں نافقاء الیربوع سے نکلا ہے۔کہتے ہیں کہ جنگلی چوہے کے بل کے دو راستے ہوتے ہیں۔ایک کو نافقاء اور دوسرے کو قاصعاء کہتے ہیں۔وہ اپنے آپ کو بل کے ایک راستے سے ظاہر کرتا ہے اور دوسرے سے نکل جاتا ہے۔اسی لئے منافق کو منافق کہتے ہیں کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اسلام سے کفر کی طرف نکل جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:۔

"مَثَلُ الْمُنَافِقِ کَمَثَلِ الشَّاۃِ تَرْعٰی بَیْنَ قَطِیْعَیْنِ مِنَ الْغَنَمِ تَارَۃً تَسِیْرُ اِلٰی ھٰذَا الْقَطِیْعِ وَتَارَۃً اِلٰی ھٰذَا الْقَطِیْعِ وَلَا تَسْکُنُ لِوَاحِدٍ مِنْھُمَا لِاَنَّھَا غَرِیْبَۃٌ لَّیْسَتْ مِنْھُمَا"☆

﴿منافق کا حال اس بکری جیسا ہے جو بکریوں کے دو ریوڑوں کے درمیان چرتی ہے۔کبھی اس ریوڑ میں اور کبھی اس ریوڑ میں چلی جاتی ہے۔اسے کسی ایک ریوڑ میں قرار نہیں ہوتا۔کیونکہ وہ اجنبی ہوتی ہے۔اور وہ دونوں میں سے نہیں ہوتی﴾

اسی طرح منافق بھی پوری طرح مسلمانوں میں شامل نہیں رہتا۔ اور نہ ہی کافروں کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا فرمایا۔ اس کے سات دروازے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

| | |
|---|---|
| لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ☆ (سورہ الحجر آیت ۴۴) | ﴿اس دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کا ایک ایک حصہ ہے۔﴾ |

اور لوہے کا تہہ دار دروازہ ہے۔ جس کا اوپر کا حصہ تانبے کا اور اندرونی حصہ سیسے کا ہے اس کے نیچے عذاب ہے۔ اور اوپر ناراضگی ہے۔ اور اس کی زمین تانبے۔ کانچ لوہے اور سکے کی ہے۔ اور ان کے دائیں بائیں اور اوپر نیچے آگ ہی آگ ہے۔ اور دوزخ کے اوپر نیچے کئی درجے ہیں۔ اور سب سے نچلا درجہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے بنایا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل مجھے دوزخ اور اس کی گرمی کے بارے میں بتایئے۔ جبریل امین نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا۔ پھر ایک ہزار سال تک اس کی آگ بھڑکائی۔ حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک آگ بھڑکائی حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا کہ وہ سیاہ ہو گئی۔ پس اس وقت وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے کہ اگر دوزخیوں کا ایک کپڑا دنیا والوں کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سب مر جائیں۔ اور اگر وہاں کے پانی کا ایک ڈول زمین کے تمام پانی میں ڈال دیا جائے تو جو بھی اسے پئے ہلاک ہو جائے۔ وہاں کی زنجیر کا ایک ٹکڑا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔!

فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ﴿پھر اس زنجیر میں جس کی
ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْهُ ☆ (سورہ لمبائی ستر گز ہے جکڑ دو﴾
الحاقہ آیت ۳۲)

ہر ذراع کا طول مشرق سے مغرب تک ہوتا ہے اس زنجیر کا ایک ٹکڑا اگر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائیں۔ اگر ایک آدمی جو دوزخ میں داخل ہوا پھر وہاں سے نکال کر دنیا میں لایا جائے تو اس کی بدبو سے ہی اہل زمین مر جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل امین سے پوچھا۔ اے جبرائیل مجھے دوزخ کے دروازوں کے بارے میں بتائیے۔ کیا وہ ہمارے ان دروازوں کی طرح ہیں جبریل امین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! نہیں بلکہ تہہ در تہہ ہیں اور ایک سے ایک نیچے ہیں۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ایک سال کی مسافت ہے۔ ہر دروازہ پہلے دروازے سے ستر گنا گرم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دروازوں کے مقام کے بارے میں پوچھا تو بتایا کہ سب سے نیچے والے میں منافق ہیں۔ اور اس دوزخ کا نام ہاویہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ ﴿منافق لوگ دوزخ کے سب
الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ☆ سے نچلے درجے میں ہونگے﴾

دوسرے دروازے والے حصے میں مشرک لوگ ہونگے۔ اس کا نام جحیم ہے۔ تیسرے میں صابی (ستارہ پرست) ہونگے۔ اس دوزخ کا نام سقر ہے۔ چوتھے میں شیطان لعین اور اس کے پیروکار مجوسی ہونگے۔ اس دوزخ کا نام لظیٰ ہے۔ اور پانچویں دروازے کے اندر یہودی ہونگے۔ اور اس دوزخ کا نام حطمہ ہے۔ اور چھٹے دروازے کے اندر عیسائی ہونگے اور اس دوزخ کا نام سعیر ہے۔ پھر حضرت جبریل امین رک گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ساتویں دروازے کے اندر رہنے والوں کے بارے میں مجھے کیوں نہیں بتاتے؟ جبریل امین

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ وَمِنْ
عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ كُلِّ عَمَلٍ
يُّقَرِّبُنَآ اِلَى النَّارِ ☆ وَاَدْخِلْنَا
الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ
بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ
يَا غَفَّارُ ☆ اَللّٰهُمَّ
اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا
وَاَقِلْنَا مِنْ عَثَرَاتِنَا
وَلَا تَفْضَحْنَا بَيْنَ يَدَيْكَ
يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى
اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ☆

﴿اے اللہ ہمیں دوزخ اور اس
کے عذاب سے بچا۔ اور ہر اس
عمل سے جو ہمیں دوزخ کے
پاس لے جائے اور ہمیں اپنی
رحمت سے نیک لوگوں کے
ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اور
اے غالب اور بہت بخشش
کرنے والے۔ اے اللہ ہماری
پردہ پوشی فرمایئے اور ہمارا ڈر دور
کر دیجئے اور ہماری لغزشیں
معاف فرما دیجئے۔ اور سب رحم
کرنے والوں سے زیادہ رحم
کرنے والے ہمیں اپنے روبرو
رسوا نہ فرمایئے۔ اور ہمارے آقا
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم اور آپ کی آل اور
صحابہؓ پر رحمتیں نازل فرمایئے
اور سلامتی نازل کیجئے﴾

باب نمبر 8

## توبہ کا بیان

توبہ کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً النَّصُوْحًا ☆ ﴿اور تم اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو﴾

(سورہ التحریم آیت ۸)

اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوْا اللّٰہَ ☆ ﴿اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے﴾

(سورہ الحشر آیت ۱۹)

یعنی انہوں نے اللہ سے عہد کیا۔ اور اس کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ☆ ﴿تو اللہ نے ان کو ان کی جانیں بھلا دیں﴾

یعنی وہ اپنی حالت کو بھول گئے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو برائی سے نہ روک سکے۔ اور نہ اپنے لئے کوئی نیکی آگے بھیج سکے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو اللہ کو ملنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے ملنا چاہتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو ملنا پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے ملنا پسند نہیں کرتا۔

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ☆ ﴿وہی لوگ حق سے دور ہونے والے ہیں﴾

یعنی وہ نافرمان ہیں اور اللہ کے وعدے کو توڑنے والے ہیں۔

اور وہ راہ ہدایت اور اس کی رحمت وبخشش سے ہٹ جانے والے ہیں۔ اور فاسق

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

یعنی ان کی توبہ قبول کر کے ان
کے برے اعمال سے درگزر
فرماتا ہے۔اور آنحضور صلی اللہ
علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنۡبِ کَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَہٗ☆

﴿گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں﴾

## حکایت

روایت ہے کہ ایک شخص جب کوئی گناہ کرتا تو اسے ایک رجسٹر میں لکھ لیتا۔ ایک دن اس نے گناہ کیا اور اپنا گناہ لکھنے کے لئے اس نے وہ رجسٹر کھولا تو اس میں کوئی گناہ لکھا ہوا نہیں تھا۔ اور گناہوں کی جگہ اللہ تعالٰی کا یہ فرمان لکھا ہوا تھا:

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمۡ حَسَنٰتٍ☆ (سورہ الفرقان آیت ۷۰)

﴿تو یہی لوگ ہیں جن کے گناہ اللہ تعالی نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔﴾

یعنی شرک کی جگہ ایمان اور زنا کاری کی جگہ معافی۔ اور نافرمانی جگہ فرمان برداری اور پاک بازی لکھ دیتا ہے۔

## حکایت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ گاہے بگاہے مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ راستے میں آپ کو ایک نوجوان ملا۔ جو اپنے کپڑوں کے اندر ایک شیشی اٹھائے جا رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے اس نوجوان سے پوچھا۔ تو یہ کپڑوں کے اندر کیا اٹھائے جا رہا ہے۔ اور اس شیشی میں شراب تھی۔ نوجوان یہ بتانے سے شرمایا کہ اس کے اندر شراب ہے۔ اور اس نے دل میں کہا اے اللہ

فاروق اعظمؓ کے سامنے مجھے شرمسار نہ فرمائیو۔ اور مجھے رسوا نہ کیجو۔ ان کے سامنے میرا پردہ رکھیو۔ آئندہ میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ پھر اس نے فاروق اعظمؓ سے عرض کیا۔ امیر المومنین! یہ میں سرکہ لئے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا لاؤ میں دیکھوں اس نے آپ کی سامنے شیشی نکالی' حضرت عمرؓ نے دیکھا تو اس میں سرکہ تھا۔

دیکھئے ایک شخص نے ایک انسان سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شراب کو سرکہ میں بدل دیا کہ وہ جانتا تھا کہ اس نے سچے دل سے توبہ کی ہے۔ اور اگر کوئی بیچارہ گنہگار برے اعمال سے سچی توبہ کرے گا۔ اور اپنے گناہ پر شرمسار ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ سبحانہ' اس کی برائیوں کے شراب کو اطاعت کے سرکہ سے بدل دے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مذکور ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا تو راستے میں مجھے ایک عورت ملی۔ جس نے کہا۔ ابو ہریرہ! میں نے ایک گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا میں توبہ کر سکتی ہوں؟ میں نے کہا تم نے کیا گناہ کیا ہے؟۔ اس نے کہا کہ میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس سے ہونے والے بچے کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے اسے کہا۔ تو ہلاک ہوگئی اور تو نے ہلاک کر دیا۔ واللہ تمہاری توبہ قبول نہیں! یہ سن کر وہ عورت غش کھا کر گر گئی۔ میں چلا آیا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اندر موجود ہیں۔ تو میں واپس آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے آپ کو تمام واقعہ بتا دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تو ہلاک ہوا اور تو نے ہلاک کر دیا۔ تو اس آیت مبارکہ سے کیسے بے خبر ہے۔؟

وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ☆ (سورہ الفرقان آیت ۷۰)

﴿اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔﴾

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور میں کہنے لگا کوئی ہے جو مجھے اس عورت کا پتہ بتائے جس نے مجھ سے مسئلہ پوچھا تھا۔ اور بچے کہہ رہے تھے کہ ابو ہریرہ دیوانے ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ عورت مجھے مل گئی اور میں نے یہ بات اس عورت کو بتادی۔ اور وہ عورت خوشی سے ہنس پڑی۔ اور کہنے لگی کہ میرا ایک باغ ہے جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے صدقہ کرتی ہوں۔

## حکایت

عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نوجوان تھے اور وہ فسق و فجور دنگا فساد اور شراب نوشی میں مشہور تھے۔ ایک دن حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں آئے۔ حضرت حسن بصریؒ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر کر رہے تھے:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ☆ (سورہ الحدید آیت ۱۶)

﴿کیا مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دل ڈر جائیں﴾

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شیخ نے اس قدر پرتاثیر وعظ فرمایا کہ لوگ رونے لگے۔ ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے نیک بزرگ کیا اللہ تعالیٰ مجھ جیسے بدکار کی توبہ قبول کرلے گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں اور خطاؤں پر توبہ قبول کرلے گا۔ جب عتبہ نوجوان نے یہ بات سنی تو اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا اور اس کا بدن کانپنے لگا۔ اس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو حضرت حسن بصریؒ نے اس کے قریب ہو کر یہ اشعار پڑھے:

## عربی اشعار

اَیَـاشَـا بًّـالِـرَبِّ الْعَـرْشِ عَـــاصِـــیُ — اَتَــدْرِیُ مَــاجَــزَاءُ ذِوِی الْـــمَـــعَـــاصِـــیُ

سَـعِیْـرٌ لِلْـعُـصَـاۃِ لَهَـازَفِیْرٌ — وَغَیْـــظٌ یَـــوْمَ یُـــؤْخَـــذُ بِــــالـــنَّـــوَاصِـــیُ

فَـاِنْ تَـصْبِرُ عَلَی النِّیْرَانِ فَا عُـــصِـــهٗ — وَاِلَّاکُـنْ عَـنِ الْعِـصْیَـانِ قَـــاصِـــیُ

وَفِیْـمَـا قَـدْ کَسَبْـتَ مِـنَ الْـــخَـــطَـــایَـــا — وَهَـنْـتَ النَّفْسَ فَاجْهَدْ فِی الْـــخَلَاصِـــیُ

## ترجمہ اشعار

اے رب عرش کی نافرمانی کرنے والے نوجوان تجھے معلوم ہے کہ گناہ گاروں کی کیا سزا ہے۔نافرمانوں کے لئے جہنم ہے اور اس میں جوش وخروش اور غضبنا کی ہو گی جس دن پیشانیاں پکڑی جائیں گی۔اگر تو نارجہنم کو برداشت کرسکتا ہے تو نافرمانی کرلے ورنہ گناہوں سے باز آجا۔اورتو کس خیال میں ہے کہ برائیاں کئے جارہا ہے تو نے اپنے آپ کو ذلیل کرلیا ہے۔بچنے کی کوشش کرلے۔

یہ سن کرعتبہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگا۔اے شیخ کیا رب رحیم مجھ جیسے کمینے کی توبہ قبول کرلے گا۔شیخ نے فرمایا۔معاف کرنے والا رب ہی جفا کار بندے کی توبہ قبول کرتا ہے۔پھر اس نے سر اٹھایا اور تین دعائیں کیں:

پہلی دعا!اے میرے اللہ اگر تو نے میری توبہ قبول فرمالی ہے اور میرے گناہوں کو بخش دیا ہے تو مجھے حفظ اور سمجھ عطا فرما۔کہ میں قرآن اور علم سے جو کچھ بھی سنوں وہ مجھے یاد ہو جائے۔

دوسری دعا! اے میرے اللہ مجھے خوش آوازی عطا فرما کہ جو کوئی میری قرات سنے اس کے دل میں نرمی پیدا ہو خواہ وہ سخت دل ہی کیوں نہ ہو۔

تیسری دعا! اے میرے اللہ مجھے حلال روزی عطا فرما اور مجھے وہاں سے رزق دے کہ میرے گمان میں بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ کہ اس کی سمجھ اور قوت یادداشت بڑھا دی۔ اور جب وہ قرآن پڑھتا تو ہر سننے والا توبہ کرتا۔ اس کے گھر میں روزانہ سالن کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں رکھ دی جاتیں اور اسے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہ کون رکھ جاتا ہے۔ اسی حالت میں اس نے دنیا سے رحلت کی۔ اور یہی معاملہ ہے اس شخص کا جو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے نیک عمل کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

کسی عالم سے پوچھا گیا۔ ایک آدمی توبہ کرے تو کیا اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی گئی ہے یا نامنظور۔ فرمایا اس کا قطعی فیصلہ تو نہیں ہو سکتا لیکن اس کی کچھ نشانیاں ہیں۔ یہ کہ اپنے آپ کو گناہ سے معصوم خیال کرے۔ اور دنیاوی فرحت اس کے دل سے نکل جائے اور رب تعالیٰ کا تصور دل میں پیدا ہو جائے۔ اور نیک لوگوں کے قریب اور بدکاروں سے دور ہو جائے۔ اور تھوڑی سی دنیا کو اپنے لئے بہت سمجھے اور بہت سے نیک عمل کو تھوڑا سمجھے۔ اور اللہ کے فرائض میں اپنے دل کو مصروف دیکھے۔ اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے لگے۔ انجام پر ہمیشہ غور کرتا رہے۔ اور اپنے گناہوں پر ہمیشہ ندامت اور غم محسوس کرتا رہے۔

باب نمبر 9

# محبت کا بیان

کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جنگل میں ایک بری شکل دیکھی تو پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں تیرا برا عمل ہوں۔ آدمی نے پوچھا تجھ سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس نے کہا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر دورود شریف پڑھنا۔ جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غَفِرَ اللّٰہُ لَہٗ ذُنُوْبَ ثَمَانِیْنَ عَامًا ☆

﴿مجھ پر دورود شریف پڑھنا پل صراط پر روشنی ہے اور جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز اسی مرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دے گا﴾

## حکایت

ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے غافل تھا۔ اس نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ نے میری طرف دیکھا تک نہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ میں تجھے نہیں پہچانتا۔ اس نے عرض کیا آپ مجھے کیسے نہیں پہچانتے حالانکہ میں آپ کی امت کا ایک آدمی ہوں۔ اور علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی امت کو ماں کو اپنے بچے کی پہچان سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سچ کہتے ہیں۔ لیکن تو درود سے مجھے یاد نہیں کرتا۔ اور میری پہچان امت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھنے کے مطابق ہوگی۔ وہ

آدمی بیدار ہوا تو اس نے اپنے آپ پر لازم کر لیا کہ وہ روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرے گا۔ اس نے اس پر عمل کیا پھر اس کے بعد اس نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری سفارش بھی کروں گا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محب صادق ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ☆

(سورہ آل عمران آیت ۳۱)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ ہم اللہ کے بیٹوں کی بجا ہیں۔ اور ہم یقیناً اللہ سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام سے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ☆

﴿اے میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو﴾

یعنی میرے دین پر چلو بلا شبہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کا پیغام اور اس کی دلیل تم تک پہنچاتا ہوں۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ☆

(سورہ آل عمران آیت ۳۱)

﴿اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم والا ہے۔﴾

اور مومنوں کی محبت اللہ کے ساتھ اس کے حکم کی پیروی کرنے میں ہے۔ اور اس

کی رضا چاہنے اور اس کی اطاعت میں مشکل برداشت کرنے میں ہے اور اللہ کی محبت مومنوں کے لئے اس کا ان کو سراہنا ہے اور انہیں اجر دینا اور معاف کر دینا ہے اور نیکی کی توفیق دینا اور برائیوں سے بچانا اور ان پر شفقت اور انعام کرنا ہے۔

جس شخص نے چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ کیا وہ بڑا جھوٹا ہے:

1- جس شخص نے جنت کی محبت کا دعویٰ کیا اور فرمانبرداری کا عمل نہیں کیا تو وہ بڑا جھوٹا ہے۔

2- جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کیا اور اس نے عالموں اور درویشوں سے محبت نہیں کی تو وہ بڑا جھوٹا ہے۔

3- اور جس شخص نے دوزخ سے ڈرنے کا دعویٰ کیا اور اس نے گناہ نہیں چھوڑے تو وہ بڑا جھوٹا ہے۔

4- اور جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کیا اور مشکلات کی شکایت کی تو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا:

تَعْصِی الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّــــــــهُ
هٰـذَا لَـعُـمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَــــدِیْـــعٌ
لَـوْ کَـانَ حُبُّکَ صَـادِقـاً لَاَطَــعْتَــــهُ
اِنَّ الْـمُـحِـبَّ لِـمَنْ یُّحِبُّ مُــطِـیْــعٌ

﴿تو اللہ کی نافرمانی کیے جاتا ہے۔ اور اس کی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ یہ بات مجھے اپنی جان کی قسم عقل سے دور ہے۔ اگر اللہ کے ساتھ تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت ضرور کرتا۔ کیونکہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے﴾

اور محبت کی نشانی یہ ہے کہ محبوب کے موافق رہے اور اس کی خلاف ورزی سے بچے۔

## حکایت

کچھ لوگ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم کون ہو انہوں نے عرض کیا ہم آپ سے محبت کرنے والے ہیں۔ آپ متوجہ ہوئے اور ان کو پتھر مارنے لگے تو وہ بھاگ پڑے آپ نے انہیں فرمایا مجھ سے بھاگ رہے ہو؟ اگر تم میرے محبّ ہوتے تو میری تکلیف سے نہ بھاگتے۔ پھر حضرت شبلیؒ نے فرمایا کہ محبت کرنے والوں نے جب محبت کا پیالہ پی لیا تو زمین اور ملک سمجھو کہ ان پر تنگ ہو گئے۔ اور انہوں نے خدا کو کما حقہٗ پہچان لیا اور اس کی عظمت میں سرگرداں ہو گئے اور اس کی قدرت کی حیرت میں گم ہو گئے۔ اور انہوں نے اس کی محبت کا پیالہ پی لیا۔ اور اس کی انس کے سمندر میں ڈوب گئے اور اس سے رازدارانہ گفتگو سے لذت حاصل کرنے لگے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ذِكْرُ الْمَحَبَّةِ يَا مَوْلَايَى وَهَلْ رَأَيْتَ مُحِبًّا غَيْرَ
اَسْكَرَنِىْ سَكْرَانٖ

(اے مولا تیری محبت کے ذکر نے مجھے مدہوش کر دیا ہے اور کیا تو نے کوئی محبّ ایسا دیکھا ہے جو مدہوش نہ ہو)۔

کہتے ہیں کہ اونٹ جب مست ہوتا ہے تو چالیس دن تک چارہ نہیں کھاتا اور اس پر کئی گنا بوجھ لاد دیا جائے تو وہ اسے اٹھالیتا ہے اس لئے کہ جب اس کا دل اپنے محبوب کی یاد میں پر جوش ہوتا ہے تو نہ وہ چارہ پسند کرتا ہے اور اپنے محبوب کے شوق میں بھاری بوجھ اٹھانے سے نہیں تھکتا۔ جب اونٹ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے محبوب کے لئے اپنی خواہش کو چھوڑ دیتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھالیتا ہے تو کیا تم اللہ تعالٰی کی ذات کے لئے حرام خواہش کو نہیں چھوڑ سکتے اور اللہ تعالٰی کی ذات کے لئے کھانا پینا ترک نہیں کر سکتے۔ اور بتاؤ کبھی تم نے اللہ تعالٰی کے لئے اپنی جانوں پر بھاری بوجھ اٹھایا ہے اگر تم نے ان مذکورہ نیکیوں میں سے کچھ نہیں کیا تو تمہارا دعویٰ محبت بس نام

کاہی ہے۔ جو تمہیں دنیا اور آخرت میں کوئی نفع نہیں دے گا۔ اور اس کی کوئی قدر نہیں مخلوق کے ہاں اور نہ خالق کے ہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

''جسے جنت کا شوق ہوتا ہے وہ نیکیوں کی طرف دوڑتا ہے اور جو دوزخ سے ڈرتا ہے وہ اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے روکتا ہے اور جسے موت کا یقین ہوتا ہے دنیاوی لذتیں اس کے لئے ہیچ ہوتی ہیں''۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا اپنے ارادوں کو مٹا دینا اور تمام خیالات اور ضرورتوں کو ختم کر دینا اور اللہ کے اشاروں کے سمندر میں اپنے آپ کو غرق کر دینا محبت ہے۔

All rights reserved. ©2002-2006

## باب نمبر 10

# عشق الٰہی کا بیان

کسی لذیذ چیز کی طرف طبیعت کے مائل ہو جانے کو محبت کہتے ہیں۔ اگر یہ میلان طبیعت زور پکڑ جائے تو اس کا نام عشق ہے پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ اپنے محبوب کا غلام ہو جاتا ہے۔ اور ہر چیز اس کے لئے قربان کر دیتا ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ زلیخا جب حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہوئی تو اس کا سب مال و دولت اور حسن و جمال جاتا رہا حالانکہ اس کے قیمتی جواہرات اور زیورات کا بوجھ ستر اونٹ اٹھاتے تھے۔ جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں خرچ کر دیئے اور جو شخص اسے آ کر کہتا کہ میں نے آج یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے وہ اسے اپنا قیمتی ہار عطا کر دیتی اور وہ شخص مالا مال ہو جاتا۔ حتیٰ کہ زلیخا کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ وہ ہر چیز کو یوسف علیہ السلام کا نام لے کر پکارتی اور یوسف علیہ السلام کے عشق میں وہ سب کچھ بھول گئی۔ جب وہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتی تو ستاروں پر اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا نام لکھا ہوا نظر آتا۔

روایت ہے کہ جب حضرت زلیخا علیہا السلام ایمان لے آئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں آ گئیں تو الگ رہنے لگیں اور ہر چیز سے کٹ کر اللہ کی عبادت کے لئے گوشہ نشین ہو گئیں۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام انہیں دن کو بلاتے تو وہ رات پر ٹال دیتیں اور جب رات کو بلاتے تو دن پر ٹال دیتیں اور عرض کرتیں کہ میں خدا کی پہچان سے پہلے آپ سے محبت کرتی تھی اور اب جبکہ میں نے اسے پہچان لیا ہے تو اس کی محبت نے کسی اور کی محبت کو باقی نہیں رہنے دیا اور میں اس کی محبت کے بدلے اور کوئی محبت نہیں چاہتی حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا علیہا السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نکاح کا حکم کیا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ تجھ سے دو بیٹے پیدا کر کے انہیں نبی بنانا چاہتا ہے۔ تو حضرت

زلیخا نے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے اور مجھے اس کا ذریعہ بنایا ہے تو میں اللہ کے حکم کی فرمانبردار ہوں۔ اس کے بعد آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہنے لگیں۔

## حکایت

کہتے ہیں کہ لیلیٰ کے دیوانے (مجنوں) سے پوچھا گیا تمہارا نام کیا ہے؟۔ اس نے جواب دیا لیلیٰ۔ ایک دن اس سے پوچھا گیا کیا لیلیٰ مرگئی ہے؟ کہنے لگا لیلیٰ میرے دل میں ہے وہ نہیں مرسکتی بلکہ میں ہی لیلیٰ ہوں۔ ایک دفعہ مجنوں لیلیٰ کے گھر کے پاس سے گزرا تو وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگا کسی نے اسے کہا مجنوں! تم آسمان کی طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ لیلیٰ کے گھر کی دیوار کی طرف دیکھو شاید تجھے لیلیٰ نظر آ جائے۔ کہنے لگا مجھے وہ ستارہ ہی کافی ہے۔ جس کی روشنی لیلیٰ کے گھر پر پڑ رہی ہے۔

## حکایت

کہتے ہیں کہ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو جب اٹھارہ دن تک قید رکھا گیا تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آئے اور پوچھا منصور محبت کیا چیز ہے؟۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھ سے آج نہیں' کل پوچھنا۔ جب اگلا دن ہوا تو انہیں قید سے نکال کر قتل کرنے کے لئے چبوترے پر چڑھایا گیا تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر آپ کے سامنے سے گزرے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شبلی رحمۃ اللہ علیہ! محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا ہلاکت ہے۔

## اشارہ

جب حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں یقینی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہیچ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق ہے پھر وہ اسم حق کے مقابلے میں اپنے آپ کو بھول گئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اَنَا الْحَقُّ یعنی میں حق ہوں۔

روایت ہے کہ سچے عاشق میں تین باتیں ہوتی ہیں۔

1- اپنی بات کے مقابلے میں اپنے محبوب کی بات کو ترجیح دیتا ہے۔

2- غیروں کی مجلس کے مقابلے میں اپنے محبوب کی مجلس کو پسند کرتا ہے۔

3- اپنی خوشی کے مقابلے میں اپنے محبوب کی خوشی چاہتا ہے۔

کتاب المُنتھی میں ایسے ہی لکھا ہے۔

کہتے ہیں کہ عشق پردہ دری ہے اور بھیدوں کا اظہار ہے اور "وجد" ذکر کی لذت کے وقت روح کا غلبہ شوق کو برداشت کرنے سے قاصر رہنا ہے۔ حتیٰ کہ اس حالت میں اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے تو اسے محسوس تک نہ ہوگا۔

حکایت

ایک شخص دریائے فرات میں نہا رہا تھا۔ تو اس نے کسی شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

| | |
|---|---|
| وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّھَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ☆ | ﴿اے گنہگارو! آج میری بارگاہ سے دور ہو جاؤ﴾ |

(سورہ یاسین آیت ۵۹)

تو وہ شخص اللہ کے خوف سے بے حال ہو گیا اور ڈوب کر مر گیا۔ حضرت محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرے میں ایک نوجوان کو ایک بلند ٹیلے پر کھڑے دیکھا جو لوگوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا جو عاشق ہو کر مرنا چاہے تو وہ اس طرح مرے۔ کیونکہ مرے بغیر عشق میں کوئی خوبی نہیں' پھر اس نے اپنے آپ کو ٹیلے سے نیچے گرا دیا۔ کہ اسے مردہ حالت میں وہاں سے اٹھایا گیا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف اپنی مرضی کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔

حکایت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ

نے ایک نوجوان کو ایک ستون کے نیچے بیماری کی حالت میں ننگا پڑے ہوئے دیکھا کہ اس کے غمگین دل سے دردناک آہ نکل رہی تھی۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قریب ہو کر اسے سلام کیا اور پوچھا نوجوان تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک پردیسی عاشق ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا میں بھی تیری طرح ہوں پس وہ رو پڑا اور اس کے رونے سے میں بھی رونے لگا۔ اس نے کہا کہ آپ رو رہے ہیں؟۔ میں نے کہا کہ میں بھی تمہاری طرح ہوں۔ تو وہ بہت زوردار آواز سے رویا۔ اور ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی۔ میں نے اپنا ایک کپڑا اس پر ڈالا اور کفن کی تلاش میں وہاں سے نکلا۔ میں کفن خرید کر اس کے پاس واپس آیا تو میں نے اسے اپنی جگہ پر نہ پایا۔ تو میں نے کہا سبحان اللہ! نوجوان کہاں چلا گیا؟۔ تو میں نے غیب سے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ذوالنون! اس پردیسی کو شیطان نے دنیا میں تلاش کیا لیکن وہ اسے نہیں پا سکا۔ اس کے مالک نے تلاش کیا وہ اسے نہیں پا سکا۔ اور رضوان نے اسے جنت میں تلاش کیا تو وہ بھی اسے نہ پا سکا تو میں نے پوچھا پھر وہ کہاں ہے؟۔ تو حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سنا غیب سے کوئی کہہ رہا ہے

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ ☆ ﴿وہ پاک جگہ میں ہے قدرت والے بادشاہ کی بارگاہ میں﴾ (سورہ القمر آیت ۵۵)

اور یہ مقام اسے عشق الٰہی، کثرت اطاعت، جلدی توبہ کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔

کسی بزرگ سے محبِّ صادق کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے کم آمیز، زیادہ گوشہ نشین، ہمیشہ غور و فکر کرنے والا۔ ظاہر میں خاموش جب دیکھتا ہے تو وہ نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ جب اسے بلایا جائے تو وہ نہیں سنتا۔ اور جب اس سے بات کی جائے تو وہ نہیں سمجھتا۔ جب اس پر کوئی مصیبت پڑے وہ غم ناک نہیں

ہوتا۔ جب اسے بھوک لگے تو اسے معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ بے لباس ہو تو اسے پتہ نہیں چلتا۔ اسے گالی دی جائے تو وہ پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اپنی خلوت میں اللہ ہی کو دیکھتا رہتا ہے اور اس سے رازداری اور اُنس و محبت کرتا رہتا ہے۔ اور دنیا داروں کی دنیا داری میں ان سے نہیں الجھتا۔ حضرت ابو تراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کی نشانیوں کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

لَاتَخْدَ عَنَّ فَلِلْحَبِیْبِ    وَسُدُوْرُہٗ مِنْ تُحَفِ ا
دَلَائِلُ    لُحَبِیْبِ وَسَائِلُ
مِنْهَا تَنَعُّمُهٗ بِمَرِّ بَلَائِہٖ    وَسُؤْدُدُہٗ فِیْ کُلِّ مَاهُوَ
فَاعِلُ
فَالْمَنْعُ مِنْهُ عَطِیَّةٌ مَقْبُوْلَةٌ    وَالْفَقْرُ اِکْرَامٌ وَبِرٌّ عَاجِلُ
وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ یُرٰی فِی    طَوْعَ الْحَبِیْبِ وَاِنْ اَلَحَّ
عَزْمِہٖ    الْعَاذِلُ
وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ یُرٰی    لِکَلَامِ مَنْ یُحْظٰی لَدَیْہِ
مُتَفَهِّمًا    السَّائِلُ
وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ یُرٰی    مُتَحَفِّظًا مِّنْ کُلِّ مَاهُوَ
مُتَقَشِّفًا    قَائِلُ

دھوکے میں نہ رہنا محبت کرنے والے کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں۔ اور اس کے لئے محبوب کی طرف سے مشکلات کے تحفے معرفت کا وسیلہ ہوتے ہیں ان نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ محبوب کی طرف سے تکلیفوں میں بھی خوش باش رہتا ہے۔ اور محبوب کے ہر برتاؤ سے اسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ محبوب کی طرف سے رکاوٹ اس کے لئے مرغوب عطیہ ہوتا ہے اور تنگدستی کو وہ بھلائی اور عزت خیال کرتا ہے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ محبوب کی خوشی ہی اس کا مقصد عظیم ہوتا ہے خواہ

ملامت کرنے والا کتنا ہی اس کے درپے ہو۔ ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ اسی ذات کے کلام کو سمجھتا ہے جس سے مانگ کر مانگنے والا خوش ہوتا ہے۔ ایک نشانی یہ ہے کہ خشک مزاج اور ہر کہنے والے کی بات سے بے دھیان ہوتا ہے۔ یعنی اس کے دل میں اللہ کی محبت کے سوا اور کوئی چیز قائم نہیں ہوتی۔

## حکایت

حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا۔ اس نوجوان نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے درخواست کی کہ اپنے پروردگار سے میرے لئے دعا کریں کہ وہ اپنی محبت کا ایک ذرہ مجھے عطا فرما دیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ایک ذرہ برداشت نہیں کر سکے گا۔ اس نے عرض کیا تو نصف ذرہ مانگ لینا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دعا کی۔ اے پروردگار اسے اپنی محبت کا ایک ذرہ عطا فرما دیں۔ یہ کہہ کر چلے آئے ایک مدت کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کا گزر نوجوان کے مکان کے پاس سے ہوا تو اس نوجوان کے بارے میں پوچھا لوگوں نے بتایا کہ وہ دیوانہ ہو کر پہاڑوں کی طرف چلا گیا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اللہ تعالٰی سے دعا کی کہ وہ نوجوان مجھے دکھا دیں۔ تو آپ علیہ السلام نے اسے پہاڑوں کے درمیان ایک پتھر پر کھڑے دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف مسلسل دیکھے جا رہا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اسے السلام علیکم کہا تو اس نے آپ کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام بولے بھائی میں عیسٰی ہوں۔ اللہ تعالٰی نے عیسٰی علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ ہو وہ لوگوں کی بات کیسے سن سکتا ہے۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر تم آرے سے بھی اس کو چیر دو گے تو اسے اس کا پتہ نہیں چلے گا۔

## تین چیزوں کا بیان

جس نے تین چیزوں کا دعوٰی کیا اور وہ تین چیزوں سے پاک نہیں ہوا۔ تو وہ

دھوکے میں ہے۔

1- جس نے ذکر الٰہی کی لذت کا دعویٰ کیا اور وہ دنیا سے محبت کرتا ہو۔

2- جس نے خلوص دل سے اعمال کرنے کا دعویٰ کیا اور وہ لوگوں کی بڑائی پسند کرتا ہو۔

3- جس نے اپنے پیدا کرنے والے کی جنت کا دعویٰ کیا اور اس نے نفس کو نیچا نہیں دکھایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک وقت آئے گا کہ وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

1- وہ دنیا سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔

2- وہ مال سے محبت کریں گے۔اور حساب کو بھول جائیں گے۔

3- وہ مخلوق سے محبت کریں گے اور خالق کو بھول جائیں گے۔

4- وہ گناہوں سے محبت کریں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔

5- وہ محلات سے محبت کریں گے اور قبرستان کو بھول جائیں گے۔

حضرت منصور بن عمار نے ایک نوجوان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے نوجوان! تیری جوانی تجھے دھوکے میں نہ ڈالے۔ بہت سے نوجوان ہیں جو توبہ کرنے میں دیر کرتے ہیں۔اور امیدوں میں پڑے رہتے ہیں اور اپنی موت کو یاد نہیں کرتے۔ان کا کہنا ہوتا ہے کہ میں کل پرسوں توبہ کرلوں گا۔موت کا فرشتہ آجاتا ہے اور وہ توبہ سے غافل ہوتا ہے۔اور وہ قبر کے اندر جا پڑتا ہے۔اور اسے اس کا مال غلام، بچے، ماں باپ کچھ فائدہ نہیں دیتے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

| | |
|---|---|
| يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ☆ (سورہ الشعراء آیت ۸۸_۸۹) | ﴿اس دن مال اور بیٹے کچھ فائدہ نہیں دیں گے۔ ہاں جو شخص خلوص دل کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں آ گیا۔ وہ فائدہ میں رہے گا﴾ |

## خاتمہ بالخیر کی دعا

اے اللہ! ہمیں مرنے سے پہلے توبہ نصیب فرما۔ اور غفلت سے جگا دے اور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ہمیں نفع بخش۔ آمین۔

اور مومن کی یہ شان ہے کہ وہ گناہ کرتے ہی توبہ کر لیتا ہے۔ اور اپنی خطا کاری پر شرمندہ ہوتا ہے۔ اور دنیا میں جو ملے اس پر قناعت کر لیتا ہے۔ اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت کے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ اور خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

## حکایت

ایک منافق بخیل آدمی نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر اس نے صدقہ کیا تو اسے طلاق ہو گی۔ ایک سائل اس کے دروازہ پر آیا اور صدا دی اے گھر والو! اللہ کے نام پر مجھے کچھ دے دو۔ تو اس کی بیوی نے تین روٹیاں مانگنے والے کو دے دیں۔ راستے میں وہ بخیل آدمی اسے ملا اور پوچھا کہ یہ روٹیاں تمہیں کس نے دی ہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ روٹیاں مجھے فلاں گھر والوں نے دی ہیں۔ اور وہ گھر اسی کا تھا۔ اس نے گھر میں آ کر اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تمہیں قسم نہیں دی تھی کہ کسی کو کچھ نہ دینا۔ اس عورت نے کہا میں نے اللہ کے لئے دی ہیں۔

منافق نے جا کر تنور جلایا۔ جب وہ خوب گرم ہو گیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ اٹھو اور اللہ کے لئے اپنے آپ کو تنور میں ڈال دو۔ عورت اٹھی اور اپنے قیمتی کپڑے

لے کر چل پڑی۔ منافق نے کہا سوٹ رہنے دو۔ عورت نے کہا پیارے اپنے پیاروں سے بن سنور کر ملتے ہیں۔ اور میں اپنے پیارے دوست سے ملنے جا رہی ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے آپ کو تنور میں ڈال دیا منافق تنور بند کر کے چلا گیا۔ جب تین دن کے بعد آ کر تنور کا منہ کھولا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے عورت کو صحیح سالم پایا۔ یہ حال دیکھ کر وہ بہت حیران ہوا تو غیب سے آواز آئی۔ کوئی کہہ رہا ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ آگ ہمارے پیاروں کو نہیں جلاتی۔

## حکایت

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام فرعون سے اپنے ایمان کو چھپاتی تھیں۔ جب فرعون کو معلوم ہو گیا تو اس نے انہیں سزا دینے کا حکم دیا۔ تو آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتیں اور انہیں کہا جاتا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ۔ لیکن وہ اپنے دین سے نہ پھریں تو انہوں نے کیل لا کر ان کے اعضا پر ٹھونک دیے۔ پھر فرعون نے کہا اب بھی اپنے دین سے باز آ جاؤ۔ تو حضرت آسیہ علیہا السلام کہنے لگیں کہ تم میرے جسم پر قابو پا سکتے ہو میرے دل پر نہیں۔ جو میرے پروردگار کی حفاظت میں ہے۔ اگر تم مجھے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو گے تو بھی اللہ تعالیٰ سے میری محبت بڑھے گی۔ اس دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے سے گزرے آپؑ پکاریں اور آواز دی کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھے بتایئے کہ میرا پروردگار مجھ سے خوش ہے یا ناراض؟۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آسیہ فرشتے آسمانوں پر تیرے انتظار میں ہیں یعنی وہ آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ پر فخر کرتا ہے۔ مجھے اپنی کوئی حاجت بتاؤ کہ وہ پوری کی جائے۔ حضرت آسیہ علیہا السلام نے کہا۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتاً | ﴿اے میرے پروردگار میرے |
| فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ | لئے اپنے پاس جنت میں ایک |
| فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ | گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور |
| الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ☆ | اس کے عمل سے بچالے اور ظالم |
| (سورہ التحریم آیت ۱۱) | قوم سے بھی مجھے بچالے ﴾ |

روایت

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ فرعون کی عورت کو دھوپ کی سزا دی جاتی تھی ۔ جب وہ لوگ سزا دے کر واپس آتے تو فرشتے اپنے پروں کا سایہ ان پر کرتے اور آپ اپنا گھر جنت میں بنا ہوا دیکھتی رہتیں ۔

روایت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کو چار کیلیں ٹھونک کر اور ان کے سینے پر چکی کا پاٹ رکھ کر سورج کے سامنے لٹا دیا تو آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی ۔ ''اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دیجئے'' ۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انہیں عزت کے ساتھ نجات دی ۔ اور جنت کی طرف اٹھالیا کہ وہ وہاں کھاتی پیتی رہیں ۔

اس واقعہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالٰی کی پناہ اور حفاظت میں آنا اور مصیبتوں اور مشکلات میں خالص اللہ سے سوال کرنا مومنوں کا مطمح نظر اور نیکوں کی سیرت ہے ۔

## باب نمبر 11

# اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ☆
(سورہ آل عمران آیت ۳۱)

﴿اے میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔ تو میرے پیچھے پیچھے آؤ اللہ تم سے محبت کرے گا﴾

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کہ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اس کے حکم کی پیروی ان دونوں کا حکم ماننے اور پیروی میں ہے اور اللہ کی محبت بندوں پر اپنی بخشش کا انعام کرنے میں ہے۔ کہتے ہیں کہ بندے کو جب یہ معلوم ہو جائے کہ حقیقی کمال اللہ ہی کا ہے اور یہ جو اپنا اور دوسروں کا کوئی کمال نظر آتا ہے۔ وہ حقیقت میں اللہ کی طرف سے اور اس کی توفیق کے ساتھ ہے۔ جب بھی انسان اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ اس کا ضرور بدلہ دیتا ہے۔ یہ تو انسان میں اس کی اطاعت اور شوق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو انسان کو اللہ کا مقرب بنا دیتا ہے۔ سب اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اسی لئے محبت کی تفسیر اطاعت کے ارادے کے ساتھ کی گئی ہے۔ اور محبت میں یہ لازمی ہے کہ انسان عبادت کے سلسلے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے اور اطاعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رکھے۔

حضرت حسن بصریؒ کا بیان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم اپنے رب سے یقیناً محبت کرتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو۔ اسی سے تم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر سکتے ہو۔
حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا بشر حافی! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے ہمعصروں میں کس وجہ سے بڑائی عطا فرمائی ہے۔ بشر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا تمہارے نیکوں کے پاس جانے کی وجہ سے اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کی وجہ سے اور میری سنت پر عمل کرنے والے دوستوں سے محبت کی وجہ سے اور خود تمہارے میرے طریقے کی پیروی کرنے کی وجہ سے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الْجَنَّۃِ (کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ ہوگا)۔

صحابہ کرام کے مشہور اقوال میں آیا ہے۔ کہ تمام رسولوں اور مخلوق کے آقا کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والا جب کہ مختلف طریقوں پر عمل ہو رہا ہو۔ اور مخلوق کے اندر عقائد میں خرابی آ گئی ہو اس وقت اس شخص کے لئے سو شہید کا ثواب ہے۔ شرعۃ الاسلام میں ایسا ہی ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے مگر وہ شخص نہیں جس نے انکار کیا صحابہ کرام نے عرض کیا کون ہے جس نے انکار کیا؟ ۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو سمجھو اسی نے انکار کیا۔ ہر وہ عمل جو میرے طریقے کے مطابق نہ ہو وہ نافرمانی ہے۔ کسی بزرگ کا فرمان ہے کہ اگر تو کسی بزرگ کو دیکھے کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے یا سمندر پر پیدل چلتا ہے یا آگ کھا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی کوئی کرتب دکھاتا ہے تو اگر وہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فرض یا میری سنت میں سے کوئی سنت جان بوجھ کر

چھوڑ دیتا ہے تو اچھی طرح سمجھ لو کہ وہ اپنے دعویٰ بزرگی میں نہایت جھوٹا ہے۔ اس کا وہ فعل کرامت نہیں۔ بلکہ شعبدہ بازی ہے۔ ہم ایسے بزرگوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوئی اللہ تک نہیں پہنچ سکتا سوائے اللہ کی توفیق کے اور منزل تک پہنچنے کا طریقہ نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہے۔ احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سنت کی پیروی کے بغیر ہر عمل غلط ہے جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| مَنْ ضَيَّعَ سُنَّتِيْ حُرُمَتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ (شرعۃ الاسلام) ☆ | ﴿جس نے میری سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت حرام ہے﴾ |

حکایت

ایک شخص نے ایک دیوانے کو دیکھا جسے وہ نہیں پہچانتا تھا۔ اس کے بارے اس نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا تو آپ مسکرائے۔ اور فرمایا میرے بھائی! اللہ کے کئی محب ہیں چھوٹے بڑے عقل مند دیوانے یہ بھی انہی دیوانوں میں سے ایک ہے۔

حکایت

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ایسے بیمار ہوئے کہ ان کی بیماری کا ہمیں کوئی علاج نہیں سوجھتا تھا۔ اور نہ اس کا کوئی سبب معلوم ہوتا تھا۔ تو ہمیں ایک ماہر طبیب کے بارے میں بتایا گیا۔ ہم نے آپ کا پیشاب ایک شیشی میں لیا جسے طبیب نے دیکھا اور کچھ دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر وہ کہنے لگا مجھے تو کسی عاشق کا قارورہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں گھبرا کر بے ہوش ہو گیا اور شیشی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ پھر میں نے واپس آ کر

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات بتائی تو آپ مسکرائے پھر فرمایا اللہ مارے طبیب نے کیسے دیکھ لیا۔ میں نے عرض کیا استاد محترم آپ لوگ قارورے میں محبت کو ظاہر کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا خاموش رہو۔ اس لئے کہ اگر تم نے یہ کہا کہ نہیں کرتے تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر کہو گے کہ ہاں کرتا ہوں تو یہ وصف محبت کرنے والوں کا نہیں ہے۔ تو اللہ کی ناراضگی سے بچنا ہی چاہئے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ سے محبت کرنے والے سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے اس شخص کا اکرام کیا جو اللہ کا اکرام کرتا ہے۔ تو اس نے اللہ ہی کا اکرام کیا۔ حضرت سھل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی محبت کی نشانی قرآن سے محبت ہے۔ اور اللہ اور قرآن سے محبت دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی نشانی آپ کی سنت سے محبت ہے۔ اور سنت سے محبت کی نشانی آخرت کی محبت ہے۔ اور آخرت کی محبت کی نشانی دنیا سے نفرت ہے اور دنیا سے نفرت کی نشانی یہ ہے کہ دنیا سے وہی لے جو آخرت کو پہنچانے کے لئے اس کے لئے زادراہ ہو۔

حضرت ابوالحسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ عبادت کی اصل تین ارکان ہیں۔ آنکھ۔ دل۔ اور زبان۔ آنکھ کا کام ہے عبرت حاصل کرنا۔ اور دل کا کام ہے غور وفکر کرنا۔ اور زبان کا کام ہے سچ بولنا تسبیح و ذکر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اور جب بھوکے رہتے تھے تو قوی ہو جاتے تھے۔ حضرت ابو حماد اسود رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک مسجد حرام میں رہے اور کسی نے آپ کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور نہ پل بھر اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی دیکھا۔

## حکایت

حضرت عمرو بن عبید رحمۃ اللہ علیہ صرف تین کاموں کے لئے اپنے گھر سے باہر جاتے تھے:

1- جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے۔

2- مریض کی عیادت کے لئے۔

3- جنازے میں شامل ہونے کے لئے۔

آپ فرمایا کرتے میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ چوری اور ڈاکہ زنی میں مبتلا ہیں۔ زندگی ایک ایسا عالیشان گوہر ہے جس کا کوئی مول نہیں۔ تو انسان کو چاہئے اپنی زندگی میں وہ خزانہ جمع کرے جو آخرت میں کام آئے۔ طالب آخرت کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بے رغبت رہے۔ اس کا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ اس کے ظاہر اور باطن میں کوئی فرق نہ ہو۔ اور یہ حالت جبھی ممکن ہے کہ اسے ظاہر اور باطن پر قابو ہو۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع شروع میں جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو میں نمک کا سرمہ آنکھوں میں ڈال لیتا پھر جب نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا تو میں سلائی گرم کر کے آنکھوں میں پھیر لیتا۔

## حکایت

حضرت ابراہیم بن حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد پر نیند غالب آتی تو وہ سمندر میں کود پڑتے اور اللہ کی تسبیح کرتے کہ سمندر کی مچھلیاں آپ کے پاس جمع ہو کر آپ کے ساتھ ساتھ تسبیح کرنے لگتیں۔

## حکایت

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ رات کی نیند مجھ سے دور کر دے۔ تو چالیس سال تک آپ کی نیند دور رہو گئی۔ حضرت حسن حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے گھٹنوں سے ٹخنوں تک اپنے آپ کو تیرہ جکڑ بندوں میں باندھ رکھا تھا۔ اور اس کے باوجود آپ دن رات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ شروع شروع میں جب بازار کو آتے تو اپنی دوکان کھول کر اندر جاتے اور پردہ گرا کر چار سو رکعت نفل نماز ادا کرتے پھر اپنے گھر کو لوٹتے۔ اور حضرت حبشی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

مومن کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ باوضو رہے جب بھی بے وضو ہو تو وضو کرے اور اللہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور کوشش کرے کہ ہر مجلس میں قبلہ رو رہے۔ اور دل میں خیال کرے کہ وہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہے مراقبے اور اپنے تصور کے مطابق اپنے ہر عمل میں وقار اور سکون کو اختیار کرے۔ اور مشکلات برداشت کرے اور برائی کا جواب برائی سے نہ دے اور ہر بد سلوک کے لئے بخشش مانگے اور اپنے علم اور ذات پر نازاں نہ رہے۔ کیونکہ خود پسندی شیطان کی صفت ہے۔ اپنے آپ کو معمولی سمجھے اور نیک لوگوں کو عظمت اور احترام کی نظر سے دیکھے۔ کیونکہ جو شخص نیکوں کی عظمت نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ اسے ان کی مجلس سے محروم کر دیتا ہے۔ اور جو اطاعت کی عظمت نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے اطاعت کی لذت ختم کر دیتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اے ابو علی انسان صالح کب ہوتا ہے؟۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان کی نیت میں خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ اور اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو اور اس کی زبان پر سچائی اور اعضا میں عمل صالح ہو۔ اللہ تعالیٰ نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر فرمایا: اے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

علاج ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ آدمی نے چیخ ماری اور روتے ہوئے چلے گئے۔ اور کہنے لگے کہ تم اچھے طبیب ہو جس نے میرے دل کا علاج بتا دیا۔ طبیب نے کہا علاج اسی شخص کے دل کا ہوسکتا ہے جو توبہ کرے اور سچے دل سے توبہ قبول کرنے والے کی بارگاہ میں رجوع کرے۔

## حکایت

کسی شخص نے ایک غلام خرید۔ا غلام نے کہا کہ میری آپ کے ساتھ تین شرطیں ہیں:

1- یہ کہ جب وقت ہو جائے تو آپ مجھے فرض نماز سے نہ روکیں۔
2- دن کو آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں رات کو نہیں۔
3- مجھے اپنے گھر میں ایسی جگہ دے دیں جس میں میرے علاوہ کوئی نہ جائے۔

اس آدمی نے کہا تمہیں یہ سہولتیں میسر ہو جائیں گی۔ پھر اس آدمی نے کہا اپنے لئے گھر میں کوئی بھی جگہ دیکھ لو۔

غلام نے گھر میں گھوم پھر کر ایک ویران سی کوٹھری دیکھی اور کہا کہ میں یہ لے لیتا ہوں۔ اس آدمی نے کہا نوجوان! تم نے ایک ویران کوٹھری پسند کی ہے۔ غلام نے کہا میرے آقا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ ویرانہ اللہ کی ہمراہی میں باغ ہوتا ہے۔ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اپنے رب سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ ہو جاتا۔ اسی دوران میں ایک رات اس کا آقا وہاں سے گزرتے ہوئے غلام کی کوٹھری کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غلام سجدے میں پڑا ہوا ہے۔ اور اس کے سر پر نور کی ایک قندیل آسمان سے زمین تک معلق ہے۔ اور غلام اپنے پروردگار سے سرگوشی اور آہ وزاری میں مصروف ہے۔ اور کہہ رہا ہے الٰہی تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق واجب کیا ہے میں دن کو اس کی خدمت کرتا ہوں۔ اگر

مجھے اس کی خدمت کی فکر نہ ہوتی تو میں دن رات تیری خدمت میں حاضر رہتا اے پروردگار! میرا عذر قبول فرما۔ اور اس کا آقا صبح ہونے تک اسے دیکھتا رہا۔

صبح ہوئی تو قندیل واپس چلی گئی کوٹھری کی چھت بند ہوگئی۔ اس شخص نے واپس آ کر یہ معاملہ اپنی بیوی کو بتایا۔ جب دوسری رات ہوئی تو وہ شخص اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑے کوٹھری کے دروازے پر آیا۔ تو غلام سجدے میں تھا اور اس کے سر پر قندیل روشن تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی دروازے پر کھڑے اسے دیکھ کر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلایا اور اسے کہا کہ تو اللہ کے لئے آزاد ہے۔ کہ تو اس ذات کی عبادت کے لئے فارغ ہو جائے جس کے سامنے تو معذرت کرتا رہا ہے تو اس غلام نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا:

یَا صَاحِبَ السِّرِّ اِنَّ السِّرَّ قَدْ ظَهَرَا وَمَا اُرِیْدُ حَیَاتِیْ بَعْدَ مَا اشْتَهَرَا

اے سب بھید جاننے والے بھید ظاہر ہوگیا ہے اور میں راز فاش ہو جانے کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ پھر اس نے عرض کیا کہ الٰہی میں مرنا چاہتا ہوں۔ اتنے میں غلام گرا اور فوت ہوگیا۔ اللہ کے طالبوں اور عاشقوں کی کیفیات ایسی ہی ہوتی ہیں۔

زہرالریاض میں ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک دوست تھے جو آپ سے بہت مانوس تھے۔ انہوں نے ایک دن آپ سے عرض کیا اے موسیٰ! اللہ سے دعا کرنا کہ وہ مجھے اپنی پوری معرفت عطا کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی جو قبول ہوگئی۔ وہ شخص پہاڑوں میں جا کر جنگلی جانوروں میں رہنے لگا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظروں سے اوجھل ہوگیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے پروردگار! میں نے اپنے بھائی اور دوست کو کھو دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا گیا۔ اے موسیٰ جس نے مجھے پوری طرح پہچان لیا وہ مخلوق کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتا۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما

باب نمبر 12

## شیطان اور اس کی سزا کا بیان

اللہ تعالیٰ سبحانہٗ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ☆

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۲)

تو اگر وہ منہ پھیر لیں تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا انکار کرنے والوں کو۔ یعنی اگر وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری سے منہ موڑ لیں تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے انکار اور تکبر کی وجہ سے شیطان لعین کو رد کر دیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ کرنے سے پہلے ہی معاف کر دیا۔ اس لئے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اس پر نادم ہوئے اور اپنے آپ کو ملامت کی۔ اور اگرچہ حقیقت میں انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اس لئے کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ کہ ان سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ نبوت سے پہلے نہ بعد لیکن ان کی یہ غلطی گناہ کی صورت تھی۔ اسی لئے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام نے عاجزانہ کہا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ☆

(سورہ الاعراف آیت ۲۳)

﴿اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو یقیناً ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے﴾

تو حضرت آدم علیہ السلام اس پر نادم ہوئے اور جلدی سے توبہ کر لی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئے اور ابلیس لعین نے اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا اور نہ اس پر نادم ہوا اور نہ اپنے آپ کو برا بھلا کہا۔ اور توبہ کی طرف توجہ نہیں کی۔

اور اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر بڑا بن بیٹھا۔

تو جس شخص کی حالت شیطان کی طرح ہو اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور جس کی حالت حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ جس معصیت کی جڑ نفسانی خواہش ہوتی ہے۔ اس سے بخشش کی امید ہو سکتی ہے۔ اور جس برائی کی جڑ تکبر ہو اس کی بخشش کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی معصیت کی جڑ خواہش نفسانی تھی اور شیطان کی معصیت کی جڑ تکبر تھی۔

## حکایت

ایک بار شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہا کہ آپ وہی شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبری کے لئے چنا ہے۔ اور جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں! شیطان نے آپ سے کہا موسیٰ! اپنے رب سے کہیں کہ تیری مخلوق میں سے ایک شخص تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اسے کہو کہ میں تمہاری درخواست قبول کرتا ہوں۔ اسے کہو کہ حضرت آدم کی قبر کو سجدہ کرے۔ جب وہ سجدہ کر لے گا میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔ اور اس کے گناہ بخش دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو آ کر بتایا۔ تو شیطان غصے میں آ گیا اور تکبر سے کہنے لگا۔ اے موسیٰ میں نے جنت میں اس کو سجدہ نہیں کیا تو اب مرنے کے بعد اس کی قبر کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں۔

## روایت

شیطان لعین کو دوزخ میں سخت عذاب دیا جائے گا۔ اسے کہا جائے کہ اللہ کا عذاب کیسا ہے؟۔ وہ کہے گا بہت سخت۔ اسے کہا جائے گا کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ہیں۔ ان کو سجدہ کر لو اور معافی مانگ لو تمہیں بخش دیا جائے گا تو وہ انکار

کرے گا تو اس کو دوسرے دوزخیوں سے ستر گناہ زیادہ عذاب دیا جائے گا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کو ایک لاکھ سال بعد جہنم سے نکالے گا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی نکلیں گے اور اسے سجدہ کرنے کا حکم ہو گا تو وہ انکار کر دے گا پھر اسے دوزخ کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

## میرے بھائیو

اگر تم شیطان سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے مولا کریم سے جڑ جاؤ اور اس کی پناہ میں آ جاؤ۔ قیامت کے دن آگ کی ایک کرسی رکھی جائے گی جس پہ شیطان لعین بیٹھے گا تمام شیاطین اور کنار اس کے پاس اکٹھے ہونگے اور وہ گدھے کی آواز میں ہنہنائے گا۔ اور کہے گا اے دوزخ والو پروردگار نے جو وعدہ تم سے کیا تھا آج تم نے کیسا پایا؟ کہیں سچ! پھر کہے گا کہ آج میں اس کی رحمت سے ناامید ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو اور اس کے پیروں کو آگ کے ہتھوڑوں سے مارو۔ اور اسی مار پیٹ میں وہ چالیس سال تک اس میں گرتے رہیں گے اور کبھی بھی دوزخ سے نکلنے کا حکم نہیں سنیں گے۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

## بیان

کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن شیطان لعین کو لایا جائے گا اور اسے آگ کی کرسی پر بٹھایا جائے گا۔ اور اس کی گردن میں لعنت کا طوق پڑا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم کے فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے کرسی سمیت گھسیٹ لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔ وہ اسے جہنم میں ڈالنے کے لئے کرسی سے چمٹ جائیں گے۔ لیکن وہ اس کو گھسیٹنے پر قادر نہیں ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ جبریل امین کو اسی لاکھ فرشتوں کے ساتھ اس کے کھینچنے کا حکم دیں گے۔ تو وہ بھی نہیں کھینچ سکیں گے پھر اسرافیل پھر عزرائیل کو حکم دیں گے جب کہ ان دونوں کے ساتھ اسی اسی لاکھ فرشتے ہونگے تو پھر بھی وہ یہ کام نہیں کر سکیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا کہ میں نے جتنے فرشتے پیدا کئے ہیں اس سے

کئی گنا بھی اکٹھے ہو کر اس کو گھسیٹنے پر بھی قادر نہیں ہو سکیں گے جب تک کہ لعنت کا طوق اس کی گردن میں پڑا ہوا ہے۔

روایت

شیطان کا نام' پہلے آسمان پر عابد تھا۔ دوسرے پر زاہد تیسرے پر عارف چوتھے پر ولی پانچویں پر تقی چھٹے پر خازن ساتویں پر عزازیل اور لوح محفوظ میں ابلیس اور وہ اپنے انجام سے غافل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان نے کہا: تو اسے مجھ پر شرف دیتا ہے حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اس نے اپنے آپ کو عزت دار سمجھا اور نفرت اور تکبر سے حضرت آدم علیہ السلام سے پیٹھ پھیر لی۔ اور جتنی دیر فرشتے سجدے میں رہے وہ اکڑ کر کھڑا رہا۔ جب فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔ اور وہ سجدہ کر کے اٹھے تو بطور شکر دوبارہ سجدے میں پڑ گئے اور وہ ان سے منہ پھیر کر کھڑا دیکھتا رہا نہ وہ اللہ کے حکم کی پیروی کے لئے آمادہ ہوا اور نہ سجدہ نہ کرنے پر نادم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بدصورت بنا دیا۔ اس کی ناک خنزیر کی طرح ہے۔ سر اونٹ کی طرح' سینہ بڑے اونٹ کی کوہان کی طرح اور اس کا چہرہ سر اور سینے کے درمیان بندر کی طرح اور اس کی دونوں آنکھیں پورے چہرے میں پھٹی ہوئیں اور اس کے دونوں نتھنے حجام کے کوزے کی طرح کھلے ہوئے اور اس کے دونوں ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی طرح اور اس کے دو پہلو کے دانت خنزیر کے دانتوں کی طرح باہر نکلے ہوئے اور اس کی ڈاڑھی میں سات بال ہیں۔ اللہ نے اس کو جنت سے دھکیل دیا ہے۔ بلکہ آسمان سے گرا دیا ہے۔ اور زمین سے نکال کر ویران سمندری جزیروں کی طرف نکال دیا ہے۔ اب وہ زمین پر چھپ کر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اسے ملعون کر دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ کافروں میں سے ہو

گیا ہے۔

دیکھئے:

شیطان چار پروں والا حسین صورت تھا بہت بڑا عالم اور زیادہ عبادت کرنے والا تھا اور فرشتوں میں مور کی طرح ممتاز اور صاحب عظمت تھا۔ عابد فرشتوں کا سردار ہونے کے علاوہ اور کئی خوبیوں کا مالک تھا۔ پر تکبر کی وجہ سے یہ خوبیاں اس کے کسی کام نہ آئیں۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ ﴿یقیناً اس کے اندر اچھی بھلی نصیحت ہے۔﴾

(سورہ زمر آیت نمبر ۲۱)

روایت

روایت میں ہے کہ جب شیطان لعین پر خدا کی مار پڑی تو حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل فرشتے رونے لگے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم کس بات پر روتے ہو۔ عرض کرنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تیری مار سے محفوظ نہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا ایسے ہی رہو میری مار سے کبھی بے خطر نہ رہنا۔

روایت

شیطان لعین نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے مجھے آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکال دیا ہے اور میں تیرے مسلط کئے بغیر اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ اللہ نے فرمایا تجھے اس پر اور اس کی اولاد پر قابو پانے کی طاقت دی جاتی ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام بوجہ اپنی معصومیت کے تیرے قابو آنے سے محفوظ رہیں گے۔ شیطان نے کہا مجھے کچھ اور اختیار دے دو۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا تو تیرے ہاں دو بچے پیدا ہونگے۔ شیطان نے کہا کچھ اور بڑھا دو فرمایا کہ ان کے سینے تیرا مسکن ہونگے۔ جن میں تو خون کی طرح گردش کرے گا۔ کہنے لگا کچھ اور بڑھا دو اللہ نے فرمایا۔

وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ ☆ (سورہ الاسرا ۶۴) ﴿اور حملہ کر دینا ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ﴾

یعنی انسانوں کو گمراہ کرنے میں اپنی مددگار فوجوں کی مدد لے لینا

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ☆ ﴿ان کے اموال و اولاد میں شامل ہو جانا﴾

یعنی مال اور اولاد کو حرام کا ذریعہ بنا دینا

جیسے حالت حیض میں مباشرت پر ابھارنا اور غیر اللہ کے نام پر ان کے نام رکھ کر جیسے عبدالعزی وغیرہ اور جھوٹے ادیان پر لگا کر انہیں گمراہ کرنا۔ یا برے الفاظ منہ سے نکلوا کر یا اعمال بد میں بتلا کر کے گمراہی میں ڈال دینا وَعِدْهُمْ یا غلط وعدے دلا کر جیسے جھوٹے خداؤں کی سفارش کی امید اور باپ دادوں کی بزرگی پر بھروسہ دلانا۔ اور لمبی امیدوں کے ساتھ توبہ میں دیر کرا دینا۔ اور یہ زجراً فرمایا جاؤ جو چاہے کرتے پھرو۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بھی عرض کیا اے پروردگار تو نے اسے مجھ پر اختیار دے دیا ہے تو میں بھی تیرے ذریعے سے ہی اس کو روکوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب بھی تیرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو گا تو میں اس کو محافظ فرشتے کے سپرد کر دوں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کچھ اور بڑھا دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایک نیکی کی دس شمار ہونگی۔ عرض کیا کچھ اور مہربانی کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تک ان کے جسم میں جان ہو گی ان پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔ عرض کیا کچھ اور کرم کرو۔ فرمایا۔ میں بے پرواہ ہو کر ان کو بخش دوں گا۔ عرض کیا مجھے اتنا کافی ہے۔ شیطان نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، پروردگار: تو انسانوں میں رسول بھیجے گا اور ان پر

کتابیں نازل کرے گا میرے رسول اور میری کتابیں کون سی ہونگی۔فرمایا تیرے پیغمبر کاہن اور تیری کتابیں گانے بجانے ہونگے۔ پوچھا میری حدیث کیا ہو گی۔ فرمایا جھوٹ پوچھا میرا قرآن کیا ہو گا؟ کہا بری شاعری۔عرض کیا میرا موذن کون ہو گا؟فرمایا بانسری۔عرض کیا میری مسجد کونسی ہو گی۔فرمایا بازار۔پوچھا میرا گھر کہاں ہو گا۔کہا غسل خانہ۔ پوچھا میرا کھانا کیا ہو گا۔فرمایا جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو گا۔ پوچھا میرا پینا کیا ہو گافرمایا نشہ۔پوچھا میرے پھندے کیا ہو نگے فرمایا عورتیں ۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

## باب نمبر 13

# امانت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى | ﴿ہم نے اپنی امانت زمین و |
| السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ | آسمان اور پہاڑوں کے سامنے |
| وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا | پیش کی تو انہوں نے اس کے |
| وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا☆ | اٹھانے سے انکار کردیا۔﴾ |

(سورہ الاحزاب آیت ۷۲)

یعنی اس کو قبول کرنے سے معذرت کرلی۔اور اس کی ادائیگی سے ڈر گئے۔

یعنی اس امانت کی ادائیگی نہ ہونے اور اس کے نتیجے میں سزا ہونے سے ڈر گئے۔ یا امانت میں خیانت ہونے سے ڈر گئے اور اس آیۃ مبارکہ میں امانت سے مراد اطاعت اوران فرائض کی ادائیگی ہے جس پر جزاء اور سزا ہوگی۔امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔امانت میں دین کی تمام ذمہ داریاں شامل ہیں۔یہ صحیح قول ہے اور جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔اور امانت کی بعض تفصیلات میں اختلاف ہے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔یہ اموال کی امانت کے بارے میں ہے جیسے وہ امانتیں جو کسی کے پاس رکھی جاتی ہیں۔اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ یہ آیت تمام فرائض کے بارے میں ہے۔ جس میں مال کی امانت زیادہ اہم ہے۔حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔غسل جنابت بھی امانت ہے۔اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شرم گاہ کو پیدا کیا اور اللہ نے فرمایا۔یہ امانت میں تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔اس کو ناحق جگہ نہ لگانا۔اگر تو اس امانت کی حفاظت کرے گا تو میں تیری حفاظت کروں گا۔تو شرم گاہ امانت ہے۔کان امانت ہے۔آنکھ امانت ہے۔

زبان امانت ہے ۔پیٹ امانت ہے ۔ہاتھ اور پاؤں امانت ہیں۔جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان بھی نہیں ۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔امانت زمین وآسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو وہ اور جو کچھ ان میں تھا سب کانپ گئے ۔اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا۔اگر تم نیکی کرو گے تو میں تمہیں اجر دوں گا۔اگر برائی کرو گے تو تمہیں سزا دوں گا۔انہوں نے عرض کیا اس امانت کو ہم نہیں اٹھا سکتے ۔حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے امانت انہیں پیش کی اور اس کے اٹھانے کا کہا۔تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اسے اٹھاؤں گا۔اور یہ بات مخفی نہیں کہ زمین وآسمانوں اور پہاڑوں پر یہ امانت پیش کرنا اختیاری تھا نہ کہ لازمی ۔اگر ان پر یہ لازم ہوتا تو وہ کبھی اس کے اٹھانے سے انکار نہ کرتے ۔اور قفال رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماءفرماتے ہیں ۔کہ یہاں امانت کا پیش کرنا بطور مثال ہے کہ آسمان٬ زمین اور پہاڑ عظیم الجثہ ہونے کے باوجود یہ تکلیف ان پر ڈالی جاتی تو شریعت کی پابندی ان پر مشکل ہو جاتی ۔کیونکہ اس کے کرنے نہ کرنے میں ثواب اور عذاب ہے ۔اس امر عظیم کی ذمہ داری سے آسمان٬ زمین اور پہاڑ بھی عاجز آ جاتے ۔اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس کی ذمہ داری ڈالی ۔جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (اور انسان نے اس ذمہ داری کو اٹھالیا)

یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد (عالم ارواح) میں ان کی پشت سے نکال کر سامنے کی اور ان پر ذمہ داری ڈالی اور اس کا حق ان پر لازم کر دیا اور ان سے پکا وعدہ لے لیا۔اس عالم میں حضرت آدم علیہ السلام نے یہ بوجھ اپنے ذمے لے لیا۔

اِنَّــهٗ کَــانَ ظَـلُوۡ مًا جَھُوۡلًا ☆ ﴿بے شک انسان بڑا جفا کار اور بے خبر ہے﴾

(سورہ الاحزاب آیت ۷۲)

یعنی وہ یہ بار امانت اٹھانے میں زیادتی کرنے والا ہے اور اس نے کتنا بوجھ اٹھالیا ہے وہ اس سے بے خبر ہے۔ یا یہ کہ وہ اپنے رب کے حکم سے بے خبر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ یہ امانت حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی تو انہیں کہا گیا کہ اسے اور جو اس کے اندر ہے اسے پکڑ لو۔ اگر تم اطاعت کروگے تو میں تمہیں بخش دوں گا اور اگر نافرمانی کروگے تو سزادوں گا۔ تو آپ نے وہ سب قبول کرلیا۔ اور اس دن عصر سے لے کر رات تک ہی آپ نے اس درخت کا پھل کھالیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کے شامل حال نہ ہوتی تو آپ توبہ نہ کرتے اور ہدایت نہ پاتے۔ امانت کا لفظ ایمان سے بنا ہے تو جس نے اللہ کی امانت کی حفاظت کی اللہ نے اس کے ایمان کی حفاظت کی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَآاِیْـمَـانَ لِـمَـنْ لَّآ اَمَانَۃَ لَـهٗ وَلَا دِیْـنَ لِـمَـنْ لَّا عَھْدَ لَـهٗ ☆ ﴿جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں وعدہ وفائی نہیں اس میں دین نہیں﴾

ایک شاعر کا قول ہے:

تَــبًّــا لِـمَـنْ رَّضِـیَ الْخِیَانَۃَ مُھْیـــعًــــا \
وَازْوَرَّعَــنْ صَوْنِ الْاَمَـانَۃِ جَـــانِبَـــــهٗ

رَفَـضَ الـدِّیَـانَۃَ وَالْـمُـرُوَّۃَ فَــــاعْتَـــدٰی \
تَتْـرٰی عَـلَیْــهِ مِـنَ الزَّمَـانِ مَــصَـــائِبُـــــهٗ

(اس شخص کے لئے تباہی ہے جو امانت میں خیانت کرنے پر راضی ہو گیا اور امانت کی حفاظت سے پہلو تہی کی۔ اس نے دیانت داری اور مروت ترک کردی۔ اور زمانے کے مسلسل مصائب کو اس نے اختیار کرلیا)۔

ایک اور شاعر نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَخْبِرْ بِمَنْ رَّضِیَ الْخِیَانَۃَ شِیْمَۃً | اَنْ لَّا یَرٰی اِلَّا صَرِیْعَ حَوَادِثٍ |
| مَازَالَتِ الْاَرْزَآءُ یَنْزِلُ بُؤْسُھَا | اَبَدًا بِغَادِرِ ذِمَّۃٍ اَوْنَاکِثٍ |

(خیانت کے عیب پر راضی ہونے والے کو بتادو کہ اس کے بدلے میں اسے سخت مشکلات پیش آئیں گی۔ عیب ناکی کی تنگی وعدہ توڑنے اور ذمہ داری پوری نہ کرنے والے پر آتی رہے گی)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| یَطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلٰی کُلِّ خُلُقٍ لَّیْسَ الْخِیَانَۃُ وَالْکِذْبُ☆ | ﴿خیانت اور جھوٹ کے علاوہ ہر برائی مومن کی فطرت میں ہو سکتی ہے﴾ |

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لَاتَزَالُ اُمَّتِی بِخَیْرٍ مَّالَمْ تَرَالْاَ مَانَۃَ مَغْنَمًا وَالصَّدَقَۃَ مَغْرَمًا☆ | ﴿میری امت ہمیشہ بھلائی میں رہے گی، جب تک وہ امانت کو لوٹ کا مال نہ سمجھے گی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کو تاوان نہ سمجھے گی﴾ |

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

باب نمبر 14

# خشوع وخضوع سے عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤمِنُونَ☆ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ☆

﴿ایمان لانے والوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں﴾

یہ بات یاد رکھیں کہ بعض علماء نے خشوع کو دل کا فعل سمجھا ہے جیسے ڈرنا اور گھبرانا۔ اور بعض نے اعضاء کا فعل بتایا ہے۔ جیسے سکون سے نماز ادا کرنا اور ادھر ادھر توجہ نہ کرنا۔ اور فالتو عمل سے بچنا۔

خشوع کے بارے میں پھر اختلاف ہے۔ کہ یہ نماز کے لئے فرض ہے یا نماز کی فضیلت ہے۔ جو فرضیت کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

لَیْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلوتِهِ اِلَّا مَا عَقَلَ ☆

﴿بندے کی وہی نماز درست ہے جس کو وہ سمجھے﴾

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (سورۃ طٰہٰ آیت 14)

﴿میری یاد کے لئے نماز قائم کرو﴾

اور غفلت ذکر کے منافی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ☆ (سورۃ الاعراف آیت 205)

﴿اور تم بے خبروں میں سے نہ ہو جاؤ﴾

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا فرماتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (المصنف) میں یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں:

"فَامَرَهٗ بِالْخُشُوْعِ فَرَفَعَ بِبَصَرِهٖ نَحْوَ مَسْجِدِهٖ☆ ﴿اللہ نے آپ کو عاجزی کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد آپ اپنی نظر دیوار مسجد کی طرف رکھتے﴾

امام حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے حدیث درج کی ہے کہ جناب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تو اپنی نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھا لیتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنا سر جھکا لیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَثَلُ صَلَوٰتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍجَارٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ كَثِيْرِ الْمَآءِ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَهَلْ يَبْقٰى مِنَ الدَّرَنِ شَيْئٌ ؟

﴿پانچ نمازوں کا حال کسی شخص کے دروازے پر وافر پانی والی چلتی نہر کی طرح ہے جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ غسل کرتا ہے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل رہ سکتی ہے؟﴾

یعنی نمازیں گناہوں سے انسان کو ایسا پاک کر دیتی ہیں کہ سوائے بڑے گناہوں کے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اور یہ اس وقت ہوگا کہ جب کوئی شخص توجہ اور حضور قلب کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔ ورنہ وہ نماز اس کے منہ پر ماری جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ☆

﴿جس نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں اس نے اپنے دل میں دنیا کی کوئی بات نہیں سوچی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ وَاُمِرَ بِالْحَجِّ وَالطَّوَافِ وَاُشْعِرَتِ الْمَنَاسِکُ لِاِقَامَۃِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْ قَلْبِکَ لِلْمَذْکُوْرِ الَّذِیْ ھُوَ الْمَقْصُوْدُ وَالْمُبْتَغٰی عَظْمَۃٌ وَّلَا ھَیْبَۃٌ فَمَا قِیْمَۃُ ذِکْرِکَ☆

﴿نماز فرض کی گئی ہے اور حج اور طواف کا حکم دیا گیا ہے اور عبادت کے طریقے بتا دیئے گئے ہیں۔ اللہ کی یاد قائم رکھنے کے لئے جب تک تیرے دل میں وہ بات نہ ہوگی جس کا ذکر ہوا ہے یعنی خشوع وخضوع۔ حالانکہ وہی مقصود اور مطلوب ہے اللہ کی عظمت اور ہیبت کی رو سے۔ اگر یہ نہ ہوگا تو تیرے ذکر کا کیا فائدہ﴾

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ لَمْ یَزْدَدْ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا بُعْدًا☆

﴿جس کو اس کی نماز نے بے حیائی اور برے کام سے نہ روکا تو اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا اسے کچھ حاصل نہیں ہوا﴾

حضرت بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے انسان اگر تو اللہ کی بارگاہ میں بغیر اجازت کے حاضر ہو کر بغیر کسی ترجمان کے اس سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ پوچھا گیا یہ کیسے۔ فرمایا: اچھی طرح سے وضو کرو اور جائے نماز پر کھڑے ہو جاؤ۔ بس تم اس کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور بغیر

ترجمان کے اس سے باتیں کرلو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا وَ نُحَدِّثُهُ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَكَأَنَّهُ لَمْ يَعْرِفُنَا وَلَمْ نَعْرِفْهُ اِشْتِغَالًا بِعَظْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ☆

﴿آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے گفتگو فرمایا کرتے اور ہم ان سے باتیں کیا کرتے تو اچانک نماز کا وقت آجاتا پھر اللہ جل جلالہ کی عظمت کے دھیان میں ایسے ہو جایا کرتے جیسے وہ ہمیں نہیں پہچانتے ہم انہیں نہیں پہچانتے﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى صَلٰوةٍ لَا يُحْضِرُ الرَّجُلُ فِيْهَا قَلْبَهٗ مَعَ بَدَنِهٖ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ الْخَلِيْلُ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُسْمَعُ وَجِيْبُ قَلْبِهٖ عَنْ مِيْلَيْنِ ☆

﴿اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نظر نہیں ڈالتا جس نماز میں آدمی دل کو اپنے بدن کے ساتھ شامل نہیں کرتا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کے دل کی دھڑکن دو میل سے سنائی دیتی﴾

اور حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے تو ان کے آنسو رخسار اور ڈاڑھی پر مسلسل بہتے رہتے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا:

اگر اس کے دل میں اللہ کا دھیان ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع وخضوع

ہوتا۔

## روایت

روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب نماز پڑھتے تو کانپنے لگتے۔ اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ آپ سے پوچھا گیا: اے امیر المومنین آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا اس امانت کو اٹھانے کا وقت آجاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں‘ زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ اور انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور گھبرا گئے۔ اور میں نے اس کو اٹھا لیا۔

حضرت علی ابن حسین ؓ کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ وضو فرمانے لگتے تو آپ کا رنگ پیلا پڑ جاتا تو آپ کے گھر والے آپ سے کہتے یہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟ آپ فرماتے کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں۔

## روایت

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

”جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو کعبے کو اپنی آنکھوں کے سامنے اور پل صراط کو اپنے پاؤں کے نیچے اور جنت کو اپنے دائیں اور دوزخ کو اپنے بائیں اور موت کے فرشتے کو اپنے پیچھے تصور کرتا ہوں۔ اور اس نماز کو میں اپنی آخری نماز سمجھتا ہوں۔ پھر امید اور خوف کے درمیان کھڑا ہوتا ہوں۔ اور سچے دل سے تکبیر کہتا ہوں اور ترتیل سے قرآن شریف پڑھتا ہوں اور عاجزی سے رکوع کرتا ہوں۔ اور ڈرتے ہوئے سجدہ کرتا ہوں۔ اور بائیں سیرین پر بیٹھتا ہوں اور پاؤں کے تلوے کا فرش بناتا ہوں۔ اور دایاں پیر انگوٹھے پر کھڑا رکھتا ہوں۔ پھر اخلاص کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں۔ پھر بھی میں نہیں جانتا کہ

میری نماز منظور ہے یا نامنظور''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

غور وفکر کے ساتھ درمیانہ درجے کی دو رکعتیں اس پوری رات کی نماز سے بہتر ہیں جس میں دل غافل ہو۔

فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

آخری زمانے میں میری امت میں ایسے لوگ ہونگے جو مسجدوں میں آ کر حلقے بنا کر بیٹھیں گے۔ اور دنیا اور دنیا کی محبت کی باتیں کریں گے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بدترین چور کے بارے میں نہ بتا دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون شخص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ عرض کیا وہ کیسے چوری کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی نماز میں رکوع وسجدہ اچھی طرح سے نہیں کرتا۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روز قیامت سب سے پہلے بندے کا جو حساب ہوگا وہ نماز کا ہوگا۔ اگر اس نے نماز کو پوری طرح ادا کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر دوسرا حساب بھی آسان کر دیں گے۔ اور اگر اس میں کچھ کوتاہی کی ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائیں گے۔ اگر میرے بندے کی کوئی نفل عبادت ہے تو اس سے فرض کو مکمل کر دو۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کے لئے سب سے اچھا عطیہ دو رکعت نماز کی توفیق ہے جو بندہ پڑھتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو

آپ کے اعضاء جسم کانپنے لگتے۔ اور خوف سے دانت بجنے لگتے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ امانت کی سپردگی اور نماز کی ادائیگی کا وقت ہوتا ہے۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے ادا کروں۔

## حکایت

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ آپ نماز میں کھڑے تھے کہ بھڑ نے آپ کو کاٹ لیا۔ جس سے آپ کا خون بہنے لگا۔ اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلا۔ حتیٰ کہ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ آئے اور انہوں نے آپ کو بتایا۔ اور کپڑے دھوئے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ بھڑ نے آپ کو کاٹ لیا۔ اور آپ کا خون نکل آیا اور آپ کو معلوم نہیں ہوا؟ فرمایا ایسی باتوں کو وہ شخص محسوس کر سکتا ہے؟ جو ایک بڑے زبردست بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو۔ اور موت کا فرشتہ اس کے تعاقب میں، دوزخ اس کے بائیں طرف، اور پل صراط اس کے پیروں کے نیچے ہو؟

## عجیب واقعہ

حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں کینسر پیدا ہو گیا۔ اور زہد و عبادت میں آپ جلیل القدر مقام کے حامل تھے۔ اطباء نے آپ سے کہا۔ کہ ہاتھ کاٹے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ فرمایا کاٹ دو! کہنے لگے کہ آپ کو رسیوں کے ساتھ باندھے بغیر ہاتھ کاٹنا ممکن نہیں۔ فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب میں نماز میں کھڑا ہو جاؤں اس وقت کاٹ لینا۔ جب آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اور آپ کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔

باب نمبر 15

# نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّةً خَلَقَ اللّٰهُ تعالٰی مِنْ نَّفَسِ الْمُصَلِّیْ غَمَامَةً بَیْضَآءَ ثُمَّ یَأْمُرُهَا اللّٰهُ تعالٰی اَنْ تَأْخُذَ مِنْ بَحْرِ الرَّحْمَةِ فَتَاْخُذُ ثُمَّ یَأْمُرُهَا اللّٰهُ تعالٰی اَنْ تَمْطُرَ فَاِذَآ اَمْطَرَتْ فَاَیُّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ عَلَی الْاَرْضِ یَخْلُقُ اللّٰهُ الذَّهَبَ مِنْهَا وَاَیُّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ عَلَی الْجِبَالِ یَخْلُقُ اللّٰهُ مِنْهَا الْفِضَّةَ وَاَیُّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ عَلٰی کَافِرٍ رَّزَقَهُ اللّٰهُ تعالٰی الْاِیْمَانَ ط)"

﴿جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس درود پڑھنے والے کے سانس سے ایک سفید بادل پیدا فرماتے ہیں پھر اسے حکم دیتے ہیں کہ رحمت کے سمندر سے پانی لو پھر اسے حکم دیتے ہیں کہ اسے برساؤ۔ جب کوئی قطرہ زمین پر پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے سونا پیدا فرماتے ہیں ۔ اور جو قطرہ پہاڑوں پر گرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ چاندی پیدا فرماتے ہیں۔ اور جو قطرہ کسی کافر پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایمان نصیب فرماتے ہیں﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

| | |
|---|---|
| کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ☆ (سورۃ آل عمران آیت 110) | ﴿تم ایک بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے چنے گئے ہو﴾ |

حضرت امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اس آیت میں دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت کی فضیلت کا بیان ہے۔

اور یہ بھی دلیل ہے کہ یہ امت اسلامیہ دوسری امتوں کے مقابلہ میں مطلق افضلیت کی حامل ہے۔اور یہ افضلیت شروع سے آخر تک تمام امت کو حاصل ہے۔ہاں اگر چہ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔جیسے صحابہ کرامؓ کی فضیلت امت کے دوسرے لوگوں پر۔اور ''اُخرِجَتْ'' سے مراد یہ ہے کہ اس امت کو دوسروں کے نفع اور مصالح کے لئے ہر زمانے میں متعین کیا گیا ہے۔تا کہ دوسروں سے ممتاز ہو کر پہچانی جائے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:۔

تَـاْمُـرُوْنَ بِـالْمَعْـرُوْفِ وَ تَـنْهَـوْنَ عَنِ الْـمُـنْكَـرِ وَ تُـؤْمِـنُـوْنَ بِا للّٰـه☆ (سورۃ آل عمران آیت 110)

﴿تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہو﴾

یہ ایک نیا جملہ ہے جس میں امت کے افضل ہونے کا بیان ہے۔نیز یہ بیان ہے کہ وہ دوسری امتوں سے افضل اس لیے ہے کہ وہ اس عمل کو قائم کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہمیشہ متصف رہتے ہیں کہ اگر وہ نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا چھوڑ دیں گے تو یہ افضلیت ان سے جاتی رہے گی۔تو اللہ تعالی نے انہیں دوسرے لوگوں سے بہتر اس لیے بنایا ہے کہ وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔اور کافروں سے مقابلہ کرتے ہیں تا کہ وہ اسلام لے آئیں۔ان کے عمل کا فائدہ دوسروں کو جاتا ہے۔جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ وَ شَــرُّ الـنَّــاسِ مَــنْ يَضُرُّ النَّاسَ ☆

﴿سب سے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔اور لوگوں میں بدتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نقصان پہنچائے۔﴾

تُؤْمِنُوْنَ بِا اللّٰہِ کے معنی ہیں کہ تم اللہ کی توحید کی تصدیق کرتے ہو۔ اور اس پر قائم رہتے ہو اور تم اقرار کرتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ اس لئے کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا۔ وہ اللہ پر ایمان نہیں لایا۔ اس لئے کہ اس کا خیال ہے کہ واضح قرآنی آیات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی طرف سے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ ☆ | ﴿تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ (طاقت) سے روک دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے۔ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے﴾ |

مقصد یہ ہے کہ یہ عمل (دل سے برا جاننا) ایمان والوں کا نہایت کمزور عمل ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں طاقت سے برائی کو روکنا حاکموں کی ذمہ داری ہے۔ اور زبان سے روکنا علماء کی۔ اور دل سے برا سمجھنا عوام کی۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ جو بھی روک سکتا ہو اس پر لازم ہے کہ برائی کو روک دے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ☆ | ﴿تم مدد کرو نیکی اور پرہیز گاری پر۔ اور تم مدد نہ کرو گناہ اور سرکشی پر﴾ |

(سورۃ المائدۃ آیت 2)

مدد کیا ہے؟ حسب طاقت اس امر پر ابھارنا اور نیکی طرف راہنمائی کرنا سرکشی اور برائیوں کا سدباب کرنا۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:۔

مَنِ انْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِيْمَانًا وَّمَنْ اَهَانَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ اٰمَنَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَمَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَهُوَ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ وَ خَلِيْفَةُ كِتَابِهٖ وَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِهٖ ط☆

﴿جس نے کسی بدعتی کو ڈانٹ پلائی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ اور جس نے کسی بدعتی کی بےعزتی کی اللہ تعالیٰ بڑے خوف کے دن اس کو امن دے گا۔ اور جس نے نیکی کا حکم کیا اور برائی سے روکا تو وہ زمین میں اللہ، اس کی کتاب اور اس کے رسول کا نائب ہے﴾

روایت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ایک مردار گدھا انہیں اس مومن سے زیادہ پسند ہوگا جو انہیں نیکی کا حکم کرے گا اور برائی سے روکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے پروردگار اس شخص کی کیا جزا ہے جس نے اپنے بھائی کو دین کی دعوت دی اور اسے نیکی کا حکم کیا اور برائی سے روکا۔ فرمایا اس کے لئے ہر لفظ کے بدلے میں ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہوں۔ اور پھر میں اسے دوزخ میں عذاب دینے سے شرماتا ہوں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں:۔

يَا ابْنَ اٰدَمَ لَا تَكُنْ مِمَّنْ يُّؤَخِّرُ التَّوْبَةَ وَ يُطَوِّلُ الْاَمَلَ وَ يَرْجِعُ اِلَى الْاٰخِرَةِ بِغَيْرِ عَمَلٍ يَقُوْلُ قَوْلَ الْعَابِدِيْنَ وَ يَعْمَلُ عَمَلَ الْمُنَافِقِيْنَ اِنْ اُعْطِىَ لَمْ يَقْنَعْ وَ اِنْ مُّنِعَ لَمْ يَصْبِرْ يُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَ لَيْسَ مِنْهُمْ وَ

يَبْغَضُ الْمُنَافِقِيْنَ وَ هُوَ مِنْهُمْ وَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَلَا يَفْعَلُهُ وَ يَنْهٰى عَنْ قَوْلِ الشَّرِّ وَلَمْ يَنْتَهِ ☆

﴿اے انسان، تو اس شخص کی طرح مت ہو جو توبہ میں دیر کرتا ہے اور لمبی امید لگائے رکھتا ہے ۔ اور بغیر عمل کے ہی آخرت کی طرف چلا جاتا ہے۔ عبادت گزاروں کی سی باتیں کرتا ہے اور عمل منافقوں کے سے کرتا ہے۔ اسے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جائے وہ اس پر قناعت نہیں کرتا۔﴾

اور اگر منا رک جائے تو صبر نہیں کرتا۔ نیکوں کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور ان میں شامل نہیں ہوتا اور منافقوں سے دشمنی کا اظہار کرتا ہے اور (عملی طور پر) ان میں شامل ہوتا ہے۔ نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود نہیں کرتا۔ اور بری بات سے روکتا ہے اور خود نہیں رکتا۔

سَيَأْتِيْ اَقْوَامٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ نَوَاقِصُ الْعَقْلِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ☆

﴿آخر زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جو نوعمر اور کم عقل ہونگے جو فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں بیان کریں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریں گی۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضِ مِّنَ النَّارِ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرِيْلُ ☆ قَالَ: هٰؤُلَآءِ خُطَبَآءُ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ يَنْهَوْنَ اَنْفُسَهُمْ ط ☆

میں نے معراج کی رات کچھ مردوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا آپ کی امت

کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔
جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ | ﴿تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو |
| تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ | اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو |
| تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلاَ | حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم |
| تَعْقِلُوْنَ☆ (سورۃ البقرۃ | سمجھتے نہیں؟﴾ |

آیت 44)

یعنی خدا کی کتاب کی تلاوت کرتے ہو اور جانتے نہیں کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔اور خود خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔تو مومنوں کو چاہیے کہ وہ نیکی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔اور خود عمل کرنا نہ بھولیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ | ﴿اور مومن مرد اور مومن عورتیں |
| بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ | ایک دوسرے کے دوست ہیں |
| يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ | نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی |
| يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ | سے روکتے ہیں اور نماز قائم |
| يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ☆ | کرتے ہیں﴾ |

(سورۃ توبہ آیت 71)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔تو وہ شخص جو امر بالمعروف سے رکتا ہے وہ اس آیت میں بیان کئے گئے لوگوں سے باہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کئی قوموں کی مذمت کی ہے جنہوں نے نیکی کا حکم کرنا چھوڑ دیا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنكَرٍ ﴿وہ برائی سے نہیں روکتے تھے

فَعَلُوْهُ☆ جس کو لوگ کر رہے تھے﴾

(سورۃ المائدۃ آیت 79)

یعنی ایک نے دوسرے کو برائی سے نہیں روکا۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ☆ ﴿وہ برا کر رہے تھے)﴾

کہ وہ لوگوں کو برائی سے نہیں روکتے تھے۔

روایت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کہ تم ضرور نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ظالم حکمران مسلط کر دے گا۔ وہ تمہارے بزرگوں کی عزت نہیں کرے گا۔ اور تمہارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرے گا۔ تمہارے بزرگ دعائیں کریں گے تو ان کی دعائیں قبول نہیں ہونگی۔ وہ اللہ سے مدد مانگیں گے تو ان کی مدد نہیں ہوگی۔ اور وہ بخشش چاہیں گے تو ان کی بخشش نہیں ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَذَّبَ اللّٰهُ اَهْلَ قَرْيَةٍ فِيْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اَلْفًا عَمَلُهُمْ عَمَلُ الْاَنْبِيَآءِ

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ؟

قَالَ: لَمْ يَكُوْنُوْا يَغْضِبُوْنَ لِلّٰهِ وَلَا يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ☆

﴿اللہ تعالیٰ نے ایک بستی والوں کو عذاب دیا جس میں اٹھارہ ہزار ایسے لوگ تھے جن کے اعمال نبیوں جیسے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ فرمایا: کہ وہ اللہ کے لئے غصے میں نہیں آتے تھے اور نیکی کا حکم نہ کرتے اور برائی سے

نہیں روکتے تھے۔ ﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مشرکین سے لڑنے کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے؟ فرمایا: ہاں اے ابوبکر: اللہ تعالیٰ کے ایسے مجاہدین بھی زمین پر موجود ہیں جو ان شہداء سے (جو زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں) افضل ہیں۔ یہ زمین پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمانی فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے اور ان کے لئے جنت کو ایسے سنوارتا ہے۔ جیسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زینت کرتی ہیں۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون ہیں؟ فرمایا: نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کے لئے محبت کرنے والے اور اللہ کے معاملے میں دشمنی کرنے والے۔ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ایک بندہ ایسے بالاخانے میں ہوگا جو شہدا کے بالاخانوں سے بھی اوپر ہوگا۔ ہر منزل کے تین سو دروازے ہونگے۔ بعض یاقوت اور زمرد اخضر کے ہوں گے۔ ہر دروازے پر روشنی ہوگی۔ اور ان میں رہنے والا ہر شخص تین لاکھ نگاہوں والی حوروں سے نکاح کرے گا۔ جب کسی ایک کی طرف توجہ کرئے گا تو وہ کہے گی فلاں دن تجھے یاد ہے! جب تو نے نیکی کا حکم کیا تھا۔ جب دوسری کی طرف توجہ کرے گا تو وہ بھی اسے کوئی مقام یاد دلائے گی جس میں اس نے نیکی کا حکم کیا اور برائی سے روکا تھا۔

حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا! اے موسیٰ علیہ السلام کیا تم نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ عرض کیا اے اللہ! میں نے تیرے لئے نماز پڑھی روزہ رکھا اور تیرے لئے صدقہ کیا۔ تیرے لئے سجدہ کیا۔ تیری حمد وثناء کی اور تیرا ذکر کیا۔ اور تیری کتاب پڑھتا رہا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز تو

تیرے لئے دلیل ہے۔اور روزہ تیرے لئے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لئے سایہ ہے اور ذکر و تسبیح تیرے لئے جنت میں درخت ہیں۔ اور میری کتاب کی تلاوت تیرے لئے حور و قصور (محلات) ہیں۔تو ان میں سے میرے لئے تم نے کون سا عمل کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جو میں آپ کے لئے کروں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! کیا کبھی تم نے میرے لئے کوئی دوست بنایا ہے؟ اور کبھی میرے لئے کسی کو دشمن بنایا ہے؟ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ سب سے اچھا عمل اللہ کے کے لئے دوستی اور دشمنی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔یا رسول اللہ کونسا شہید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ باعزت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔وہ جس نے جابر حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا۔اور اس نے اسے قتل کر دیا۔تو یہ وہ شہید ہے جس کا مقام جنت میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہے۔

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کو وحی فرمائی۔ کہ میں تمہاری امت کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بدکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔عرض کیا بدکاروں کو تو ٹھیک ہے۔نیکوکاروں کا کیا قصور ہے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ میرے لئے کبھی بدکاروں پر ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ سلم جب تک ہم خود اچھی طرح نیک کام نہیں کر لیتے دوسروں کو نہیں کہتے۔اور جب تک خود کسی برائی سے اچھی طرح نہیں رک جاتے دوسروں کو نہیں روکتے۔آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں ساتھ ساتھ نیکی کا حکم کرتے رہو۔اور برائی سے روکتے رہو۔

کسی اگلے بزرگ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی جب تم میں سے کوئی کسی کو نیکی کا حکم دینا چاہے تو پہلے اپنے آپ کو صبر پر پختہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر کا پختہ یقین کرے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر کا پختہ یقین ہو اسے اذیت کا احساس تک نہیں ہوگا۔

## باب نمبر 16

## شیطان لعین کی دشمنی کا بیان

مومن کو چاہیے کہ علماء اور نیک لوگوں سے محبت رکھے۔ اور ان کی مجالس میں بیٹھتا رہے۔ اور ان سے ضروری مسائل پوچھتا رہے۔ اور ان کی نصیحت پر عمل کرتا رہے۔ اور برے اعمال سے بچتا رہے۔ اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا☆ (سورۃ التوبۃ آیت 71)

﴿یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھو﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے اس سے دشمنی کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اس کی اطاعت نہ کرو۔ اور خلوص دل سے اپنے عقائد' اعمال و احوال میں شیطان سے بچ کر رہو۔ جب بھی کوئی عمل کرو سمجھ کر کرو۔ اس لئے کہ بسا اوقات شیطان تمہارے اعمال میں ریاکاری کو شامل کر دیتا ہے۔ اور برے اعمال کو تمہاری نظروں میں سنوار کر پیش کرتا ہے۔ اس لئے اس سے بچنے کے لئے اپنے پروردگار کی پناہ لیتے رہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں ایک لکیر کھینچ کر دکھائی۔ اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

ہے۔پھر اس لکیر کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچ کر فرمایا یہ وہ راستے ہیں جن کے ہر سرے پر ایک شیطان کھڑا اپنی طرف بلاتا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

| | |
|---|---|
| وَاَنَّ ھٰـذَا صِـرَاطِـیْ مُسْتَقِیْمًـا فَـاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ☆ (سورۃ الانعام آیت 153) | ﴿یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو۔دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ شیطان تمہیں سیدھے راستے سے ہٹا دے گا﴾ |

روایت

اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کثیر شیطانی راستوں سے آگاہ کردیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا اس نے ایک لڑکی پر آسیب کردیا۔اور اس لڑکی کے گھر والوں کے دل میں یہ خیال ڈالا۔کہ اس کا علاج اس عبادت گزار شخص کے پاس ہے۔وہ لڑکی کو لے کر عابد کے پاس آئے۔تو اس نے انہیں بتایا کہ میں اس کا علاج نہیں کرسکتا۔لیکن انہوں نے اصرار کرکے لڑکی کو عابد کے سپرد کردیا۔

جب علاج کے لئے لڑکی عابد کے پاس رہنے لگی۔تو شیطان نے عابد کے دل میں لڑکی کے قرب کا وسوسہ ڈالا۔حتیٰ کہ وہ اس میں مبتلا ہوگیا۔اور وہ لڑکی حاملہ ہوگئی۔تو اس کے دل میں یہ خیال ڈالا۔کہ اس کے گھر والوں کو کیا جواب دے گا لہٰذا تم اسے قتل کردو۔اگر پوچھیں تو کہہ دینا کہ مرگئی تھی۔لہٰذا اس نے لڑکی کو قتل کرکے دفن کردیا۔اب گھر والوں کو وسوسہ ڈالا کہ لڑکی حاملہ ہوگئی تھی۔عابد نے اسے قتل کرکے دفن کردیا ہے۔گھر والوں نے آکر عابد سے پوچھا۔تو اس نیکہا۔کہ مرگئی تھی۔لیکن

انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اور اسے قتل کرنے لگے۔ تو شیطان نے آ کر عابد سے کہا۔ کہ میں نے ہی لڑکی پر آسیب کیا تھا۔ اور میں نے ہی لڑکی کو آپ کے پاس لانے کو کہا تھا۔ اب اگر تم میری ایک بات مان لو تو میں تمھیں اس مصیبت سے چھٹکارا دلا سکتا ہوں۔ عابد نے پوچھا کس طرح؟ شیطان نے کہا بس مجھے دو سجدے کر لو۔ جب عابد نے اسے سجدہ کیا تو شیطان فوراً ایک طرف ہو کر کہنے لگا۔ اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ | ﴿شیطان کی طرح جب وہ |
| لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ | انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر۔ |
| قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ ☆ | جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو |
| (سورۃ الحشر آیت 16) | کہتا ہے میں تجھ سے الگ ہوں﴾ |

## روایت

شیطان نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ تم اس ذات کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ جس نے اپنی مرضی سے مجھے پیدا کیا۔ اور جس کام میں چاہا مجھے لگا دیا۔ اس کے بعد اگر چاہے تو مجھے جنت میں داخل کرے۔ چاہے تو دوزخ میں۔ کیا یہ انصاف ہے یا ظلم؟ حضرت امام شافعیؒ نے اس کی بات پر غور فرمایا۔ پھر ارشاد کیا: اگر وہ تیری مرضی سے پیدا کرتا تو ظلم ہوتا۔ اور اگر اس نے اپنی مرضی سے تجھے پیدا کیا ہے۔ تو تو پوچھنے والا کون ہے؟ یہ سن کر وہ کملانے لگا حتیٰ کہ بالکل ختم ہو گیا۔ پھر کہنے لگا اے شافعیؒ! اس سوال سے میں نے ستر ہزار عابدوں کو عبودیت کے دفتر سے نکال باہر کیا ہے۔

## دل کی قلعے کی حفاظت

سمجھ لو کہ دل کا حال ایک قلعے کا سا ہے۔ اور شیطان دشمن ہے۔ چاہتا ہے کہ اس

قلعے میں داخل ہو کر قبضہ کرکے اس کا مالک بن بیٹھے۔لہٰذا دشمن سے اس قلعے کی حفاظت اس کے دروازوں کھڑکیوں اور سوراخوں کی نگرانی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔اور دروازوں وغیرہ کی حفاظت وہ شخص نہیں کر سکتا جو اس کے ہتھکنڈوں سے بے خبر ہو۔ لہٰذا شیطانی وسوسوں سے دل کی حفاظت لازمی ہے۔اور ہر ذمہ دار پر فرض عین ہے۔اور جس چیز کے بغیر مقصد حاصل نہ ہو سکے وہ چیز بھی واجب ہے۔لہٰذا شیطانی وساوس کے راستے معلوم کرنا بھی واجب ہیں۔اور یہ شیطانی دروازے اور راستے بہت سے ہیں۔

ان میں ایک غصہ اور نفسانی خواہش ہے۔کہ غصہ عقل کو پاگل کرنے والی شے ہے۔جب عقل کمزور ہو جاتی ہے۔تو شیطانی لشکر حملہ کر دیتا ہے۔جب انسان غصے میں ہوتا ہے۔تو شیطان اس کے ساتھ کھیلتا ہے۔جیسے بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

کہتے ہیں کسی ولی اللہ نے شیطان سے کہا۔مجھے بتاؤ کہ تم انسان پر کیسے قابو پا لیتے ہو۔کہنے لگا۔میں انسان کو غصے اور نفسانی خواہش کے موقعہ پر قابو کرتا ہوں۔

ان راستوں میں سے ایک حسد اور حرص ہے۔جب انسان دنیا کی ہر چیز کے لئے حریص ہو جاتا ہے۔تو یہ حرص اسے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔اس وقت شیطان کو موقعہ مل جاتا ہے۔تو وہ ہر اس چیز کو سنوار کر پیش کرتا ہے جو انسان کو شہوت میں ڈال دیتی ہے۔وہ چیز خواہ کتنی ہی بری اور فحش ہو اسے بھلی لگتی ہے۔

## روایت

کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے اور انہوں نے ہر چیز کا جوڑا کشتی میں بٹھا لیا۔جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا۔تو آپ نے ایک اجنبی بوڑھے کو کشتی میں دیکھ کر پوچھا۔تمہیں کشتی میں کس نے چڑھایا ہے۔اس نے جواب دیا میں آپ کے ساتھیوں کے دلوں پر قبضہ کرنے آیا ہوں۔ان کے دل میرے ساتھ ہونگے اور جسم تمہارے ساتھ۔حضرت نوح علیہ السلام نے اسے

فرمایا۔ اللہ کے دشمن یہاں سے نکل جا تو شیطان لعین ہے۔ شیطان نے آپ سے کہا:

میں پانچ چیزوں سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہوں۔ میں آپ کو ان میں سے تین بتاتا ہوں۔ دو نہیں بتاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تین کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں' اسے کہو کہ دو بتا دے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے پوچھا وہ دو کیا ہیں۔ شیطان نے کہا وہ دو وہ ہیں جو مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولتیں اور نہ خلاف کرتی ہیں۔ ان دونوں سے میں لوگوں کو ہلاکت میں ڈالتا ہوں۔ اور وہ ہیں حرص اور حسد' حسد کی وجہ سے ہی میں ملعون و مردود ہوا ہوں۔ اور حرص' جب آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ اور جنت کی ہر نعمت انہیں حاصل ہو گئی۔ لیکن ایک درخت سے انہیں روکا گیا۔ تو حرص کی وجہ سے ہی میں اس درخت کا پھل انہیں کھلانے پر قادر ہو سکا۔

اور ان میں ایک پیٹ بھر کر کھانا ہے۔ چاہے حلال و پاکیزہ ہو پھر بھی پیٹ بھر کر کھانا نفسانی خواہشات کو طاقت ور بناتا ہے۔ اور یہ شیطان کا ہتھیار ہے۔

## حکایت

ایک دفعہ شیطان لعین حضرت یحیٰی علیہ السلام کے سامنے آیا تو اس کے جسم پر بے شمار چیزیں لٹکی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا۔ اے ابلیس یہ تمہارے ساتھ کیا چیزیں لٹکی ہوئی ہیں۔ کہنے لگا! یہ نفسانی خواہشات ہیں۔ جن کے ذریعے میں انسان کو گمراہ کرتا ہوں۔ آپ نے پوچھا۔ کیا اس میں میرے لئے بھی کوئی چیز ہے۔ کہنے لگا کبھی کبھی تم پیٹ بھر کر کھا لیتے ہو۔ تو اس کے ذریعے میں آپ کو نماز اور یاد الٰہی سے غافل کر دیتا ہوں۔

آپ نے پوچھا اور کوئی چیز ہے۔ کہنے لگا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ واللہ اب میں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ ابلیس آپ سے کہنے لگا۔ واللہ میں بھی کبھی کسی

مسلمان کو نصیحت نہیں کرونگا۔

اور ایک ان میں سے مکان، لباس اور سامان عیش عشرت کی محبت ہے۔ جب شیطان انسان میں ان چیزوں کی محبت غالب پاتا ہے۔ تو وہ اس خواہش میں انڈے دے کر ان کو مزید بڑھاتا ہے۔ اور اسے مکان کی تعمیر کے درودیوار کی زینت اور مکان کی مزید وسعت میں لگا دیتا ہے۔ اور اس میں پردوں کے ساتھ زینت دینے میں اور اس میں سواریاں رکھنے میں مصروف کر دیتا ہے۔ اور عمر بھر اسے اسی میں لگائے رکھتا ہے۔ اور انسان کو مکان وغیرہ سامان دنیا کی محبت میں ڈال کر بے فکر ہو جاتا ہے۔ اور دوبارہ اسے ادھر کا رخ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ بعض خواہشات ہی انسان کو دوسری خواہشات کی طرف لے جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ موت کو گلے لگا لیتا ہے۔ کہ جب وہ مرتا ہے تو شیطان کے راستے پر اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہا ہوتا ہے۔ جس کا انجام آخرت کی خرابی ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ان میں ایک لالچ ہے۔

### روایت

حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان لعین انسانی شکل میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا۔ اور ان سے کہا کہ اے حنظلہ کے بیٹے میں تمہیں کچھ باتیں بتاتا ہوں۔ انہیں یاد کر لو حضرت ابن حنظلہ نے فرمایا مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ شیطان نے کہا دیکھو سن لو اگر اچھی ہوئیں تو لے لینا۔ اگر بری ہوئیں تو چھوڑ دینا پھر کہنے لگا۔ اے حنظلہ کے بیٹے اللہ کے سوا کسی سے کسی چیز کی خواہش نہ کرنا۔ نمبر 2 غصہ کے وقت خیال رکھنا کہ تم کیا کرتے ہو۔ کہ میں اسی وقت تجھ پر قابو سکتا ہوں۔ جب تو غصے میں ہوگا۔

ان میں سے ہر کام میں صبر و تحمل ترک نہ کرنا اور نہ جلد بازی کرنا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ﴿جلد بازی شیطان کی طرف

وَالتَّأَنِّيْ مِنَ اللّٰهِ تعالٰی ☆ ہے اور سکون و تحمل رحمٰن کی طرف

سے ہوتا ہے﴾

جلد بازی میں شیطان انسان کو ایسے شر میں ڈال دیتا ہے جس سے وہ بے خبر ہوتا ہے۔

روایت

میں مذکور ہے کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے تو شیطاطین مل کر ابلیس کے پاس آئے اور بتایا کہ آج بت اوندھے گر پڑے ہیں۔ابلیس کہنے لگا آج کچھ ہوا ہے۔ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔یہ کہہ کر اڑ گیا اور زمین کے دور دراز علاقوں تک پھرا۔لیکن اسے کچھ معلوم نہ ہوا۔ہاں یہ دیکھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔اور فرشتے آپ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔یہ دیکھ کر وہ شیاطین کے پاس واپس آیا۔اور انہیں بتایا کہ آج رات ایک ایسا نبی پیدا ہوا ہے۔کہ ایسا کسی ماں نے نہیں جنا۔کہ جب وہ جنتی ہیں تو مجھے پتہ ہوتا ہے۔سوائے اس نبی کے کہ مجھے پتہ نہیں چلا۔وہ مایوس ہو گئے کہ آج رات کے بعد کسی بت کی عبادت نہیں ہو سکے گی۔ تو ابلیس نے کہا تم جلد بازی اور کاہلی سے انسانوں کو گمراہ کرتے رہو۔

ان میں روپیہ پیسہ اور اموال دنیا ہیں۔یعنی دنیا کا ساز و سامان چوپائے۔اور زمین جاگیریں ہیں۔یعنی جو کچھ بھی بقدر ضرورت روزی سے زیادہ ہو وہ شیطان کا گڑھ ہے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔جب اللہ تعالٰی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔تو ابلیس شیطانوں سے کہنے لگا کہ آج کوئی بڑا واقعہ

ہوا ہے۔ دیکھو وہ کیا ہے۔ وہ سب گئے اور تھک ہار کر واپس لوٹ آئے۔ کہنے لگے ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ کیا ہوا ہے۔ ابلیس کہنے لگا۔ میں معلوم کر کے آتا ہوں۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ پھر اس نے واپس آ کر بتایا۔ کہ آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ انہیں آپ کے صحابہ کرامؓ کی طرف بھیجتا تو وہ ناکام لوٹ آتے۔ اور کہتے ہمیں کبھی ان جیسوں سے واسطہ نہیں پڑا ہم انہیں گمراہ کرنے کے لئے کوئی چارہ کرتے ہیں کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارا سب کیا کرایا خاک میں مل جاتا ہے۔ ابلیس نے ان سے کہا۔ کہ کچھ انتظار کرو کہ ان میں مال و دولت سے خوشحالی آ جائے۔ تو پھر ہم کچھ کر سکیں گے۔

روایت

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ کہ ابلیس کا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا۔ یا عیسیٰ علیہ السلام دنیا کی کچھ خواہش ہو تو بتاؤ۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے سر کے بل دے پٹخا۔ اور فرمایا تیری اور تیری دنیا کی ایسی کی تیسی!

اور ان میں سے ایک کنجوسی اور غریبی کا ڈر ہے۔ اور یہ بخل اور خوف فقر ہی انسان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ اور خزانے جمع کرنے اور عذاب الیم کی دعوت دیتے ہیں۔ اور بخل کی نحوستوں میں سے مال جمع کرنے کی حرص میں بازاروں میں پڑا رہنا ہے۔ کہ یہ بازار شیطان کا مستقل ٹھکانہ ہیں۔

اور ان میں سے ایک مسالک کے لئے ہٹ دھرمی اور من مانی ہے۔ مخالف کے لیے دل میں کینہ رکھنا اور انہیں نفرت کی نظر سے دیکھنا بھی شامل ہے اور یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جن کے ذریعے سے شیطان عبادت گزاروں اور بدکاروں سب کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات

معلوم ہوئی ہے کہ ابلیس لعین کہتا ہے:

کہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گناہوں میں ڈالنے کے لیے بہت تدبیریں کرتا ہوں۔ پر وہ استغفار کر کے میری کمر توڑ دیتے ہیں۔ پھر میں ان کے لیے ایسے گناہوں کی تدبیر کرتا ہوں جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار نہ کر سکیں۔ اور وہ گناہ ہیں نفسانی خواہشات۔ اور ملعون سچ کہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ نفسانی خواہشات وہ ذرائع ہیں جو گناہوں کی طرف کھینچتے لیے جاتے ہیں۔ پھر وہ ان سے توبہ کیسے کر سکتے ہیں۔

ان راستوں میں سے ایک مسلمانوں پر بدگمانی ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ اور شریروں کے بہتان سے بچنا بھی ضروری ہے۔ جب تم کسی شخص کو لوگوں کی عیب چینی کرتے ہوئے بدگمانی میں مبتلا دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ بد باطن ہے۔ اور یہ اس کے اندر کی نجاست ہے جو باہر آ رہی ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ دل کے ایسے دروازوں کو بند کر دے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اس کی مدد کرے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب قریش نے صحابہ کرامؓ کو ہجرت کرتے دیکھا اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی بن گئے ہیں تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت کرنے سے روکا اس خطرے کی بنا پر کہ وہ لوگ ہمارے ساتھ لڑنے کے لیے اکٹھے ہو جائیں گے تو وہ دارالندوہ جو قصی بن کلاب کے گھر میں تھا اکٹھے ہوئے اور یہ نام اس لیے رکھا گیا تھا۔ کہ اس میں سر برآوردہ لوگ جمع ہو کر مشورہ کرتے تھے۔

اور قریش تمام اہم مشورے وہیں کرتے تھے۔ اور اس مشورے میں چالیس سال سے کم عمر کا کوئی قریشی شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ کوئی غیر قریشی اس دارالندوہ میں داخل ہو سکتا تھا۔ انہوں نے ابوجہل کو وہاں بلایا اور ہفتہ کے دن سب اکٹھے ہوئے اسی لیے ہفتہ کا دن دھوکہ فریب کا دن سمجھا جاتا ہے۔ اور ان میں ابلیس لعین بھی ایک

تدبیر سوچو۔ پھر ابو جہل کہنے لگا' واللہ میری ایک رائے ہے' میرا نہیں خیال کہ تم اس پر عمل کرو گے ۔میری یہ رائے ہے کہ ہم ہر قبیلے سے صاحب حسب ونسب ایک ایک بہادر نوجوان منتخب کریں اور ہر نوجوان کو ایک ایک تیز تلوار دے دی جائے۔ پھر وہ ایک دم حملہ کر کے ایک ہی وار میں اس کو قتل کر دیں کہ ہماری جان اس سے چھوٹ جائے اور اس کا خون تمام قبائل پر پڑ جائے تو بنو عبد مناف ان تمام قبیلوں پر حاوی نہیں ہوسکیں گے۔ پھر ہم سب مل کر انہیں اس کی دیت ادا کر دیں گے۔ نجدی لعین کہنے لگا جو ابو جہل نے کہا۔ یہ درست ہے۔ میری بھی اس کے علاوہ دوسری کوئی رائے نہیں ۔تو تمام کا مشورہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے پر ہو گیا۔ اور یہ بات طے کر کے وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ پھر جبریل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یہ رات آپ اپنے بستر پر نہ گزاریے جہاں آپ روزانہ سوتے ہیں۔

جب رات ہوئی تو وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر اکٹھے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ آپ میری سبز چادر اوڑھ کر میری جگہ سو جائیں۔ اور یہ وہ سبز چادر تھی جو اس واقعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوڑھ کر جمعہ اور عیدین کو تشریف لایا کرتے تھے۔تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کے لیے اپنی جان کا معاملہ کیا اور اس کے ذریعے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی اور اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَقَيْتُ بِنَفْسِيْ خَيْرَ مَنْ    وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ العَتِيْقِ

وَّطِــــــئَ الثَّـــــرٰى    وَبِـــــالْـحَـــجَـــرِ

رَسُوْلُ اِلٰهٍ خَافَ اَنْ — فَنَجَّاهُ ذُو الطَّوْلِ الْاِلٰهُ مِنَ
يَّمْكُرُوْا بِهٖ — الْمَكْرِ
وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْغَارِ — مُوْقًى وَّ فِيْ حِفْظِ الْاِلٰهِ وَ
اٰمِنًا — فِيْ سِتْرِ
وَبِتُّ اُرَاعِيْهِمْ وَمَا — وَقَدْ وَطَّنْتُ نَفْسِيْ عَلَى
يُتْهِمُوْنَنِيْ — الْقَتْلِ وَالْاَسْرِ

(میں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس ذات گرامی کو بچایا ہے جو تمام اہل زمین سے بہتر ہیں۔ اور جنھوں نے بیت اللہ شریف اور حجر اسود کا طواف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی بدسلوکی کا خطرہ تھا۔ جس سے طاقتور معبود نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن کے ساتھ غار میں رات گزاری۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پردے میں بچے رہے۔ اور میں رات بھر کفار کا انتظار کرتا رہا کہ دیکھوں میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور میں نے اپنے آپ کو قتل اور قید ہونے پر آمادہ کر لیا تھا۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے سامنے سے دروازے سے نکل گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ کہ ان میں سے کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سروں پر مٹی بکھیر دی۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں تھی۔ اور آپ سورت یاسین شریف کی ابتدائی آیات تلاوت فرماتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی طرف تشریف لے گئے۔

کسی نامعلوم شخص نے انہیں آ کر بتایا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار؟ وہ کہنے لگا تمہارا ناس ہو؟ وہ تو تمہارے سامنے سے نکل گئے۔ اور تم سب کے سروں پر مٹی ڈال گئے وہ تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اب تم کیا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو سب کے سروں پر مٹی

پڑی ہوئی تھی۔

پھر وہ ادھر ادھر تلاش کرنے لگے۔ تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے بستر پر چادر اوڑھے لیٹے پایا۔ کہنے لگے۔ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ سو رہے ہیں۔ چادر تو انہی کی ہے۔ وہ صبح تک انتظار کرتے رہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر سے اٹھے۔ تو کہنے لگے۔ کہ بتانے والے نے ٹھیک ہی بتایا تھا۔ اسی بارے میں آیت ذیل نازل ہوئی۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ ☆ (سورۃ التوبہ آیت 30)

﴿اور جب کافر لوگ آپ کے خلاف تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قابو کرلیں یا آپ کو قتل کر دیں﴾

لَا تَجْزَعَنَّ فَبَعْدَ الْعُسْرِ تَیْسِیْرٌ
وَکُلُّ شَیْئٍ لَّہٗ وَقْتٌ وَّتَقْدِیْرٌ
وَلِلْمُقَدِّرِ فِیْ اَحْوَالِنَا نَظَرٌ
وَفَوْقَ تَدْبِیْرِنَا لِلّٰہِ تَدْبِیْرٌ

پریشان نہ ہویئے ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ اور ہر چیز کا ایک وقت اور اندازہ مقرر ہے۔ تقدیر بنانے والے (اللہ) کی ہمارے حالات پر نظر ہوتی ہے۔ اور ہماری تدبیر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی معظم ﷺ کو ہجرت کا حکم فرمایا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ☆ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 80)

﴿اے میرے پیارے رسول کہیئے کہ اے میرے پروردگار مجھے سچائی کے مقام میں داخل فرمایئے اور سچائی کے مقام سے نکالیے۔ اور میرے لیے اپنی طرف سے

زبردست مددگار بنا دیجیے۔)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیجیے۔﴾

روایت

محدث حاکم رحمتہ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔ پھر آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی کو اپنے نکل جانے کا بتایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے رہ جائیں تاکہ لوگوں کی امانتیں جو آپ کے پاس ہیں وہ ادا کر دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اس دن ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی کے گھر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سخت گرم دن تھا۔

روایت

محدث طبرانیؒ نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کے حوالے سے حدیث روایت کی ہے کہ مکے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ دوبار صبح و شام ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ جب ہجرت کا دن ہوا تو دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کو دیکھ کر کہا: ابا جان وہ دیکھیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک ڈھانپے چلے آرہے ہیں۔ اور ایسے وقت آپ ہمارے ہاں نہیں آیا کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واللہ اس وقت آپ کو کوئی اہم معاملہ پیش آیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر اجازت طلب کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے

آپ کو اندر تشریف لانے کو کہا۔آپ اندر آئے ۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چارپائی سے اٹھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چارپائی پر بٹھایا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو آپ کے پاس ہیں انہیں ذرا باہر بھیج دو۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یہ آپ کے گھر کے لوگ ہیں۔آپ کی مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی ۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میری ان دو بیٹیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ رہا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے مکے سے نکل جانے کا اذن ملا ہے ۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان میں ساتھ چلنے کو تیار ہوں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔اور مجھے نہیں اندازہ تھا کہ خوشی سے بھی کوئی روتا ہے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان میری ان دو سواریوں میں سے ایک سواری آپ قبول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ قیمت کے ساتھ۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر آپ سواری دینا چاہتے ہیں تو میں قیمت ادا کروں گا۔پھر آپ نے قیمت دے کر وہ سواری حاصل کی ۔تا کہ یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان اور مال کے ساتھ شوق سے ہو۔کہ اس سے اللہ کے لیے ہجرت کرنے کی پوری فضیلت حاصل ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے دونوں کو جلدی سے تیار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے بہت پیار سے ان کو تیار کیا۔اور ان کے

لیے سامان سفر یعنی زادراہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔مورخ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا ہے کہ اس سامان سفر میں بکری کا گوشت پکا کر رکھا گیا۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی پیٹی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر تھیلے کا منہ باندھا۔چونکہ عربی میں پیٹی کو نطاق کہتے ہیں۔اس لیے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ذات النطاقین (دو پیٹیوں والی) مشہور ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور میں چلے گئے۔(ثور مکہ میں ایک پہاڑ ہے جس میں ثور بن عبد منات آ کر رہے اور وہ پہاڑ ان کے نام سے مشہور ہو گیا) وہاں آپ دونوں حضرات تین دن ٹھہرے رہے۔

## روایت

روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے چھوٹے دروازے سے جو گھر کی پچھلی طرف تھا رات کو غار ثور کے لیے نکلے۔ روایت ہے کہ ابو جہل ان دونوں حضرات کو راستے میں ملا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔حتیٰ کہ وہ حضرات آرام سے گزر گئے۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر سے پانچ ہزار درہم لے کر نکلے۔

جب قریش نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پایا تو وہ مکہ میں اوپر نیچے آپ کو تلاش کرنے لگے۔قریش مکہ نے کھوجیوں کو آپ کے پیچھے پتہ کرنے کے لیے بھیجا۔تو انہوں نے غار ثور کی طرف آپ کے قدموں کے نشان جاتے ہوئے دیکھے۔لیکن جب تک وہ لوگ غار ثور تک پہنچے قدموں کے نشان مٹ چکے تھے۔ قریش کو آپ کا نکل جانا بہت ناگوار ہوا اور اس پر وہ بہت سٹ پٹائے۔اور انہوں نے آپ کو واپس لانے والے کے لیے ایک سو اونٹ انعام مقرر کیا۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوہ ثبیر نے آواز دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر سے اتر جائیں مجھے خطرہ ہے کہ آپ مجھ پر قتل نہ کردیئے جائیں اور میں معصیت میں گرفتار ہو جاؤں اور اس موقع پر غار حراء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف تشریف لے آیئے۔

## روایت

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی معیت میں غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالی نے غار کے دروازے پر ام غیلان کی جھاڑیاں پیدا فرمادیں جس سے غار کنار کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ اللہ تعالی نے مکڑی کو حکم دیا اس نے غار کے منہ پر جالا تن دیا۔ اور دو جنگلی کبوتریوں کو بھیجا۔ ان کبوتریوں نے غار کے دھانے پر گھونسلہ بنالیا۔ یہ وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالی نے مشرکین کو وہاں جانے سے روکا۔ حرم شریف کے کبوتر کبوتروں کے اسی جوڑے کی نسل سے ہیں۔ جَزَاءً وِّفَاقًا یعنی مسلسل بدلہ۔ جب ان کبوتروں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمایت حاصل ہوئی تو اس کے بدلے میں پوری نسل کو حرم شریف کی حفاظت حاصل ہوئی۔ اب کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

پھر قریش کے ہر قبیلے سے نوجوان اپنی لاٹھیاں اور تلواریں لے کر نکلے۔ اور ایک نوجوان تو تلاش کرتے کرتے غار تک بھی پہنچ گیا۔ اور وہ غار کے منہ پر جنگلی کبوتروں کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے جنگلی کبوتر دیکھ کر ہی سمجھ لیا ہے کہ یہاں کوئی نہیں ہے۔ جو کچھ وہ نوجوان کہہ رہا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں سن رہے تھے۔ آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالی نے ان کے شر کو ہٹا دیا ہے۔ ایک اور نوجوان کہنے لگا کہ غار کے اندر جا کر تو دیکھو تو ابن خلف نے کہا غار میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہاں مکڑی کا

جالا تنا ہوا ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔اگر کوئی اندر گیا ہوتا تو کبوتر ی کے انڈے اور جالا ٹوٹ جاتے۔بڑے لشکروں کی بجائے ان معمولی چیزوں سے دشمن کا مقابلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔غور فرمائیے درخت نے کس طرح غار پر سایہ ڈال دیا اور تلاش کرنے والے کو گمراہ کر دیا۔اور مکڑی نے آکر تلاش کا سد باب کر دیا۔اور غار کے منہ پر جالا تن دیا اور جالے کی وجہ سے تلاش کرنے والے کھوجی اندھے ہو گئے۔جس کی وجہ سے اس معمولی سے کیڑے کو ایک شرف حاصل ہوا۔اور ابن نقیب نے کیا خوب فرمایا ہے:

وَدُوْدُ الْقَزِّانْ نَّسَجَتْ لِيُجْعَلَ لُبْسُهُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ
حَرِيْرًا

فَاِنَّ الْعَنْكَبُوْتَ اَجَلُّ مِنْهَا بِمَا نَسَجَتْ عَلٰى رَأْسِ
النَّبِيِّ

ریشم کا کیڑا جو ریشم بنتا ہے۔اسے پہن کر ہر شخص جمال حاصل کرتا ہے۔لیکن مکڑی اس سے زیادہ جلیل الشان ہے۔کہ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جالا بن دیا۔

روایت

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا:

فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم نماز میں تھے۔میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔کہ اگر کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔کہ اللہ جن کا تیسرا ہے۔ایک سیرت نگار نے لکھا ہے۔جب حضرت ابو

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کے اندر تشریف لائے۔ اور اپنا سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران میں کسی موذی چیز نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو کاٹ لیا۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی تا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ ابو بکر صدیق کیا بات ہے؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا تھوک مبارک لگا دیا جس سے سب تکلیف دور ہو گئی۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

وَثَانِی اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ ۔۔۔ طَافَ الْعُدُوُّ بِہٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

وَکَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَد عَلِمُوْا ۔۔۔ مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ بَدَلَا

(دو میں سے دوسرے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو اونچی غار میں جانے کے لئے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور دشمن گھات میں تھا لیکن انہیں یقین تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ساری مخلوقات میں کوئی جوڑ نہیں)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات کے دن مکہ معظمہ سے نکلے اور تین رات غار میں قیام فرما کر سوموار کی رات یکم ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ اور بارہ ربیع الاول بروز جمعہ المبارک مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

## حکایت

ایک عبادت گار بزرگ جس کا نام زکریا تھا۔ شدید بیمار ہو گئے اور ان کی موت کا

وقت قریب آ گیا۔ان کے ایک دوست نے آ کر نزع کی حالت میں لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ تلقین کرنا شروع کیا۔تو انہوں نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کلمہ شریف نہیں پڑھا۔انہوں نے دوسری بار تلقین کی تو انہوں نے منہ پھیر لیا۔پھر انہوں نے تیسری بار کلمہ شریف ان کے سامنے کہا تو انہوں نے کہا میں نہیں کہتا۔یہ سن کر ان کے دوست پر غشی طاری ہوگئی۔تھوڑی دیر بعد عبادت گزار کو افاقہ ہوا تو آنکھیں کھول کر پوچھا کیا تم نے مجھے کچھ کہا تھا؟ کہنے لگے ہاں: ہم نے تین بار کلمہ طیبہ آپ کے سامنے پیش کیا تو دو بار آپ نے منہ پھیر لیا۔اور تیسری بار آپ نے کہا کہ میں نہیں کہتا۔تو بزرگ بتانے لگے کہ ابھی میرے پاس شیطان لعین آیا تھا اس کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا اس نے میرے دائیں ہاتھ کھڑے ہوکر پیالہ بڑھا کر مجھے کہا کیا آپ کو پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں تو کہنے لگا کہو عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔تو میں نے اس سے منہ پھیر لیا۔اور جب تیسری بار بھی اس نے مجھے اسی طرح کہا تو میں نے کہا: میں نہیں کہتا۔تو شیطان نے پیالہ زمین پر دے مارا اور بھاگ نکلا۔ میں نے ابلیس کی بات کا انکار کیا تھا۔تمہاری بات کا نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

## روایت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ انسان کے دل میں شیطان کا ٹھکانہ بتادیں۔تو انہوں نے خواب میں شیشے کی طرح کا ایک انسانی جسم دیکھا۔جس کے آر پار نظر آتا تھا۔ اور انہوں نے شیطان کو مینڈک کی صورت میں بائیں کندھے اور کان کے درمیان بیٹھے دیکھا۔کہ اس کی ایک باریک لمبی سونڈ ہے جس نے اسے بائیں کندھے کے اندر سے انسان کے دل میں ڈال رکھا ہے اور اس کے ذریعے اس کے دل میں

وسوسہ ڈال رہا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اپنی سونڈ کو سکیڑ لیتا ہے۔

## شیطان سے پناہ مانگنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا شَیْطَانًا مَّرِیْدًا اَوْلِسَانًا حَسُوْدًا وَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ بِجَاہِ خَاتَمِ اَنْبِیَآءِکَ وَرَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ☆

﴿اے اللہ شیطان سرکش اور زبان حاسد کو ہم پر مسلط نہ فرما اور اپنا ذکر اور شکر کرنے پر ہماری اعانت فرما۔ صدقے میں اپنے رسول خاتم الانبیاء والمرسلین کے۔ اور اے اللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو شرف اور بزرگی عطا فرما﴾

## باب نمبر 17

# امانت اورتوبہ کا بیان

### روایت

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔وہ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کعبۃ اللہ کے طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جب قدم اٹھاتا تھا اور جب رکھتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف پڑھتا تھا۔میں نے عرض کیا: اے بھائی! آپ تسبیح وتہلیل چھوڑ کر صرف درود شریف پڑھ رہے ہیں کیا آپ کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا میں سفیان ثوری ہوں۔وہ بزرگ کہنے لگے اگر آپ زمانے کے ایک بڑے زاہد نہ ہوتے تو میں آپ کو اپنا حال نہ بتاتا اور نہ ہی اپنے راز سے آپ کو آگاہ کرتا۔پھر بتانے لگے کہ میں اپنے والد کی معیت میں بیت اللہ شریف کے حج کو چلا ۔ابھی ہم راستے میں ہی کسی مقام پر تھے کہ میرے والد بیمار ہو گئے ۔میں ان کی دیکھ بھال کرنے لگا۔حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے اور مرنے کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔اس پر میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ☆ پڑھا اور اپنے والد کا چہرہ ڈھانپ دیا۔ اسی غم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی ۔کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے بڑھ کر حسین وجمیل شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔اور اس سے بڑھ کر خوش لباس اور خوش بو انسان میں آج تک نہیں دیکھ پایا۔وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے میری طرف بڑھے ۔اور قریب ہو کر کپڑا اٹھا کر میرے والد کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ سفید ہو گیا۔پھر آپ واپس لوٹے تو میں نے ان کے دامن سے لپٹ کر عرض کیا اے اللہ کے بندے آپ کون ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پردیس میں میرے والد پر احسان فرمایا؟ آپ نے فرمایا کیا تم مجھے نہیں پہنچانتے ۔میں محمد بن

عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں جن پر قرآن نازل ہوا۔ تیرے والد ایک خطا کار شخص تھے لیکن وہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ جب ان پر یہ مصیبت آئی تو انہوں نے مجھ سے مدد طلب کی۔ اور میں ہر اس شخص کا مددگار ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھے۔ وہ بزرگ بتاتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو میرے والد کا چہرہ صاف تھا۔

روایت

حضرت عمرو بن دینارؒ حضرت ابوجعفرؒ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ نَّسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَقَدْ اَخْطَأَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ☆ ﴿جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ وہ جنت کا راستہ بھول گیا﴾

معلوم ہو کہ امانت کا لفظ امن سے لیا گیا ہے۔ اس لیے کہ وہ اس کے ذریعے سے حق سے رکنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اور امانت کا الٹ خیانت ہے جو خون سے بنا ہے۔ اور اس کے معنی ہیں نقصان (کمی) اس لئے کہ جب تو کسی چیز میں کسی شخص سے خیانت کرتا ہے تو تو اس کو نقصان پہنچاتا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْمَکْرُ وَالْخَدِیْعَۃُ وَالْخَیَانَۃُ فِی النَّارِ☆ ﴿مکر، دھوکہ اور خیانت دوزخ میں لے جانے والے ہیں﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَامَلَ النَّاسَ فَلَمْ
يُظْلِمْهُمْ وَحَدَّثَهُمْ فَلَمْ يَكْذِ
بْهُمْ فَهُوَ مِمَّنْ كَمُلَتْ
مَرُوَّتُهُ وَ ظَهَرَتْ عَدَالَتُهُ
وَوَجَبَتْ اَخُوَّتُهُ☆

﴿جس نے لوگوں سے معاملہ کیا تو ان پر ظلم نہیں کیا اور ان سے گفتگو کی تو ان سے جھوٹ نہیں بولا تو ایسے شخص کا اخلاق مکمل ہے۔ اور انصاف نمایاں ہے۔ اور اس سے بھائی چارہ لازمی ہے﴾

ایک دیہاتی شخص نے کچھ لوگوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا کہ وہ امانت کی حفاظت میں مشغول ہیں۔ وہ وعدے کی بے وفائی نہیں کرتے اور نہ کسی مسلمان کی ہتک عزت کرتے ہیں اور نہ ان کے ذمہ کوئی معاملہ ہوتا ہے تو ایسے لوگ امت میں بہترین ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ جن کی دیہاتی نے مدح سرائی کی ہے وہ فرائض کی ادائیگی میں پورے اترے ہیں۔ اس زمانے میں تو ہمیں انسانی لباس میں بھیڑیے ہی نظر آتے ہیں۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

بِمَنْ يَثِقُ الْاِنْسَانُ فِيْمَا ... وَمِنْ اَيْنَ لِلْحُرِّ الْكَرِيْمِ
يَنُوْبُهُ ... صِحَابُ
وَقَدْ صَارَ هٰذَا النَّاسُ اِلَّا ... ذِئَابًا عَلٰى اَجْسَادِهِنَّ
اَقَلُّهُمْ ... ثِيَابُ

﴿انسان مشکلات میں کس پر اعتماد کرے اور شریف آدمی کو اچھا دوست کہاں سے ملے۔ اس لئے کہ کچھ لوگوں کو چھوڑ کر انسانی لباس میں سب بھیڑیے ہیں﴾

اسی طرح ایک اور شاعر نے کہا

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُقَالُ عِنْدَ ... لَيْتَ الْبِلَادُ وَ مَا بِهَا
فِرَاقِهِمْ ... تَتَصَدَّعُ

﴿وہ لوگ چلے گئے جن کے دنیا سے چلے جانے پر کہا جاتا تھا۔ کہ کاش ان کی بجائے پورا ملک تباہ ہو جاتا﴾

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ تُوبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ☆ (سورۃ توبہ آیت ۳۱)

﴿اے ایمان والو تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْاَمَانَةَ لَتُرْفَعُ وَ يُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَ مَا يَكَادُ اَحَدُهُمْ مِنْهُمْ اَنْ يُؤَدِّيَ الْاَمَانَةَ وَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ اَمِيْنًا ☆

﴿کہ امانت داری ختم ہو جائے گی۔ اور لوگ محض تجارت کریں گے اور ان میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جو امانت ادا کرے گا۔ حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ فلاں قوم کے اندر ایک امانتدار شخص موجود ہے﴾

یہ بات سمجھ لو کہ آیات واحادیث کی رو سے توبہ واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ تُوبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ☆

﴿کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرو﴾

(سورۃ التحریم آیت ۸)

اور توبہ نصوح کا مطلب ہے ''شک وشبہ سے خالی ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے گناہوں سے باز آ جانا۔''

اور نصوح کا لفظ نصح سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی خیر خواہی کے ہیں۔ جو توبہ کی

فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ☆ (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲)

﴿کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے﴾

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلتَّآئِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ اور اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ☆

﴿کہ توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک ہولناک صحرا میں چلا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی سواری تھی۔ جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا تھا۔ ایک مقام پر آ کر اس نے سواری کھڑی کی اور تھوڑی دیر کے لئے سو گیا۔ جب وہ جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی۔ اس نے تلاش کی لیکن بے سود۔ حتیٰ کہ گرمی اور پیاس نے زور کیا۔ اور دوسرے خطرات ظاہر ہوئے۔ تو دل میں کہنے لگا۔ وہیں چلتا ہوں جہاں سویا تھا۔ کہ مر جاؤں۔ پھر بازو پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب پھر اٹھا تو اس کی سواری سامان خورد و نوش سمیت موجود تھی۔ تو جو خوشی اس آدمی کو ہوئی۔ مومن بندے کی توبہ سے اللہ کریم اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

## روایت

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ تو فرشتوں نے آپ کو مبارک باد دی۔ اور حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور کہا خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ

نے تمہاری توبہ قبول فرمالی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام نے کہااے جبرائیل اگر اللہ تعالی نے اس توبہ کے بعد بھی پوچھ لیا۔تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔تو اللہ تعالی نے آپ کی طرف وحی بھیجی۔اے آدم میں نے تیری اولاد کو مشقت و تکلیف ورثہ میں دی ہے۔تو ساتھ ہی توبہ بھی ورثے میں دے دی ہے۔تو جو شخص مجھ سے دعا کرے گا۔ میں اس سے قبول کرونگا۔جیسے تمہاری دعا قبول کی ہے۔اور جو شخص مجھ سے بخشش مانگے گا۔میں کنجوسی نہیں کروں گا اس لئے کہ میں پاس ہی ہوں قبول کرنے والا۔ اے آدم میں توبہ کرنے والوں کو قبروں سے اٹھاؤں گا۔تو وہ خوشی سے ہنستے مسکراتے اٹھیں گے اور ان کی دعائیں قبول ہو چکی ہونگی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنا دست توبہ ہر گناہ گار کے لیے دن سے رات تک بڑھائے رکھتے ہیں اور یہ سلسلہ سورج مغرب سے غروب ہونے تک جاری رہے گا۔اور ہاتھ بڑھانے سے مراد طلب توبہ ہے۔ یعنی کوئی ہے توبہ کرنے والا؟ اور توبہ کا طالب (خدا) ہی توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ اور بہت سے قبول کرنے والے ایسے ہوتے ہیں۔کہ وہ طالب نہیں ہوتے۔اور جو طالب ہوتا ہے وہ قبول بھی ضرور کرتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اگر تم اتنے گناہ کرلو کہ ان کا ڈھیر آسمان تک پہنچ جائے پھر تم ان پر شرمسار ہو کر توبہ کرلو تو اللہ تعالی تمہاری توبہ ضرور قبول کرلے گا۔اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر اس گناہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ ارشاد فرمایا کہ وہ گناہ اپنی نظر میں رکھ کر اس سے توبہ کرتا رہے گا اور پھر اس گناہ سے ہمیشہ پچتا رہے گا۔حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ گناہ کا کفارہ شرمسار ہونا ہے۔مزید فرمایا:۔

اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ☆ ﴿گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں﴾

## روایت

روایت ہے کہ ایک حبشی نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں برائیاں کرتا رہتا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں بالکل۔ وہ واپس جا کر پھر لوٹا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! جس وقت میں برائی کرتا ہوں مجھے کوئی دیکھ رہا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں بالکل۔ یہ سن کر اس حبشی نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

## روایت

کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ابلیس کو ملعون قرار دیا تو اس نے مہلت مانگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کے لیے مہلت دے دی۔ وہ کہنے لگا۔ تیری عزت کی قسم جب تک انسان میں جان ہوگی میں اس کے دل سے نہیں نکلوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم کہ جب تک بندے میں جان ہوگی میں اس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ كَمَا يُذْهِبُ الْمَآءُ الْوَسَخَ ☆ ﴿بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جس طرح پانی میل کچیل کو﴾

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فَاِنَّہٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا ☆ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۵)

﴿کہ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والوں کے لیے بڑا بخشنے والا ہے۔﴾

اس شخص کے بارے میں ہے جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے کہ گناہ گاروں کو خوشخبری دے دو کہ جب بھی وہ توبہ کریں گے میں ان کی توبہ قبول کرلوں گا۔ اور صدیقوں کو خبردار کردو کہ اگر میں ان کے ساتھ انصاف کروں گا (تو ان کو سزا دوں گا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ جس نے اپنا گناہ یاد کیا جس میں وہ مبتلا ہوا تھا پھر اس کا دل ڈر گیا۔ تو لوح محفوظ میں اس کا گناہ معاف کردیا جائے گا۔

## روایت

ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے گناہ کے بارے میں پوچھا جس میں وہ مبتلا ہوا تھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہوگی؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا۔ پھر آپ نے اس کی طرف دھیان کیا تو اسے آنکھیں بھر کر روتے دیکھا۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ اور ہر دروازہ کھولا بھی جاتا ہے۔ اور بند بھی کیا جاتا ہے۔ ہاں توبہ کا دروازہ کہ اس پر ایک نگران فرشتہ مقرر ہے۔ اور یہ دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ پس نیک عمل کرتے رہو اور کبھی مایوس نہ ہو۔

## روایت

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جس نے بیس سال اللہ کی عبادت کی۔ پھر بیس

سال نافرمانی میں مبتلا رہا۔ پھر شیشے میں دیکھا تو داڑھی میں سفید بال نظر آئے۔ یہ بات اس کے لیے پریشان کن ہوئی۔ اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا! اے اللہ! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور پھر بیس سال تیری نافرمانی میں گزار دیئے تو اگر میں تیری طرف آ جاؤں تو میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے غیب سے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے:

"جب تو نے ہمیں پسند کیا تو ہم نے تجھے پسند کیا۔ اور جب تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تجھے چھوڑ دیا۔ تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے تجھے مہلت دی۔ اور اگر تو ہماری طرف آ جائے گا تو ہم تجھے قبول فرمالیں گے"۔

روایت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رجوع فرماتا ہے۔ نگران فرشتوں نے اس کے جو برے عمل لکھے ہوتے ہیں۔ وہ ان کو بھلا دیتا ہے اور جو برائیاں اس کے اعضاء نے کی ہوتی ہیں۔ ان کو بھی بھلا دیتا ہے۔ اور زمین و آسمان میں جس جس جگہ بھی گناہ کا نشان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مٹا دیتا ہے۔ تا کہ اس کا بندہ روز قیامت اس طرح حاضر ہو کہ کوئی اس کی برائیوں پر شہادت نہ دے سکے۔

روایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَكْتُوْبٌ حَوْلَ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يُّخْلَقَ الْخَلْقُ بِاَرْبَعَةِ اٰلَافِ عَامٍ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ☆ (سورۃ طٰہٰ آیت ۸۲)

مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے عرش کے آس پاس لکھا ہوا تھا۔ کہ

میں بہت بخشنے والا ہوں اس شخص کو کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھی راہ چلتا رہے ﴾

یہ بات سمجھ لیں کہ بڑے اور چھوٹے گناہوں سے جلدی توبہ کرنا فرض عین ہے۔ اور چھوٹے گناہوں پر اصرار کرنا بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔فرمان باری تعالٰی ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ ☆ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۵)

﴿جو لوگ کوئی برا کام کرتے ہیں یا اپنے آپ پر زیادتی کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں ﴾

اور خالص توبہ یہ ہے کہ بندہ ظاہر و باطن سے شرمسار ہو کر اس ارادے سے توبہ کرے کہ پھر ایسا نہیں کرے گا۔اور ظاہری توبہ کرنے والے کی مثال اس اروڑی کی سی ہے۔جس پر ریشمی کپڑا بچھا دیا گیا ہو۔کہ اوپر سے دیکھ کر لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اور جب کپڑا اوپر سے ہٹایا جائے تو نفرت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔اسی طرح لوگ ظاہری اطاعت گزار کو دیکھتے ہیں لیکن جب روز قیامت پردہ اٹھے گا۔

یَوْمَ تُبْلَی السَّرَآئِرُ ☆ (سورۃ الطارق آیت ۹)

﴿کہ جس دن راز کھولے جائیں گے ﴾

تو فرشتے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیں گے۔اسی لئے صادق الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ ☆

﴿کہ اللہ تعالٰی تمہاری شکلوں کو نہیں دلوں کو دیکھتا ہے ﴾

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کتنے ہی توبہ کرنے والے قیامت کے دن لائیں جائیں گے جن کا خیال ہوگا کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے۔ حالانکہ انہوں نے حقیقی توبہ نہیں کی ہوگی۔ یعنی انہوں نے نادم ہوکر اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے ارادے سے توبہ نہیں کی ہوگی۔ اور انہوں نے مظلوم پر ظلم کر کے اس کی تلافی نہیں کی ہوگی۔ اور حتی الامکان اور حسب استطاعت ان سے معافی نہ مانگی ہوگی۔ ہاں اگر ان کے لیے اکثر استغفار کرتا رہا ہوگا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوموں کو راضی کر کے اسے بخش دے۔

اور گناہ کر کے غافل ہو جانا بہت بڑی معصیت ہے۔ تو عقل مند کو چاہیے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ اور گناہ کر کے توبہ کرنا نہ بھولے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

یَآ اَیُّهَا الْمُذْنِبُ الْمُحْصِیْ     لَا تَنْسَ ذَنْبَکَ وَاذْکُرْ مِنْهُ
جُرْاَتِمَهُ     مَا سَلَفَا
وَتُبْ اِلَی اللّٰهِ قَبْلَ الْمَوْتِ     یَا عَاصِیًا وَّ اعْتَرِفْ اِنْ
وَانْزَجِرْ     کُنْتَ مُعْتَرِفَا

(اے خطا کار تو گناہ پر گناہ کیے جا رہا ہے اپنے گناہ کو نہ بھول جا اور جو پہلے کر چکا ہے ان کو بھی یاد کر اور مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لے اور خبردار ہو جا۔ اے خطا کار! ہو سکے تو اپنے گناہوں کا اعتراف کر لے۔

## روایت

حضرت ابو لیث فقیہ رحمۃ اللہ علیہ سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمر! کس بات پر رو رہے ہو۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! دروازے پر ایک نوجوان ہے جس کے گریہ نے میرا دل جلا

کر رکھ دیا ہے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر! اس نوجوان کو اندر لاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نوجوان روتا ہوا اندر آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: نوجوان! کس بات پر رو رہے ہو۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! گناہوں کی کثرت نے مجھے رلایا ہے۔ اور خدائے جبار کے غضب سے میں ڈر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا! کیا تم نے ناحق کسی کو قتل کر دیا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ گناہ بخش دے گا چاہے وہ سات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہی کیوں نہ ہونگے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا گناہ زیادہ بڑا ہے۔ یا اللہ کی کرسی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش الٰہی عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا خدا یعنی اللہ کی بخشش اس نے کہا اللہ تعالیٰ زیادہ عظیم الشان اور زیادہ جلیل القدر ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ بڑے گناہ رب عظیم ہی بخشے گا۔ یعنی اس کی معافی عظیم ہے۔

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا مجھے اپنا گناہ تو بتائیے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بتاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بس مجھے بتا دیجئے۔ اس نے عرض کیا کہ میں سات سال سے قبریں کھوتا ہوں۔ جبکہ اس دوران میں ایک انصاری لڑکی فوت ہوگئی۔ تو میں نے اس کی قبر کھود کر اس کا کفن نکال لیا۔ ابھی تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان مجھ پر غالب آ گیا۔ تو میں نے واپس آ کر اس سے جماع کیا۔ ابھی میں زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ نوجوان تیرا بیڑا غرق! تجھے اس ذات سے شرم نہیں آئی۔ جو ظالم

سے مظلوم کا بدلہ لینے والا ہے۔ تو نے مردوں کی فوج میں مجھے ننگا چھوڑ دیا۔ اور مجھے اللہ کے حضور ناپاک حالت میں ڈال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھل کر اسے گدی سے پکڑا اور باہر دھکیل دیا۔ اور فرمایا۔ اے بدکار تجھے نار جہنم کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ یہاں سے دور ہو جا۔

تو وہ نوجوان توبہ کرتا ہوا نکل گیا۔ اور چالیس دن برابر توبہ کرتا رہا جب چالیس دن گذر گئے تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت آدم و ابراھیم علیہما السلام کے معبود! اگر تو نے میرا گناہ بخش دیا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بتا دو! ورنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا کر راکھ کر دو۔ اور مجھے آخرت کے عذاب سے نجات دے دو۔ راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس کے بعد جبریل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم نے مخلوق کو پیدا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ خدا نے ہی مجھے اور سب مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔ اور مجھے اور ان سب کو رزق دیتا ہے۔ جبریل امین نے کہا۔ کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے۔ میں نے اس نوجوان کو بخش دیا ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نوجوان کو بلایا۔ اور اسے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالی نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔

## حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص تھا جو توبہ کر کے اس پر قائم نہیں رہتا تھا۔ جب بھی توبہ کرتا توڑ دیتا۔ بیس سال اس نے اسی طرح گزار دیئے۔ تو اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے فلاں بندے کو بتا دو کہ میں تجھ پر سخت ناراض ہوں۔ اس پر وہ شخص غمگین ہو کر صحرا کی طرف نکل گیا۔ اور بارگاہ الٰہی

کیاریوں میں گناہوں کے پودے لگائے۔ پھر انہیں توبہ کے پانی سے سیراب کیا۔ اوران پودوں نے گناہوں سے شرمندگی اور پشیمانی کا پھل دیا۔ تو وہ بغیر دیوانگی کے دیوانے ہوگئے۔ اور بے سمجھی کے بغیر ہی۔ وہ ناسمجھ بن گئے۔ وہ خوش کلام ہیں۔ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت والے ہیں۔ انہوں نے صفائی کا پیالہ پی لیا ہے۔ مصائب کی بھر مار کے باوجود وہ صابر ہیں۔ ان کے دل عالم ملکوت کے گرویدہ ہوگئے ہیں۔ اوران کے خیالات عالم ملکوت کے سراپردوں میں سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اور ندامت کے سائبانوں کے نیچے بیٹھے گناہوں کے صحیفے پڑھ رہے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے آہ وزاری حاصل کر کے تقویٰ کی سیڑھی سے کمال زہد تک پہنچ گئے ہیں۔ اور ذرائع دنیا کی کڑواہٹ کو انہوں نے شیریں بنا لیا ہے۔ اور دنیا کے کھردرے بچھونے کو نرم سمجھ لیا ہے۔ جس سے وہ نجات کی رسی اور سلامتی کا ہینڈل پکڑنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اوران کی روحیں بلندیوں پر محو پرواز ہیں۔ اور انہوں نے نعمت کے باغیچوں میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اور زندگی کے سمندر میں غوطے لگا رہے ہیں۔ انہوں نے آہ وزاری کی کھایاں پاٹ دی ہیں۔ اور خواہش نفسانی کے پل پار کر لئے ہیں۔ اب وہ علم (لدنی) کے میدان میں اتر کر حکمت کے تالاب سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اور سمجھ بوجھ کے جہاز پر سوار ہو کر نجات کی ہواؤں کے ذریعے سلامتی کے سمندر کو طے کرتے ہوئے راحت کے باغیچوں اور عزت و بزرگی کی کان تک پہنچ گئے ہیں۔

باب نمبر 18

## رحمدلی کی فضیلت کا بیان

رسول رحیم وکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا رَحِیْمٌ، قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُلُّنَا رَحِیْمٌ قَالَ لَیْسَ

اَلرَّحِیْمُ مَنْ یَّرْحَمُ نَفْسَهٗ خَاصَّةً وَّ لٰكِنَّ الرَّحِیْمَ مَنْ یَّرْحَمُ نَفْسَهٗ وَغَیْرَهٗ"☆

صرف رحمدل ہی جنت میں داخل ہوگا۔عرض کیا گیا۔ہم سب رحمدل ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رحمدل وہ نہیں جو صرف اپنے لئے رحمدل ہے۔ بلکہ رحمدل وہ ہے جو اپنے پر اور دوسروں پر رحم کرتا ہے۔

اپنے لئے رحمدلی کا مطلب یہ ہے کہ گناہ ترک کرکے عذاب دوزخ سے اپنے آپ کو بچا کر خود پر رحم کرے۔اور دوسروں پر رحم کرنے کے یہ معنی ہیں کہ کسی مسلمان کو اذیت دینے کی کوشش نہ کرے۔مزید آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ یَّدِہٖ وَ لِسَانِہٖ ☆

﴿مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں﴾

اور وہ چوپایوں پر بھی رحم کرے اور حد سے زیادہ ان سے کام نہ لے۔اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص ایک راستے پر چلا جارہا تھا۔کہ اسے شدید پیاس لگی۔اسے ایک کنواں نظر آیا۔اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔پھر اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے زبان باہر نکالے ہانپ رہا ہے۔اس نے دل میں کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہورہا ہے جو میرا ہورہا تھا۔تو وہ اپنے جوتے میں پانی بھر کر لایا۔اور پھر کتے کا منہ تھام کر اسے پانی پلا دیا۔جس پر اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک سے بھی اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر جاندار سے حسن سلوک پر اجر ملے گا۔

روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ

رات کو گشت لگا رہے تھے۔ کہ آپ نے کچھ لوگوں کو ایک جگہ ڈیرہ ڈالے دیکھا۔ تو آپ کو ان کے سامان چوری ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوا۔ لہذا آپ عبدالرحمٰن بن عوف سے جا کر ملے۔ انہوں نے پوچھا امیر المومنین کہ اتنی رات گئے آپ کو یہاں آنے کی کیا سوجھی؟ انہوں نے فرمایا۔ ابھی کچھ ساتھیوں پر میرا گزر ہوا جو ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ تو میں نے سوچا کہ اگر وہ سو گئے تو چوروں کا خطرہ ہے۔ میرے ساتھ چلئے۔ کہ ہم ان کی نگہبانی کریں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں لہذا وہ دونوں حضرات وہاں گئے۔ اور ان مسافروں کے پاس بیٹھے پہرہ دیتے رہے۔ حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکار کر کہا نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ جاگ اٹھے ہیں تو آپ وہاں سے واپس چلے گئے۔

ہمیں چاہیے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کریں۔ جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمائی ہے۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سورة الفتح آیت ۲۹

(وہ آپس میں رحمدل ہیں) کہ وہ تمام مسلمانوں بلکہ تمام مخلوق کے لئے رحمدل تھے۔ اور غیر مسلم اقلیت کے ساتھ رحمدلانہ سلوک روا رکھتے تھے۔

روایت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ آپ نے ایک غیر مسلم کو لوگوں کے دروازوں پر مانگتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ ایک بوڑھا شخص تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جب تک تم جوان تھے ہم تم سے جزیہ لیتے رہے۔ اور آج بڑھاپے میں دردر کی ٹھوکریں کھانے کے لیے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے اس کا روزینہ مقرر کر دیا جائے۔

روایت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ کجاوے پر سوار ہو کر صبح کے وقت ابطح کی طرف جارہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ امیر المومنین! کہاں جارہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ صدقہ کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے۔ اسے تلاش کر رہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد آنے والے خلیفوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کہ بکری کا ایک بچہ بھی اگر دریائے فرات کے کنارے چلا جائے تو قیامت کے روز ان کے بارے میں بھی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ ہو گی۔ لہٰذا اس حاکم کی کوئی عزت نہیں جو مسلمانوں کو بے حال چھوڑ دے۔ اور اس بدکار کی بھی کوئی عزت نہیں جو مسلمانوں کو ڈرائے۔

روایت

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے ابدال نماز روزے کی کثرت کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے۔ بلکہ وہ دلوں کی صفائی نفسوں کی سخاوت اور تمام مسلمانوں کے ساتھ رحم دلی کی بنا پر جنت میں جائیں گے۔

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ ☆ | ﴿رحم کرنے والوں پر ہی خدائے رحمٰن رحم فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا﴾ |

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر

خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ وَمَنْ لَّا یَغْفِرُ لَا یُغْفَرُ☆ ﴿جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔اور جو معاف نہیں کرتا اسے بھی معاف نہیں کیا جائے گا﴾

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم پر مسلمانوں کے چار حق ہیں۔

1- کہ نیکوکار کی مدد کرو۔

2- گناہ گار کے لئے بخشش کی دعاء کرو۔

3- مریض کی بیمار پرسی کرو۔

4- توبہ کرنے والے سے محبت کرو۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا پروردگار! آپ نے مجھے کس بنا پر برگزیدہ بنایا ہے؟ اللہ نے فرمایا میری مخلوق کے ساتھ رحمدلی کی وجہ سے!

روایت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے:

کہ وہ لڑکوں کے پیچھے جا کر ان سے چڑیاں خرید کر انہیں اڑ دیتے اور فرماتے جاؤ عیش کرو۔!

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رحمدلی، دوستی اور صلہ رحمی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ کہ ایک عضو کو بھی کوئی تکلیف ہو تو اس کی وجہ سے بخار اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

## حکایت

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ریت کے ایک ٹیلے پر سے گزر ہوا۔ان دنوں بنی اسرائیل شدید فاقہ کشی میں مبتلا تھے۔اس عابد کے دل میں یہ خواہش ہوئی۔کہ کاش ریت کا یہ ٹیلہ آٹا ہوتا تو میں بنی اسرائیل کو اس سے سیر کرتا۔تو اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل کے ایک نبی پر وحی نازل فرمائی کہ فلاں عابد سے جا کر کہو کہ میں نے اس ٹیلے کے آٹے کے برابر تمہیں اجر دے دیا ہے۔یعنی اگر یہ ٹیلا آٹا ہوتا اور تم اس سے لوگوں کا پیٹ بھرتے تو جتنا ثواب اس وقت تمہیں ملتا اتنا میں نے تمہیں ابھی دے دیا ہے۔اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ ﴿کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے﴾

☆

## حکایت

ایک دفعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام باہر نکلے تو ابلیس لعین سے ملاقات ہوئی کہ اس کے ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے میں راکھ تھی۔حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو اس شہد اور راکھ کا کیا کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ شہد میں غیبت کرنے والوں کے منہ میں دے دیتا ہوں کہ وہ خوب چغلیاں کرتے ہیں۔اور یہ راکھ میں یتیموں کے چہروں پر مل دیتا ہوں کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اِنَّ الْيَتِيْمَ اِذَا ضُرِبَ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِبُكَآئِهٖ ☆ (جب کسی یتیم کو مارا جاتا ہے۔ تو اس کے رونے کی وجہ سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے﴾

تو اللہ کریم اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ اس بچے کو کس نے رلایا ہے۔؟ جس کے ماں باپ کو میں نے مٹی میں چھپا دیا ہے۔نیز فرمان رسول گرامی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہے:

مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَ شَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ ☆

﴿جس نے یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شامل کیا۔ اللہ کریم نے جنت اس کے لئے واجب کردی﴾

روضۃ العلماء میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے ساتھ کھلانے کے لیے ایک دو میل تک کسی کو تلاش کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رونے لگے۔ تو لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا سات روز سے کوئی مہمان میرے ہاں نہیں آیا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض تو نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ جَآئِعًا یُرِیْدُ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَمَنْ مَّنَعَ الطَّعَامَ عَنِ الْجَآئِعِ مَنَعَ اللّٰہُ عَنْہُ فَضْلَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَذَّبَہٗ فِی النَّارِ ☆

﴿جس نے اللہ کی رضاء کے لئے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور جس نے بھوکے سے کھانے کو بچا کر رکھا۔ تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے محروم کردے گا۔ اور اسے نار دوزخ میں جلائے گا﴾

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ ☆

﴿سخی آدمی اللہ کے قریب ہے جنت کے قریب ہے لوگوں کے قریب ہے اور نار جہنم سے دور ہے۔اور کنجوس آدمی اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور نار جہنم سے قریب ہے﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلْجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْعَابِدِ الْبَخِیْلِ ☆

﴿کہ جاہل سخی کنجوس عبادت گزار سے اللہ کو زیادہ محبوب ہے﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار شخص بغیر حساب جنت میں چلے جائیں گے:

1- وہ عالم جو علم کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔

2- جس شخص نے حج کیا اور اس نے گالی گلوچ اور گناہ نہیں کیا حتی کہ مر گیا۔

3- وہ شہید جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں میدان جنگ میں مارا گیا۔

4- وہ سخی جس نے مال حلال کما کر بغیر دکھلاوے کے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔تو یہ لوگ روز قیامت آپس میں الجھیں گے کہ کون پہلے جنت میں داخل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

کہ اللہ تعالی کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالی لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے

IqbalCyberLibrary All rights reserved ©2002-2006

لیے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔تو جو شخص لوگوں کو پہنچانے میں کنجوسی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نعمتیں اس سے لے کر دوسرے کو دے دیتا ہے۔اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلسَّخَآءُ شَجَرَۃٌ مِّنْ شَجَرِ الْجَنَّۃِ اَغْصَا نُھَا مُتَدَلِّیَۃٌ اِلَی الْاَرْضِ فَمَنْ اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا قَادَہٗ ذَالِکَ الْغُصْنُ اِلَی الْجَنَّۃِ ☆

سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین کی طرف لٹکی ہوئی ہیں۔جو شخص اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لیتا ہے۔تو وہ ٹہنی اسے جنت کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔کہ کون سا عمل سب سے بڑھیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:صبر اور سخاوت!

اور مقدم بن شریح اپنے والد اور وہ اپنے دادے سے سن کر بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بخشش کے لوازمات یہ ہیں۔کھانا کھلانا۔ہر کسی کو سلام کہنا۔خوش کلامی کرنا۔

## باب نمبر 19

# نماز میں انکساری کا بیان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آسمان پر چارپائی پر ایک فرشتہ دیکھا کرتا تھا۔جس کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے صفیں باندھے اس کی خدمت کرتے تھے۔اور جب کبھی یہ فرشتہ سانس لیتا تھا۔تو اللہ تعالیٰ ہر سانس سے ایک فرشتہ پیدا کرتا تھا۔اور اب میں نے اس فرشتے کو کوہ قاف پر ٹوٹے ہوئے پروں میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔جب اس نے مجھے دیکھا

تو مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ میری سفارش کر سکتے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارا جرم کیا ہے؟ وہ فرشتہ کہنے لگا معراج کی رات میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میرے پاس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے۔ تو میں آپ کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سزا دی ہے۔ اور مجھے اس جگہ اور اس حالت میں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کر دیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر اس فرشتے کی سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل اسے کہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھے۔ اس فرشتے نے آپ پر درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ اور اس کے پر پیدا فرما دیئے۔ جان لو کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ بندے کے اعمال میں سے قیامت کے روز جو عمل سب سے پہلے دیکھا جائے گا وہ نماز کا عمل ہوگا۔ اگر نماز مکمل پائی گئی اور قبول ہوگئی تو تمام اعمال بھی مقبول ہونگے۔ اور اگر نماز ناقص پائی گئی تو وہ نماز تمام دوسرے اعمال سمیت نامنظور ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نماز کی مثال ترازو کی ہے۔ کہ جو شخص پورا دے گا پورا لے گا۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ایسی درست ہوتی تھی۔ گویا ترازو سے تولی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو شخص نماز پڑھتے ہیں ان کے رکوع و سجود ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن ان کی نمازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک کی نماز میں حضور قلب ہوتا ہے دوسرے کی میں نہیں۔

اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس بندے کی طرف نظر شفقت سے نہیں دیکھیں گے۔ جو رکوع وسجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا۔ اور فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ جو شخص وقت

پر نماز پڑھتا ہے۔ اور اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ اور دھیان سے رکوع و سجود خشوع و خضوع سے پوری طرح کرتا ہے۔ تو وہ نماز سفید چمکدار ہو کر اوپر چڑھتی ہے۔ اور کہتی ہے: اللہ تیری حفاظت کرے۔ جیسے تو نے میری حفاظت کی۔ اور جو شخص بے وقت نماز پڑھتا ہے۔ اور رکوع و سجدہ خشوع و خضوع سے اچھی طرح سے نہیں کرتا تو اس کی نماز سیاہ تاریک ہو کر اوپر چڑھتی ہے۔ اور کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے۔ جیسے تو نے مجھے برباد کیا۔ حتیٰ کہ وہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے تو ایک پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً اَلَّذِیْ یَسْرُقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ ☆ ﴿سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز ایک پیمانہ ہے جو پورا دے گا پورا لے گا۔ اور جس نے کمی کی اسے معلوم ہے کہ جو اللہ نے فرمایا ہے کہ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ کہ کوتاہی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے۔ ایک عالم نے فرمایا ہے کہ نمازی کی مثال اس تاجر کی طرح ہے کہ وہ اس وقت تک تجارت میں نفع حاصل نہیں کر سکتا' جب تک اس کا بنیادی سرمایہ خالص نہ ہو۔ اسی طرح نمازی کی نفل نماز اس وقت تک منظور نہیں ہوتی' جب تک کہ وہ فرض نماز ادا نہ کرے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا وقت ہوتا تو فرمایا کرتے تھے: اپنے پروردگار کی اس آگ کی طرف اٹھو جو تم نے بھڑکائی ہے۔ اسے بجھا دو۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الصَّلٰوةُ تَمَسْکُنٌ وَّ تَوَاضُعٌ ☆ ﴿نماز عاجزی اور انکساری کا نام ہے﴾

اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلٰوتُهُ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزْدِدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا ☆

﴿جس کو اس کی نماز نے بد کاری اور برے کاموں سے نہیں روکا تو اسے اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا﴾

اور غافل کی نماز ہی اسے بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَمْ مِّنْ قَآئِمٍ وَّ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا التَّعَبُ وَالنَّصَبُ ☆

﴿کتنے ہی نماز پڑھنے والے ایسے ہیں کہ انہیں نماز پڑھنے سے سوائے تھکاوٹ اور مشقت کے کچھ نہیں ملتا﴾

اور ان سے مراد غافل لوگ ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا ☆

﴿بندے کی وہی نماز درست ہے جو سمجھ کر پڑھے﴾

عارفین فرماتے ہیں: نماز میں چار چیزیں ہونی چاہئیں:

1- ابتدا علم کے ساتھ

2- قیام حیا کے ساتھ

3- ادا تعظیم کے ساتھ

4- اور نماز سے فراغت خوف کے ساتھ

ایک بزرگ فرماتے ہیں: جس کا دل حقیقت نماز پر قائم نہ ہوا اس کی نماز فاسد ہے۔

IqbalCyberLibrary All rights reserved ©2002-2006

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے جسے افیح کہتے ہیں۔ اس نہر میں نوجوان لڑکیاں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے زعفران سے پیدا فرمایا ہے۔ وہ یاقوت اور موتیوں سے کھیلتی ہیں۔ اور ستر ہزار زبانوں کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں وہ حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی زیادہ خوش آواز ہیں۔ وہ کہتی ہیں:

| | |
|---|---|
| نَحْنُ لِمَنْ صَلّٰی صَلٰوتَہٗ | ﴿ہم اس کی ہیں جس نے |
| بِالْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ | عاجزی اور حضور قلب کے ساتھ |
| فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا | اپنی نماز ادا کی۔ تو اللہ تعالیٰ |
| سُکْنَنَّہٗ دَارِیْ وَلَا جُعلَنَّہٗ | فرماتے ہیں میں ضرور اس کو |
| مِنْ زَوَّارِیْ ☆ | اپنے گھر میں ٹھہراؤں گا اور میں |
| | یقیناً اسے اپنا زائر بنادوں گا﴾ |

روایت

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی:

جب تم مجھے یاد کرو تو ایسا یاد کرو کہ تمہارے اعضاء کانپ رہے ہوں اور میری یاد کے وقت عاجز اور مطمئن ہو جاؤ۔ اور جب مجھے یاد کرو تو اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے کرلو۔ یعنی حضور قلب سے یاد کرو۔ اور جب میرے سامنے آؤ تو ایک عاجز بندے کی طرح کھڑے رہو۔ اور ڈرتے دل کے ساتھ اور سچی زبان کے ساتھ مجھ سے سرگوشی کرو۔

روایت

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنی امت کے نافرمانوں سے کہہ دو کہ میرا ذکر نہ کریں کہ میں نے اپنے آپ پر قسم ڈالی ہے کہ جو مجھے یاد کرے گا میں اسے یاد کروں گا۔ تو جب وہ مجھے یاد کریں گے تو میں انہیں لعنت سے

یاد کروں گا۔ اور یہ بات اس نافرمان کے بارے میں ہے جو غفلت سے ذکر کرتا ہے۔تو کیا حال ہوگا جب غفلت اور نافرمانی دونوں جمع ہو جائیں گی۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ سکون واطمینان کے کیفیت کے مطابق دنیا میں نعمت ملنے اور اس سے لزت پانے کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دوران نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر اس کے دل میں عاجزی ہوتی تو اس کے اعضاء میں بھی عاجزی ہوتی۔اور فرمایا: جو حضور قلب کے ساتھ نماز نہیں پڑہتا اس کی نماز واپس کردی جاتی ہے۔

یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں خشوع وخضوع کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔جیسے ان آیات کریمہ میں فرمان خداوندی ہے:۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ فِیۡ صَلوتِھِمۡ خٰشِعُوۡنَ ☆ | ﴿جو اپنی نمازوں کے دوران میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں﴾ |
| (سورۃ المومنون آیت ۲) | |
| وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَلٰی صَلوتِھِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ☆ | ﴿وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں﴾ |
| (سورۃ المومنون آیت ۹) | |
| اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ عَلٰی صَلوتِھِمۡ دَآئِمُوۡنَ ☆ | ﴿وہ ہمیشہ نماز ادا کرتے ہیں﴾ |
| (سورۃ المعارج آیت ۲۳) | |

کسی نے کہا ہے کہ نمازی تو بہت ہیں۔لیکن نماز میں عاجزی کرنے والے تھوڑے ہیں۔اور حاجی تو بہت ہیں۔اور نیکی پر قائم رہ کر حج کرنے والے تھوڑے

ہیں۔ اور پرندے تو بہت ہیں۔ سریلی بلبلیں تھوڑی ہیں۔ عالم تو بہت ہیں عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔ نماز عاجزی کا مقام اور خشوع وخضوع کی کان ہے۔ اور یہی نماز کی قبولیت کی نشانی ہے۔

نماز سے عہدہ برآ ہونے کی ایک شرط ہے اور نماز منظور ہونے کی بھی ایک شرط ہے۔ عہدہ برآ ہونے کی شرط یہ ہے۔ کہ فرض کی ادائیگی کرے۔ اور منظور ہونے کی شرط یہ ہے کہ حضور قلب ہو۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ☆ | ﴿وہ مومن واقعی کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرتے ہیں﴾ |

(سورۃ المومنون آیت ۱۰۲)

اور تقوی (پرہیز گاری) بھی نماز کی ایک شرط ہے۔ جیسے فرمان باری تعالی ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ☆ | ﴿بلا شبہ اللہ تعالی ڈرنے والوں کے عمل قبول فرماتا ہے۔﴾ |

(سورۃ المائدہ آیت ۲۷)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلاً فِيْهِ عَلَى اللّٰهِ بِقَلْبِهٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ ☆ | ﴿جس نے دل سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے آج اسے جنا ہے﴾ |

یہ بات سمجھ لو ادھر ادھر کے دلی خیالات نماز میں غفلت پیدا کرتے ہیں۔ ان

خیالات کو دور کرنا ضروری ہے۔اوراس کا دفعیہ قدرے تاریک جگہ میں نماز پڑھنے یا مصروفیت اور آوازوں سے ہٹ کر نماز پڑھنے سے اور منقش قالین اور زینت والے لباس کہ جب ادھر نظر پڑے تو وہ توجہ بٹ دیں۔ ان سب سے بچ کر نماز پڑھنے سے ہوسکتا ہے۔جیسا کہ روایت ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ابو جہم کا پیش کردہ جبہ زیب تن فرمایا اوراس پر نقاشی کا کام تھا۔اور اسے پہن کر نماز ادا فرمائی۔تو نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جبے کو اتار دیا۔اور فرمایا کہ یہ جبہ ابوجہم کو واپس دے آؤ۔کہ اس نے تو ابھی مجھے نماز سے بے دھیان کر دیا تھا۔ایک دفعہ آپ نے اپنے جوتے کے تسمے بدلنے کا حکم دیا۔جب نماز کے دوران میں آپ کی نظر مبارک نئے تسمے پر پڑی۔تو نظر ہٹنے کی وجہ سے آپ نے حکم دیا۔ کہ نیا تسمہ نکال کر وہی پرانا تسمہ ڈال دیا جائے۔مردوں کے لئے سونے کی حرمت سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں سونے کی انگوٹھی ہوا کرتی تھی۔ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر تشریف فرما تھے۔کہ آپ نے ایک دم انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔اور ارشاد فرمایا کہ اس نے تو میری توجہ ہی ہٹا دی تھی۔کہ کبھی اس پر نظر پڑتی کبھی تم پر۔

### روایت

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دفعہ اپنے باغ میں نماز پڑھی۔جس میں بہت سے درخت تھے۔آپ کو درختوں میں اڑتا ہوا ایک خوبصورت پرندہ نظر آیا۔ جو وہاں سے نکلنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا۔تو کچھ دیر آپ کی نظر پرندے پر جمی رہی اور آپ کو معلوم نہ ہوسکا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں یہ معاملہ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ انہیں نماز کے دوران میں کیا مشکل پیش آئی۔پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عرض کیا۔کہ یہ باغ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## روایت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر ممبر فرمایا کہ انسان کی مسلمان ہوتے ہوئے ڈاڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ اور اس نے ایک نماز بھی مکمل ادا نہیں کی ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کیسے؟ فرمایا کہ وہ خشوع و خضوع سے نماز ادا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی پوری توجہ ہوتی ہے:

ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے کیا معنی ہیں۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ ☆ ﴿وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے ہیں﴾

(سورۃ الماعون آیت ۵)

فرمایا کہ وہ شخص جو نماز میں توجہ نہیں دیتا اور پھر اسے یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یعنی دو پڑھی ہیں یا تین یا چار۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساہی وہ ہے جو وقت آنے پر نماز پڑھنا بھول جاتا ہے حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ کریم فرماتے ہیں:

لَا یَنْجُوْا مِنِّیْ عَبْدِیْ اِلَّا بِاَدَآءِ مَا افْتَرَضْتُہٗ عَلَیْہِ☆

کہ فرض کی ادائیگی کے بغیر میرا بندہ مجھ سے نہیں بچ سکتا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اِیَّاکُمْ وَالْغِیْبَۃَ فَاِنَّ الْغِیْبَۃَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا فَاِنَّ الرَّجُلَ قَدْ یَزْنِیْ وَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُلَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَ لَہٗ صَاحِبُھَا ☆

﴿غیبت سے بچو کہ غیبت زنا کاری سے بھی سخت گناہ ہے۔ کہ انسان زنا کاری میں مبتلا ہوتا ہے۔تو توبہ کر لیتا ہے۔تو پھر اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔اور غیبت کرنے والا جب تک اس شخص سے معافی نہیں مانگ لیتا جس کی غیبت کی ہے اس کا گناہ معاف نہیں کیا جاتا﴾

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

غیبت کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے۔جس نے توپ نصب کر رکھی ہے۔اور وہ اس سے دائیں بائیں گولے پھینک رہا ہے۔تو غیبت کرنے والا بھی ایسے ہی اپنی نیکیاں ادھر ادھر پھینک رہا ہوتا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو رسوا کرنے کے لئے غیبت کا نشانہ بنایا اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے دوزخ کے پل پر کھڑا رکھے گا جب تک وہ غیبت کردہ باتوں سے بری نہ ہو جائے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَلْغِیْبَۃُ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ ☆

﴿غیبت یہ ہے کہ اپنے کسی بھائی کا ذکر ایسے طریقے سے کرے جو اسے ناپسند ہو﴾

چاہے یہ نقص بدن میں یا نسب میں یا عمل میں یا قول میں یا دین و دنیا میں ہو حتیٰ

کہ اس کے لباس میں، چادر میں، سواری میں ہو۔ متقدمین سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم نے یہ بھی کہہ دیا فلاں کا لباس لمبا ہے یا چھوٹا ہے یہ بھی غیبت میں شمار ہوگا۔ تو کیا حال ہے اس ذکر کا جو اسے ناپسند ہو۔

## روایت

کہتے ہیں کہ ایک چھوٹے قد کی عورت کسی ضرورت کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کسی ضرورت کو حاضر ہوئی۔ جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کتنی چھوٹے قد کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عائشہ تم نے اس کی چغلی کھائی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیبت سے بچو اس کے اندر تین مصیبتیں ہیں:

1- کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

2- اس کی نیکی قبول نہیں ہوتی۔

3- برائیاں اس پر ہجوم کر کے آجاتی ہیں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کی مذمت میں فرمایا:

شَرُّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذُوْ وَجْهَیْنِ اَلنَّمَّامُ الَّذِیْ یَأْتِیْ هٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ مَنْ کَانَ ذُوْ وَجْهَیْنِ فِی الدُّنْیَا کَانَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ ☆

﴿قیامت کے روز سب سے برا شخص دو چہروں والا ہوگا۔ چغل خور جو اس کے پاس آتا ہے۔ ایک چہرے کے ساتھ' اور اس کے پاس آتا ہے دوسرے چہرے کے ساتھ' جو شخص دنیا میں دو چہروں والا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ ☆

﴿چغل خور جنت میں نہیں جائے گا﴾

## قصہ

کہا گیا کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر مخلوق کو بولنے والی زبان دی ہے لیکن مچھلی کی زبان ہی نہیں ہے۔

بتایا گیا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو آدمؑ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی اور اسے جنت سے نکال دیا۔ اور اسے بد شکل بنا کر زمین پر پھینک دیا۔ تو سب سے پہلے مچھلی نے شیطان کو دیکھا۔ شیطان نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ہے۔ اب وہ خشکی وتری میں سب جانوروں کا شکار کیا کرے گا۔ تو مچھلی نے یہ خبر سب جانوروں کو پہنچا دی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان چھین لی۔

## حکایت

حضرت عمرو بن دینارؒ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا مدینہ منورہ میں ایک شخص رہتا تھا۔ جس کی بہن مدینہ منورہ کے پڑوس کے کسی گاؤں میں رہتی تھی۔ وہ بیمار ہوگئی تو اس کا بھائی اس کی عیادت کے لئے اس کے ہاں آتا جاتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ اس کے بھائی نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ جب اسے دفن کر کے اس کے گھر پہنچا۔ تو اسے یاد آیا کہ وہ قبر میں اپنی تھیلی بھول آیا ہے۔ اس نے اپنے ایک ساتھی کو مدد کے لئے ساتھ لیا۔ اور قبرستان آ کر انہوں نے قبر کھودی تو تھیلی مل گئی۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔ تم ایک طرف کو ہو جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں وہ کس حال میں ہے۔ جب اس نے لحد سے پردہ ہٹا کر دیکھا تو اسے قبر میں آگ بھڑکتی دکھائی دی۔ تو وہ شخص قبر کو بند کر کے اپنی ماں کے پاس آیا۔ اور اس سے پوچھا کہ میری بہن کونسا ایسا برا عمل کرتی تھی۔ کہ اس کا یہ حال ہوا۔ اس کی ماں نے بتایا کہ تیری بہن لوگوں کے دروازوں پر کان لگا کر ان کی باتیں سنتی اور یہ باتیں دوسروں کو جا کر بتاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذاب قبر اسی وجہ سے ہے۔ جو شخص عذاب قبر سے بچنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ چغل خوری اور غیبت سے بچے۔

## حکایت

حضرت ابولیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے کے لئے چلے تو انہوں نے دو درہم اس لئے اپنی جیب میں رکھ لئے کہ اگر میں مکہ معظمہ کو آتے جاتے راستے میں کسی کی غیبت کروں گا۔ تو اللہ گواہ ہے میں یہ دو درہم راہ خدا میں صدقہ کروں گا۔ پھر آپ مکہ معظمہ جا کر واپس بھی لوٹ آئے اور درہم ابھی ان کی جیب میں ہی تھے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا میں ایک مرتبہ چغلی کرنے سے سو مرتبہ زنا کرنے کو زیادہ اچھا سمجھتا ہوں۔

ابو حفص الکبیر فرماتے ہیں۔ کہ میں رمضان المبارک کا روزہ ترک کرنا ایک مرتبہ

کسی انسان کی چغلی کرنے سے اچھا جانتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو میدان قیامت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر لکھا ہوگا: یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید انسان۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

کہ معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو ناخنوں سے اپنے چہرے نوچ رہے تھے۔ اور مردار کھا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی غیبت کیا کرتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غیبت اس سے بہت جلد مومن آدمی کے دین کو کھا جاتی ہے جس طرح کینسر انسان کے جسم کو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تمہیں اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکہ تو دیکھائی دیتا ہے۔ اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ غافل آنکھ کا اپنی ذرا شہتیر بھی

روایت

مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ کسی سفر کو جا رہے تھی۔ وہ ان حضرات کے لئے کھانا پکاتے تھے۔ ایک مقام پر آ کر ٹھہرے تو وہاں ان کے کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔ تو انہوں نے سلمانؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا۔ کہ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ وہاں سے بھی کچھ نہیں ملا۔ تو آپ واپس آ گئے۔ تو یہ دونوں حضرات کہنے لگے۔ کہ اسے تو کسی کنویں پر بھی بھیج دو تو وہ خشک ہو جائے گا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت

نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا۔ کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یقیناً تم اسے ناپسند کرو گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

مَنْ اَکَلَ لَحْمَ اَخِیْهِ فِی الدُّنْیَا قُدِّمَ اِلَیْهِ لَحْمُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ یُقَالُ لَهٗ کُلْهُ مَیْتًا فَاِنَّکَ اَکَلْتَهٗ حَیًّا. فَیَاْکُلُهٗ ☆

﴿جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہوگا۔ قیامت کے روز اس بھائی کا گوشت اسے پیش کیا جائے گا۔ اور اسے کہا جائے گا۔ اب اسے مردہ حالت میں کھاؤ کہ تم اسے زندہ کھایا کرتے تھے﴾

تو وہ (مجبوراً) اسے کھائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ الخ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں چغلی کی بدبو ظاہر جاتی تھی۔ اس لئے کہ چغلی اس وقت بہت کم ہوتی تھی۔ اور اس زمانے میں جبکہ چغلی عام ہوگئی ہے۔ اور لوگوں کے ناک اس کی بدبو سے بھر گئے ہیں۔ اب یہ بدبو محسوس نہیں ہوتی۔ اور اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص چمڑا رنگنے والوں کے کارخانے میں جا کر شدید بدبو کی وجہ سے وہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ اور وہاں کام کرنے والے وہیں رہتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ اور انہیں یہ سڑاندھ محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ بدبو ان کی ناکوں میں بھر گئی ہوتی ہے۔ تو ہمارے اندر غیبت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت سے توبہ بھی کرلے۔ پھر بھی وہ سب کے بعد جنت میں داخل ہوسکے گا۔اور جو شخص غیبت پر اصرار کرتا مر گیا وہ سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوگا۔اور اللہ کریم نے فرمایا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ☆ ﴿ہر چغل خور نکتہ چیں کے لئے ہلاکت ہے﴾ (سورۃ الھمزہ آیت ۱)

یعنی یہ سخت عذاب اس شخص کے لئے بھی ہے جو پیٹھ پیچھے برائیاں بیان کرتا ہے۔ اور اس شخص کے لئے بھی ہے جو تیرے سامنے بیٹھ کر عیب جوئی کرتا ہے۔اور یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے سامنے ان کی برائیاں بیان کرتا تھا۔اور یہ جائز ہے۔کہ کسی حکم کا سبب خاص ہو اور تنبیہ عام ہو۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

غیبت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اس پر نادم ہو اور توبہ کرلے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق سے بری الذمہ ہو جائے۔اور پھر جس کی چغلی کھائی ہے۔اس سے معافی مانگے۔تاکہ وہ اسے معاف کردے تب وہ اس ظلم سے بری الذمہ ہو جائے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنِ اغْتَابَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ حَوَّلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اِلٰى دُبُرِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ☆ ﴿جو اپنے مسلمان بھائی کی چغلی کھائے گا۔قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا منہ پیچھے کی طرف لگادے گا﴾

غیبت کرنے والے کو چاہیے قبل اس کے کہ جس کی غیبت کی ہے خبر اس تک پہنچ جائے، مجلس سے اٹھنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ لے۔کیونکہ جس کی

غیبت کی ہے اس تک خبر پہنچنے سے پہلے غیبت کرنے والا جب توبہ کرلے گا تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔ لیکن جب خبر اس شخص تک پہنچ گئی۔ تب توبہ سے یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔ جب تک اس سے معافی نہ مانگ لے۔ اور اسی طرح جب کسی نے شوہر دار عورت سے زنا کیا اور اس کے شوہر کو خبر پہنچ گئی۔ تو توبہ سے یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔ جب تک کہ اس کا خاوند معاف نہ کرے۔ ہاں نماز' روزہ' زکوٰۃ' اور حج کی تلافی صرف توبہ سے نہیں ہوسکتی۔ بلکہ فوت شدہ فرائض کی ادائیگی کرنے سے ہوتی ہے۔

(واللہ اعلم)

باب نمبر 21

# زکوۃ کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ☆ ﴿وہ لوگ جو زکوۃ کا عمل کرنے والے ہیں۔یعنی زکوۃ ادا کرتے ہیں﴾ (سورۃ مومنون آیت ۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو بھی سونے اور چاندی کا مالک ہو کر ان کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا تو قیامت کے روز اس مال کو آگ کی سلوں میں ڈھال کر نار جہنم میں گرم کیا جائے گا۔پھر اس کے ساتھ اس کے پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔اور اگر مال کی سلیں زیادہ ہوئیں تو اس کے جسم کو بڑھا دیا جائے گا۔جب وہ سلیں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ گرم کر کے پھر داغا جائے گا۔اور یہ معاملہ اس دن ہوگا جس دن کا اندازہ پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔بندوں کا حساب وکتاب ہونے تک یہ عذاب اسے ہوتا رہے گا۔پھر حساب وکتاب کے بعد اسے معلوم ہوگا کہ اسے جنت کو جانا ہے یا جہنم کو (حدیث رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ☆ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ☆ (سورۃ توبہ آیت ۳۴.۳۵)

(وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو جھلسایا جائے گا۔ (اور کہا جائے گا) یہ وہی مال ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو مزہ چکھو جو تم جمع کیا کرتے تھے۔)

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

قیامت کے دن غریبوں کی طرف سے دولت مندوں کو ہلاکت کا پیغام ہوگا۔ غریب لوگ اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ انہوں نے ہمارے وہ حقوق جو تو نے ان کے ذمے لگائے تھے غصب کر لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم، میں ضرور تمہیں اپنے قریب کروں گا اور انہیں دور ہٹا دوں گا۔ پھر اللہ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی:

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ☆ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (سورة المعارج آیت ۲۴-۲۵) | ﴿اور وہ لوگ جن کے مال و دولت میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کا مقررہ حق ہے﴾ |

## روایت

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج کی رات میں ایسے لوگوں کے قریب سے گزر ہوا جن کی پیٹھوں اور جسم کے سامنے حصوں پر پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ اور وہ بکریوں کی طرح جھنکاڑ اور تھوہر اور جہنم کی جھاڑیاں چر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی زیادتی نہیں کرتا۔

## نصیحت آموز واقعہ

تابعینؒ کی ایک جماعت حضرت ابوسنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے آئی۔ جب وہ لوگ آپ کے پاس آ کر بیٹھے تو آپ فرمانے لگے:۔

چلو ہم اپنے پڑوسی کو مل آئیں جس کا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اور ہم اس کی تعزیت کر آئیں۔ محمد بن یوسف الفریانی فرماتے ہیں' ہم ان کے ساتھ چل کر اس شخص کے گھر پہنچ گئے ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بہت آہ وزاری کر رہا ہے۔ ہم اس کے ساتھ تعزیت کرنے اور اسے تسلی دینے لگے۔ لیکن اس پر تعزیت اور تسلی کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے اسے کہا کہ تو جانتا نہیں کہ موت کے راستے سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔ اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔ لیکن میں تو اس عذاب پر رو رہا ہوں جو میرے بھائی کو صبح و شام ہوتا ہے۔ ہم نے اسے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے غیب کا علم دیا ہے؟ کہنے لگا۔ نہیں لیکن جب میں نے اسے دفن کیا اور اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور لوگ واپس چلے گئے تو میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ تو اچانک قبر سے ایک آواز آنے لگی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ ہائے انہوں نے مجھے عذاب اٹھانے کے لئے تنہا چھوڑ دیا۔ حالانکہ میں روزے رکھتا تھا' نمازیں پڑھتا تھا۔ تو میرے بھائی کی اس بات نے مجھے رلا دیا۔ میں نے اس کی حالت دیکھنے کے لئے قبر کھودی تو دیکھا قبر میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا ہے۔ بھائی کی محبت نے مجھے جوش دلایا اور میں نے اس کی گردن سے طوق ہٹانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو میرا ہاتھ اور انگلیاں جل گئیں۔ پھر اس شخص نے اپنا ہاتھ نکال کر ہمیں دکھایا تو وہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں مٹی ڈال کر واپس آ گیا تو میں اس کی اس حالت پر گریہ اور غم کیوں نہ کروں۔ ہم نے کہا کہ تیرا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔ تو ہم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق ہے:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

مال سے زکوۃ اور عشر ادا نہیں کرتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں کی زبان سے وہ معلون ہے۔اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

فرمایا وہ شخص خوش نصیب ہے جو مال کی زکوۃ وعشر ادا کرتا ہے۔خوش نصیب ہے وہ شخص جسے عذاب قبر نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اس جسم کو جہنم پر حرام کر دیا ہے۔اور وہ بغیر حساب جنت میں جائے گا۔اور روز قیامت اسے پیاس نہیں لگے گی۔

باب نمبر 22

# زنا کاری کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ☆ | ﴿اور وہ لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں﴾ |

(سورة المؤمنون آیت ۵)

یعنی انہیں بے حیائی اور دوسرے حرام کاموں سے بچائے رکھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ☆ (سورة الانعام آیت ۱۵۱) | ﴿اور وہ بے حیائیوں کے نزدیک نہیں جاتے چاہے ظاہر ہوں چاہے پوشیدہ﴾ |

یعنی خواہ بڑی بے حیائی ہو جیسے زنا کاری اور چاہے چھوٹی جیسے بوسہ۔ چھونا۔ نظر بھر کر دیکھنا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جناب سید البشر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ ☆ | ﴿کہ دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں اور دونوں پیر زنا کرتے ہیں۔ اور دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں﴾ |

اور اللہ کریم نے فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ☆

(سورۃ النور آیت ۳۰)

﴿مومن مردوں کو کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے﴾

اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حرام سے اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اور حرام سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کتنی ہی آیات قرآنیہ میں زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ يَلْقَ اَثَامًا ☆

(سورۃ الفرقان آیت ۶۸)

﴿اور جو شخص یہ کام کرے گا بڑے گناہ میں مبتلا ہوگا﴾

یعنی ایسا کام کرنے والا عذاب جہنم میں پڑے گا۔ اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اثام جہنم کی ایک وادی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ جہنم کے اندر ایک کنواں ہے۔ کہ جب اس کا منہ کھولا جاتا ہے۔ تو اہل دوزخ کریہ بدبو سے چیخ و پکار مچا دیتے ہیں۔

## روایت

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کاری سے بچو۔ کہ اس میں چھ خرابیاں ہیں۔ تین دنیا اور تین آخرت میں۔ دنیا میں تین خرابیاں یہ ہیں:

1- رزق میں کمی

2- عمر میں کمی

3- روسیاہی

آخرت کی تین خرابیاں یہ ہیں:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

پوچھا وہ فتنہ چلا گیا یا نہیں؟ لوگوں نے کہا چلا گیا ہے۔تو آپ گھر سے نکلے۔ان سے پوچھا گیا اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس سے آپ کے اندر کیا چیز پیدا ہوئی۔کیا آپ نے اس بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا! ایسے حسین وجمیل لڑکوں کو دیکھنا' ان سے گفتگو کرنا' ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بزرگ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور ہر لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں۔

## روایت

ایک روایت میں لکھا ہے کہ جس نے شہوت نفسانی سے مغلوب ہو کر کسی لڑکے کا بوسہ لیا تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ سو سال تک دوزخ کی آگ میں عذاب دیں گے۔ اور جس نے نفسانی خواہش سے کسی عورت کا بوسہ لیا تو گویا اس نے ستر کنواریوں سے زنا کاری کی۔اور جس نے ایک کنواری لڑکی سے زنا کاری کی گویا اس نے ستر ہزار شادی شدہ عورتوں سے زنا کیا۔

رونق التفاسیر میں لکھا ہے کہ امام قلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے قوم لوط کا عمل کیا' ابلیس لعین تھا۔کہ وہ قوم لوط میں حسین وجمیل لڑکے کی صورت میں آتا اور انہیں اپنی طرف دعوت دیتا تو وہ اس کے ساتھ بدکاری کرتے۔ تو اجنبیوں کے ساتھ یہ عمل کرنا ان کی عادت ہوگئی۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔آپ نے انہیں اس برے عمل سے روکا اور اللہ کی عبادت کی طرف بلایا۔اور گناہ میں پڑے رہنے پر انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو وہ آپ سے کہنے لگے:

| | |
|---|---|
| اِئْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ☆ (سورۃ عنکبوت آیت ۲۹-۳۰) | ﴿اگر تم سچے نبی ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ﴾ |

توحضرت لوط علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ ان کے خلاف میری مدد کرو۔ اور ان الفاظ میں عرض کیا:۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ☆ (سورۃ ھود آیت ۸۳) | ﴿میرے پروردگار فسادی قوم کے مقابلے میں میری مدد فرمائیں﴾ |

تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ ان پر پتھروں کی بارش برسائے۔ ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا۔ جس کو وہ مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کا یہی مطلب ہے:۔

| | |
|---|---|
| مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ ☆ (سورۃ ھود آیت ۸۳) | ﴿اللہ تعالیٰ کے ہاں ان پر نشان لگے ہوئے تھے﴾ |

یعنی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں اور اس کی حکمت میں یہ نشان مقرر تھے۔

## حکایت

کہتے ہیں کہ قوم لوط کا ایک تاجر آدمی ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھا۔ اس کے نام کا ایک پتھر حرم شریف میں آیا تاکہ اس پر پڑ جائے۔ مگر فرشتوں نے اس پتھر سے کہا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں واپس چلے جاؤ۔ اس لئے کہ اس وقت وہ شخص اللہ تعالیٰ کے حرم میں ہے۔ تو وہ پتھر واپس لوٹا اور حرم شریف سے باہر جا کر چالیس دن زمین و آسمان کے درمیان معلق رہا۔ یہاں تک کہ وہ شخص اپنا کاروبار تجارت مکمل کر کے حرم شریف سے نکلا تو حرم سے باہر پتھر اس پر آ پڑا۔ اور اسے ہلاک کر دیا۔

حضرت لوط علیہ السلام عذاب سے بچنے کے لئے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر نکلے۔

اور اپنے پیروکاروں کو اپنے پیچھے مڑ کر دیکھنے سے منع کر دیا۔لیکن آپ کی بیوی نے اس عذاب کی آواز سنی تو پیچھے مڑ کر کہنے لگی کہ ہائے میری قوم تو ایک پتھر نے اسے آلیا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگئی۔

مشہور مفسر قرآن حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو سویرے حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی بستی میں گئے اور اس کو بنیادوں سے اکھیڑا ۔پھر اپنے پر اس بستی کے نیچے ڈال کر سب کچھ پروں پر اٹھالیا اور آسمان کی طرف چڑھ گئے ۔اتنے کہ آسمان والوں نے اس کے مرغوں کی اذان سنی۔اور ان کے کتوں کا بھونکنا سن لیا۔پھر اس بستی کو الٹ کر دے مارا۔سب سے پہلے ان کی چھتیں زمیں بوس ہوئیں۔اس قوم جیسا عذاب اور کسی قوم کو نہیں ہوا۔پھر اللہ تعالی نے ان کی بینائی ختم کردی۔پھر ان کی بستیوں کو الٹ دیا۔اور یہ پانچ شہر تھے جن میں سب سے بڑا سدوم تھا۔اور یہ وہی المؤتفکات ہیں جن کا ذکر سورۃ ہود میں آیا ہے۔کہتے ہیں کہ ان میں چالیس لاکھ کی آبادی تھی۔

## باب نمبر 23

# رشتہ داروں سے حسن سلوک کا بیان

فرمان باری تعالی ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ☆ (سورۃ النساء آیت ۱)

﴿اور اللہ سے ڈرو جس کے ذریعے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع تعلق سے﴾

یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے سے بچو۔اور اللہ تعالی نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ☆ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ☆ (سورۃ محمد آیت ۲۲-۲۳) | ﴿اے منافقو اگر تم کار مختار ہو جاؤ تو کوئی بعید نہیں کہ تم زمین میں خرابی کرنے لگو۔اور اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرلو۔یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔اور ان کے کانوں کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔﴾ |

اور فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ☆ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷) | ﴿وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پکا کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اسے بھی توڑتے ہیں۔جسے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔اور زمین میں خرابی کرتے ہیں۔وہی لوگ گھاٹا پانے والے ہیں﴾ |

نیز دوسری جگہ فرمایا: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔اور جسے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔اور ان کے لئے برا ٹھکانہ (جہنم) ہے۔ (ترجمہ سورۃ الرعد آیت 45)

امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور

ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو پیدا فرمانے سے جب فارغ ہوا۔ تو رشتہ داری اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگی کہ قطع تعلق سے آپ کی مدد سے پناہ کا یہی موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں' بالکل' اے رشتہ داری کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ میں اسے جوڑ دوں جو تجھے جوڑے۔ اور اسے توڑ دوں جو تجھے توڑے۔ تو رشتہ داری نے عرض کیا ہاں! کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا حق ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہو سکے تو یہ پڑھ لو۔

فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَ تُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ☆ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰٓى اَبۡصَارَهُمۡ☆ (سورہ محمد آیت ۲۲۔۲۳)

﴿اے منافقو تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتے داریوں کو توڑ ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور ان کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔﴾

ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی گناہ بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر نہیں کہ اس کے کرنے والے کو دنیا ہی میں سزا مل جائے اور آخرت پر اٹھا نہ رکھا جائے۔ اور بخاری و مسلم میں ہے کہ رشتہ داری توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ توڑنے والے سے مراد

رشتہ داری توڑنے والا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ راویوں کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيْسٍ وَّلَيْلَةِ جُمُعَةٍ فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ☆ | ﴿انسانوں کے اعمال ہر جمعرات اور جمعہ کو پیش کیے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ رشتہ داری توڑنے والے کا عمل قبول نہیں فرماتا ہے﴾ |

اور سنن بیہقی میں ہے کہ آنحضورﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ اور کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے مطابق دوزخی دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور مشرک کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اور نہ کینہ ور اور نہ ہی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والے پر نظر شفقت فرماتا ہے۔ اور نہ اس شخص کی طرف دھیان دیتا ہے جو اپنے ازار کو تکبر سے ڈھیلا لٹکا دیتا ہے۔ اور نہ ہی والدین کے نافرمان کی طرف اور نہ ہی ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف نظر رحمت ڈالتا ہے۔

ابن حبانؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ تین شخص جنت میں نہیں جائیں گے۔

1- ہمیشہ شراب پینے والا۔

2- رشتہ داری توڑنے والا۔

3- جادو کی تصدیق کرنے والا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے مختصر طور پر اور ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس امت کے کچھ لوگ کھیل تماشے اور شراب خوری میں رات گزاریں گے اور صبح کو ان کی شکلیں بندروں اور خنزیروں کی ہو چکی ہونگی۔ اور انہیں زمین میں دھنسنے اور پتھروں کی بارش کا عذاب ہوگا۔ حتیٰ کہ صبح کے وقت لوگ کہتے

ہونگے کہ آج رات فلاں قوم کے لوگ زمین میں دھنس گئے اور آج رات فلاں بستی پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور یہ عذاب خال خال ہوگا یعنی اکادکا لوگوں پر ہوگا۔ اور ان پر پتھروں کی بارش ضرور ہوگی۔ جیسا کہ قوم لوط پر ہوئی اور بعض خاندانوں اور بعض بستیوں پر سخت آندھی کا عذاب ہوگا۔ جیسا کہ قوم عاد کو ہوا تھا۔ اور یہ عذاب ان خاندانوں اور بستیوں پر ان کے شراب پینے کی وجہ سے ریشم پہننے' گانے والیاں رکھنے' سود کھانے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے ہوگا۔ اور ایک وجہ راوی بھول گئے ہیں۔

امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ہم لوگ اکٹھے ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو۔ کہ صلہ رحمی سے بڑھ کر جلدی ثواب دینے والا اور کوئی عمل نہیں۔ اور بغاوت سے بچو۔ کہ بغاوت سے بڑھ کر جلدی سزا کسی عمل کی نہیں۔ والدین کی نافرمانی سے بچو۔ اس لئے کہ جنت کی وہ خوشبو جو ایک ہزار سال کی مسافت کی دوری سے پہنچ جاتی ہے اللہ کی قسم اس کو والدین کا نافرمان نہیں سونگھ سکے گا۔ اور نہ ہی رشتہ داری توڑنے والا' نہ بوڑھا زانی اور نہ تکبر سے اپنے ازار کو ڈھیلا چھوڑنے والا جنت کی وہ خوشبو سونگھ سکے گا۔ حقیقت میں بڑا ہونا اللہ رب العالمین کی شان ہے۔

امام صفہانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: رشتہ داری توڑنے والا آج ہمارے ساتھ نہ بیٹھے۔ مجلس سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اپنی خالہ کے پاس گیا جس کے ساتھ اس کا کوئی جھگڑا تھا۔ اس نے جا کر اس سے معافی مانگی۔ خالہ نے اسے معاف کر دیا۔ پھر وہ آپ کی مجلس میں واپس آیا تو نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس قوم پر اپنی رحمت نازل نہیں کرتا جس قوم میں رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرنے والے ہوں۔ یہ روایت اس روایت کی تائید کرتی ہے۔ جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی بھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا ہے وہ میری مجلس سے چلا جائے۔ تو ایک نوجوان اٹھ کر اپنی پھوپھی کے پاس گیا جس کے ساتھ کئی سالوں سے اس کا جھگڑا چل رہا تھا۔ اور اس نے پھوپھی سے صلح کر لی۔ پھوپھی نے صلح کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے وجہ بتائی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جس قوم میں کوئی رشتہ داری توڑنے والا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔

اور محدث طبرانیؒ نے یہ لکھا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس قوم پر نہیں اترتے جس قوم میں رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا یا برا سلوک کرنے والا کوئی شخص موجود ہو۔

محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت اعمشؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا۔ میں رشتہ داری توڑنے والے کو قسم دیتا ہوں کہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے۔ کہ ہم اپنے رب سے دعا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند ہوتے ہیں۔

بخاری و مسلم میں یہ روایت ہے کہ صلہ رحمی عرش الٰہی کو تھام کر کہتی ہے جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑ دے۔ اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑ دے۔

## حدیث قدسی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث بیان کی۔ کہتے ہیں میں نے آپ سے

سنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں اللہ ہوں' میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رشتہ داری کو پیدا کیا ہے۔ (الرحم) اوراس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے یعنی الرحمٰن سے۔ جواس کو جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا جواس کوتوڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت درج کی ہے۔ بلاشبہ سب سے بڑا سود ناحق کسی مسلمان کی عزت کے درپے ہونا ہے۔ یہ رشتہ داری خدائے رحمٰن کی شاخ ہے جواس شاخ کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کوحرام کردیں گے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عمدہ اورقوی سند کے ساتھ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ رحم یعنی رشتہ داری رحمٰن کی ایک شاخ ہے۔ جو کہتی ہے اے میرے پروردگار! میں توڑی گئی' یا پروردگار میرے ساتھ برا سلوک ہوا۔ اے پروردگار! مجھ پرظلم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں کیا تجھے پسند نہیں کہ میں اسے جوڑوں جو تجھے جوڑے اور اسے توڑوں جو تجھے توڑے۔

محدث بزارؒ نے سند حسن کے ساتھ حدیث بیان کی ہے کہ الرحم (رشتہ داری) ایک چیچڑی ہے جوعرش الٰہی کے ساتھ چپکی ہوئی ہے۔ اورتیز زبان میں ہمکلام ہوتی ہے' اے میرے اللہ تو جوڑ دے اسے جو مجھے جوڑے اورتوڑ دے اسے جو مجھےتوڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں رحمان ورحیم ہوں اورمیں نے رحم (رشتہ داری) کواپنے نام سے نکالا کیا ہے جواسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جواسےتوڑے گا میں اسےتوڑوں گا۔

محدث بزارؒ نے حدیث بیان کی ہے کہ تین چیزیں عرش کے ساتھ لپٹی ہوئی ہیں:

1- رشتہ داری: جو کہتی ہے اے اللہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں توڑی نہ جاؤں۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تَعَلَّمُوا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْاَثَرِ ☆

﴿اپنے خاندان کو پہچانو تا کہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کر سکو۔ کیونکہ صلہ رحمی خاندان میں محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں افزائش کا ذریعہ ہے۔ اور موت میں تاخیر کا ذریعہ ہے﴾

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے زوائد المسند میں اور بزارؒ نے عمدہ سند کے ساتھ اور محدث حاکم نے حدیث بیان کی ہے کہ جسے پسند ہو کہ اس کی عمر بڑھائی جائے اور بری موت اس سے ہٹالی جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔ اور محدث بزارؒ نے ایسی سند کے ساتھ کہ جس میں کوئی نقص نہیں اور حاکمؒ نے اس کو صحیح کہا ہے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جسے پسند ہو کہ اس کی عمر اور رزق بڑھا دیئے جائیں تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ اور محدث ابو یعلیٰؒ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ صدقہ اور صلہ رحمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عمر میں اضافہ فرماتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے ناپسندیدہ اور ناجائز کاموں سے اللہ تعالیٰ انہیں بچالیتے ہیں۔

اور محدث ابو یعلیٰؒ نے جید سند کے ساتھ خثعم قبیلے کے ایک آدمیؓ سے جو صحابی ہیں حدیث بیان کی ہے وہ شخص فرماتے ہیں۔ کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ جنابؐ کے پاس کچھ صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ میں نے عرض کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں بالکل۔ میں نے عرض کیا۔ کونسا عمل اللہ

تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا۔ پھر صلہ رحمی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا کہ قطع رحمی! میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا کہ برائی کا حکم دینا اور نیکی سے روکنا۔

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حدیث بیان کی ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں:

سفر کے دوران ایک دیہاتی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کر آپ کی اونٹنی کی لگام یا نکیل پکڑ کر کہنے لگا: یا رسول اللہؐ یا محمدؐ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت سے قریب اور نار جہنم سے دور کر دے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے۔ پھر آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا: یہ شخص صاحب توفیق ہے یا فرمایا صاحب ہدایت ہے۔ آپؐ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تم نے کیا پوچھا ہے؟ تو اس نے آپ کو دوبارہ بتایا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے' نماز ادا کرتا رہے' زکوٰۃ دیتا رہے اور صلہ رحمی کرتا رہے۔ اب اونٹنی کو چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ تو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے۔ جب وہ واپس چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جن باتوں کا میں نے اسے حکم دیا ہے اگر وہ ان پر توجہ سے عمل کرے گا تو جنت میں جائے گا۔

محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سند حسن کے ساتھ حدیث بیان کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو کسی مقام پر آباد کرتا ہے اور ان کے مال و دولت میں برکت دیتا ہے اور جب سے انہیں پیدا کیا ہے ان پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ کس وجہ سے؟ ارشاد فرمایا: ان کی صلہ رحمی کی وجہ سے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ جن میں انقطاع ہے حدیث بیان کی ہے کہ جسے شفقت عطا

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تیری ماں موجود ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تیری کوئی خالہ ہے؟ عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس سے اچھا سلوک کرتے رہو۔ امام بخاری اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ وہ بدلہ ادا کرے بلکہ حقیقی صلہ رحمی یہ ہے کہ وہ توڑیں اور تو جوڑے۔

امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ حسن ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ تم ادلا بدلا کرنے والے نہ بنو کہ تم یہ کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ زیادتی کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کرو کہ اگر لوگ اچھا سلوک کریں گے تو تم بھی اچھا سلوک کرو گے اور اگر وہ برائی کریں تو تم زیادتی نہیں کرو گے۔ امام مسلمؒ نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں کہ میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ میں برداشت سے کام لیتا ہوں اور وہ مجھ پر زور آوری کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے بیان کیا ہے تو گویا تو ان پر گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ تیرے شامل حال رہے گی' جب تک تو اس عمل پر قائم رہے گا۔

### روایت

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اور محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے۔ اور حاکم نے لکھا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط کے مطابق ہے۔ کہ آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ کینہ ور رشتہ دار جو دل میں بغض رکھتا ہو کو صدقہ دینا ہے۔اور یہی مفہوم آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادگرامی کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جوڑو اس سے جو تم سے توڑے۔اور بزارؒ وطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔بعض نے کہا سند میں کچھ ضعف ہے۔

## روایت

کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں جس میں ہونگی۔اللہ تعالی اس کا حساب آسانی سے لیں گے۔اور اپنی رحمت سے اسے جنت میں داخل کریں گے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔وہ تین چیزیں کونسی ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ تو اسے عطا کرے جو تجھے محروم رکھے۔اور تو اس سے جوڑے جو تجھ سے توڑے اور جو تجھ پر زیادتی کرے تو اسے معاف کردے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے دو سندوں کے ساتھ جن کے راوی ثقہ ہیں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت کی ہے:

## روایت

آپ کہتے ہیں میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور آپ کا دست مبارک تھام کر عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے اچھے اچھے اعمال بتائیں آپؐ نے فرمایا عقبہ! جوڑو اس سے جو توڑے تجھ سے۔اور دو اسے جو تمہیں نہ دے۔اور معاف کردو اسے جو تم پر زیادتی کرے اور محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں۔سن لو! جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو۔اور اس کا رزق فراخ ہو۔تو اسے اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہئے۔اور محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مدلل سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے دنیا وآخرت کے افضل ترین اخلاق سے آگاہ نہ کروں؟ یہ کہ تو صلہ

رحمی کرے اس سے جو تجھ سے نہ کرے۔ اور تو اسے دے جو تجھے نہ دے۔ اور تو اسے معاف کر دے جو تجھ پر ظلم کرے۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بھی کی ہے کہ سب سے زیادہ بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو حسن سلوک کرے اس رشتہ دار سے جو تجھ سے نہ کرے اور اسے دے جو تجھے نہ دے اور جو تجھے گالی دے تو اس سے درگزر کرے۔

محدث بزارؒ کی روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتا دوں؟ جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے درجات بلند کر دے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسا عمل نہ بتا دوں جس سے تمہاری شرافت کی بنیاد پختہ ہو۔ اور تمہارے درجات بلند ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس شخص سے حوصلے سے پیش آؤ جو تمہارے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کرے۔ اور معاف کر دو اسے جو تم پر ظلم کرے۔ اور دو اسے جو تمہیں محروم رکھے۔ اور جوڑو اس سے جو تم سے توڑے۔

اور ابن ماجہؒ کی روایت میں ہے۔ کہ جلدی اجر دینے والی بھلائی لوگوں سے نیکی کرنا خاص کر رشتہ داروں کے ساتھ نیک برتاؤ ہے۔ اور جلدی سزا دینے والے عمل بغاوت اور قطع رحمی ہیں۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے۔ کوئی عمل بد اتنا بڑا نہیں کہ جلدی اسی کی سزا دنیا میں بھی مل جائے اور پھر آخرت میں اس کی وجہ سے عذاب ہو۔ سوائے قطع رحمی، خیانت اور جھوٹ کے۔ اور جلدی ثواب دینے والی نیکی صلہ رحمی ہے۔ اور کسی خاندان کے لوگ اگر فاسق و فاجر بھی ہوں تو صلہ رحمی کی وجہ سے ان کی کثرت ہو گی۔

باب نمبر 24

# ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

## روایات

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالی کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا۔ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا۔ فرمایا۔ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا۔ مسلمؒ وغیرہ محدثین کی روایت ہے۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ بیٹا اپنے باپ کا بدلہ نہیں اتار سکتا۔ سوائے اس صورت کہ وہ دیکھے کہ اس کا باپ کسی کا غلام ہے پھر وہ اسے اس آدمی سے خرید کہ آزاد کر دے۔ امام مسلم کی روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس کی جزا اللہ تعالی سے لینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں بالکل بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ واقعی تو اللہ تعالی سے اجر لینا چاہتا ہے؟ عرض کیا ہاں بالکل آپؐ نے فرمایا۔ اپنے والدین کے پاس جاؤ۔ اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔ حضرت ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی جید سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے اس کی استطاعت نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کیا۔ ماں زندہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا اپنی ماں سے نیکی کرکے اللہ تعالی سے اجر لے لو۔ جب تم ایسا کرلو گے تو تم حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کرنے والے ہو جاؤ گے۔

حضرت مجاہدؒ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِيْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اُمُّکَ حَيَّةٌ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْزِمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ ☆

﴿یا رسول اللہ! میں اللہ کے راستے میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اس کے پیروں میں پڑا رہ وہیں جنت ہے﴾

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے 'یا رسول اللہؐ! بیٹے پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ فرمایا: تو ان کو کچھ دے گا تو وہ تیری جنت ہیں اور اگر ان سے (خدمت) روکے گا تو وہ تیرا دوزخ ہیں۔ ابن ماجہؒ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور الفاظ نسائیؒ کے ہیں اور حاکمؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ کہ کسی شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس کی خدمت میں لگا رہ کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ اور ایک صحیح روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: دونوں کی خدمت میں لگا رہ کہ جنت ان کے پیروں کے نیچے ہے۔ اور ترمذی نے حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت کر کے اسے صحیح کہا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو الدرداءؓ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا (کہ میری بیوی ہے۔ جسے میری ماں طلاق دینے کو کہتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے۔ اگر تو چاہے تو اس دروازے کو چھوڑ دے یا اس کی حفاظت کرے۔)

ابن حبانؒ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابولدرداؓ کے پاس آکر عرض کیا: میرے والد میرے پیچھے پڑے رہے حتیٰ کہ انہوں نے میری شادی کردی۔ لیکن اب وہ مجھے اسے طلاق دینے کا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہ تو میں تمہیں والدین کی نافرمانی کا حکم دیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں وہ حدیث بیان کردوں جو میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ میں نے آپ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے اس کی حفاظت کرو۔ چاہے چھوڑ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس (عطاء) نے بیوی کو طلاق دیدی تھی۔

سنن اربعہ کے مرتبین نے اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں روایت بیان کی ہے۔ اور امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جسے میں پسند کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کسی وجہ سے) اسے ناپسند کرتے تھے۔ تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ تو میں نے انکار کردیا۔ حضرت عمرؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر اس کا ذکر کیا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو اور اس کے رزق میں فراخی ہو تو اسے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنی چاہئے۔ یہ اس کی خوش نصیبی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے گا۔ امام ابن ماجہؒ اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں اور الفاظ ابن حبانؒ کے ہیں۔ اور حاکمؒ نے روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ کہ آدمی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم ہوتا ہے۔ اور دعا ہی تقدیر کو پلٹ سکتی ہے۔ اور عمر میں اضافہ نیکی ہی سے ہوتا ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے اور انہوں نے اسے حسن غریب کہا ہے کہ قضا کو تقدیر ہی بدل سکتی ہے۔ اور عمر کو نیکی بڑھا سکتی ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

مگر انہوں نے اس روایت میں کہا ہے' جس نے اپنے والدین دونوں یا ایک کو پایا پھر ان سے نیکی نہیں کی اور مر گیا تو وہ دوزخ میں ڈالا گیا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے۔ کہیئے آمین۔ میں نے کہا آمین۔ اور حاکم وغیرہ نے بھی یہ روایت کی ہے۔ روایت کے آخر میں کہا ہے کہ جب میں ممبر کے تیسرے زینے پر چڑھا تو جبریل نے کہا: اللہ کی رحمت سے دور ہوا جس نے اپنے والدین دونوں یا ایک کو بڑھاپے میں اپنے پاس پایا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہیں کیا۔ میں نے کہا: آمین۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور اس روایت میں ہے کہ جس نے اپنے والدین دونوں یا ایک کو پایا اور ان سے نیکی نہیں کی تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے وہ اسی کا حق دار ہے۔ میں نے کہا آمین۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طریقوں سے روایت کی ہے جن میں سے ایک حسن ہے کہ جس شخص نے ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا تو یہ عمل اس کے لئے جہنم سے بدلہ ہے اور جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو پایا پھر اس کی بخشش نہیں ہوئی تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ اور ایک روایت میں اس سے آگے یہ لفظ ہے کہ وہ اسی کا حق دار ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! تمام لوگوں میں میری اچھی مجلس کا زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں میری مشرکہ ماں میرے پاس آئی۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہیں اور وہ اسلام سے دور ہیں۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

زیادہ اوراچھا ہے۔آپ ؐ نے فرمایاتو پھراس پرعمل کرتے رہو۔

اورمسلم ؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکے کے راستے پرایک دیہاتی شخص ملاحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا۔ اوراپنے ساتھ گدھے پرسوار کرلیا جس پر آپ بیٹھ کر جارہے تھے۔اوراس کوسر سے اپنی پگڑی اتار کردے دی۔ابن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے۔یہ دیہاتی لوگ ہیں تھوڑی سی چیز پر بھی خوش ہوجاتے ہیں۔تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کے والد میرے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:

اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ الصِّلَۃُ صِلَۃُ الْوَلَدِ اَھْلَ وُدِّاَبِیْہِ☆

﴿بلا شبہ صلہ رحمی کی بہت بڑی نیکی بیٹے کا اپنے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک ہے﴾

اورابن حبان ؒ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں مدینہ منورہ میں آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے اورفرمایا کیاتم جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس کیوں آیاہوں۔میں نے کہا : نہیں۔انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ قبر میں اپنے باپ سے حسن سلوک کرے تو اسے اپنے باپ کے بعد اس کے دوستوں سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔اورواقعہ یہ ہے کہ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے والد کے درمیان بھائی چارہ اوردوستی تھی تو میں نے چاہا کہ اس دوستی اور بھائی چارے کوجاری رکھوں۔

## روایت

امام بخاریؒ ومسلمؒ نے اوردوسرے محدثین رحمۃ اللہ علیہ نے کئی روایات کے ساتھ

یہ مشہور حدیث بیان کی ہے۔ کہ پہلے زمانے میں چند آدمی اپنے گھر والوں کے لئے کچھ کھانے کمانے کو مل کر سفر کو چلے جا رہے تھے۔ کہ انہیں بارش نے آ لیا۔ تو انہوں نے پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لی۔ تو غار کے دہانے پر ایک بھاری پتھر آ گرا۔ اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اب اس بھاری پتھر سے نجات کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہاں یہ کہ تم اپنے اپنے کسی اچھے عمل کے واسطہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرو۔ کہ وہ ہمیں اس سے نجات دے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ کہ اپنے اپنے اعمال میں دیکھو کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تم نے کوئی نیکی کی ہو تو اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ امید واثق ہے کہ وہ یہ دروازہ کھول دے گا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ کہ نشان قدم مٹ گئے۔ اور پتھر آن پڑا۔ اور اللہ کے سوا تمہاری اس جگہ کو کوئی نہیں جانتا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اپنے کسی یقینی عمل کے واسطے سے دعا کرو۔ تو ایک نے یہ دعا کی۔ کہ اے اللہ! میرے نہایت ہی بوڑھے ماں باپ تھے۔ کہ ان سے پہلے میں اپنے اہل و عیال کو دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن میں ایندھن کی تلاش میں دور نکل گیا۔ اور رات کو وقت پر ان کے پاس نہ پہنچ سکا اور وہ سو گئے۔ میں نے آ کر ان کے حصے کا دودھ دوہا تو وہ سو چکے تھے۔ اور مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں ان سے پہلے اپنے اہل و عیال کو دودھ پلاؤں۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے جاگنے کے انتظار میں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ تو وہ جاگے اور انہوں نے اپنے حصے کا دودھ پیا۔

اے اللہ اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمیں پتھر کی اس مصیبت سے نکال دے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ تو پتھر تھوڑا سا کھسک گیا۔ لیکن ابھی وہ لوگ اس سے باہر نہیں جا سکتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس نے کہا۔ کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔

اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو گھر آتا۔ تو دودھ دوہ کر اپنے بچوں سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا۔ ایک دن میں ایک درخت کاٹنے دور نکل گیا۔ رات کو واپس آیا تو والدین سو چکے تھے۔ میں نے حسب معمول دودھ نکالا۔ اور دودھ کا پیالہ لے کر ان کے سرہانے آ بیٹھا۔ اور انہیں نیند سے جگانا مجھے اچھا نہ لگا۔ اور نہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں حالانکہ بچے میرے پاس شوروغوغا کرتے رہے۔ لیکن وہ سوتے رہے اور میں انتظار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو اس کی برکت سے ہمارے لئے سوراخ کھول دے کہ آسمان کو دیکھ سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اتنا سوراخ کھول دیا۔ کہ انہیں آسمان نظر آنے لگا۔

اور دوسرے نے بیان کیا وہ تیری رضا کے لئے اپنے چچا کی بیٹی سے بدکاری سے رکا تھا۔ اور تیسرے نے پڑوسی کے امانت رکھے مال میں تجارت کر کے نفع اسے واپس دینے کا حوالہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر پتھر کو ہٹا دیا۔ وہ سب باہر نکل کر چلے گئے۔

باب نمبر 25

# زکوۃ اور کنجوسی کا بیان

اللہ تبارک وتعالی کا فرمان گرامی ہے:

وَلَایَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ☆

(سورہ آل عمران آیت ۱۸۰)

﴿جو لوگ اس مال کے خرچ کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں جو اللہ تعالی نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ یہ مال ان کے حق میں اچھا ہے بلکہ وہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔جلد ہی قیامت کے دن انہیں اس مال کے جس مال میں انہوں نے کنجوسی کی ہے طوق پہنائے جائیں گے﴾

اور فرمایا:

وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَایُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ

(سورہ حٰم سجدہ آیت ۶ ۔۷)

﴿اور بربادی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوۃ ادا نہیں کرتے﴾

اللہ تعالی نے زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کا نام مشرک رکھا ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ اَحَدٍ لَّا یُؤَدِّیْ زَکٰوۃَ مَالِہٖ اِلَّا مُثِّلَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ حَتّٰی یُطَوَّقَ بِہٖ عُنُقَہٗ☆

﴿جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت بنا کر اس کی گردن میں اس کا طوق ڈالا جائے گا﴾

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جماعت مہاجرین! پانچ چیزیں ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو گئے اور تم پر وہ آ پڑیں تو میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم پر وہ آئیں:

1- قوم لوط کی برائی پہلے ظاہر نہیں ہوئی تھی جب وہ کھلم کھلا وہ برائی کرنے لگے تو ان میں ایسی بیماریاں پھوٹ پڑیں۔ جو ان کے بزرگوں میں نہیں تھیں۔

2- جب لوگوں نے کم ناپنا اور کم تولنا شروع کیا تو انہیں قحط سالی، تنگدستی اور بادشاہ کے ظلم نے آ لیا۔

3- جب لوگوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ دینا روک دی تو ان پر آسمان سے بارش رک گئی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو بارش بالکل نہ ہوتی۔

4- جب لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیے ہوئے عہد کو توڑ دیا تو ان پر دشمن مسلط ہو گیا۔ اور ان کا سب کچھ اپنے قبضے میں لے لیا۔

5- اور جب تمہارے پیشواؤں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے نہیں تھاما تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس کی لڑائی میں مبتلا کر دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بخیل سے اس کی زندگی میں نفرت کرتا ہے اور غیر مسلم سخی سے اس کے مرنے کے وقت۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کنجوسی اور بد خلقی۔

اور آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کنجوس جنت میں نہیں جائے گا۔ اور آپ نے فرمایا کہ کنجوسی سے بچو۔ کنجوسی نے ایک قوم کو ابھارا کہ انہوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دی۔ اور انہیں ابھارا تو انہوں نے رشتے داروں سے برا سلوک کیا۔ اور انہیں ابھارا تو انہوں نے لوگوں کا خون بہایا۔ اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کمینگی کو پیدا کیا تو کنجوسی اور مال کی اس کو باڑ لگائی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کنجوسی یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ جو اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا وہ ضائع ہوا' اور جو اس نے بچالیا وہ اس کے لئے باعث عزت ہوا۔ اور کنجوسی کی بنیاد مال کی محبت' لمبی امید' فقیری کا ڈر اور اولاد کی محبت ہے۔ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے: اولاد انسان کو بزدل اور کنجوس بنانے والی ہے۔ عام طور پر آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ دیکر اور اپنی ذات اور اہل وعیال کے ساتھ نیکی کر کے خوش نہیں ہوتا بلکہ اسے روپیہ پیسہ دیکھ کر اسے اپنے قبضے میں لے کر خوشی اور لذت حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے مرنا ہے۔ اسی بارے میں شاعر کہتا ہے:

اَاَخِیْ اَنَّ مِنَ الرِّجَالِ بَهِیْمَةً ٭ فِیْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ اللَّبِیْبِ الْمُبْصِرِ

فَطِنٌ بِكُلِّ مُصِیْبَةٍ فِیْ مَالِهٖ ٭ فَاِذَا اُصِیْبَ بِدِیْنِهٖ لَمْ یَشْعُرِ

(اے میرے بھائی بعض لوگ دیکھنے میں عقلمند اور صاحب بصیرت ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ چوپائے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے مال ومتاع میں کمی ہو جائے تو فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے دین میں خرابی آجائے تو نہیں سمجھتے)۔

ایک اور شاعر نے فرمایا:

اَلْبُخْلُ دَآءٌ دَوِیٌّ لَّا یَلِیْقُ مَرُوَّۃٍ وَّلَا عَقْلٍ وَّلَا
بِذِیْ دِیْنٍ

مَنْ اَثَرَالْبُخْلَ عَنْ وَّفْرٍ وَّعَنْ فَقَدْ لَعَمْرِیْ اَضْحٰی وَھُوَ
جِدَۃٍ مَغْبُوْنٌ

یَابُؤْسُ مَنْ مَّنَعَ الدَّارَیْنِ فَبَاعَ دُنْیَاہُ بَعْدَ الدِّیْنِ
حَقَّھُمَا بِالدُّوْنِ

(کنجوسی ایک متعدی مرض ہے۔ جو کسی صاحب مروت، عقل منداور دیندار کو نہیں لگنا چاہئے۔ جس نے مال کی فراوانی اور خوشحالی کے باوجود کنجوسی اختیار کی مجھے اپنی زندگی کی قسم وہ خسارے میں رہا۔ ہائے بدنصیبی اس شخص کی جس نے دنیا و آخرت کو ان کا حق نہ دیا۔ کہ دین کے بعد اس نے دنیا بھی گھٹیا چیزوں کے بدلے میں برباد کر لی)۔

اِذَاالْمَالُ لَمْ یَنْفَعْ صَدِیْقًا قَرِیْبًا وَّلَمْ یُجْبِرْبِہٖ حَالَ
وَّلَمْ یُصِبْ مُعْدُوْمٍ

فَعُقْبَاہُ اَنْ تَحْتَازَہٗ کَفُّ وَلِلْبَاخِلِ الْمُوْرُوْثِ عُقْبَی
وَارِثٍ التَّنَدُّمٍ

(جب کنجوس کے مال سے کسی دوست کا بھلا نہ ہو۔ اور نہ کسی قریبی کو ملے اور نہ ہی کسی مفلوک الحال کی حاجت روائی ہو تو اس مال کا انجام یہ ہوتا ہے۔ کہ کنجوس کے مرنے کے بعد وہ مال وارثوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ اور کنجوس کو آخرت کی رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا)۔

اور بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کنجوس سے ملنا سراسر بے چینی کا باعث ہے۔ اور اسے دیکھنا قساوت قلبی کا باعث ہے۔ اور عرب لوگ کنجوسی اور بزدلی کو عار سمجھتے تھے۔ شاعر کہتا ہے۔

اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ اِقْلَالًا — عَلَی الْعِبَادِ مِنَ الرَّحْمٰنِ
فَقَدْ قُسِمَتْ — اَرْزَاقٌ
لَا یَنْفَعُ الْبُخْلُ مَعَ دُنْیَا — وَلَا یَضُرُّمَعَ الْاِقْبَالِ اِنْفَاقٌ
مُوَلِّیَۃٍ

(اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔اور مال کم ہو جانے سے نہ ڈرو۔اس لئے کہ بندوں کے رزق خدائے رحمٰن کی طرف سے تقسیم ہو چکے ہیں۔اس ہاتھ سے نکل جانے والی دنیا کے ہوتے ہوئے کنجوسی کا کچھ فائدہ نہیں۔اور خوش نصیبی کے ہوتے ہوئے خرچ کرنے سے کوئی نقصان نہیں)۔

ایک دوسرے شاعر کہتے ہیں:

اَرَی النَّاسَ خُلَّانَ الْجَوَادِ — بَخِیْلًا لَّہٗ فِی الْعَالَمِیْنَ
وَلَا اَرٰی — خَلِیْلُ
وَاِنِّیْ رَاَیْتُ الْبُخْلَ یُزْرِیْ — وَاَکْرَمْتُ نَفْسِیْ اَنْ یُّقَالَ
بِاَھْلِہٖ — بَخِیْلُ

(مجھے سخی کے تو بہت سے دوست نظر آتے ہیں۔لیکن اس بھری دنیا میں کنجوس کا مجھے کوئی دوست نظر نہیں آتا۔لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کنجوسی کنجوس کو معیوب بنا رہی ہے۔اس لئے میں اپنے آپ کو اس سے بچاتا کہ مجھے کنجوس کہا جائے)۔

لَئِیْمٌ لَّا یَزَالُ یَلُمُّ وَفْرًا — لِوَارِثِہٖ وَیَدْفَعُ عَنْ حِمَاہُ
کَکَلْبِ الصَّیْدِ یُمْسِکُ — فَرِیْسَتَہٗ لِیَأْکُلَھَا سِوَاہُ
وَھُوَطَاوٍ

(کمینہ شخص (کنجوس) وارثوں کے لئے مال جمع کرتا رہتا ہے۔اور اسے بچا بچا کر رکھتا ہے اس کا حال اس شکاری کتے کا سا ہے۔جو دوسروں کو کھلانے کے لئے خود بھوکا رہ کر شکار کرتا ہے)۔

حکم منشورہ میں لکھا ہے۔ کہ کنجوس کے مال کے لئے خوش خبری دے دو کہ وہ مال کسی حادثے میں ضائع ہو گا یا وارث کے ہاتھ لگے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں کنجوس کو عادل نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ کنجوسی کنجوس کو زیادہ لینے پر آمدہ کرتی ہے۔ کہ یا تو اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے یا بالکل غبن کر لیتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سامنا ابلیس لعین سے ہوا تو آپ نے اسے پوچھا کہ بتاؤ تمہیں کیا چیز زیادہ پسند ہے۔ اور کیا چیز زیادہ ناپسند ہے۔ کہنے لگا کہ کنجوس مومن مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور فاسق سخی سے مجھے بہت زیادہ نفرت ہے۔ آپ نے پوچھا کس لئے کہنے لگا۔ اس لئے کہ کنجوس کو تو اس کی کنجوسی ہی گمراہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور فاسق سخی کے بارے میں مجھے خطرہ ہے۔ کہ اس کی سخاوت سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ اسے راہ ہدایت بخش دے۔ اور پھر ابلیس لعین یہ کہتے ہوا چلا گیا کہ اگر آپ یحییٰ علیہ السلام نہ ہوتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔

باب نمبر 26

# لمبی امیدوں کا بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَخْوَفُ مَااَخَافُ عَلَیْکُم | ﴿مجھے تمہارے لئے دو چیزوں |
| اِثْنَتَانِ طُوْلُ الْاَمَلِ وَاتِّبَاعُ | کا زیادہ خطرہ ہے۔لمبی امید اور |
| الْهَوٰی وَاِنَّ طُوْلَ الْاَمَلِ | خواہش کی پیروی۔اس لئے کہ |
| یُنْسِی الْاٰخِرَۃَ وَاتِّبَاعَ | لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی |
| الْهَوٰی یَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ☆ | ہے۔اور خواہش کی پیروی حق |
| | سے روکتی ہے﴾ |

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ تین چیزوں سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔دنیا میں مگن ہوجانے والے کے لئے ایسی غربت جس کے بعد خوش حالی نہیں۔اور دنیا کے حریص کے لئے ایسی مصروفیت جس سے فراغت نہیں اور دنیا کے لئے کنجوسی کرنے والے کے لئے ایسی پریشانی ہے جس میں خوشی نہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اہل حمص کی حالت دیکھ کر فرمایا: تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایسی عمارتیں بناتے ہو جن میں تم رہتے نہیں ہو اور ایسی امیدیں لگائے رکھتے ہو جنہیں تم پا نہیں سکتے ہو اور وہ کچھ جمع کرتے ہو جنہیں تم کھا نہیں سکتے ہو۔تم سے پہلے لوگوں نے بھی بڑی بڑی عمارتیں بنائیں۔بہت سا مال جمع کیا اور دور دراز کی امیدیں لگائیں تو ان کی عمارتیں کھنڈرات بن گئیں۔اور ان کی امیدیں سراسر دھوکہ ثابت ہوئیں۔اور ان کا جمع کیا برباد ہوا۔حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے دونوں پیارے دوستوں (حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ) سے ملنا چاہتے ہو تو اپنی قمیص میں پیوند لگاؤ اور اپنے جوتے مرمت کرو اور امید کم کر دو اور سیر ہونے سے کم کھاؤ۔

## حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو پانچ نصیحتیں

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پانچ باتوں کی نصیحت فرمائی اور انہیں حکم دیا وہ اس کے بعد اپنی اولاد کو بھی اس کی وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا:

1- اپنی اولاد کو کہہ دینا کہ دنیا پر مطمئن نہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ میں دائمی جنت پر مطمئن ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔

2- انہیں کہنا کہ اپنی عورتوں کی خواہش کے مطابق عمل نہ کریں کیونکہ میں نے اپنی بیوی کی خواہش کے مطابق عمل کیا اور درخت کا پھل کھا لیا تو مجھے شرمندگی اٹھانا پڑی۔

3- ان سے کہنا: تم جو عمل بھی کرنا چاہو اس کے انجام کو سوچ لو۔ اس لئے کہ میں نے اگر انجام کو سوچ لیا ہوتا تو یہ مصیبت نہ پڑتی۔

4- جب کسی عمل میں تمہارے دل کشمکش میں مبتلا ہوں تو اس عمل سے بچو۔ اس لئے کہ جب میں نے درخت کا پھل کھایا اس موقع پر میرا دل بے چین ہو گیا۔ پھر بھی میں باز نہ رہا تو مجھے ندامت اٹھانا پڑی۔

5- ہر کام میں مشورہ لیا کرو۔ اس لئے کہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو یہ مشکل مجھ پر نہ پڑتی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے فرمایا: جب تم صبح اٹھو تو اپنے دل میں شام کی باتیں نہ سوچو اور جب شام ہو تو اپنے دل میں صبح کی باتیں نہ سوچو اور مرنے سے پہلے پہلے زندگی سے کچھ حاصل کر لو۔ اور بیماری سے پہلے اپنی صحت سے کچھ حاصل کر لو کہ تم نہیں جانتے کہ کل تمہارا کیا

حال ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم لوگ جنت میں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہؐ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: امیدیں کم رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے مکمل حیا کرو جیسا کہ حق ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہم سب اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں۔ فرمایا یہ حیا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا یہ ہے کہ تم قبرستانوں اور کھنڈرات کو یاد کرو اور یہ خیال رکھو کہ تم نے پیٹ میں کیا ڈالا ہے اور سر میں کیا سمایا ہے۔ اور جو شخص آخرت کی عزت چاہتا ہے وہ دنیا کی زینت چھوڑ دیتا ہے۔ تو یہ ہے بندے کا اللہ تعالیٰ سے حقیقی شرمانا۔ اور اسی سے بندہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کو پہنچتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی اصلاح پہلے زہد اور یقین سے ہوگی۔ اور آخر میں ان کی ہلاکت کنجوسی اور امید (خواہش دنیا) سے ہوگی۔

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت لوگوں کے پاس آکر فرمایا: لوگو تم اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: تم وہ کچھ جمع کرتے ہو کہ کھا نہیں سکتے ہو۔ اور وہ امیدیں لگاتے ہو جنہیں تم پا نہیں سکتے ہو۔ اور وہ عمارتیں بناتے ہو جن میں تم رہ نہیں سکتے ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک مہینے کے قرض پر سو دینار میں ایک کنیز خریدی۔ تو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: تم اسامہ پر تعجب نہیں کرتے جو ایک مہینے کی امید

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اسے اس بارے میں پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ میں کام کر رہا تھا کہ میرے دل نے کہا تو بہت بوڑھا ہو گیا ہے کب تک کام کرتا رہے گا۔ یہ سوچ کر میں کدال ڈال کر لیٹ گیا۔ پھر میرے دل نے کہا کہ واللہ' بقیہ زندگی کے لئے کام کرنا ضروری ہے۔ تو میں نے اٹھ کر کدال پکڑ لی۔

باب نمبر 27

## ترک حرام اور اطاعت کی پابندی کا بیان

اطاعت سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں لگ جانا اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا اور اس کی حدود کو توڑنے سے رک جانا ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ☆ ﴿اور تم دنیا سے اپنا حصہ نہ بھولو﴾۔

(سورہ قصص آیت ۷۷)

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری کا عمل کرتا رہے۔ جان لو کہ حقیقی اطاعت گزاری اللہ تعالیٰ کی معرفت' خوف خداوندی' اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دینا ہے۔ جب انسان ان خصائل سے خالی ہو گا تو وہ حقیقت ایمان کو نہیں پا سکے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس وقت تک صحیح نہیں ہو گی جب تک خدا کی معرفت نہ ہو گی اور اس کی ذات پر ایمان نہ ہو گا۔ اور جب تک یہ ایمان نہیں ہو گا کہ وہی خالق ہے' وہی عالم ہے' وہی قادر ہے' کوئی اسے پوری طرح جان نہیں سکتا نہ کوئی خیال اسے پوری طرح سوچ سکتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ☆ ﴿اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور وہ سننے والا، سمجھنے والا ہے﴾

(سورہ الشوریٰ آیت ۱۱)

ایک دیہاتی نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو عبادت کے دوران دیکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میں بن دیکھے اس کی عبادت نہیں کرتا۔ اس نے پوچھا: آپ نے اسے کیسے دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آنکھوں نے اسے بعینہٖ نہیں دیکھا ہے بلکہ دلوں نے اسے حقیقت ایمان کے ساتھ دیکھا ہے۔ وہ ظاہری حواس سے محسوس نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کی طرح نہیں۔ وہ دلائل سے پہچانا جاتا ہے اور نشانیوں سے اس کا بیان ہوتا ہے۔ وہ فیصلوں میں ظلم نہیں کرتا۔ یہ اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے۔ دیہاتی نے کہا۔ اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ☆ اللہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

کسی عارف سے باطنی علم کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ جس سے کوئی فرشتہ اور انسان مطلع نہیں ہوتا۔ روایت ہے کہ حضرت کعب الاحبار نے فرمایا۔ اگر انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کا ایک رتی بھر بھی یقین ہو جائے۔ تو وہ پانی اور ہوا پر چلنے لگیں۔ پاک ہے وہ ذات گرامی جس کی معرفت کے ادراک سے ناکامی کے اقرار کو اس نے ایمان قرار دیا ہے۔ اور اپنی نعمتوں کے شکریے کی ادائیگی سے کوتاہی کو شکر قرار دیا ہے۔ محمود وراق اپنے اشعار میں کہتے ہیں۔

اِذَا کَانَ شُکْرِیْ نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیَّ لَهٗ فِیْ مِثْلِهَا یَجِبُ
نِعْمَةً الشُّکْرُ
فَکَیْفَ بُلُوْغُ الشُّکْرِ اِلَّا وَاِنْ طَالَتِ الْاَیَّامُ وَاتَّصَلَ
بِفَضْلِهٖ الْعُمُرُ
اِذَا مَسَّ بِالسَّرَّاءِ عَمَّ وَاِنْ مَسَّ بِالضَّرَّاءِ اَعْقَبَهَا
سُرُوْرُهَا الْاَجْرُ
وَمَا مِنْهُمَا اِلَّا لَهٗ فِیْهِ نِعْمَةٌ تَضِیْقُ لَهَا اَلْاَوْهَامُ
وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ

﴿جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرنا نعمت ہے تو اس نعمت کا شکرادا کرنا بھی مجھ پر واجب ہے تو ان مسلسل نعمتوں کی شکرگزاری کیسے ہو۔عرصہ دراز تک بلکہ عمر بھر میں اس کی ادائیگی نہیں ہوسکتی ہاں اس کے فضل سے ہی ایسا ہوسکتا ہے۔کتنی بڑی نعمت ہے کہ جب مسرت آتی ہے تو یہ مسرت عام ہوتی ہے۔اور جب مشکل آتی ہے تو اس کا اجر ملتا ہے۔لہٰذا مسرت اور غمی دونوں نعمتیں ہیں۔جو ہمارے خیال اور بحروبر کی وسعت میں نہیں سماسکتیں﴾۔

جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا علم ہو جاتا ہے۔تو وہ لازمی طور پر اس کی عبادت کا اعتراف کرلیتا ہے۔اور ایمان دل میں راسخ ہو جاتا ہے۔اور خدائے پروردگار کی فرمانبرداری لازم ہو جاتی ہے۔اور ایمان کی دوقسمیں ہیں۔

1- ایمان ظاہری۔

2- ایمان باطنی۔

ایمان ظاہری یہ ہے کہ بندہ زبان سے اقرار کرے۔اور باطنی یہ کہ دل سے یقین کرے۔اور اللہ کے قریب ہونے کے لحاظ سے مومنوں کے کئی درجے ہیں۔اور اطاعت کے لحاظ سے کئی درجے ہیں۔اور ایمان بقدر عطیہ خداوندی۔اور بقدر

خلوص قلب، اور اس کے حکم پر رضا ءوتوکل کے بقدر، سب کو حاصل ہے۔ حقیقی اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل پر خدائے خالق سے اجر طلب نہ کرے۔

| | |
|---|---|
| وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ☆ | ﴿اور تمہیں اور تمہارے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے﴾ |

(سورہ الصافات آیت ۹۶)

جب بندہ ثواب کی امید میں اور عذاب سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ تو یہ بندہ اخلاص میں کامل نہیں ہوتا کیونکہ وہ عبادت اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی کو اس برے کتے کی طرح نہیں ہونا چاہئے۔ جو مالک سے ڈر کر کام کرتا ہے۔ اور اس برے مزدور کی طرح بھی نہ ہونا چاہئے۔ جو بغیر مزدوری کے کام نہیں کرتا۔ اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ☆ | ﴿اور لوگوں میں ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو سکون سے رہتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی مشکل پیش آ جائے۔ تو منہ پھیر لیتا ہے۔ ایسا شخص دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے﴾۔ |
| (سورہ الحج آیت ۱۱) | |

اور یہ جو ہم پر اس کی عبادت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اور اس کی اطاعت لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ ان انعام و اکرام کی بنا پر ہے جو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر کر رکھے ہیں۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت و اطاعت کا حکم دیا ہے۔ کہ اس پر ہمیں اپنے فضل و کرم سے اجر دے۔ اور گمراہوں کو از روئے انصاف سزا

دے۔

اور توکل یہ ہے کہ ضرورت کے وقت بندہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھروسہ کرے اور وقت حاجت اسی کی پناہ لے۔ اور ذاتی سکون اور اطمینان قلب کے ساتھ مصیبت کے وقت اس کی ذات پر وثوق رکھے۔ اور اللہ پاک کی ذات پر بھروسہ کرنے والے جانتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے مقدر میں ہے۔ اور تمام اسباب خیر وشر تدبیر کرنے والے خالق کائنات کے دست قدرت میں ہیں۔ وہ ان مصائب کے وقت اپنے ماں باپ' اولاد مال و دولت اور صنعت وحرفت کا سہارا نہیں لیتے۔ بلکہ اپنے عمل سے تمام کام اللہ تعالیٰ کی ذات پر ڈالتے ہیں۔ اور ہر حال میں اسی ذات مطلق کا سہارا لیتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ☆ | ﴿اور جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا تو وہی اس کے لئے کافی ہے﴾ |
| (سورہ الطلاق آیت ۳) | |

اور رضا یہ ہے کہ جو مقدر میں ہو دل اس پر راضی رہے۔ ایک عالم فرماتے ہیں۔ خدا سے سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو راضی برضا ہو۔ کسی دانشور کا کہنا ہے۔ کہ بہت سی خوشیاں بیماری ہوتی ہیں۔ اور بہت سی بیماریاں حقیقت میں شفاء ہوتی ہیں۔

جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہے:

کَمْ نِعْمَةٍ مَطْوِيَّةٌ ... لَكَ بَيْنَ اَنْيَابِ النَّوَآئِبِ

وَمُسَرَّةٍ قَدْ اَقْبَلَتْ ... مِنْ حَيْثُ تَرْتَقِبُ

فَاصْبِرْ عَلٰى حَدَثَاتِ دَهْرِ ... الْمَصَآئِبُ

وَلِكُلِّ كَرْبٍ فَرْجَةٌ ... كَ فَالْأُمُوْرُ لَهَا عَوَاقِبُ

وَلِكُلِّ خَالِصَةٍ شَوَآئِبُ

کئی نعمتیں تیرے لئے مصائب کی داڑھوں میں لپٹی ہوئی ہیں۔

بعض خوشیاں ادھر سے آ جاتی ہیں جدھر سے مصائب کا انتظار ہوتا ہے۔ تجھ پر مصیبتیں آئیں تو صبر کر ہر کام کا کوئی انجام ہوتا ہے۔ ہر تنگی کے بعد فراخی ہوتی ہے۔اور ہر راحت کے بعد مشکلات پیش آتی ہیں۔اور ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

| | |
|---|---|
| وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْأً وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ☆ | ﴿اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو﴾ |
| (سورہ البقرہ آیت ۲۱۶) | |

یہ بات اچھی طرح جان لو کہ بندہ اس وقت تک اپنے پروردگار کی اطاعت گزاری میں کامل نہیں ہوگا جب تک دنیا کو نہ چھوڑے۔اور الحکم میں لکھا ہے کہ سب سے زیادہ موثر وعظ وہ ہے جس سے دل پر کوئی پردہ نہ رہے۔

اور یہ پردے دنیاوی رکاوٹیں ہیں۔اور داناؤں کا ہی قول ہے کہ دنیا ایک گھڑی پل ہے اس کو فرمانبرداری میں گزار لو۔ابو ولید باجی اپنے اشعار میں کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اِذَا کُنْتُ اَعلَمُ عِلْمًا یَقِیْنًا | بِاَنَّ جَمِیْعَ حَیَاتِیْ کَسَاعَةٌ |
| فَلِمَ لَاکُوْنَ ضَنِیْنًا بِهَا | وَاَجْعَلُهَا فِیْ صَلَاحٍ وَّطَاعَةٌ |

﴿جب میں یہ بات یقینی طور پر جانتا ہوں کہ میری تمام زندگی ایک گھڑی پل کی ہے تو میں کیوں یہ زندگی گزارنے میں بخل کروں اور کیوں نہ میں اسے اصلاح اور اطاعت گزاری میں بسر کروں﴾۔

ایک شخص نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا کہ میں موت کو ناپسند کرتا ہوں۔آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا: اپنا مال آگے بھیجو۔اس لئے کہ انسان اپنے مال کے پاس رہنا چاہتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نیکی تین چیزوں میں ہے:

1- بولنے میں۔

2- دیکھنے میں۔

3- خاموشی میں۔

جو شخص اللہ کے ذکر کے بغیر بولا اس نے لغو حرکت کی۔ اور جس نے عبرت کی نظر سے نہیں دیکھا اس نے بھول کی۔ اور جو بغیر غور و فکر کے خاموش رہا اس نے کھیل تماشا کیا۔ ترک دنیا یہ ہے کہ اس کے حال پر سوچنا چھوڑ دے اور اس کی لذات کی خواہش بھی ترک کر دے۔ کیونکہ سوچ ارادہ پیدا کرتی ہے، کیونکہ نفس کا تعلق سوچ کے ساتھ ہے۔ اور ناجائز چیز کو دیکھنے سے پرہیز کرے اس لئے کہ یہ نشانے پر لگنے والا تیر اور طاقتور بادشاہ ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آنکھ شیطان کا تیر ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ناجائز کو دیکھنا چھوڑ دیا تو نتیجے میں اسے ایسا ایمان نصیب ہوگا جس کی لذت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ کسی دانشور کا قول ہے جس نے اپنی نظر کو کھلا چھوڑ دیا اس نے بڑی حماقت کی۔ ہمیشہ بری نظر ڈالنا راز کو ظاہر اور انسان کو رسوا کر دیتا ہے۔ اور اس کے سفر کی مدت طویل ہو جاتی ہے۔

اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔ اس لئے کہ اگر تم انہیں آزاد چھوڑ دو گے تو تمہیں مصیبت میں ڈال دیں گی۔ اور اگر تم انہیں قابو میں رکھو گے تو تم اپنے تمام اعضاء بدن پر قابو پا لو گے۔

افلاطون سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز دل کے لئے زیادہ نقصان دہ ہے، سننا یا دیکھنا؟ جواب دیا: یہ دونوں دل کے لئے ایسی ہیں جیسے پرندے کے لئے دو پر۔ کہ پرندہ انہی پروں کی طاقت سے پرواز کرتا ہے اور انہی سے کھڑا رہتا ہے۔ جب ایک پر میں کمزوری آ جاتی ہے تو دوسرے سے بہ مشکل کھڑا رہتا ہے۔ جناب محمد بن ضوء

رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بندے کا یہ نقصان ہی کافی ہے۔ اور عقلمندوں کی نظر میں بندے کی یہ رسوائی ہی کافی ہے جس چیز کا موقع پائے اسے دیکھنے لگے۔

کسی زاہد نے ایک شخص کو کسی لڑکے سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے دیکھا تو فرمایا اے بے عقل اور دل کے کوجھے بدنظر! کیا تجھے کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں سے شرم نہیں آتی۔ جو تیرے فعلوں کے نگران اور تیرے عملوں کے کاتب ہیں۔ اور تجھے دیکھ رہے ہیں اور تیرے خلاف اس نمایاں آفت اور کھلم کھلا خیانت کے گواہ ہیں۔ اور تو نے اپنے نفس کو برائی میں ایسے شخص کی طرح لگا رکھا ہے۔ جو اس بات سے بے پرواہ ہے کہ کوئی اس کے پاس کھڑا اسے دیکھ رہا ہے۔ قاضی ارجانی کے اشعار میں ہے:

تَمَتَّعْتَهَا یَا نَاظِرِیْ بِنَظْرَہٖ     فَاَوْرَدْتَّهَا قَلْبِیْ اَشَرَّ الْمَوَارِدِ

اَعَیْنَایَ کَفَّاعَنْ فُؤَادِیْ     مِنَ الْبَغْیِ سَعْیُ اثْنَیْنِ فِیْ

فَاِنَّهٗ     قَتْلِ وَاحِدِ

اے مجھے ایک نظر دیکھنے والے لطف اٹھالے تو نے میرے دل کو بہت بری جگہ لا ڈالا ہے۔ کیا میری آنکھیں ہی میرے دل کے لئے حجاب ہوگئی ہیں یہ تو ظلم ہے کہ دو مل کر ایک کو قتل کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان گرامی ہے: آنکھیں شیطان کا جال ہیں۔ اور آنکھیں تمام اعضاءِ بدن سے جلد موثر ہیں۔ اور زبردست پچھاڑ لینے والی ہیں۔ اور جس نے اطاعت گزاری میں اعضاءِ بدن کو نفس کا تابع بنالیا۔ اس نے اپنی امید کو پا لیا۔ اور جس نے حصول لذت میں اعضا کو نفس کا تابع بنالیا۔ اس نے اپنے عمل کو ضائع کر دیا۔ اشعار

إِذَا مَا صَفَتِ النَّفْسُ الْمُرِيْدُ لِطَاعَةٍ | وَلَمْ تَشُبْهَا لِلْمَعَاصِيْ شَوَآئِبُ
وَاَتْبَعَهَا فِعْلَ الْجَوَارِحِ كُلِّهَا | فَتِلْكَ عَلَيْهِ اَنْعُمٌ وَّمَوَاهِبُ
تَلَقَّتْهُ فِيْ دَارِ الْخُلُوْدِ كَرَامَةٌ | اِذَا جَبَّ لِلْعَاصِيْ سَنَامٌ وَّغَارِبُ

﴿جب نفس اطاعت پر آمادہ ہو اور اس کے ساتھ گناہوں کا کوئی شائبہ نہ ہو اور اس نے تمام اعضائے بدن کو اپنا پیروکار بنالیا ہو تو یہ نفس کے لئے بڑا انعام اور عطیہ خداوندی ہے۔ اسے دائمی جنت میں عزت ملے گی جب کہ گناہ گار کو نیزوں اور بھالوں کا سامنا کرنا ہوگا﴾۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حقیقی ایمان اس بات کی تصدیق کرتا ہے جس کو انبیاعلیہم السلام لے کر آئے ہیں۔ جس نے قرآن کریم کی تصدیق کی وہ اس پر عمل کرنے کو چل نکلا۔ اور اس نے دائمی دوزخ سے نجات پائی اور جس نے حرام چیزوں سے اجتناب کیا وہ توبہ کی طرف چل پڑا۔ جس نے حلال کی روزی حاصل کی وہ پرہیز گاری کی طرف چل نکلا۔ اور جس نے فرائض کی ادائیگی کر لی اس کا اسلام درست ہوگیا۔ جس کی زبان سچی ہوئی وہ متفرق گناہوں سے سلامت رہا۔ جو ظلم کرنے سے بچ گیا اس نے قصاص سے نجات پائی۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کا پابند ہوگیا اس کے اعمال پاک ہو گئے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو خالص کرلیا اس کا عمل مقبول ہوگیا۔

## روایت

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت

فرمایئے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

اِکْتَسِبْ طَیِّبًا وَّاعْمَلْ
صَالِحًا وَّاسْئَلِ اللّٰهَ رِزْقَ
یَوْمٍ لِّیَوْمٍ وَّ عُدَّ نَفْسَکَ
مِنَ الْمَوْتٰی وَاحْذَرْ مِنَ
الْاِعْجَابِ بِالْعَمَلِ فَاِنَّهٗ مِنْ
اَعْظَمِ الْاٰفَاتِ وَاَحْبَطَ
لِلْاَعْمَالِ، فَاِنَّ الْمُعْجَبَ
بِعَمَلِهٖ مُمْتَنٌّ عَلٰی رَبِّهٖ
وَمَا یُدْرِیْهِ اَقُبِلَ مِنْهُ اَمْ
رُدَّ عَلَیْهِ؟ وَرُبَّ مَعْصِیَةٍ
اَوْرَثَتْ ذُلًّا وَّانْكِسَارًا خَیْرٌ
مِّنْ طَاعَةٍ اَوْرَثَتْ عِزًّا وَّ
اسْتِكْبَارًا وَلْیَحْذَرْ اَیْضًا مِنَ
الرِّیَاءِ☆

﴿پاک روزی کماؤ۔ اور نیک
عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے روز
روز کا رزق مانگ لو۔ اور اپنے
آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ اور
اپنے عمل کو اچھا سمجھنے سے بچو۔
اس لئے کہ یہ بہت بڑی آفت
اور اعمال کو بہت ضائع کرنے
والی چیز ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو
اچھا سمجھنے والا اللہ تعالیٰ پر
احسان جتلا رہا ہوتا ہے۔
حالانکہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ
اللہ تعالیٰ نے یہ عمل قبول کیا ہے
یا رد کر دیا ہے؟ اور بہت سی
نافرمانیاں جن سے عاجزی
وانکساری پیدا ہو ایسی فرماں
برداری سے بہتر ہیں۔ جن سے
غرور اور تکبر پیدا ہو۔ اور
ریاکاری سے بھی بچنا
چاہئے﴾۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ☆ (سورہ الزمر آیت ۴۸)

﴿اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں وہ ظاہر ہو۔ جس کا انہیں گمان نہیں تھا﴾

کہا گیا ہے کہ وہ دنیا میں عمل کر کے یہ خیال کرتے رہے کہ یہ نیکیاں ہیں لیکن قیامت کے دن انہیں معلوم ہوگا کہ یہ تو برائیاں ہیں۔

اور ایک بزرگ جب یہ آیت پڑھا کرتے تو فرماتے ریا کاروں کے لئے ہلاکت ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ☆ (سورہ الکھف آیت ۱۱۰)

﴿اور انسان اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے﴾

کے بارے میں فرمایا کرتے کہ لوگوں کے دکھلاوے کے لئے عبادت کو ظاہر نہ کرے اور لوگوں سے شرما کر اسے چھپایا نہ کرے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ قرآن کی آیت جو سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ یہ ہے:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ☆ (سورہ البقرۃ آیت ۲۸۱)

﴿اور تم اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا بدلہ ملے گا۔اور ان پر ظلم نہیں ہوگا﴾

محمد بن بشیر نے اپنے اشعار میں کہا ہے۔

مَضٰی اَمْسُکَ الْاَدْنٰی      وَیَوْمُکَ هٰذَا بِالْفِعَالِ
شَهِیْدًا مُعَدِّلًا      شَهِیْدٌ
فَاِنْ تَکُ بِالْاَمْسِ      فَثَنِّ بِاِحْسَانٍ وَّاَنْتَ
اقْتَرَفْتَ اَسَاءَۃً      حَمِیْدٌ
وَلَا تَرْجُ فِعْلُ الْخَیْرِ مِنْکَ      لَعَلَّ غَدًا یَأْتِیْ وَاَنْتَ فَقِیْدٌ
اِلٰی غَدٍ

﴿ابھی تیرا کل منصف و گواہ ہو کر گزرا اور یہ آج کا دن بھی تیرے عملوں پر گواہ ہے۔ اگر تو نے کل برائی کا ارتکاب کیا تھا تو آج نیکی کرلے۔ تو قابل تعریف ہو جائے گا۔ یہ امید نہ رکھ کہ کل کوئی نیکی کا کام کرلوں گا۔ ہوسکتا ہے کل آئے اور تو موجود نہ ہو﴾۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

تُعَجِّلُ الذَّنْبَ بِمَا      وَتَأْمَلُ التَّوْبَۃَ فِیْ قَابِلٍ
تَشْتَهِیْ      مَا ذَاکَ فِعْلُ الْحَازِمِ
وَالْمَوْتُ یَأْتِیْ بَعْدَ ذَا      الْعَاقِلِ
غَفْلَۃً

﴿تو اپنی خواہش سے گناہ میں جلدی کرتا ہے اور توبہ کو آئندہ کے لئے سوچتا ہے۔ موت اچانک بے خبری میں آجائے گی اور یہ کسی عقلمند ہوشیار کا کام نہیں﴾۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا: مومن کی پرہیزگاری پر تین چیزیں دلیل ہیں۔

1- جو نہ پاسکے اس پر بھی حسن توکل ہو۔
2- جو پالے اس پر اچھی طرح راضی ہو۔
3- جو کھودے اس پر اچھی طرح صبر کرے۔

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

الحکم المشورہ میں لکھا ہے کہ جس نے مصیبت پر صبر کیا وہ وفا کو پہنچ گیا۔ فرمایا:۔

عَلَیْکَ بِالصَّبْرِ اِنْ نَّابَتْکَ نَائِبَۃٌ ... مِنَ الزَّمَانِ وَلَا تَرْکُنْ اِلَی الْجَزَعِ

وَاِنْ تَعَرَّضَتِ الدُّنْیَا بِزِیْنَتِھَا ... فَالصَّبْرُ عَنْھَا دَلِیْلُ الْخَیْرِ وَالْوَرَعِ

فَجَاھِدِ النَّفْسَ قَسْرًا فِیْھَا اَبَدًا ... تَلْقَ الَّذِیْ تَرْتَجِیْہِ غَیْرَ مُمْتَنِعِ

﴿اگر دنیا میں تم پر کوئی مصیبت آ جائے تو اس پر صبر کرنا لازم ہے نہ کہ تم رونے پیٹنے بیٹھ جاؤ۔ اگر دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ تمہیں پیش آئے تو اس سے بچنا نیکی اور پرہیز گاری کی نشانی ہے۔ تم ہمیشہ ہمت سے اس دنیا میں نفس کا مقابلہ کرتے رہو گے تو تمہاری تمام مرادیں بغیر کسی رکاوٹ کے پوری ہونگی﴾۔

ایک اور شاعر فرماتے ہیں:

اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ مَا یُرْجٰی ... وَلَمْ یَزَلْ دَائِمًا یُعِیْنُ

فَاصْبِرْ وَاِنْ طَالَتِ اللَّیَالِیْ ... فَرُبَّمَا سَاعَدَ الْحَزُوْنُ

وَرُبَّمَا خِیْلَ بِاصْطِبَارٍ ... مَاقِیْلَ ھَیْھَاتَ مَایَکُوْنُ

﴿صبر امیدوں کے پورا ہونے کی کنجی ہے۔ صبر ہمیشہ صابروں کی مدد کرتا ہے۔ صبر کرتا رہ خواہ زمانہ گزر جائے۔ صبر عموماً غمگین کا سہارا ہوتا ہے۔ بسا اوقات صبر سے وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکے گا۔

ایک اور شاعر نے اسی بارے میں فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| اَلصَّبْرُ اَوْثَقُ عُرْوَۃِ الْاِیْمَانِ | وَمِجَنَّۃٌ مِّنْ نَّزْغَۃِ الشَّیْطَانِ |
| اَلصَّبْرُ فِیْہِ عَوَاقِبٌ | وَالطَّیْشُ فِیْہِ عَوَاقِبُ |
| مُحْمُوْدَۃٌ | اَلْخُسْرَانِ |
| فَاِذَا لَقِیْتَ مِنَ الزَّمَانِ مُلِمَّۃً | وَکَذَاکَ فِیْنَا عَادَۃٌ |
| فَتَدَرَّعِ الصَّبْرَ الْجَمِیْلَ | اَلْاَزْمَانِ |
| تَیَقُّنًا | اِنَّ التَّصَبُّرَ رَآئِدُ الرِّضْوَانِ |

(صبر ایمان کا مضبوط کڑا ہے اور شیطان کے وسوسے سے بچنے کی ڈھال ہے۔ صبر کے نتائج اچھے نکلتے ہیں اور غصہ کے نتائج سراسر خسارہ ہیں۔ جب زمانے میں تمہیں کسی مصیبت کا سامنا ہو اور زمانے کی یہی عادت ہے تو صبر جمیل کی زرہ پہن لے اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ صبر اللہ تعالیٰ کی رضا کو کھینچ لانے والی ہے)۔

صبر کی کئی قسمیں ہیں۔

1- فرائض کو ان کے پسندیدہ اوقات میں ہمیشہ مکمل طور پر ادا کرنے پر صبر کرنا۔

2- نوافل پر صبر کرنا۔

3- دوستوں اور پڑوسیوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنا۔

4- بیماریوں پر صبر کرنا۔

5- غربت پر صبر کرنا۔

6- گناہوں سے صبر کرنا۔

یعنی گناہوں، نفسانی خواہشات، شبہ میں ڈالنے والی چیزوں اور تمام اعضائے بدن کی ناجائز حرکات وغیرہ سے رک جانا۔

باب نمبر 28

# موت کی یاد کا بیان

اللہ تعالٰی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوْا مِنْ ذِکْرِھَا زِمِ اللَّذَّاتِ ☆ ﴿لذتوں کو توڑنے والی (موت) کی یاد کثرت سے کیا کرو﴾۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ موت کی یاد سے دنیاوی لذتوں کو کڑوا کرو کہ تمہارا میلان ان لذتوں سے ہٹ جائے۔ اور تم اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کرسکو۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر چوپائے موت کے بارے میں وہ کچھ جانتے جو انسان جانتا ہے تو تمہیں ان کا موٹا تازہ گوشت کھانا نصیب نہ ہوتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا شہداء کے ساتھ بھی کوئی اٹھایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا۔ اور اس تمام فضیلت کا سبب یہ ہے کہ موت کی یاد پرفریب دنیا سے علیحدگی کا موجب ہوتی ہے۔ اور آخرت کی تیاری کا تقاضا کرتی ہے اور موت سے غفلت خواہشات دنیا میں مگن ہونے کی دعوت دیتی ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ ☆ ﴿موت مومن کے لئے تحفہ ہے﴾

آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔ اور اس میں مومن بے چین، نفس کی قساوت قلبی اور اور نفسانی خواہشات سے بچنے کی مشقت اور شیطان سے مقابلہ کی وجہ سے بے قرار رہتا ہے۔ اور موت اسے اس عذاب سے

چھٹکارا دلاتی ہے۔ اور یہ آزادی مومن کے حق میں تحفہ ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ ☆ ﴿کہ موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے﴾

اس سے مراد حقیقی مسلمان اور سچا مومن ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔ اور وہ مومنوں کے اخلاق میں راسخ قدم ہوگا۔ اور وہ چھوٹی موٹی غلطیوں کے علاوہ بڑے گناہوں میں آلودہ نہیں ہوگا۔ اور موت سے وہ چھوٹے موٹے گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ اور کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے لئے موت صغیرہ گناہوں سے کفارہ ہو جائے گی جبکہ وہ فرائض کی ادائیگی کرتا رہے گا۔ عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس سے گزرے جس میں ہنسی کا شور وغوغا ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اپنی مجلس میں لذتوں کو گدلا کرنے والی کی آمیزش کرلیا کرو! اہل مجلس نے عرض کیا۔ لذتوں کو گدلا کرنے والی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: موت۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ موت کی یاد کثرت سے کیا کرو۔ اس لئے کہ یہ گناہوں کو ختم کرتی اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ ڈرانے کو موت کافی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا نصیحت کرنے کو موت کافی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی طرف آئے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا موت کو یاد کرو۔ مجھے قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں۔ تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ ہوا تو لوگوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ

موت کی یاد کے سلسلے میں اس کی کیا کیفیت تھی ۔ لوگوں نے عرض کیا ۔ کہ ہم نے اسے کبھی موت کو یاد کرتے ہوئے نہیں سنا تو آپ نے فرمایا پھر تمہارا مذکورہ شخص اس تعریف کا حق دار نہیں ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور ہم دس آدمی تھے ۔ ایک انصاری شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ! لوگوں میں سب سے زیادہ دانا اور بزرگ شخص کون ہے ۔ آپ نے فرمایا جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرتا اور اس کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرتا ہو ۔ وہی لوگ زیادہ عقلمند ہیں جنہوں نے دنیا کی عزت اور آخرت کی بزرگی حاصل کی ۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ موت نے دنیا کو بے مزا کر دیا ہے ۔ کہ کسی سمجھدار شخص کے لئے اس میں کوئی راحت نہیں ۔ ربیع بن خیثم فرماتے ہیں ۔ کوئی غائب چیز موت سے بڑھ کر ایسی نہیں ۔ جس کا مومن کو انتظار ہو ۔ اور فرماتے تھے کہ میرا کسی کو نہ بتایا کرو ۔ میرے لئے خدائے پروردگار سے دعا کیا کرو ۔

ایک دانشور نے اپنے بھائی کو لکھا کہ اس دنیا میں موت سے ڈرا کرو ۔ اس دنیا میں پہنچنے سے پہلے پہلے کہ جہاں موت کی تمنا کرو گے تو بھی موت نہیں آئے گی ۔ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب موت کا ذکر ہوتا تو آپ کا ایک عضو سن ہو جاتا ۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات کو علماء کو بلاتے جو موت' قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے ۔ اور روتے رہتے جیسے ان کے سامنے میت رکھی ہو ۔ حضرت ابراہیم تیمیؒ فرماتے کہ دو چیزوں نے میری دنیا کا مزا کرکرا کر دیا ہے ۔ موت کی یاد اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے خوف نے ۔ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے موت کو پہچان لیا ۔ دنیا کے تمام غم اور مصیبتیں اس کے لئے آسان ہو گئیں ۔

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ بصرہ کی مسجد میں کوئی کہہ رہا ہے کہ موت کی یاد نے ڈرنے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ کہ وہ دیوانے سے ہو رہے ہیں۔ حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم جب بھی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے تو انہیں دوزخ آخرت اور موت کا ذکر کرتے دیکھتے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ موت کی یاد تمہارے دل میں نرمی پیدا کرے گی۔ تو اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ تو اس کے دل میں نرمی آ گئی۔ اس پر وہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکریہ ادا کرنے آئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب موت کا تذکرہ ہوتا تو آپ کے جسم سے خون ٹپکنے لگتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو اتنا روتے کہ ان کا بند بند ہل جاتا اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی طبیعت بحال ہو جاتی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ہر عقلمند کو موت کے ڈر سے غمگین دیکھا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عالم سے فرمایا کہ مجھے نصیحت فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ پہلے خلیفہ ہیں جو فوت ہونگے؟ آپ نے فرمایا کہ مزید بتایئے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کے باپ دادا سے حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی ایسا نہیں جس نے موت کا مزہ نہ چکھا ہو۔ اب آپ کی باری ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عبد العزیز رونے لگے۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں قبر کھود رکھی تھی۔ دن میں کئی بار اس میں لیٹ کر موت کی یاد تازہ رکھتے اور فرماتے: اگر موت کی یاد ایک گھڑی پل کو بھی مجھ سے جدا ہو جائے تو دل میں خرابی

پیدا ہو جائے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ شخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس موت نے اہل ثروت پر ان کی خوشحال زندگی کو کرکرا کر رکھا ہے۔ کوئی ایسا مال دار ڈھونڈ کر دکھاؤ جس کو موت نہ آئی ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ اگر تم خوشحال ہو گے تو تنگدست نظر آؤ گے۔ اور اگر تنگدست ہو گے تو خوشحال نظر آؤ گے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ام ہارون سے کہا: کیا تم موت کو پسند کرتی ہو؟ کہنے لگیں: نہیں! میں نے پوچھا کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگیں۔ اگر میں کسی انسان کی مخالفت کروں گی تو کبھی اسے ملنا پسند نہیں کروں گی۔ اب میں خدا کی ملاقات کیسے کروں کہ اس کی نافرمانی کر چکی ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ التمیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ فرزدق کی بیوی فوت ہوئی تو اس کے جنازہ میں بصرہ کی بڑی بڑی شخصیات بھی شامل تھیں۔ جن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ نے فرزوق سے فرمایا: ابوفراس! تم نے اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا ساٹھ سال سے لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کلمہ طیبہ) کی شہادت۔ جب اس کی بیوی کی تدفین ہوگئی تو فرزدق نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ اشعار کہے:۔

اَخَافُ وَرَآءَ الْقَبْرِ اِنْ لَّمْ تُعَافِنِیْ ... اَشَدُّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِھَابًا وَّاَضْیَقًا

اِذَاجَآءَ نِیْ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ قَائِدٌ ... عَنِیْفٌ وَّسَوَّاقٌ یَّسُوْقُ اَلْفَرَزْوُقَا

لَقَدْ خَابَ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مَنْ مَّشٰی ... اِلَی النَّارِ مَغْلُوْلَ الْقِلَادَۃِ اَزْرَقًا

اور اہل قبور کے بارے میں کہا ہے:۔

قِفْ بِالْقُبُوْرِ وَقُلْ عَلٰی ... مَنْ مِّنْكُمُ الْمَغْمُوْرُ فِیْ
سَاحَاتِهَا ... ظُلُمَاتِهَا

وَمَنِ الْمُكْرَمُ مِنْكُمْ فِیْ ... قَدْ ذَاقَ بَرْدَ الْاَمْنِ مِنْ
قَعْرِهَا ... رَوْعَاتِهَا

اَمَّا السُّكُوْنُ لِذِی الْعُیُوْنِ ... لَایَسْتَبِیْنُ الْفَضْلُ فِیْ
فَوَاحِدٌ ... دَرَجَاتِهَا

لَوْجَاوَبُوْكَ لَاَخْبَرُوْكَ ... تَصِفُ الْحَقَائِقَ بَعْدُ مِنْ
بِاَلْسُنٍ ... حَالَاتِهَا

اَمَّا الْمُطِیْعُ فَنَازِلٌ فِیْ ... یُفْضِیْ اِلٰی مَاشَآءَ مِنْ
رَوْضَةٍ ... دَوْحَاتِهَا

وَالْمُجْرِمُ الطَّاغِیْ بِهَا ... فِیْ حُفْرَةٍ یَأْوِیْ اِلٰی حَیَّا
مُتَقَلِّبٌ ... تِهَا

وَعَقَارِبٌ تَسْعٰی اِلَیْهِ ... فِیْ شِدَّةِ التَّعْذِیْبِ مِنْ
فَرُوْحُهٗ ... لَدَغَاتِهَا

اے اللہ تعالیٰ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو مجھے اس عذاب قبر کے بعد اس سے بھی زیادہ ایک اور پریشانی اور تنگی کا خطرہ ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو فرزوق کو ایک سخت کھینچنے والا آگے کو کھینچ رہا ہوگا اور ایک پیچھے سے دھکیل رہا ہوگا۔ وہ انسان خائب و خاسر ہوا جسے جہنم کی طرف طوق ڈال کر نیلی گردن چلنا پڑا۔ قبرستان میں کھڑے ہو کر اہل قبور سے پوچھو کہ تم میں سے کون ہے جو اس کے اندھیروں میں پڑا ہے۔ اور کون باعزت ہے جس نے قبرسان کی پریشانیوں میں امن کی ٹھنڈک کا مزا چکھا ہے۔ اور آنکھوں والوں کو تو سکون حاصل ہے۔ لیکن کوئی ایسا ہے کہ اسے

درجات کے لحاظ سے کوئی مقام حاصل نہیں۔ اگر وہ جواب دے سکیں تو تمہیں اپنی زبانوں سے اندر کے حالات بتائیں (کہ ان پر کیا بیت رہی ہے) کہ فرماں بردار تو جنت کے باغوں میں فروکش ہے کہ ٹہل رہا ہے اور مجرم سرکش سانپوں کے گڑھے میں پڑا لوٹ پوٹ ہو رہا ہے۔ اور بچھو اس کی طرف دوڑے آ رہے ہیں۔ اور وہ ان کے ڈسنے سے سخت عذاب میں مبتلا ہے﴾

اور مالک بن دینار فرماتے ہیں۔ کہ میں نے قبرستان سے گزرتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

اَتَیْتُ الْقُبُوْرَ فَنَا دَیْتُھَا   فَاَیْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحْتَقَرْ
وَاَیْنَ الْمُدِلُّ بِسُلْطَانِہٖ   وَاَیْنَ الْمُزَکِّیْ اِذَا مَا افْتَخَرْ

﴿میں نے قبرستان میں جا کر اہل قبور کو آواز دی کہ آج عظمت والے اور حقیر کہاں ہیں اور اپنے زور پر ناز کرنے والے اور پاک صاف بن کر فخر کرنے والے کہاں ہیں﴾۔

فرماتے ہیں اسی دوران میں نے غیب سے کسی کو کہتے سنا۔

تَفَانَوْا جَمِیْعًا فَمَا مُخْبِرٌ   وَمَاتُوْا جَمِیْعًا وَّمَاتَ الْخَبَرْ
تَرُوْحُ وَتَغْدُوْ بَنَاتُ الثَّرٰی   فَتَمْحُوْ مَحَاسِنَ تِلْکَ الصُّوَرْ
فَیَا سَائِلِیْ عَنْ اُنَاسٍ مَّضَوْا   اَمَا لَکَ فِیْمَا تَرٰی مُعْتَبَرْ

﴿سب فنا کے گھاٹ اتر گئے اب کوئی بتانے والا نہیں۔ سب مر گئے اور ساتھ ہی ان کی خبر بھی مر گئی۔ صبح و شام گزرتے جا رہے ہیں اور ان صورتوں کے حسن کو مٹاتے جا رہے ہیں۔ اور ان گزر گئے لوگوں کے بارے میں پوچھنے والے! کیا تو انہیں دیکھ

کر عبرت حاصل نہیں کرتا﴾۔

اور ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:۔

تُنَاجِیکَ اَجْدَاثٌ وَّھُنَّ صَمُوْتٌ — وَسُکَّانُھَا تَحْتَ التُّرَابِ خَفُوْتٌ

اَیَا جَامِعَ الدُّنْیَا لِغَیْرِ بَلَاغَۃٍ — لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْیَا وَاَنْتَ تَمُوْتٌ

﴿قبریں تجھ سے سرگوشی کر رہی ہیں حالانکہ وہ خاموش ہیں۔ان میں رہنے والے مٹی کے نیچے چھپے ہوئے ہیں۔اے بیکار دنیا جمع کرنے والے! یہ دنیا تو کس کے لئے جمع کر رہا ہے۔حالانکہ تو مر جائے گا﴾۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قبرستان سے گزرا تو ایک قبر پر لکھا ہوا تھا:۔

یَمُرُّ اَقَارِبِیْ جَنْبَاتِ قَبْرِیْ — کَاَنَّ اَقَارِبِیْ لَمْ یَعْرِفُوْنِیْ

ذُوْو الْمِیْرَاثِ یَقْتَسِمُوْنَ مَالِیْ — وَمَا یَأْلُوْنَ اِنْ جَحَدُوْا دُیُوْنِیْ

وَقَدْ اَخَذُوْا اسِھَامَھُمْ وَعَاشُوْا — فَیَالِلّٰہِ اَسْرَعَ مَا نَسُوْنِیْ

﴿میرے رشتہ دار میری قبر کے پہلو سے گزرتے ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے مجھے پہچانا نہیں۔میراث کے مالک بن کر وہ میرا مال تو آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔لیکن بے پرواہ ہو کر میرے قرض کی ادائیگی سے منکر ہیں۔اور اپنا اپنا حصہ لے کر زندگی گزار رہے ہیں۔واللہ یہ لوگ کتنی جلدی مجھے بھول گئے ہیں۔

اور ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں:۔

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

إِنَّ الْحَبِيْبَ مِنَ الْأَحْبَابِ    لَا يَمْنَعُ الْمَوْتَ بَوَّابٌ
مُخْتَبَسٌ    وَّلَا حَرَسٌ
فَكَيْفَ تَفْرَحُ بِالدُّنْيَا    يَا مَنْ يُّعَدُّ عَلَيْهِ اللَّفْظُ
وَلَذَّتِهَا    وَالنَّفْسُ
اَصْبَحْتَ يَا غَافِلًا فِي    وَاَنْتَ دَهْرَكَ فِي
النَّقْصِ مُنْغَمِسًا    اللَّذَّاتِ مُنْغَمِسٌ
لَا يَرْحَمُ الْمَوْتُ ذَا جَهْلٍ    وَلَا الَّذِيْ كَانَ مِنْهُ الْعِلْمُ
لِغُرْبَتِهٖ    يُقْتَبَسُ
كَمْ اَخْرَسَ الْمَوْتُ فِيْ قَبْرٍ    عَنِ الْجَوَابِ لِسَانًا مَابِهٖ
وَّقَفْتُ بِهٖ    خَرِسٌ
فَقَدْ كَانَ قَصْرُكَ مَعْمُوْ    فَقَبْرُكَ الْيَوْمَ فِي
رًا لَهٗ شَرَفٌ    الْاَجْدَاثِ مُنْدَرِسٌ

﴿ یہاں دوستوں سے دوست چھین لیا جاتا ہے۔ موت کو کوئی دربان اور چوکیدار نہیں روک سکتا۔ تو دنیا اور اس کی لذتوں پر کیسے خوش ہوتا ہے حالانکہ تیرا ایک ایک لفظ اور سانس گنا جا رہا ہے۔ اے غافل تو نقصان ہی میں ڈوب رہا ہے اور تیرا وقت لذتوں میں برباد ہو رہا ہے۔ موت کسی جاہل پر اس کی غربت کی وجہ سے رحم نہیں کھاتی اور نہ کسی عالم پر رحم کھاتی ہے۔ جس سے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ میں جس قبر پر بھی جا کر کھڑا ہوا' موت نے اس زبان کو گونگا کر دیا تھا جو حقیقت میں گونگی نہیں تھی۔ تیرا محل آباد تھا اور دنیا میں اسے ایک مقام حاصل تھا اور آج تیری قبر قبرستان میں ٹوٹ پھوٹ رہی ہے۔

اور ایک قبر پر یہ لکھا ہوا دیکھنے میں آیا:۔

وَقَفْتُ عَلَى الْاَحِبَّةِ حِيْنَ صَفَّتْ — قُبُوْرُهُمْ كَاَفْرَاسِ الرِّهَانِ
رَاَتْ عَيْنَايَ بَيْنَهُمْ مَكَانِيْ
فَلَئِنْ بَكَيْتُ وَفَاضَ دَمْعِيْ

﴿میں دوستوں کی قبروں پر اس وقت کھڑا ہوا جب کہ ان کا صفایا ہو چکا تھا اور ان کی قبریں مریل سے گھوڑے کی طرح ہو کر رہ گئی تھی۔ اگر میں روؤں اور ان پر آنسو بہاؤں تو گویا میری آنکھوں نے ان میں اپنی جگہ دیکھ لی﴾۔

ایک طبیب کی قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

قَدْ قُلْتُ لَمَّا قَالَ لِيْ قَائِلٌ — قَدْ صَارَ لُقْمَانُ اِلَى رَمْسِهٖ
فَاَيْنَ مَنْ يُّوْصَفُ مِنْ طِبِّهٖ — وَحِذْقِهٖ فِي الْمَوْتِ مَعَ حَبْسِهٖ
هَيْهَاتَ لَا يَدْفَعُ عَنْ غَيْرِهٖ — مَنْ كَانَ لَا يَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهٖ

﴿جب کسی نے مجھے بتایا کہ لقمان حکیم فوت ہو گیا ہے تو میں نے کہا: کہاں چلا گیا ہے وہ شخص جس کی طبی اور مہارت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جاتی موت کو روک لیتا ہے۔ افسوس وہ دوسروں کا دفاع کیسے کر سکتا ہے جو اپنا نہیں کر سکتا﴾۔

ایک اور قبر پر لکھا ہوا تھا۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ كَانَ لِيْ اَمَلٌ — قَصَّرَ بِيْ عَنْ بُلُوْغِهِ الْاَجَلُ
فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ رَجُلٌ — اَمْكَنَهٗ فِيْ حَيَاتِهِ الْعَمَلُ
مَا اَنَا وَحْدِيْ نُقِلْتُ حَيْثُ تَرٰى — كُلٌّ اِلٰى مِثْلِهٖ سَيُنْقَلُ

﴿اے لوگو! مجھے بہت امیدیں تھیں لیکن موت نے مجھے ان تک پہنچنے نہیں دیا۔ انسان کو اپنے خدائے پروردگار سے ڈرنا چاہئے۔ جس نے زندگی میں اسے عمل کو توفیق بخشی ہے۔ میں ادھر اکیلا ہی نہیں لایا گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو بلکہ ہر ایک نے اسی طرح یہاں آنا ہے﴾۔

حکمت کا کمال ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانی پر نظر رحمت ڈالی تو وہ جم گیا جیسا کہ حدیث شریف میں آ چکا ہے۔

### فائدہ

زمین اور پہلے آسمان کے درمیان اور اسی طرح ہر آسمان کی ایک دوسرے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔اور ہر آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے۔اور کہتے ہیں۔کہ پہلا آسمان دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے۔لیکن کوہ قاف کی نیلگی کی وجہ سے نیلا نظر آتا ہے۔اور پہلے آسمان کا نام وقیعہ ہے۔اور دوسرا آسمان لوہے کا ہے اور وہ روشنی سے چمکتا رہتا ہے۔اور اس کا نام فیروم یا ماعون ہے۔اور تیسرا تانبے کا ہے۔جسے ملکوت یا حاربون کہا جاتا ہے۔اور چوتھا سفید چاندی کا ہے۔ جس کی روشنی آنکھوں کو چندھیاتی ہے۔اور اس کا نام زاھرہ ہے۔اور پانچواں سرخ سونے کا ہے جسے مزینہ یا مسہرہ کہا جاتا ہے۔اور چھٹا ایسے جوہر سے بنا ہے جس کی روشنی جگمگاتی ہے۔اور اس کا نام خالصہ ہے۔اور ساتواں سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے۔ جس کا نام لابیہ یا دامعہ ہے۔اور اس میں بیت المعمور (فرشتوں کا کعبہ) ہے اس کے چار ستون ہیں۔ایک سرخ یاقوت کا دوسرا سبز زبرجد کا تیسرا سفید چاندی کا اور چوتھا سونے کا۔اور کتابوں میں لکھا ہے کہ "بیت المعمور" عقیق کا بنا ہوا ہے۔جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔کہ وہ دوبارہ قیامت تک وہاں نہیں آئیں گے۔اور معتبر روایت میں آیا ہے۔کہ زمین آسمان سے افضل ہے۔کیونکہ اس کے اندر انبیاء پیدا ہوئے۔اور اس میں دفن ہوئے۔اور زمین کے طبقات میں سے سب سے افضل اوپر والا طبقہ ہے۔اس لئے کہ دنیا اس سے نفع اٹھاتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔آسمانوں میں افضل وہ آسمان ہے جس کی چھت خدائے رحمٰن کے عرش سے ملی ہوئی ہے۔اور یہ آسمان کرسی ہے جو کہ عرش الٰہی سے متصل ہے۔اور اس لئے کہ تمام مفید ستارے سبعہ

سیارہ کے علاوہ اسی سے جڑے ہوئے ہیں۔

اور جو سیارے سات آسمانوں سے متعلق ہیں۔ان میں ''زحل'' ساتویں آسمان سے متعلق ہے۔اور ہفتہ کے دن کا سیارہ ہے۔اور مشتری چھٹے آسمان سے متعلق ہے۔اور یہ جمعرات کے دن کا سیارہ ہے۔اور مریخ پانچویں آسمان سے متعلق ہے۔ اور یہ منگل کے دن کا سیارہ ہے۔اور شمس چوتھے آسمان سے متعلق ہے۔اور اتوار کے روز کا سیارہ ہے۔اور زہرہ تیسرے آسمان سے متعلق ہے اور یہ جمعہ کے دن کا سیارہ ہے۔اور عطارد دوسرے آسمان سے متعلق ہے اور یہ بدھ کے روز کا سیارہ ہے اور قمر پہلے آسمان سے متعلق ہے۔اور یہ سوموار کے دن کا سیارہ ہے۔

### ایک باریک نکتہ

اللہ تعالیٰ کی کیا عجیب کاریگری ہے۔کہ اس نے دھوئیں سے ساتوں آسمان بنائے ہیں۔اس کے باوجود ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔اور آسمان سے ایک ہی پانی برسا کر مختلف رنگوں اور ذائقوں کے پھل پھول پیدا فرما دیئے۔جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ☆ | ﴿اور ہم نے کھانے میں بعض پر برتری دی ہے﴾ |

(سورہ الرعد آیت ۴)

اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو مختلف طبقوں میں پیدا فرمایا۔کہ ان میں کچھ گورے ہیں کچھ کالے ہیں۔ کچھ خوش مزاج کچھ غمگین کوئی مومن کوئی کافر۔کوئی عالم کوئی جاہل۔جب کہ باپ سب کے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کی پیدائش درست فرمائی۔

سے خالی ہے۔ کہ قدیم اہل فلکیات کے مطابق ستارے آٹھویں اسمان میں ہیں۔ جسے وہ فلک البروج کہتے ہیں اور اہل شریعت اسے کرسی کہتے ہیں اور عرش مخلوقات کی چھت ہے۔ جس کے دائرہ سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اور یہ سب سے اخیر میں ہے۔ کہ بندوں کو اس کے پیچھے کی کوئی خبر نہیں۔ اور نہ ہی اس سے ان کا مقصد ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ☆ (سورہ التوبہ آیت ۱۲۹) | ﴿آپ فرمایئے مجھے اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے﴾۔ |

اللہ تعالیٰ نے عرش کو عظیم کہا ہے۔ اس لئے کہ وہ تمام مخلوقات سے بڑا ہے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو زیور توکل سے آراستہ کیا۔ اسی لئے توراۃ اور دوسری کتابوں میں آپ کا نام مبارک المتوکل ہے۔ اس لئے کہ توکل توحید و معرفت الٰہی کی ہی ایک قسم ہے اور آقائے نامدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موحدین کے پیشوا اور عارفوں کے سرتاج ہیں۔ اور توکل ظاہری اسباب اختیار کرنے کو نہیں روکتا۔ جیسا کہ بعض کا وہم ہے۔ بلکہ ذرائع تلاش کرنے کا بھی حکم ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دیہاتی نے عرض کیا۔ کہ کیا میں اپنی اونٹنی کو باندھ دوں یا کھلا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اسے باندھو اور اللہ پر توکل کرو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر کماحقہ توکل کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح روزی دے گا جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے۔ جو صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔ اور صبح و شام آنے جانے سے اللہ تعالیٰ نے سبب اختیار کرنے کی رغبت دی ہے۔

## حکایت

مکہ مکرمہ میں حضرت ابراہیم ادھمؒ اور حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ تم ترک دنیا کے اس مقام پر کیسے پہنچے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا۔ کہ میں ے پر شکستہ ایک پرندہ دیکھا۔ میں نے کہا میں دیکھتا ہوں۔ کہ اسے کون روزی پہنچاتا ہے۔ لہذا میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک پرندے نے آکر اس پر شکستہ پرندے کی چونچ میں ایک ٹڈی ڈال دی۔ تو میں نے دل میں کہا۔ جس ذات نے ایک پرندے کو اس پرندے کے لئے مقرر کیا ہے۔ وہ مجھے بھی میں جہاں بھی ہوں روزی دے سکتا ہے۔ تو میں نے کاروبار چھوڑ دیا۔ اور عبادت میں مصروف ہو گیا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم اس صحت مند پرندے کی طرح کیوں نہیں ہو جانے جو بیمار پرندے کو کھلاتا ہے۔ کہ تم اس سے افضل ہو۔ کیا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی نہیں سنا؟ کہ۔

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی ☆ ﴿اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے﴾

اور مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ ہر کام میں اعلیٰ درجہ کی تلاش میں رہے۔ تاکہ وہ ابرار کے مراتب تک پہنچ سکے۔ یہ سن کر حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیمؒ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔ اور کہا ابو اسحاق آپ ہمارے پیر و مرشد ہیں۔

پھر جب انسان سبب اختیار کر لے تو کوشش کرے کہ اسباب پر اس کی نظر نہ ہو۔ بلکہ اپنے آقا و مولیٰ کو پیش نظر رکھے۔ جیسے کوئی مانگنے والا جب کشکول ہاتھ میں لے کر لوگوں کے پاس مانگنے جاتا ہے۔ تو اس کی نظر کشکول پر نہیں دینے والوں پر ہوتی ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَغْنَى النَّاسِ فَلْيَكُنْ بِمَا عِنْدَ اللّٰهِ اَوْثَقُ مِنْهُ بِمَا فِيْ يَدِهٖ ☆

﴿جسے یہ پسند ہو کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ غنی ہو جائے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر زیادہ بھروسہ رکھے جو اللہ پاک کے پاس ہے۔ بہ نسبت اس کے جو لوگوں کے پاس ہے﴾۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تم نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی کونسی زیادہ عجیب کرامت دیکھی؟ انہوں نے فرمایا: ایک دفعہ ہم مکہ مکرمہ کے سفر کو جا رہے تھے اور کئی روز تک ہمیں کھانا نہ ملا یہاں تک کہ ہم کوفہ شہر پہنچ گئے۔ اور ہم نے ایک ویران مسجد میں جا کر پناہ لی۔ حضرت ابراہیم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم مجھے بھوکے دکھائی دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا پیر و مرشد آپ ٹھیک سمجھے۔ آپ نے فرمایا کاغذ اور قلم دوات میرے پاس لاؤ۔ میں کاغذ، قلم دوات لے کر آیا۔ آپ نے اس پر بسم اللہ کے بعد لکھا۔

اَنْتَ الْمَقْصُوْدُ بِكُلِّ حَالٍ وَّ الْمُشَارُ اِلَيْهِ بِكُلِّ شَيْءٍ ☆

﴿اے اللہ تو ہی ہر حالت میں میرا مقصود اور ہر چیز میں تیری طرف ہی نظریں اٹھتی ہیں﴾

پھر یہ اشعار لکھے:

اَنَا حَامِدٌ اَنَا شَاكِرٌ اَنَا ذَاكِرٌ　　اَنَا جَائِعٌ اَنَا ضَائِعٌ اَنَا عَارِيْ

هِيَ سِتَّةٌ وَّاَنَا الضَّمِيْنُ لِنِصْفِهَا　　فَكُنِ الضَّمِيْنُ لِنِصْفِهَا يَا بَارِيْ

مَدحِی لَغیرِکَ لَھَبُ          فَاجِرُ عُبَیدَکَ مِن دُخُولِ

نَارٍ حَصَنتُھَا          النَّارِ

﴿میں تعریف کرنے والا ہوں۔ میں شکر کرنے والا ہوں۔ میں ذکر کرنے والا ہوں۔میں بھوکا ہوں۔ میں ضائع ہو رہا ہوں۔ میں ننگے بدن ہوں۔ یہ چھ چیزیں ہیں آدھی تین کا میں ذمہ دار ہوں۔ اے پیدا کرنے والا آدھی تین کا تو ضامن ہو جا۔میرا غیروں کی تعریف کرنا نار جہنم کا شعلہ ہے۔جس سے میں بچتا ہوں اپنے عاجز بندے کو نار جہنم میں جانے سے بچالے۔

پھر آپ نے رقعہ مجھے تھمایا اور فرمایا: باہر جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ جو سب سے پہلے تمہیں ملے اسے یہ رقعہ دے دو۔ میں باہر نکلا تو سب سے پہلے مجھے ایک خچر سوار آدمی ملا۔ میں نے رقعہ اسے دے دیا۔اس نے رقعہ لیا اور جب اس کے مضمون سے آگاہ ہوا تو رونے لگا۔اور پوچھا یہ رقعہ لکھنے والا کون ہے۔میں نے کہا کہ وہ فلاں مسجد میں ہیں۔پھر اس شخص نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے۔میں نے کسی دوسرے آدمی سے اس خچر سوار کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ عیسائی ہے۔میں نے حضرت ابراہیمؒ کے پاس آ کر ان سے قصہ بیان کیا۔تو آپ نے فرمایا ابھی اس تھیلی کو ہاتھ نہ لگانا کہ وہ شخص ابھی آئے گا۔تھوڑی دیر بعد وہ عیسائی آ گیا۔اور آپ کے سر پر جھک کر اسے بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا۔

## فائدہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حاملین عرش کو پیدا فرمایا تو انہیں کہا کہ میرا عرش اٹھاؤ۔وہ نہ اٹھا سکے۔تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کے برابر اور تمام زمین کی مخلوق کے برابر فرشتے پیدا فرمائے۔اور فرمایا: میرا عرش اٹھاؤ۔تو وہ نہ اٹھا سکے۔تو اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کہ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھو۔ جب انہوں نے یہ پڑھا تو انہوں نے عرش الٰہی کو اٹھا لیا۔ ان کے قدم ساتویں زمین سے گزر کر ہوا تک چلے گئے۔ لیکن ان کے قدم کسی چیز پر جم نہ سکے۔ اور انہوں نے عرش الٰہی کو تھام لیا۔ اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ برابر پڑھتے رہے۔ اس ڈر سے کہ اگر کوئی پھسل گیا تو نہ معلوم کہاں جا پڑے۔ تو اب وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش انہیں اٹھائے ہوئے ہے۔ اور سب کو قدرت الٰہی نے اٹھایا ہوا ہے۔

روایت

روایت میں ہے کہ جو شخص صبح و شام سات سات بار یہ کہے:

| | |
|---|---|
| حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ☆ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۹) | ﴿مجھے اللہ کافی ہے اس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔﴾ |

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام افکار و ہموم کے لئے بہت مددگار ہے۔ چاہے وہ ان میں صحیح ہو یا غلط۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر مشکل میں یہ کافی ہے۔

## باب نمبر 31

# ترک دنیا اور مذمت دنیا کا بیان

دنیا کی مذمت میں قرآنی آیات اور مثالیں کثرت سے آئی ہیں۔ اور قرآن مجید کا اکثر حصہ مذمت دنیا اور مخلوق کو اس سے ہٹانے اور آخرت کی طرف دعوت دینے پر مشتمل ہے۔ بلکہ یہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود رہا ہے اور وہ اس مقصد کے لئے

ہی دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ اور چونکہ یہ مقصد ظاہر ہے لہٰذا قرآنی آیات کی شہادت کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں بعض احادیث جو اس سلسلے میں آئی ہیں ان میں سے کچھ درج کرتے ہیں:۔

## روایت

روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک مردہ بکری کے پاس سے ہوا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ان بکری والوں کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ اس کی بے قدری کو اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے اسے پھینک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پوری دنیا اس بکری سے بھی زیادہ بے وقعت ہے۔ اگر اس دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس دنیا سے ایک گھونٹ نہ پلاتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ ☆ ﴿دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے﴾

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَّلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا مَا کَانَ لِلّٰہِ مِنْھَا ☆ ﴿دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب پر لعنت۔ سوائے اس چیز کے جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے حبیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔ اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو

نقصان پہنچایا۔ تو فانی کو چھوڑ کر باقی کو اختیار کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ☆ ﴿دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔﴾

حضرت ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے پینے کو کچھ منگوایا۔ آپ کو شہد کا شربت پیش کیا گیا۔ جب شربت آپ کے منہ کے قریب آیا تو آپ رو پڑے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ کو بھی رلا دیا۔ تھوڑی دیر سب چپ رہے۔ پھر پینے لگے اور رو پڑے۔ آپ کی حالت اتنی غیر ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ نے خیال کیا کہ اب آپ سے کچھ پوچھ نہیں سکیں گے۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنی آنکھیں صاف کیں تو انہوں نے پوچھا: اے خلیفۃ الرسولؐ! آپ کس بات پر روئے؟ آپ نے فرمایا: ایک بار میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا تو میں نے دیکھا کہ آپ اپنے آپؐ سے کسی چیز کو ہٹا رہے ہیں۔ حالانکہ مجھے آپؐ کے سامنے کوئی چیز دکھائی نہیں دی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کس چیز کو اپنے آپ سے ہٹا رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: دنیا کی شکل مجھے دکھائی گئی میں نے اس سے کہا پیچھے ہٹو۔ تو وہ ہٹ کر دوبارہ واپس آ کر کہنے لگی: آپ تو مجھ سے بچ گئے ہیں۔ لیکن آپ سے بعد والے مجھ سے نہیں بچ سکیں گے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس شخص پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو آخرت کی تو تصدیق کرتا ہے مگر اس پرفریب دنیا کے لئے بھی دوڑ دھوپ کرتا ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اروڑی کے قریب سے گزرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آؤ دنیا دیکھ لو۔ اور آپ نے ایک پھٹا پرانا کپڑا اور کچھ بوسیدہ ہڈیاں اروڑی سے لے کر فرمایا: یہ ہے دنیا۔

اور اس سے اشارہ ہے کہ دنیا کی زیب و زینت ان پھٹے پرانے کپڑوں کی طرح پرانی ہو جائے گی۔ اور یہ تر و تازہ جسم جو تم دیکھ رہے ہو یہ بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالی تمہیں یہاں بھیجتا ہے کہ دیکھے' تم کیسے عمل کرتے ہو۔ بنی اسرائیل کے لئے جب دنیا کشادہ ہوگئی اور ان کے قدموں میں بچھ گئی تو وہ زیورات' عورتوں' خوشبو اور کپڑوں میں مگن ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا کو حاصل نہ کرو وہ تمہیں اپنا غلام بنالے گی۔ تم اپنا مال اس کے پاس جمع کرو جو اسے ضائع نہ کرے۔ اس لئے کہ دنیا کے خزانے والا مال کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہے۔ اور اللہ تعالی کے خزانے والے کو کسی آفت کا خطرہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: اے حواریوں کی جماعت! میں نے دنیا کو تمہارے لیے منہ کے بل گرا دیا ہے۔ میرے بعد اسے اٹھانا نہیں۔ دنیا میں یہ خرابی ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہے۔ اور ایک خرابی یہ کہ دنیا آخرت کے چھوڑے بغیر نہیں ملتی۔ اسے عبور کرو آباد نہ کرو۔ اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر برائی کی جڑ دنیا ہے۔ اور بسا اوقات ایک گھڑی کی شہوت طویل غم کا باعث ہوتی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا۔ کہ دنیا تمہارے لئے بچھائی جائے گی۔ اور تم اس پر بیٹھ جاؤ گے۔ دیکھو دنیا میں بادشاہوں اور عورتوں سے تمہارا سامنا نہ ہو جائے اور بادشاہوں سے تمہارا واسطہ نہ پڑ جائے۔ ہاں اگر تم ان سے اور دنیا سے کنارہ کش رہو گے۔ تو تمہارا ان سے سامنا نہیں ہوگا۔ اور عورتیں! ان سے تم روزے اور نماز کے ذریعے سے بچ سکتے ہو۔ نیز فرمایا۔ ''دنیا'' طالب بھی ہے اور مطلوب بھی! جو شخص آخرت کا طالب ہے دنیا اس کی طالب ہے۔ جس سے وہ پوری روزی پا لیتا ہے۔ اور طالب دنیا کی یہ دنیا مطلوب ہے۔ دنیا کے طالب کو آخرت تلاش کرتی ہے حتی کہ موت آ کر اسے

گردن سے دبوچ لیتی ہے۔

اور حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا ہے۔ اس پر نظر تک نہیں ڈالی۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام اپنی سواری پر گزر رہے تھے۔ اور پرندے آپ کے سر پر سایہ ڈال رہے تھے۔ اور جن و انس آپ کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ کہ آپ بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا۔ اے حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان حکومت عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا۔ مومن کے عمال نامہ میں ایک ''کلمہ تسبیح'' ابن داؤد کی حکومت سے زیادہ عظیم الشان ہے۔ کہ حکومت چلی جائے گی۔ اور تسبیح باقی رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ☆ ﴿زیادہ کی طلب نے تمہیں ہلاک کر دیا﴾

انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال' اور حالانکہ تیرا مال وہی ہے۔ جو تو نے کھا کر ختم کر دیا۔ یا پہن کر پرانا کر دیا۔ یا اللہ کی راہ میں خرچ کر کے باقی رکھ لیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس کا گھر ہے۔ جس کا حقیقت میں کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں۔ اور اسے وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔ اور اس دنیا کے بل بوتے پر وہ ظلم کرتا ہے جس کو علم نہیں۔ اور اس کے لیے حسد وہ کرتا ہے جسے دین کی کوئی سمجھ نہیں۔ اور اس کے لئے وہ دوڑتا ہے جسے یقین نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کو اٹھا اور دنیا ہی اس کی مطلوب و مقصود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ کچھ بھی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے دل

پر چار آفتیں ڈال دے گا۔ 1- ایسا غم جس سے کبھی چھٹکارا نہیں۔ 2- اور ایسی مصروفیت جس سے کبھی فراغت نہیں۔ 3-اور ایسی تنگدستی جس میں کبھی خوشحالی نہیں۔ 4-اور ایسی امید جس کی تکمیل نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ ابو ہریرہ! کہ میں پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے تمہیں دکھا نہ دوں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ منورہ کے باہر ایک کھلی جگہ کوڑے کے ایک ڈھیر پر لے آئے۔ جس میں لوگوں کو کھوپڑیاں۔ نجاستیں بوسیدہ دھجیاں اور ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ ان سروں میں سے کبھی تمہاری طرح حرص تھی۔ اور تمہاری امیدوں کی طرح امیدیں تھیں۔ اب یہ بغیر کھال ہڈیاں رہ گئی ہیں۔ پھر یہ راکھ بن جائیں گی۔ اور یہ نجاستیں ان کے رنگارنگ کے کھانے ہیں۔ جنہیں انہوں نے کمایا اور اپنے پیٹوں میں ڈالا۔ اب ان کھانوں کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ لوگ اس سے بچ کر نکلتے ہیں۔ اور یہ بوسیدہ دھجیاں ان کی فاخرانہ پوشاکیں اور لباس ہیں۔ جن کی یہ حالت ہے کہ ہوائیں انہیں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔ اور یہ ہڈیاں ان کے چوپایوں کی ہیں۔ جن پر سوار ہو کر شہر شہر گھوما کرتے تھے۔ تو جو شخص دنیا پر رونا چاہے روئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ اس پر ہم دیر تک اور زور زور سے روتے رہے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا۔ تو انہیں فرمایا بناؤ ویرانی کے لئے اور پیدا کرو فنا کے لئے۔

حضرت داؤد بن ہلالؒ فرماتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں لکھا ہے۔ اے دنیا تو نیکوں کی نظر میں کتنی بے وقعت ہے۔ کہ تو ان کے سامنے بنتی سنورتی ہے۔ اور میں نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی ہے۔ کہ اس سے دشمنی

رکھنا۔ اوراس سے بچ کر رہنا۔ اور تجھ سے زیادہ بے وقعت میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔ تیرا ہر انداز پست ہے۔ اور فنا کی طرف چلا جارہا ہے۔ تیری پیدائش کے وقت ہی میں نے فیصلہ کر دیا تھا کہ تو کسی کے پاس ہمیشہ نہیں رہے گی۔ اور نہ کوئی تیرا ہمیشہ بن کر رہے گا۔ چاہے وہ کتنا ہی تیرے لئے بخل کرے۔ ان نیکو کاروں کے لئے خوشخبری ہے جنہوں نے دل کی گہرائیوں سے رضاء الٰہی کو پسند کیا ہے۔ اور ان کے باطن سچائی اور استقامت پر قائم ہیں۔ اور جب وہ اپنی قبروں سے نکل کر میری طرف آئیں گے۔ تو نور الٰہی ان کی جزا ہوگی۔ جو ان کے آگے آگے چلے گا۔ اور فرشتے انہیں اپنی حفاظت میں لئے ہوں گے۔ حتیٰ کہ میں انہیں ان کی خواہشوں کے مطابق اپنی رحمت تک پہنچا دونگا۔

آنحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا زمین و آسمان کے درمیان جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ٹھہری ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ قیامت کے روز دنیا اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست کرے گی۔ کہ یا اللہ مجھے اپنے معمولی دوستوں کے حصے میں ہی کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے دنیا خاموش! میں نے دنیا میں تجھے ان کے لئے پسند نہیں کیا۔ تو آج ان کے لیے پسند کرونگا؟

اور حضرت آدم علیہ السلام کے حالات کے سلسلے میں یہ روایت ہے۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھالیا۔ تو ان کا معدہ فضلہ کو خارج کرنے کے لئے حرکت میں آیا۔ اور اس درخت کے سوا کسی اور کھانے میں یہ تاثیر نہیں تھی۔ اسی لیے ان دونوں کو اس درخت کے کھانے سے روکا گیا تھا۔ پھر وہ جنت میں ادھر ادھر چکر لگانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے سے مخاطب ہو کر حکم دیا: ان سے کہو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اپنے پیٹ میں کا بوجھ اتارنا چاہتا ہوں۔ فرشتے سے کہا گیا کہ ان سے کہو کہ تم اسے کہاں ڈالنا چاہتے

ہو؟ بچھے ہوئے فرش پر یا چارپائی پر یا کسی نہر یا درختوں کے سایہ کے نیچے؟ کیا تمہیں یہاں کوئی جگہ نظر آتی ہے جو اس کے لیے مناسب ہو چلو اتر کر زمین کی طرف چلے جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایسے لوگ آئیں گے جن کے اعمال تہامہ کے پہاڑوں سے زیادہ ہونگے۔ انہیں دوزخ کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وہ نماز پڑھنے والے ہونگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! وہ نماز پڑھتے ہونگے' روزہ رکھتے ہونگے بلکہ رات کا کچھ حصہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہونگے۔ لیکن جب دنیا کی کوئی شے ان کے سامنے آئے گی تو لپک اس کی طرف جائیں گے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک خطاب میں ارشاد فرمایا:

مومن دو خطروں کے درمیان پھنسا ہوا ہے۔ ایک عمر کا وہ حصہ جو گذر چکا۔ جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ اور ایک عمر کا وہ حصہ جو ابھی باقی ہے۔ جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اپنے لیے اپنے نفس سے اور اپنی دنیا سے اپنی آخرت کے لیے اور اپنی زندگی سے موت کے لیے اور اپنی جوانی سے بڑھاپے کے لیے توشہ لے لے۔ کہ یہ سب چیزیں تمہارے لیے پیدا ہوئی ہیں اور تم آخرت کے لیے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' موت کے بعد کوئی تھکاوٹ نہیں اور دنیا کے بعد جنت اور دوزخ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے دل میں دنیا اور آخرت کی محبت اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ جس طرح پانی اور آگ ایک برتن میں نہیں رہ سکتے۔ روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا:

اے سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والے نبی! آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا: اس مکان کی طرح جس کے دو دروازے ہیں کہ ایک سے میں داخل ہوا ہوں اور دوسرے سے نکل گیا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا: کاش تم ایک گھر ہی بنا لیتے جو تمہارے رہنے کو کافی ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ہمیں وہی گھر کافی ہے جو ہم سے پہلے بنا گئے۔

ہمارے آقائے نامدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دنیا سے بچو کہ یہ ہاروت اور ماروت سے بھی بڑھ کر جادوگر ہے۔''

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکل کر اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اندھا پن دور کر دے۔ اور اس کو صاحب بصیرت کر دے؟ یاد رکھو' جو دنیا پر فریفتہ ہو گیا اور لمبی امیدیں لگا بیٹھا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اسی کے مطابق اندھا کر دے گا۔ اور جس نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لی۔ اور اس میں امیدوں کو کم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے بغیر سیکھے علم عطاء کر دے گا۔ اور بغیر رہنمائی کے ہدایت دے گا۔ اور تمہارے بعد بعض لوگ ایسے ہونگے۔ کہ ان کی حکومت قتل اور جبر سے قائم ہوگی۔ اور ان کی دولت مندی لوٹ کھسوٹ اور بخل سے قائم ہوگی۔ اور ان کی محبت نفسانی خواہشات کے ساتھ ہوگی۔ تو جو شخص تم میں سے یہ زمانہ پائے تو غربت پر صبر کرے چاہے وہ دولت مندی پر قدرت رکھے (برے لوگوں سے) نفرت پر صبر کرے چاہے محبت پر قادر ہو' مسکینی اور عاجزی پر صبر کرے چاہے غلبہ کی قدرت رکھتا ہو اور ان اعمال سے اسے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقوں کا اجر عطاء کرے گا۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شدید بارش' گرج اور چمک نے آلیا۔ آپ کوئی پناہ گاہ ڈھونڈنے لگے۔ تو آپ کی نظر دور ایک خیمے پر پڑی۔ وہاں

پہنچے تو ایک عورت کو وہاں دیکھ کر واپس لوٹ آئے۔ پھر آپ کو پہاڑ میں ایک غار نظر آئی۔ آپ اس میں آ گئے۔ وہاں ایک شیر تھا۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے میرے اللہ تو نے ہر ایک کے لئے پناہ گاہ بنائی ہے۔ (کیا میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی: آپ کی جائے پناہ میری رحمت کے مقام میں ہے۔ میں قیامت کے دن سو (۱۰۰) حوریں تیری زوجیت میں دے دوں گا۔ جنہیں میں نے اپنے دست خاص سے پیدا کیا ہے۔ اور میں تیرے ولیمے میں چار ہزار سال تک کھانا کھلاؤں گا۔ جس کا ایک دن دنیا کی عمر کے برابر ہوگا۔ اور میں منادی کو حکم دوں گا کہ وہ اعلان کرے کہ دنیا کے زاہد کہاں ہیں؟ کہ وہ دنیا کے خاص زاہد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ولیمے میں آ ئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا دار کے لئے تباہی ہے کہ وہ مر جائے گا۔ اور وہ دنیا اور اس کا سب کچھ یہیں چھوڑ جائے گا۔ اور دنیا اسے دھوکہ دیتی ہے اور وہ اس سے بے خبر رہتا ہے۔ اور اس پر اعتماد کرتا ہے حالانکہ وہ اسے رسوا کرتی ہے۔ دھوکہ کھانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ اسے کیسے دیکھیں گے جسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور کیسے جدا ہونگے اس سے جسے وہ پسند کرتے ہیں۔ وہ ان کے پاس آ جائے گی۔ جس سے ڈرائے جاتے ہیں۔ اور ہلاکت ہے اس کے لئے کہ مقصود جس کی دنیا ہے۔ اور برائیاں جس کے اعمال ہیں۔ دیکھیں کل کو اپنے گناہوں کی وجہ سے کیسے رسوا ہونگے۔

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ کہ اے موسیٰ علیہ السلام تمہیں ظالموں کے گھر (دنیا) سے کیا واسطہ یہ تیرا گھر نہیں۔ اپنی ہمت سے یہاں سے نکل جاؤ۔ اور اپنی عقل سے اس سے جدا ہو جاؤ۔ بدترین گھر یہی ہے ہاں جو شخص اس میں نیک اعمال کرے اس کے لئے اچھا ہے۔ اے موسیٰ علیہ السلام!

میں ظالم کی گھات میں ہوں میں اس سے مظلوم کا بدلہ لے لوں گا۔

## روایت

روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ تعالی عنہ کو بحرین سے مال لینے کو بھیجا۔ جب آپؓ مال لے کر وہاں سے واپس لوٹے۔ تو انصارؓ ان کے آنے کا سن کر نماز فجر کے وقت اللہ کے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز پڑھ کر ان کی طرف رخ پھیرا تو وہ سب آپ کے سامنے آ گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا۔ کہ میرا خیال ہے کہ تم نے حضرت ابوعبیدہ کے کچھ لانے کا سن لیا ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا تو خوش ہو جاؤ اور امید رکھو جو اللہ تعالی نے تمہیں ارزانی فرمایا ہے۔ واللہ غربت کا مجھے تمہارے لئے خطرہ نہیں۔ ہاں مجھے تمہارے لئے اس دنیا سے خطرہ ہے کہ وہ تمہارے لئے بڑھ جائے جیسے پہلے لوگوں کے لئے بڑھ گئی۔ اور تم اس میں مگن ہو جاؤ۔ جیسے وہ لوگ اس میں مگن ہو گئے۔ اور وہ تمہیں ہلاکت میں ڈال دے جیسے انہیں ہلاکت میں ڈالا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے تمہارے لیے زیادہ خطرہ اس سے ہے جو اللہ تعالی تمہارے لئے زمین سے برکتیں پیدا فرمائے گا۔ عرض کیا زمین کی برکتیں کیا ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کا مال و دولت! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے دلوں کو دنیا کے ذکر میں نہ لگالو۔ اس کے ذکر سے بھی منع فرمایا۔ چہ جائیکہ اس کی خرابی میں پڑ جانا۔

حضرت عمار بن سعید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسی علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گذرے تو آپ نے دیکھا کہ اہل بستی اپنے مکانوں اور گلیوں

میں مرے پڑے ہیں۔آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں مارے گئے ہیں۔ اگر یہ طبعی موت مرے ہوتے تو یہ دفن کئے گئے ہوتے ۔انہوں نے عرض کیا کہ یا روح اللہ ہم ان کا قصہ جاننا چاہتے ہیں ۔تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی ۔کہ رات کے وقت انہیں آواز دے کر پوچھنا وہ آپ کو بتائیں گے۔ جب رات کا وقت ہوا۔تو آپ نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر انہیں آواز دی۔اے بستی والو! ان میں سے ایک نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ ! آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے۔اور یہ کیا قصہ ہے؟ اس نے جواب دیا! رات تو ہم نے آرام سے گزاری۔لیکن صبح کو ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے ۔آپ نے پوچھا۔ایسا کیوں ہوا۔اس نے جواب دیا۔نافرمانوں کے ساتھ ہماری محبت اور پیروی کی وجہ سے! پوچھا دنیا کے ساتھ تمہاری محبت کیسی تھی ۔اس نے کہا جیسے بچے کو ماں سے ہوتی ہے۔کہ جب دنیا ہمیں مل جاتی تو خوش ہوتے ۔اور جب ہاتھ نکل جاتی تو غمگین ہوجاتے اور رونے دھونے لگتے آپ نے پوچھا تمہارے ساتھیوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ جواب نہیں دیتے۔اس نے کہا انہیں نار جہنم کی لگامیں پڑی ہوئی ہیں۔ جو سخت مزاج زبردست فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ آپ نے پوچھا تم تنہا کیسے جواب دے رہو حالانکہ تم بھی ان میں سے ہو۔اس نے جواب دیا۔کہ ان میں تھا۔ان میں سے نہیں تھا۔ جب ان پر عذاب آیا تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی آ گیا۔اب میں جہنم کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس سے بچتا ہوں یا اس میں اوندھے منہ گرتا ہوں ۔

اس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا پسے ہوئے نمک کے ساتھ جو کی روٹی کھا لینا ۔اور موٹا جھوٹا پہن لینا اور کوڑے کے ڈھیر پر سو رہنا۔ دنیا اور آخرت کے آرام کے ساتھ اچھا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عضباء نامی اونٹنی تھی۔ جس سے کوئی اونٹنی آگے نہیں نکل سکتی تھی۔ ایک دیہاتی اپنی اونٹنی لے کر آیا جو اس اونٹنی سے آگے نکل گئی۔ مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گزری تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ دنیا میں کسی چیز کو بلند کرے اور پھر اسے نیچے گرا دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سمندر کی لہروں پر گھر کون بناتا ہے؟ یہ دنیا ہے اس کو مستقل ٹھکانا نہ بناؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتادیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرے۔ آپ نے فرمایا:

''دنیا سے نفرت کرو' اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔''

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ یا فرمایا: دنیا تمہارے لیے بے وقعت ہو جاتی اور تم آخرت کو اختیار کرتے۔ پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے فرمایا: اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم گھروں سے نکل کر جنگلوں میں جا کر پناہ لیتے۔ اور اپنے آپ پر روتے۔ اور پھر تم اپنے مال و دولت کو بغیر نگران کے چھوڑ جاتے اور بغیر شدید ضرورت کے پلٹ کر نہ دیکھتے۔ لیکن دنیا کی امیدوں نے تمہارے دلوں سے آخرت کی یاد کو غائب کر دیا ہے۔ دنیا تمہارے اعمال کی مالک ہوگئی ہے اور تم بے علموں کی طرح ہو گئے ہو۔ تم میں سے بعض ان چوپایوں سے بھی بدتر ہیں۔ جو انجام سے بے فکر ہو کر اپنی خواہش کو نہیں چھوڑتے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہو حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کے دین میں بھائی بھائی ہو۔ تمہاری بد باطنی نے ہی تمہاری باہمی محبت میں خلل ڈالا ہے۔ اگر تم نیکی پر جمع ہو جاتے تو تم ضرور آپس میں محبت کرتے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم دنیا کے معاملے

میں تو ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہو اور آخرت کے معاملے میں نہیں کرتے؟ نہ ہی تم میں کوئی اپنے دوست کی خیراخواہی کرتا ہے اور نہ ہی امر آخرت میں اس کی مدد کرتا ہے۔ یہ سب تمہارے دلوں میں ایمان کے کم ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر تم آخرت کے خیر وشر پر اتنا ہی یقین رکھتے جتنا دنیا پر رکھتے ہو تو تم ضرور آخرت کو ترجیح دیتے۔ اس لیے کہ آخرت زیادہ اہم ہے۔

اگر تم یہ کہو کہ جلدی ملنے والی چیز کی محبت غالب ہوتی ہے تو ہم تمہیں ایسے لوگ بھی دکھا سکتے ہیں جو دنیا کی جلد ملنے والی شے کو آخرت کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو کسی شے کی طلب کے لیے محنت و مشقت میں ڈالتے ہو۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ تم اس کو نہ پاسکو تو تم برے لوگ ہو۔ تم نے اس ایمان کو نہیں پایا جسے ایمان کامل کہا جاسکے۔ اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں، تو آؤ ہم تمہیں واضح کریں اور ہم تمہیں وہ نور دکھائیں جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں۔ واللہ! تمہاری عقلیں ناقص تو نہیں کہ ہم تمہیں معذور سمجھیں۔ اور تم اپنے دنیا کے معاملے میں تو خوش گوار رائے قائم کرتے ہو اور دنیا کے کام بڑی فکر سے کرتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تھوڑی سی دنیا مل جانے پر خوش ہو جاتے ہو اور تھوڑی سی ہاتھ سے نکل جانے پر غمگین ہو جاتے ہو۔ اور ہر چیز تمہارے چہروں سے نمایاں ہوتی ہے۔ اور تمہاری زبانوں سے اس کا اظہار ہوتا ہے جسے تم مصائب کا نام دیتے ہو۔ اور اس دنیا میں گناہوں میں لگے رہتے ہو۔ اور اکثر نے تو اپنے دین کو چھوڑ ہی دیا ہے۔ اور یہ بات ان کے چہروں سے ظاہر نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی حالت میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔ مجھے نظر آرہا ہے کہ اللہ تعالی نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ تم ایک دوسرے سے خوش ہو کر ملتے ہو اور تم یہ ناپسند کرتے ہو کہ اپنے دوست کو ناپسندیدہ طریقے سے ملو۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ تم سے ناپسندیدہ طریقے سے ملے گا۔ لیکن حقیقت میں تمہارے دل کے اندر کینہ ہے۔ اور

تمہاری چراگاہوں میں امیدیں اگتی ہیں۔ یعنی تم امیدیں باندھتے رہتے ہو۔ اور تم موت کو چھوڑ دینے پر پکے ہو گئے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تم سے دور رکھے اور میں اپنے پسندیدہ لوگوں سے جا ملوں۔ کوئی زندہ دل آدمی تم میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اگر تم میں کوئی بھلائی ہے تو میں نے سنا دیا۔ اگر تم وہ چاہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو تم اسے آسانی سے پالو گے۔ اور میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے مدد چاہتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے حواریوں کی جماعت! دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی دنیا پر قناعت کر لو۔ جیسے دنیا دار دنیا بچانے کے لئے تھوڑے دین پر راضی ہو گئے ہیں۔ اسی بارے میں کہا گیا ہے:۔

اَرَىٰ رِجَالًا بِاَدْنَى الدِّيْنِ قَدْ قَنَعُوْا     وَمَا اَرَاهُمْ رَضُوْا فِي الْعَيْشِ بِالدُّوْنِ

وَاسْتَغْنَوْا بِالدِّيْنِ عَنْ دُنْيَا الْمُلُوْكِ     كَمَا اسْتَغْنَى الْمُلُوْكُ بِدُنْيَاهُمْ عَنِ الدِّيْنِ

میں بعض لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ تھوڑے سے دین پر قناعت کر بیٹھے ہیں۔ لیکن تھوڑی سی دنیا پر انہوں نے قناعت نہیں کی۔ دنیا کے بادشاہوں کو چھوڑ کر دین پر قناعت کر لو۔ جیسے بادشاہوں نے دین کو چھوڑ کر اپنی دنیا پر قناعت کر لی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے دنیا کے طالبو! نیکی کرو دنیا تمہیں چھوڑ دے گی۔ اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لَتَاْتِيَنَّكُمْ بَعْدِيْ دُنْيَا تَاْكُلُ اِيْمَانَكُمْ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ☆

﴿میرے بعد دنیا تمہارے پاس ضرور آئے گی جو تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔﴾

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی! اے موسیٰ دنیا کی محبت کی طرف مائل نہ ہو جانا۔ کہ اس سے زیادہ بڑا کوئی گناہ لے کر تو میرے پاس نہیں آئے گا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہا تھا۔ اور آپ واپس لوٹے تو بھی وہ رو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ پروردگار تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عمران کے بیٹے اگر روتے روتے اس کا دماغ بھی آنسوؤں کے ساتھ بہہ جائے اور اٹھے ہوئے ہاتھ تھک کر گر جائیں۔ اگر دنیا سے محبت کرتا ہوگا تو میں اسے نہیں بخشوں گا۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

جس نے چھ باتیں اپنے اندر جمع کر لیں اس نے اپنے لئے جنت میں جانے کی گنجائش پیدا کر لی جہنم سے نکلنے کا امکان پیدا کر لیا۔

1- جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس کی اطاعت کی۔

2- اور شیطان کو پہچان کر اس کی نافرمانی کی۔

3- حق کو پہچان کر اس کی پیروی کی۔

4- باطل کو پہچان کر اس سے بچ گیا۔

5- اور دنیا کو پہچان کر اسے چھوڑ دیا۔

6- اور آخرت کو پہچان کر اسے چاہا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے جن کے پاس دنیا امانت تھی اور انہوں نے امانت داروں کو واپس لوٹا دی۔ پھر وہ ہلکے پھلکے ہو کر چلے گئے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ جو دین میں تجھ سے آگے بڑھے تو بھی اس سے آگے بڑھ۔ اور جو دنیا میں تجھ سے آگے بڑھے۔ تو دنیا اسی کی گردن میں ڈال دے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ میرے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے۔ بہت سے لوگ اس میں ڈوب گئے۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ تمہارا سفینہ ہونا چاہیے اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان تمہارا اوڑھنا بچھونا۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل تمہارے سفینے کا بادبان ہونا چاہیے۔ تاکہ تو اس دنیا سے نجات پا سکے۔ اور لگتا نہیں کہ تو نجات پائے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں اس آیت مبارکہ میں بہت غور کرتا ہوں:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ☆

(سورۃ کہف آیت ۷۔۸)

﴿جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لیے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔ اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو (نابود کر کے) بنجر میدان کر دیں گے۔﴾

ایک دانشور کا قول ہے: اس دنیا کا تیرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ یہ دنیا تجھ سے پہلے بھی کسی کے پاس تھی اور آئندہ بھی کسی دوسرے کے پاس چلی جائیگی۔ بس تیرے لیے اس میں سے صبح و شام کی روزی ہی ہے۔ اور اتنی سی روزی کے لیے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ تو دنیا سے روزہ رکھ لے۔ اور آخرت سے افطار کر۔ اور دنیا کی تجارت نفسانی خواہش ہے۔ جس کا منافع جہنم کی آگ ہے۔ کسی راہب سے پوچھا گیا۔ تیری نظر میں دنیا کیسی ہے؟ اس نے فرمایا........

جسموں کو پروان چڑھاتی ہے۔ نئی امیدیں دلاتی ہے۔ موت کو قریب کرتی ہے۔ اور مرادوں کو دور کرتی ہے۔ پوچھا گیا: دنیا داروں کا کیا حال ہے۔ فرمایا جو دنیا

حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا وہ تھک گیا۔ اور جس نے اسے کھو دیا وہ مشکل میں پڑ گیا۔ اور اسی بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے:

وَمَنْ یَحْمَدُ الدُّنْیَا لِعَیْشٍ — فَسَوْفَ لَعَمْرِیْ عَنْ قَلِیْلٍ
یَسُـــــــرُّہٗ — یَلُـــــوْمُھَـــــا
اِذَا اَدْبَرَتْ کَانَتْ عَلَی — وَاِنْ اَقْبَلَتْ کَانَتْ کَثِیْرًا
الْـــمَـــرْءِ حَسْـرَۃً — ھُــمُــوْمُھَــا

﴿جو شخص دنیا کی زندگی پر خوش ہو کر اس کی تعریف کرتا ہے۔ مجھے اپنی حیاتی کی قسم جلد ہی وہ اس کی مذمت کرنے لگتا ہے' جب دنیا انسان کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو وہ اس پر حسرت کرتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ آتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔﴾

ایک دانشور کا قول ہے۔ دنیا تھی اور میں اس میں نہیں تھا۔ اور دنیا چلی جائے گی۔ تو بھی میں اس میں نہیں ہونگا۔ اس لیے میں شوق سے اس میں رہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس میں رہنا سخت مشکل ہے۔ اور اس کی صفائی میں آلودگی ہے۔ اور اس میں رہنے والے ہر وقت خطرے میں ہیں یا تو نعمت کے چلے جانے سے۔ یا مصیبت کے آنے سے۔ یا فیصلہ کن موت سے۔ کسی دانا کا قول ہے:

''کہ دنیا میں یہ عیب ہے کہ وہ کسی کو اس کا حق نہیں دیتی۔ یا تو زیادہ دے دیتی ہے۔ یا کم دیتی ہے۔''

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تم دنیا کی نعمتوں کو نہیں دیکھتے کہ ان پر اللہ کی ناراضگی برستی ہے۔ اور وہ نالائقوں کو ملتی ہے۔ حضرت ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ جس نے محبت سے دنیا طلب کی تو اس کے زیادہ چاہنے سے وہ اسے جائے گی۔ اور جس نے محبت سے آخرت طلب کی تو اس کے زیادہ چاہنے سے وہ بھی اسے مل جائے گی۔ نہ اس کی انتہا ہے نہ اس کی۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے عقیدت مند آپ کے پاس آ کر دنیا کا ذکر اور اس کی مذمت کرنے لگے۔ آپ فرمانے لگیں خاموش ہو جاؤ دنیا کا ذکر مت کرو! اگر دنیا کی اہمیت تمہارے دل میں نہ ہوتی تو تم کثرت سے اس کا ذکر نہ کرتے۔ سنو جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے پوچھا گیا۔ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

نُرَقِّعُ دُنْیَا نَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا      فَلَا دِیْنُنَا یَبْقٰی وَلَا مَا نُرَقِّعُ

فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰثَرَ اللّٰہَ رَبَّہٗ      وَجَادَ بِدُنْیَاہُ لِمَا یَتَوَقَّعُ

ہم اپنے دین کو پھاڑ کر اپنی دنیا کو پیوند لگاتے ہیں۔ تو نہ ہی ہمارا دین سلامت رہتا ہے اور نہ ہی وہ (دنیا) جسے ہم پیوند لگاتے ہیں۔ یہ بھی اسی بارے میں کہا گیا ہے۔

اَرٰی طَالِبَ الدُّنْیَا وَاِنْ      وَنَالَ مِنَ الدُّنْیَا سُرُوْرًا

طَالَ عُمْرُہٗ      وَاَنْعُمَا

کَبَانٍ بَنٰی بُنْیَانَہٗ فَاَقَامَہٗ      فَلَمَّا اسْتَوٰی مَا قَدْ بَنَاہُ

تَہَدَّمَا

میں دیکھتا ہوں کہ طالب دنیا خواہ اس کی عمر کتنی ہی دراز ہو جائے اور دنیا کی تمام خوشیاں اور نعمتیں حاصل کر لے۔ اس عمارت بنانے والے کی طرح ہے جس نے اپنا مکان تعمیر کیا اور جب وہ مکمل طور پر بن کر تیار ہو گیا تو دھڑام سے آ گرا۔ اور اشعار بھی اس سلسلے میں کہے گئے ہیں۔

ھَبِ الدُّنْیَا تُسَاقُ اِلَیْکَ      اَلَیْسَ مَصِیْرُ ذَاکَ اِلَی

عَفْوًا      انْتِقَالِ؟

وَمَا دُنْیَاکَ اِلَّا مِثْلُ فَیْئٍ      اَظَلَّکَ ثُمَّ اٰذَنَ بِالزَّوَالِ

﴿ دنیا تیری طرف دوڑی آ رہی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے اسے چھوڑ دے۔ کیا اس کا انجام دوسرے کے پاس جانا نہیں ہے؟ یہ دنیا ایک سائے کی طرح ہے جو

تجھ پر سایہ کرتی ہے پھر ڈھل جاتی ہے۔﴾

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بیٹے! دنیا کو آخرت کے بدلے میں بیچ دے۔تو دنیا اور آخرت دونوں سے پورا منافع اٹھائے گا۔اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے میں نہ بیچ۔ورنہ پورا خسارہ اٹھائے گا۔حضرت مطرب بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بادشاہوں کے عیش وآرام کو اور ان کے نرم وملائم پہناووں کو نہ دیکھ بلکہ ان کے جلدی کوچ کر جانے اور ان کے برے انجام کو دیکھ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے بنائے ہیں۔ایک حصہ مومن کے لئے‘ایک منافق کے لیے اور ایک کافر کے لیے۔مومن تو دنیا سے زادراہ لیتا ہے اور منافق زیب وزینت کرتا ہے اور کافر فائدہ اٹھاتا ہے۔کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔کہ دنیا مردار ہے جو اس میں سے کوئی چیز لینا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ کتوں کی معاشرت قبول کرلے۔اور اسی بارے میں کہا گیا ہے۔

يَا خَاطِبَ الدُّنْيَا اِلٰى نَفْسِهَا      تَنَحَّ عَنْ خِطْبَتِهَا تَسْلَمِ

اِنَّ الَّتِىْ تَخْطُبُ غَدَّارَةٌ      قَرِيْبَةُ الْعُرْسِ مِنَ الْمَأْتَمِ

﴿اے دنیا کو اپنی طرف سے منگنی کی دعوت دینے والے اس سے منگنی کرنے سے باز آجا۔تو سلامت رہے گا۔کیونکہ جسے تو دعوت نکاح دے رہا ہے وہ بے وفا ہے۔ ابھی بیاہ اور ابھی ماتم ہے۔﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کے بے وقعت ہونے کو یہی کافی ہے۔کہ اسے لینے کے لیے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کچھ لینے کے لیے اسے چھوڑنا پڑتا ہے۔اس کے بارے میں ہی کہا گیا ہے:۔

اِذَا مُتَحَنَ الدُّنْیَا لَبِیْبٌ لَـهُ عَنْ عَدُوٍّ فِیْ ثِیَابِ
تَـکَشَّـفَـتْ صَـدِیْـقٍ

جب کوئی عقل مند دنیا کو آزمائے گا تو اسے معلوم ہو گا کہ یہ دنیا دوست کی صورت میں دشمن ہے۔اور اسی دنیا کے بارے میں یہ اشعار کہے گئے ہیں:۔

یَا رَا قِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّ اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْیَطْرُقْنَ
لِـــــهِ اَسْـحَــارًا
اَفْنَی الْقُرُوْنَ الَّتِیْ کَانَتْ کَرُّالْجَدِیْدَیْنِ اِقْبَالًا وَّ
مُـنَـعَّـمَةً اِدْبَــــارًا
کَمْ قَدْ اَبَادَتْ صُرُوْفُ قَدْ کَانَ فِی الدَّهْرِ نَفَّاعًا وَّ
الـدَّهْـرِ مِـنْ مَّـلِکٍ ضَـــرَّارًا
یَـامَنْ یُّعَانِقُ الدُّ نْیَا بَقَاءَ لَهَا یُـمْسِیْ وَ یُصْبِحُ فِیْ دُنْیَاهُ
صَـفَّــارًا
هَلَّا تَـرَکْـتَ مِـنَ الدُّ نْیَا حَتّٰی تُعَانِقَ فِی الْفِرْدَوْسِ
مُـعَـانِـقَةً اَبْـکَــارًا
اِنْ کُنْـتَ تَبْغِیْ جَنَانَ فَیَنْبَغِیْ لَکَ اَنْ لَّا تَأْمَنَ
الْـخُـلْـدِ تَسْکُنُهَـا الـنَّــارًا

اے رات کے شروع میں خوش خوش سونے والے' بہت سے حادثے صبح کے وقت ہو جاتے ہیں۔کتنے ہی خوش حال لوگوں کو صبح و شام آنے والے حملوں نے فنا کر دیا۔حوادث زمانہ نے کتنے ہی انصاف کرنے والے اور ظلم کرنے والے بادشاہوں کو ہلاک کر دیا۔اے ناپائیدار دنیا سے بغل گیر ہونے والے تو صبح شام اس دنیا کے لیے سفر میں رہتا ہے۔اور تو اس دنیا سے بغل گیر ہونا کیوں نہیں چھوڑ دیتا تا کہ تو جنت الفردوس میں نوجوان لڑکیوں سے ہمکنار ہو سکے۔اگر تو جنت الخلد میں

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2004-2006

رہنا چاہتا ہے۔تو تجھے نار جہنم سے بے خطر نہیں رہنا چاہیے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں بھیجے گئے تو شیطانی لشکر نے ابلیس لعین کے پاس آ کر کہا کہ ایک نئے نبی مبعوث ہوئے ہیں۔اور ایک نئی امت بھیجی گئی ہے۔شیطان لعین نے پوچھا کہ کیا وہ (امت) دنیا سے محبت کریں گے؟ کہنے لگے ہاں۔ شیطان نے کہا: اگر وہ دنیا سے محبت کریں گے تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ وہ بتوں کی عبادت نہ کریں۔ میں صبح و شام انہیں تین باتوں سے گمراہ کروں گا۔ناحق دوسرے کا مال لینے سے۔اسے ناحق خرچ کرنے سے اور حق دار کو نہ دینے سے۔اور تمام برائی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

ایک آدمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا: یا امیر المومنین مجھے دنیا کے بارے میں بتائیں۔آپ نے فرمایا: میں اس گھر کا کیا بیان کروں جس میں صحت مند بیمار ہوگا' جو بے خطر ہو گیا وہ شرمندہ ہوگا' جو محتاج ہوگا وہ غمگین ہوگا' جو خوشحال ہوگا وہ فتنے میں پڑ جائے گا۔اور جس کے حلال میں حساب ہے اور جس کے حرام میں عذاب ہے اور مشکوک میں عتاب ہے۔اور ایک بار اسی کے بارے میں آپ سے دوبارہ پوچھا گیا تو فرمایا:

زیادہ طویل نہیں' مختصر بتاؤں؟ فرمایا: اس کے حلال میں حساب ہے' اور حرام میں عذاب ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جادوگرنی سے بچو یہ عالموں کے دلوں پر بھی جادو کر دیتی ہے۔یعنی دنیا۔حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔کہ جب کسی دل میں آخرت کا خیال ہوتا ہے تو دنیا کا خیال اس کے آڑے آتا ہے۔اور جب دنیا کسی دل کے اندر ہوتی ہے تو آخرت آڑے نہیں آتی۔کیونکہ آخرت شریف ہے اور دنیا کمینی ہے۔یہ بہت بڑی تنبیہ ہے۔اور ہمیں امید ہے کہ جس بات کا ذکر یسار بن حکم نے فرمایا وہ درست ہے۔آپ نے فرمایا: جب دنیا

اور آخرت کسی دل میں اکٹھی ہو جائیں تو جو ان میں غالب آ جائے‘ دوسری اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس قدر تو دنیا کا غم کرے گا اسی قدر آخرت تیرے دل سے نکل جائے گی۔ اور جس قدر تو آخرت کی فکر کرے گا۔ اسی قدر دنیا تیرے دل سے نکل جائے گی۔

یہ مضمون حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے لیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں کہ جتنا تو ایک کو راضی کرے گا اتنا ہی دوسری ناراض ہو جائے گی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: واللہ! میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کی نظر میں دنیا اس مٹی سے بھی بے قدر ہے جس پر وہ چلتے ہیں۔ وہ نہیں پوچھتے کہ دنیا آ رہی ہے یا جا رہی ہے۔ ادھر جا رہی ہے یا ادھر کو جا رہی ہے۔

ایک آدمی نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اس مال سے رشتے داروں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ تو کیا یہ اچھا ہے کہ وہ خوشحال زندگی گزارے؟ یعنی عیش و عشرت بھی بسر کرے۔ فرمایا: نہیں۔ اگر ساری دنیا کا مال بھی اسے مل جائے تو بقدر کفایت ہی اسے خرچ کرنا چاہیے۔ اور محتاجی کے دن (قیامت) کے لیے اسے کچھ آگے بھیجنا چاہیے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر دنیا پورے لوازمات کے ساتھ مجھے حلال طور پر حاصل ہو جائے اور قیامت کے دن مجھ سے اس کا حساب و کتاب بھی نہ لیا جائے۔ تو تب بھی میں اس سے ایسے بچوں گا جیسے مردار کے پاس سے گزرتے ہوئے کوئی شخص بچتا ہے کہ اس کے کپڑوں کو نہ لگ جائے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں آئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اونٹنی کی نکیل تھامے آپ کے استقبال کو آئے

اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر میں آئے تو سوائے تلوار، ڈھال اور کجاوے کے وہاں اور کوئی چیز نہ دیکھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم گھر میں تھوڑا سا سامان ہی رکھ لیتے۔ انہوں نے کہا: یا امیر المومنین! ہمارے لیے یہی کافی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا سے اپنے بدن کے لیے اور آخرت سے اپنے دل کے لیے لے لو۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے خدائے رحمٰن کی عبادت چھوڑ کر بتوں کی پرستش شروع کر دی۔ محض حب دنیا کے لیے۔ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ دنیا عقل مندوں کے لیے غنیمت ہے اور جاہلوں کے لیے غفلت ہے۔ اس سے نکلے بغیر وہ (جاہل) اسے جان نہیں سکتے۔ جب نکلیں گے تو واپس آنے کا کہیں گے لیکن دنیا میں واپس نہیں آسکیں گے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹے تو دنیا میں آیا ہے تو اس کی طرف پیچھا کر لے اور آخرت کی طرف متوجہ ہو جا۔ جس قدر تو دار آخرت کے قریب ہوتا جائے اور دار دنیا سے دور ہوتا جائے اتنا ہی تیرے حق میں بہتر ہے۔ حضرت سعید بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی بندے کو دیکھے کہ اس کی دنیا بڑھ رہی ہے اور آخرت میں کمی آ رہی ہے اور وہ اس پر خوش ہے تو وہ شخص دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔ وہ لاشعوری طور پر اپنے آپ سے کھیل رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر فرمایا: واللہ میں نے کسی قوم کو ہرگز نہیں دیکھا کہ جس سے (یعنی دنیا سے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے رغبت تھے۔ مگر یہ لوگ اس میں خوب رغبت رکھنے والے ہیں۔ واللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین دن کبھی ایسے نہیں گزرتے تھے جن میں راحت سے زیادہ آپ کو رنج نہ ہوتا ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت

ہے جو سمجھتا ہے کہ نار جہنم حق ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے۔اور اس شخص پر بھی تعجب ہے جو دنیا والوں پر دنیا کے انقلابات دیکھتا ہے پھر وہ دنیا پر کیسے مطمئن ہو جاتا ہے۔اور اس شخص پر بھی تعجب ہے کہ جانتا ہے کہ تقدیر حق ہے پھر دنیا کمانے کے لیے کیسے مشقت اٹھاتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نجران سے ایک شخص آیا جس کی عمر دوسو سال تھی۔آپ نے اس سے دنیا کے بارے میں پوچھا کہ تم نے اسے کیسا پایا؟اس نے کہا کہ کچھ سال مصیبتوں کے' کچھ سال خوشحالیوں کے۔کوئی دن کیسا کوئی دن کیسا' کوئی رات کیسی کوئی رات کیسی۔کوئی پیدا ہو رہا ہے کوئی مر رہا ہے۔اگر پیدائش نہ ہوتی تو مخلوق ختم ہو جاتی اور اگر موت نہ ہوتی تو دنیا دنیا والوں پر تنگ ہو جاتی۔آپ نے فرمایا: کچھ مانگ لو۔وہ بزرگ کہنے لگے! گزری ہوئی عمر لوٹا دو یا آنے والی موت کو روک دو۔آپ نے فرمایا: یہ میرے اختیار میں نہیں۔اس بزرگ نے فرمایا کہ پھر مجھے بھی آپ سے کچھ مانگنا نہیں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے انسان! تو خوش ہو رہا ہے کہ تو اپنی مرادوں کو پالے گا۔اور وہ تو تو مرنے کے بعد ہی پا سکے گا۔اور تو ایسا عمل کر رہا ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے گا۔حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ سے دنیا مانگی گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں زیادہ رہنا مانگتا ہے۔ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو چیز بھی تجھے خوشی دینے والی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ برائی کو جوڑ رکھا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کا دھیان دنیا سے نہیں ہٹ سکتا سوائے تین حسرتوں کے۔کہ اس نے جمع پونجی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔اور اپنی مرادوں کو نہ پا سکا۔اور اچھا زاد راہ آگے (آخرت کو) نہ بھیجا۔کسی عابد سے کہا گیا کہ تم نے خوشحالی کو پا لیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ خوشحالی تو دنیا کی غلامی سے چھٹکارا

کی نظروں میں وہ چیز حقیر تھی۔ جو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں باعظمت تھی۔تو بتایئے اس کا کیا حال ہوگا؟ تو ہم میں سے کون شخص ہے جو ایسا نہیں ہے۔ہم گناہوں اور غلطیوں میں پڑنے کے باوجود دنیا کو عظیم سمجھتے ہیں۔

ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دنیا اور آخرت کی مشقت بڑی سخت ہے۔تو آخرت پر کوئی مددگار نہیں پائے گا۔اور دنیا کی مشقت یہ ہے کہ جس چیز پر بھی تو ہاتھ ڈالے گا کوئی فاسق و فاجر اس میں تجھ سے سبقت لے گیا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: دنیا ایک پرانے چمڑے کی طرح زمین و آسمان کے درمیان کھڑی ہے۔اور جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے' فنا ہونے تک پکار رہی ہے: پروردگار تو مجھ سے کیوں ناراض ہے؟ اللہ تعالیٰ اسے فرماتے ہیں: اے حقیر و ذلیل! خاموش ہو جا۔حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: دنیا کی محبت اور گناہوں نے دل کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔تو بھلائی اس تک کیسے پہنچے؟

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! جس کا دل دنیا پر خوش ہو گیا اس نے دور اندیشی کو کھو دیا۔جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنے قدموں تلے روند دیا شیطان اس کے سائے سے بھی ڈرتا ہے۔جس کے علم نے اس کی خواہش پر غلبہ پالیا وہ حقیقت میں غالب ہے۔حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس نے دنیا جمع کی اور آخرت کو سدھار گیا۔اس نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا۔آپ کو بتایا گیا کہ وہ یہ کرتا تھا وہ کرتا تھا اور اس کے نیک کاموں کا تذکرہ کیا۔آپ نے فرمایا: یہ اعمال اس کے لیے فائدہ مند نہیں جبکہ وہ دنیا جمع کرتا رہا۔ایک بزرگ کا قول ہے کہ دنیا ہم سے ذاتی بغض رکھتی ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔تو ہمارا کیا حال ہوا گر وہ ہم سے محبت کرتی ہو۔ایک دانا سے پوچھا گیا کہ دنیا کس کی ہے؟ فرمایا جو اسے چھوڑ دے۔پھر پوچھا گیا! آخرت

کس کی ہے؟ فرمایا جو اسے طلب کرلے۔ ایک دانشور کا قول ہے کہ دنیا ایک ویران مکان ہے۔ جو اسے تعمیر کرتا ہے۔ اس کا دل بھی ویران ہو جاتا ہے۔ اور جنت ایک آباد مکان ہے۔ جو اس کو چاہے گا اس کا دل بھی آباد ہوگا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں سچ بولنے والے اور اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے تھے۔ آپ نے اپنے ایک دینی بھائی کو نصیحت فرمائی اور اسے اللہ سے ڈرایا۔ اور فرمایا: میرے بھائی! دنیا پھسل جانے کا مقام اور ذلت کا گھر ہے۔ اس کی آبادی ویران ہونے کے لئے ہے۔ اور اس میں رہنے والے قبرستان میں جانے والے ہیں۔ اور اس کا وصل جدائی کا پیش خیمہ ہے۔ اور اس کی خوشحالی محتاجی کی طرف جارہی ہے۔ اور اس کی کثرت عبرت کا مقام ہے۔ اور اس میں تنگی آسانی ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑ گڑاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر راضی رہو۔ دار بقاء کو چھوڑ کر دار فانی میں دل کو نہ لگاؤ۔ کہ یہ عیش و عشرت کی زندگی ختم ہونے والی ہے اور یہ زندگی کی دیوار گرنے والی ہے۔ نیک عمل زیادہ کرو اور آرزوئیں گھٹا دو۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ سوتے ہوئے چاندی کا ایک سکہ تمہیں زیادہ پسند ہے یا جاگتے ہوئے سونے کا ایک سکہ مل جانا۔ اس نے عرض کیا کہ بیداری کی حالت میں سونے کا سکہ۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے غلط کہا۔ اس لیے کہ جو تو دنیا میں پسند کرتا ہے گویا کہ تو اسے خواب میں پسند کرتا ہے۔ اور جو تو آخرت میں پسند نہیں کرتا گویا تو اس کے جاگتے میں پسند نہیں کرتا۔

حضرت اسماعیل بن عیاش ؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے دوست دنیا کو سورنی (خنزیرہ) کہتے تھے۔ اور اسے کہتے تھے سورنی! ہم سے دور ہو جا۔ اور اگر انہیں دنیا کے لئے اس سے بھی بدتر نام ملتا تو وہ اس کا وہی نام رکھ دیتے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم دنیا سے اتنی محبت کرنے لگو گے گویا تم

اس کی عبادت کر رہے ہو۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ عقل مند تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہے جو دنیا کو چھوڑ دے اس سے پہلے کہ دنیا اسے چھوڑ دے دوسرا وہ ہے جو قبر میں جانے سے پہلے اس کی تیاری کر لے۔ تیسرا وہ ہے جو اللہ سے ملنے سے پہلے ہی اسے راضی کر لے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ دنیا کی نحوست یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ اس کی خواہش ہی تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے۔ چہ جائیکہ تو اس میں مبتلا ہو جائے۔ حضرت بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص دنیا کے ذریعے آخرت سے مستغنی ہونا چاہتا ہے وہ گھاس پھونس سے آگ بجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت بندار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم دنیا داروں کو ترک دنیا کی باتیں کرتے دیکھو۔ تو سمجھ لو کہ وہ شیطان کی مسخری کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص دنیا کا رخ کرلے گا۔ دنیا کے شعلے اسے جلا کر راکھ کر دیں گے۔ دنیا کے شعلوں سے مراد دنیا کی حرص ہے۔ یعنی حرص دنیا انہیں جلا کر راکھ کر دے گی۔ اور جو شخص آخرت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اسے آخرت کی آگ جلا بخشے گی کہ وہ کندن کی طرح سفید ہو جائے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا۔ تو حید الٰہی کی آگ اسے جلا کر انمول ہیرا بنا دے گی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ دنیا چھ چیزوں کا نام ہے۔ کھانا۔ پینا۔ لباس۔ سواری۔ بیوی۔ خوشبو۔

سب سے بہترین کھانا شہد ہے۔ جو ایک مکھی کا جھوٹا ہے۔ اور بہترین مشروب پانی ہے جو ہر نیک و بد کو حاصل ہے۔ اور بہترین لباس ریشم کا ہے۔ جو ایک کیڑے کا بنا ہوا ہے۔ اور بہترین سوار گھوڑا ہے۔ جس پر بیٹھ کر انسانوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور بہترین منکوحہ عورت ہے۔ جو بول کے بدلے بول ہے۔ اور عورت بہترین زینت کرتی ہے لیکن اس سے مطلوب اس کی قبیح تر چیز ہوتی ہے۔ (یعنی شرمگاہ) اور اعلیٰ ترین خوشبو کستوری ہے۔ اور وہ ایک جانور کا خون ہے۔

-------اختتام---حصہ اول----

# فہرست


32 دنیا کی مذمت کا مزید بیان

33 قناعت (تھوڑے پر صبر کرنا) کی فضیلت کا بیان

34 درویشوں کی فضیلت کا بیان

35 غیر اللہ سے دوستی لگانے اور میدان حشر کا بیان

36 صور پھونکنے بڑی گھبراہٹ (فزع اکبر) اور قبروں سے جی اٹھنے کا بیان

37 مخلوق کے حساب کتاب کا بیان

38 مال دنیا کی مذمت کا بیان

39 عملوں کے حساب ترازو اور عذاب جہنم کا بیان

40 فرمانبرداری کی فضیلت کا بیان

41 شکر کا بیان

42 تکبر کی مذمت کا بیان

43 حالات زمانہ پر غور وفکر کا بیان

44 موت کی سختی کا بیان

45 قبر میں سوال وجواب کا بیان

46 علم الیقین عین الیقین اور قیامت کی پیشی کے روز سوال وجواب کا بیان

47 ذکر اللہ کی فضیلت کا بیان

48 نمازوں کی فضیلت کا بیان

49 نماز چھوڑنے والے کی سزا کا بیان

50 دوزخ کے طبقوں اور عذاب کا بیان

51 عذاب دوزخ کا مزید بیان

52 گناہ سے ڈرنے کا بیان

53 توبہ کی فضیلت کا بیان

54 ظلم سے ممانعت کا بیان

55 یتیم پر ظلم کی ممانعت کا بیان

56 تکبر کی مذمت کا بیان

57 انکساری اور قناعت کی فضیلت کا بیان

58 دنیا کے دھوکے کا بیان

59 دنیا کی مذمت اور اس سے بچنے کا بیان

60 اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

61 کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کا بیان

62 وضو کی فضیلت کا بیان

63 نمازوں کی فضیلت کا بیان

64 قیامت کے خطرات کا بیان

باب نمبر 32

# دنیا کی مذمّت کا مزید بیان

ایک بزرگ نے فرمایا: اے لوگو فرصت میں نیک عمل کرلو اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔ موت کو بھول کر اور امیدوں میں پڑ کر دھوکا نہ کھاؤ۔ دھوکے باز بے وفا دنیا کی طرف نہ جھکو یہ اپنی فریب کاری کے ساتھ تمہارے سامنے بن ٹھن کر آتی ہے۔ اور تمہیں آرزوؤں کے ساتھ فتنے میں ڈالتی ہے۔ اور اپنی طرف بلانے کے لیے زیب و زینت کرتی ہے۔ اور دلہن کی طرح سامنے آتی ہے کہ آنکھیں اس کی طرف دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور نفس اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ کتنے ہی عاشقوں کو اس نے ہلاک کر دیا اور کتنے ہی اس پر اعتماد کرنے والوں کو اس نے ذلیل کر دیا۔ اسے حقیقت کی آنکھ سے دیکھو۔ یہ وہ گھر ہے جس میں بہت سی بربادیاں ہیں۔ اس کے بنانے والے نے اس کی مذمت کی ہے۔ اس کا نیا پن پرانا ہو جاتا ہے۔ اس کی حکومت فنا ہو جاتی ہے۔ اس کا معزز ذلیل ہوتا ہے۔ اس کا زیادہ کم ہو جاتا ہے۔ اس کی محبت مار دیتی ہے۔ اس کی بھلائی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اللہ تم پر رحم کرے غفلت سے نکل کر ہوش میں آؤ۔ نیند سے جاگو اس سے پہلے کہ کہا جائے کہ فلاں بیمار ہے' اس کی طبیعت ناساز ہے' کوئی ہے علاج بتانے والا' کوئی ہے طبیب۔ پھر تیرے لیے طبیب بلائے جاتے ہیں۔ پھر تیری شفا سے ناامید ہو جاتے ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں نے وصیت کر لی ہے اور اپنے مال کا حساب کر دیا ہے۔

پھر کہا جاتا ہے کہ اس کی زبان بھاری ہو گئی ہے کہ وہ اپنے بھائی بندوں سے بات نہیں کر سکتا ہے۔ اور اپنے پڑوسیوں کو نہیں پہچانتا ہے۔ اس وقت تیری پیشانی پر پسینہ آنے لگتا ہے۔ پھر تو مسلسل کراہنے لگتا ہے۔ اور تیری موت یقینی ہو جاتی ہے۔ تیری پلکیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور تیرا گمان یقین میں بدل جاتا ہے۔ تیری زبان

ڈگمگانے لگتی ہے۔اور تیرے بھائی بند رونے لگتے ہیں۔پھر تجھے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا فلاں بیٹا ہے۔اور یہ تیرا فلاں بھائی ہے۔تیرا بولنا بند ہوجاتا ہے کہ تو گفتگو نہیں کرسکتا۔تیری زبان پر مہر لگ جاتی ہے کہ وہ نہیں چلتی۔۔پھر تجھ کو موت آجاتی ہے۔ روح تیرے جسم سے نکل جاتی ہے۔پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ پھر تیرے بھائی اکٹھے ہوجاتے ہیں۔اور برادری اکٹھی ہوجاتی ہے۔پھر تجھے غسل دے کر کفن پہناتے ہیں۔تیری بیمار پرسی کرنے والے رک جاتے ہیں۔اور تیرے حاسدوں کی جان چھوٹ جاتی ہے۔اور رشتے دار تیرے مال کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔اور تیرا دارومدار عملوں پر رہ جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے ایک بادشاہ سے فرمایا: دنیا کی مذمت کا اور اس سے دشمنی کا زیادہ حق دار وہ ہے جس کے لیے دنیا فراخ ہوئی اور اس سے اس نے اپنی حاجات پوری کیں۔کیونکہ وہ اپنے مال پر (جس کا وہ محتاج ہے) ہر مصیبت آنے سے ڈرتا ہے کہ اس کی جمع پونجی پر کوئی مصیبت آن پڑے۔یا اس کی حکومت پر کوئی افتاد آپڑے۔جو اسے جڑوں سے اکھیڑ پھینکے۔یا اس کے جسم میں کوئی بیماری گھس آئے یا اور کوئی مصیبت اس پر آپڑے۔اس مال پر جس سے وہ دوستوں کو فائدہ پہچانے میں بخیل ہے۔اور دنیا اس لیے بھی زیادہ قابل مذمت ہے کہ یہ جو دیتی ہے اسے چھین لیتی ہے اور جو عطاء کرتی ہے وہ واپس لوٹا لیتی ہے۔ابھی یہ دنیا والے کو ہنسا رہی ہوتی ہے کہ کسی دوسرے کو ہنسانے لگتی ہے۔ابھی کسی کی ہمدردی میں رو رہی ہے تو اس کیخلاف رونے لگتی ہے ابھی دینے کو ہاتھ بڑھا رہی ہے پھر واپس لینے کو بھی ہاتھ بڑھا دیتی ہے۔آج کسی کے سر پر تاج رکھتی ہے۔اور کل اسے مٹی میں ملا دیتی ہے۔ اس کے لیے ہاتھ میں کچھ رہے یا نہ رہے برابر ہے۔ہر جانے والے کے لیے کسی کو اس کا قائم مقام بنا دیتی ہے۔ایک کے بدلے دوسرے پر راضی ہوجاتی ہے۔

## حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا نامہ مبارک حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نام

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا: السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ دنیا کوچ کا مقام ہے ہمیشہ رہنے کا گھر نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا کی طرف بطور سزا کے اتارے گئے تھے۔ امیر المومنین! اس دنیا سے بچیئے۔ کہ دنیا میں صحیح زادراہ دنیا کو چھوڑ دینا ہے۔ اور صحیح خوشحالی اس میں محتاج ہونا ہے۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی اس کے پیچھے ہلاک ہوتا ہے۔ جو اسے عزت جانے اسے ذلیل کرتی ہے۔ اور جو اسے جمع کرلے اسے فقیر کرتی ہے۔ یہ زہر کی طرح ہے کہ اسے وہ کھاتا ہے جو اسے پہچانتا نہیں۔ اور اسی کے اندر اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔ اس میں اپنے زخموں کا علاج کرلے۔ انسان تھوڑے ہی کا علاج کرلے' اس خطرے کے پیش نظر کہ زیادہ نہ بڑھ جائے۔ اور علاج کی سختی برداشت کرلے' اس ڈر سے کہ بیماری طول نہ پکڑ لے۔ اس فریب کار ہاتھ سے نکل جانے والے' بے وفا مقام (دنیا) سے بچ جو اپنی فریب کاری سے مزین ہوتی ہے اور اپنی فریب کاری سے فتنے میں ڈالتی ہے۔ اور امیدیں دلاتی ہے اور باتوں میں ٹالتی ہے۔ سنگار کیے ہوئے' دلہن کی طرح ہوتی ہے کہ جسے آنکھیں دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ دل اس کے شیدا اور نفس اس کے عاشق ہوتے ہیں۔ یہ اپنے ہر خاوند کی دشمن ہے۔ یہ فانی دنیا باقی کے مقابلے میں کچھ قابل اعتبار نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے عارفوں کے لیے ناقابل اعتبار ہے۔ جب اس کا کوئی شیدائی اس میں اپنی کوئی مراد پالیتا ہے تو وہ دھوکے میں آکر سرکش ہوجاتا ہے۔ اور موت کو بھول جاتا ہے۔ اس کا دماغ اس کی طرف پھر جاتا ہے اور اس کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ اور اسے بڑی ندامت ہوتی ہے۔ اور بہت حسرت ہوتی ہے۔ اور اس نزع کی حالت شدید اور موت کی سختی اور حسرت بہت ہوگی۔ اور اس میں اپنی مرادیں چاہے گا۔ لیکن وہ پوری نہیں ہونگی۔ اور مشکل سے اس کی جان نہیں چھوٹے گی۔ اور وہ بغیر زادراہ کے یہاں سے نکل جائے گا۔ اور اسے کہیں ٹھکانہ نہیں ملے گا۔

امیر المومنین! اس دنیا سے بچ کر رہیے۔ کیونکہ تم اس سے جتنا بچو گے اتنا ہی خوش رہو گے۔ کیونکہ دنیا دار اس پر خوش ہو کر مطمئن ہو جاتا ہے مصیبت اس کے پیچھے لگ جاتی ہے۔ اور اس میں نقصان اٹھانے والا سمجھو ڈوب گیا۔ اور اس میں ناجائز فائدہ اٹھانے والا بے وفا ضرر اٹھانے والا ہے۔ اس میں خوشحالی مصیبت کو لاتی ہے۔ اور اس کی بقا فنا کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کی خوشی میں غموں کی ملاوٹ ہے۔ جو اس سے منہ پھیر کر پیچھے ہٹ گیا وہ واپس نہیں لوٹے گا۔ اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کس آنے والی چیز کا انتظار کرے۔ اس کی خواہشات جھوٹی ہیں۔ اس کی امیدیں باطل ہیں اس کی صفائی میں آلودگی ہے۔ اس کی زندگی میں مشقت ہے اور انسان اس میں ہمیشہ خطرہ میں ہے چاہے کتنا ہی عقل مند اور ہوشیار ہو۔ دنیا کی نعمتوں پر بھی آفت کا خطرہ ہے۔ اگرچہ خالق کائنات نے دنیا کے بارے میں کچھ نہ بھی بتایا ہوتا' پھر بھی دنیا کی اس حالت نے سونے والے کو بیدار کر دیا ہوتا۔ اور غافل کو خبردار کر دیا ہوتا۔ اور کیسے نہ ہو۔ اللہ تعالی کی طرف سے بھی اس دنیا کے بارے میں تنبیہ کرنے والے آئے اور اس میں وعظ کرنے والے بھی ہیں' نصیحت کرنے والے بھی ہیں کہ دنیا کی اللہ تعالی کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اور اللہ تعالی نے جب سے اسے پیدا کیا ہے۔ آنکھ اٹھا کر اسے نہیں دیکھا۔ اور یہ دنیا ایسی ہے کہ آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے خزانے اور کنجیاں پیش کی گئیں کہ جس سے اللہ تعالی کے خزانوں میں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی کمی نہ ہوئی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لینے سے انکار کر دیا۔ اور آپ نے اس بات کا تذکرہ فرمایا کہ اس سے اللہ تعالی کی مخالفت ہوگی۔ اور انسان اسے پسند کرے گا۔ جسے خالق کائنات ناپسند کرتا ہے۔ اور اس کو بڑھائے چڑھائے گا جس کو اللہ تعالی پست کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالی نے بطور آزمائش نیک لوگوں سے اس کو الگ رکھا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کے لیے مال و دولت فراخ کرتا ہے تاکہ وہ فریب کھاتے رہیں۔

فریب خوردہ صاحب اقتدار یہ خیال کرتا ہے کہ اس دنیا کی وجہ سے وہ معزز ہے۔ اور وہ بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ جب آپ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب تم خوشحالی کو آتے دیکھوتو کہو کوئی گناہ ہے جس کی جلدی سزا مل رہی ہے۔ اور جب محتاجی کو آتے دیکھوتو کہو اے نیکیوں کی نشانی خوش آمدید۔

اگر تم چاہو تو اللہ کے روح اور اللہ کے کلمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اقتدا کرو کہ آپ فرمایا کرتے تھے: میرا سالن بھوک ہے اور میرا امتیازی نشان اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔ اور میری پوشاک اون (کھردرا کپڑا) ہے۔ سردیوں میں میرا تاپنا سورج ہے۔ اور میرا دیا چاند ہے اور میری سواری میرے دونوں پاؤں ہیں۔ اور میرا کھانا اور پھل وہ ہے جو زمین اگاتی ہے۔ میں رات گزارتا ہوں تو میرے پاس کچھ نہیں ہوتا اور صبح اٹھتا ہوں تو میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود روئے زمین پر مجھ جیسا کوئی خوشحال نہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف روانہ فرمایا تو ارشاد کیا: تمہیں اس کا دنیاوی لباس مرعوب نہ کردے کہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے۔ میرے حکم کے بغیر وہ بول سکتا ہے نہ آنکھ جھپک سکتا ہے۔ اور تمہیں اس کا دنیاوی ساز و سامان جو دنیا کی زندگی کی چمک دمک اور مالداروں کی زیبائش ہے تعجب میں نہ ڈال دے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بھی دنیا کی زیب و زینت سے مزین کردوں جس سے فرعون قاصر ہو۔ تم کہو تو میں ایسا کرسکتا ہوں لیکن میں تمہیں اس سے دور ہی رکھنا چاہتا ہوں اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔ میں دنیا کے مال و دولت سے انہیں ایسے دور رکھتا ہوں جیسے ہمدرد چرواہا اپنی بکریوں کو مہلک جڑی بوٹیوں سے دور

رکھتا ہے۔اور میں ان کو دنیا کی جائے پناہ سے ایسے بچا کر رکھتا ہوں۔جیسے مشفق چرواہا اپنے اونٹوں کو پھسل جانے کے مقامات سے بچاتا ہے۔اور یہ معاملہ ان کی بے قدری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے کہ وہ سلامتی کے ساتھ وافر طور پر میری بزرگی کا حصہ پوری طرح حاصل کرلیں۔میرے اولیاءکرام میرے سامنے تقویٰ خشوع و خضوع اور خشیت الٰہی سے مزین ہو کر آتے ہیں اور یہ چیزیں ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں اور ان کے جسموں پر ظاہر ہوتی ہیں۔اور وہ انہی کا لباس پہنتے ہیں۔اور اسی شکل میں وہ ظاہر ہوتے ہیں۔اور یہی ان کا باطن ہوتا ہے جس کو وہ اپنا شعار بناتے ہیں۔اور یہی ان کی نجات کا ذریعہ ہیں۔جس سے وہ کامیاب ہوتے ہیں۔اور یہی ان کی تمنائیں ہیں جن کی وہ امید لگائے رکھتے ہیں۔اور یہی ان کی بزرگی ہے جس پر وہ ناز کرتے ہیں۔یہی ان کی نشانی ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔جب تم ان سے ملو تو اپنا بازو ان کے لیے بچھا دو۔اور اپنے دل و زبان کو ان کے تابع کرلو۔اور جان لو کہ جس نے میرے کسی دوست کو دہشت زدہ کیا تو گویا وہ لڑائی کے لیے میرے مقابلے میں نکلا۔تو پھر میں ہی قیامت کے دن اس سے اپنے دوست کا بدلہ لوں گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک روز اپنے خطبے میں فرمایا: یاد رکھو، تم مرنے والے ہو،مرنے کے بعد تم اٹھائے جاؤ گے اور اپنے اعمال سمیت بارگاہ الٰہی میں کھڑے کیے جاؤ گے جس کا تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔تو دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔یہ آزمائشوں میں گھری ہوئی ہے۔اور فنا ہونے میں مشہور ہے۔اور ڈرانے کے ساتھ موصوف ہے۔یہاں ہر چیز کو زوال ہے۔اور دنیا والوں کی حکومتیں ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔اس کے حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔اور اس میں رہنے والا شر سے سلامت نہیں رہ سکتا۔کبھی اس کے رہنے والے خوشحالی اور سرور میں ہوتے ہیں اور کبھی مصیبت اور دھوکے میں پڑے ہوتے ہیں۔اس کی حالتیں طرح طرح

کی ہوتی ہیں۔ اور اس کی نوبتیں بدلتی رہتی ہیں۔ اس میں زندہ رہنا ندمت کا باعث ہے۔ اور خوشحالی اس کی دائمی نہیں ہے۔ اور اس میں رہنے والوں کی کئی اغراض ہیں۔ دنیا ان کو اپنے تیروں کا نشانہ بنائے رکھتی ہے۔ اور انہیں موت سے غافل رکھتی ہے۔ اور ان سب کی ہلاکت اسی میں مقدر ہے۔ اور ان کا زیادہ حصہ اسی میں ہے۔

اے اللہ کے بندو یاد رکھو تم جس ڈگر پر چل رہے ہو اس پر گذشتہ لوگ بھی چلتے رہے ہیں جن کی عمریں بھی تم سے زیادہ تھیں اور وہ قوت میں بھی تم سے زیادہ تھے۔ اور مکانات تعمیر کرنے میں بھی تم سے بڑھ کر تھے۔ اور ان کے آثار بھی زیادہ ہیں۔ لیکن زمانے کے حادثات سے ان کی آوازیں پست ہوگئی ہیں۔ ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے' ان کے مکانات ان کی چھتوں سمیت گر پڑے' ان کے نام ونشان تک مٹ گئے' ان کے مضبوط محل تباہ ہو گئے' ان کی مندیں اور مسہریاں پتھر ہوئیں' ان کے قلعے اور مضبوط پناہ گاہیں ویران قبرستانوں میں بدل گئیں۔ ان کی قبریں ساتھ ساتھ ہیں لیکن ایک دوسرے سے بے خبر ہیں۔ پاس رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے دور ہیں۔ یہاں رہنے والے ایک دوسرے سے مانوس نہیں۔ اور بھائیوں اور پڑوسیوں کا ایک دوسرے سے رابطہ نہیں۔ حالانکہ وہ قریب قریب ہیں۔ ان کا آپس میں رابطہ کیسے ہو جبکہ مصیبتوں کی چکی نے ان کو پیس کر رکھ دیا ہے۔ کیڑوں اور مٹی نے ان کے جسموں کو کھا لیا ہے۔ وہ زندگی سے محروم ہو کر مردے پڑے ہیں۔ خوش گزران زندگی کے بعد بوسیدہ ہڈیاں بن گئے ہیں۔ دوستوں کو تکلیف میں چھوڑ کر وہ مٹی میں جا کر رہنے لگے۔ وہ ایسی جگہ کوچ کر گئے جہاں سے انہیں واپس نہیں لوٹنا۔ ہائے افسوس' ہائے افسوس۔

كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ☆

(سورۃ المومنون آیت 100)

﴿ہرگز نہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ وہ اسے زبان سے کہہ رہا ہوگا (اور اس کے ساتھ) عمل نہیں ہوگا اور ان کے پیچھے برزخ ہے۔﴾

(جہاں وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی رہیں گے۔)

گویا کہ تم بھی اسی طرف جا رہے ہو۔ جن مصیبتوں اور تنہا ٹھکانے کی طرف وہ جا چکے ہیں۔ اور تم اس ٹھکانے کے ہو کر رہ گئے ہو۔ موت نے تمہیں قبر کے سپرد کر دیا ہے۔ کیا حالت ہوگی تمہاری جب تم اعمال کو سامنے دیکھو گے اور قبریں اکھاڑی جائیں گی۔ اور سینے کے راز ظاہر کئے جائیں گے۔ اور جلیل القدر بادشاہ کے سامنے عملوں کا حساب دینے کے لیے کھڑے ہوگے۔ گذشتہ گناہوں کے ڈر سے تمہارے دل دھڑک رہے ہوں گے۔ تمام اسرار اور پردے ہٹا دیے جائیں گے۔ اور تمہارے تمام راز اور عیب ظاہر ہو جائیں گے۔ وہاں ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ☆

(سورۃ نجم آیت 31)

﴿تا کہ جن لوگوں نے برے کام کیے ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور جنہوں نے نیکیاں کیں ان کو نیک بدلہ دے﴾

اور فرمایا:

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ ☆ (سورۃ کہف آیت 49)

﴿اور (عملوں کی) کتاب رکھی جائے گی تو تم گناہ گاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہو گا اس سے ڈر رہے ہونگے۔﴾

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی کتاب کا عامل اور اپنے اولیائے کرام کا تابع بنائے۔ اور اس کے بدلے میں ہمیں اور تمہیں اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل کرے کہ وہ خدائے کریم قابل تعریف اور بزرگ ہے۔

یہاں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط مکمل ہوا۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ دن تیر ہیں۔ اور لوگ نشانہ ہیں۔ اور زمانہ روزانہ تم پر تیروں کی بارش کر رہا ہے۔ اور دن رات تمہیں زخمی کیے جا رہا ہے۔ تیرے اجزائے جسم بکھر کر رہ گئے ہیں۔ زمانے کی اس تیز رفتاری کے ساتھ تیری زندگی کی بقاء کیسے ممکن ہے۔ اور جبکہ زمانہ تیرے خلاف مارو مار کر رہا ہے۔ اور اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ زمانہ تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔ تو تم ہر آنے والے دن سے ڈرنے لگو۔ اور گزرے ہوئے دن تم پر بھاری ہو جائیں۔ لیکن اس عبرت کے اوپر تدبیر خداوندی حاوی ہے۔

تا کہ انسان دنیا کے مصائب سے بچ کر اس کی لذتوں کا مزا چکھ سکے۔ کیونکہ یہ دنیا اندرائن (تمہ) کی معجون سے بھی کڑوی ہے۔ اور کوئی بھی اس کے ظاہری خواص کے عیوب بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اور اس کے طرح طرح کے عجائبات کا کوئی واعظ احاطہ نہیں کر سکتا۔ اے اللہ کریم ہمیں بھلائی کا راستہ دکھا۔

ایک حکیم نے دنیا کا بیان کرتے ہوئے اور اس زندگی کی بقاء کا اندازہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ دنیا کا وقت ایک پلک جھپکنے میں گذر جاتا ہے۔ کیونکہ جو تجھ سے پہلے

گذر گیا۔ تو اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اور جو آنے والا ہے۔ اس کا تجھے علم نہیں۔ اور زمانہ آنے والا دن ہے رات جس سے خبردار کرتی ہے۔ اور اس کے اوقات کو سمیٹتی چلی جاتی ہے۔ اور مصائب دنیا انسان پر مسلسل نقصان اور تبدیلیاں لاتے رہتے ہیں۔ اور زمانہ جماعتوں کو بکھیرتا رہتا ہے۔ اور لوگوں کے حالات اور حکومتوں کو بدلتا رہتا ہے۔ انسانی خواہشات طویل ہیں اور عمر تھوڑی ہے۔ اور تمام کام اللہ تعالٰی کے ہاتھ میں ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! تم ایسے امر کے لیے پیدا ہوئے ہو کہ اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو۔ تو احمق کہلاتے ہو اور اگر تکذیب کرتے ہو تو تم ہلاکت میں پڑتے ہو۔ تم ابدی زندگی کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ کہ اس فانی مقام سے نکل کر ابدی مقام کی منتقل ہو جاؤ۔ اے اللہ کے بندو تم ایسے گھر میں ہو جس کا کھانا گلا گھونٹنے والا ہے۔ اور جس کا پانی گلے میں پھنسنے والا ہے۔ اس کی کوئی نعمت تمہیں خوشی نہیں دے سکتی۔ جب تک تم ایک پسندیدہ نعمت سے ہاتھ نہ دھولو۔ اس مقام کے لیے نیک عمل کرو جہاں پر تم جانے والے ہو۔ اور جہاں تم ہمیشہ کے لیے رہنے والے ہو۔ پھر آپ زور زور سے رونے لگے۔ اور ممبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔ میں تمہیں اللہ تعالٰی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اس دنیا کو چھوڑنے کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ جو تمہیں چھوڑنے والی ہے۔ حالانکہ تم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ تم اسے تروتازہ کرنا چاہتے ہو اور وہ تمہیں بوسیدہ کرنے والی ہے۔ تمہاری اور اس دنیا کی مثال ان مسافروں جیسی ہے۔ جو اپنے سفر پر رواں دواں ہیں۔ اور انہوں نے سفر طے کر کے منزل کو پا لیا ہے۔ اور بعض چلے جا رہے ہیں۔ اور منزل پر پہنچنے والے ہیں۔ اور کسی کا ایک دن ہی دنیا میں رہ گیا ہے۔ اور بعض دنیا کی طلب میں اس دنیا سے چلے

یہ بات سمجھ لو کہ فقیر کو تھوڑے پر صبر کر کے لوگوں سے طمع کو اٹھالینا چاہیے۔اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہو اس کی طرف دھیان نہیں دینا چاہیے۔اور ہر طریقہ سے مال کمانے کا لالچ نہیں کرنا چاہیے۔اور یہ بات تبھی ممکن ہے کہ کھانے' پہننے اور رہنے کے لیے تھوڑے پر کنایت کرے چاہے کتنا ہی تھوڑا اور معمولی ہو اس پر اکتفا کرنا چاہیے۔اور روزانہ یا ماہانہ کی ضرورت سے زیادہ کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔اگر ایک ماہ سے زیادہ کی رغبت یا خواہش ہوگی۔یا لمبی امیدیں باندھے گا۔تو لازماً قناعت سے دور ہو کر طمع میں آلودہ ہوگا۔اور حرص کی ذلت اٹھائے گا۔اور حرص وطمع اسے بد اخلاقی پر آمادہ کریں گے۔اور اسے خلاف مروت برائیوں کی طرف کھینچ لے جائیں گے۔اور حقیقت میں انسان کی فطرت میں ہی حرص وطمع اور بے صبری رکھی گئی ہے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ لِا بْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَّا بْتَغٰى لَهُمَا ثَالِثًا وَّلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ ☆

﴿اگر انسان کے پاس دو جنگل سونے کے بھرے ہوتے تو ضرور خواہش کرتا۔کہ ایک اور ساتھ مل جائے۔اور انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔جو اس کی بارگاہ میں توبہ کرے۔﴾

اور حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی الٰہی نازل ہوتی اور ہم آپ کے حضور حاضر ہوتے تو جو وحی آئی ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ہمیں آگاہ فرماتے۔ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے بندوں کو مال اس لیے دیا ہے۔ کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اگر انسان کی ملکیت میں سونے کا جنگل بھی ہوتا تو وہ دو جنگلوں کی خواہش کرتا۔ اور دو ہوتے تو وہ تیسرے کی خواہش کرتا۔ اور انسان کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسی کی طرف توجہ فرماتا ہے۔ جو اس کی بارگاہ میں آئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ سورۃ براۃ کی طرح کی ایک سورۃ نازل ہوئی تھی۔ اور پھر اٹھالی گئی۔ اس میں سے یہ یاد رہ گیا۔

اِنَّ اللّٰـهَ يُـؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِاَقْوَامٍ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ ، وَلَوْ اَنَّ لِابْـنِ اٰدَمَ وَادِيَيْـنِ مِـنْ مَّـالٍ لَّتَـمَنّٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَّلَا يَـمْلَاُ جَـوْفَ ابـنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّـرَابُ وَ يَتُـوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ ☆

﴿بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کو دین کی تائید کے لیے کھڑا کر دیتا ہے۔ جن کے پاس مال و دولت کچھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان کے پاس تو مال سے بھرے ہوئے دو جنگل بھی ہوں۔ تو وہ تیسرے کی خواہش کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اسی کی اپنی طرف توجہ مبذول فرماتا ہے۔ جو اس کی بارہ گاہ میں آتا ہے۔﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُوْمُ الْعِلْمِ وَ مَنْهُوْمُ الْمَالِ ☆

﴿دو حریص سیر نہیں ہوتے علم کا حریص اور مال کا حریص﴾

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس

کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ امید' اور مال کی محبت' اور جب یہ چیزیں انسان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ تو یہ گمراہ کن اور نہایت مہلک ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قناعت کی مدح سرائی کی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طُوبٰی لِمَنْ هُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَ کَانَ عَیْشُهٗ کَفَافًا وَّ قَنَعَ بِهٖ☆

﴿سعادت مند ہے وہ شخص جو اسلام کی طرف چل پڑا اور اس کی گزران بقدر ضرورت رہی۔ اور اس نے اسی پر قناعت کی۔﴾

اور خدا کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روز قیامت ہر امیر وغریب یہ تمنا کرے گا کہ کاش اسے دنیا میں زیادہ روزی نہ دی گئی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خوشحالی زیادہ سازو سامان سے نہیں ہوتی۔ بلکہ خوشحالی دل کی ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ حرص اور مال کی طلب میں زیادہ کوشش سے منع فرمایا۔ بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اَیُّهَا النَّاسُ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ فَاِنَّهٗ لَیْسَ لِعَبْدٍ اِلَّا مَا کُتِبَ لَهٗ وَلَنْ یَّذْهَبَ عَبْدٌ مِّنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَهٗ مَا کُتِبَ لَهٗ مِنَ الدُّنْیَا وَهِیَ رَاغِمَةٌ☆

﴿لوگو سنو! تلاش رزق میں حسن پیدا کرو۔ کیونکہ ہر بندے کو وہ مل کر رہے گا۔ جو اس کی قسمت میں لکھا گیا ہے۔ اور اپنا مقدر لیے بغیر انسان اس دنیا سے نہیں جائے گا۔ جیسے تیسے بھی ہو تو اسے مل جائے گا۔)

## روایت

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پوچھا۔ کونسا شخص زیادہ مال دار ہے؟ فرمایا میرے دیئے پر زیادہ قناعت کرنے والا۔ پوچھا کونسا شخص زیادہ منصف ہے؟ فرمایا جس نے اپنے آپ سے انصاف کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رَوْعِيْ اَنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ ☆

﴿کہ جبریل امین نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی شخص اپنی مکمل روزی لیے بغیر ہرگز نہیں مرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی تلاش کرو!۔﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ ابو ہریرہ! جب تمہیں بھوک ستائے تو تم ایک روٹی اور پانی کا ایک پیالہ لے لو۔ اور دنیا کو گولی مارو۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

كُنْ وَرِعًا تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ اَشْكَرَ النَّاسِ وَ اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا ☆

﴿اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو جا۔ تو تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا۔ اور قناعت کرنے والا ہو جا۔ تو تمام لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا۔ اور لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کر جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ تو مومن ہو جائے گا۔﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لالچ کرنے سے منع فرمایا جیسا کہ حضرت ابو

کوڑا بھی گر جاتا۔ تو کسی سے یہ نہ کہتے کہ یہ مجھے پکڑا دو۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ لالچ کرنا محتاجی ہے:

اور لوگوں سے ناامید ہونا خوشحالی ہے۔ اور جو شخص لوگوں کی چیزوں سے ناامید ہوگیا وہ ان سے بے نیاز ہوگیا۔ کسی دانا سے پوچھا گیا۔ کہ دولت مندی کیا ہے؟ فرمایا۔ تمنائیں کم کر دینا۔ اور بقدر کفایت پر راضی رہنا۔ اور اس بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

اَلْعَیْشُ سَاعَاتٌ تَمُرُّ وَخُطُوْبُ اَیَّامٍ تَکُرُّ

اِقْنَعْ بِعَیْشِکَ تَرْضَہُ وَاتْرُکْ ھَوَاکَ تَعِیْشُ حُرٌّ

فَلَرُبَّ حَتْفٍ سَاقَہُ ذَھَبٌ وَّیَاقُوْتٌ وَّدُرٌّ

﴿عیش کی گھڑیاں گزرتی رہتی ہیں۔ اور زمانے کے مصائب آتے رہے ہیں۔ تو قناعت سے زندگی گزار۔ خوش رہے گا۔ خواہشات کو چھوڑ دے۔ آزادی سے زندہ رہے گا۔ بہت سی ہلاکتیں سونے' یاقوت اور موتی سے آتی ہیں۔﴾

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں ڈبو کر کھاتے اور فرمایا کرتے: جس نے اس پر قناعت کی وہ کسی کا محتاج نہیں ہوا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ علیہ فرماتے ہیں: تمہاری بہتر دنیا وہ ہے جس میں تم فتنے میں نہ پڑو۔ اور بہترین آزمائش وہ ہے جس سے تم نکل جاؤ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: روزانہ ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے: اے انسان: تھوڑا جو تجھے کافی ہے بہتر ہے اس زیادہ سے جو تجھے سرکش بنائے۔ حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے انسان! تیرا یہ بالشت بھر پیٹ تجھے نار جہنم میں نہ لے جائے۔ کسی دانا سے پوچھا گیا: آپ کے مال کی کیا حقیقت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ظاہری زیب و زینت اور باطن میں میانہ روی۔ اور

لوگوں کے مال سے ناامید رہنا۔

## روایت

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے انسان! اگر ساری دنیا بھی تیری ملکیت ہو جائے تو بھی تجھے کھانا ہی ملے گا۔ اور روزی تو میں تجھے دے ہی رہا ہوں۔ اور اس کا حساب دوسروں پر ہے۔ یہ میرا تجھ پر احسان ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو تھوڑا مانگے۔ اور کسی آدمی سے نہ مانگے کہ وہ آگے سے کہے کہ تو ایسے ہے تو ویسے ہے۔ اور یہ سن کر اس کی کمر ہی ٹوٹ جائے۔ یعنی بات یہ ہے کہ انسان کو اس کے مقدر کا لکھا ملتا ہے۔ بنی امیہ میں سے کسی حاکم نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا اور قسم دی کہ مجھے اپنی ضروریات لکھیں۔ تو انہوں نے حاکم کو جواب میں لکھا: میں نے اپنی ضرورتیں اپنے مولائے کریم کو پیش کر دی ہیں۔ جو اس نے مجھے دیا میں نے قبول کیا۔ اور جتنا اس نے دیا اس پر میں نے قناعت کی۔ کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز عاقل کے لیے زیادہ خوش کن ہے؟ اور کون سی چیز غم دور کرنے کو مددگار ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ۔ زیادہ خوش کن وہ نیک عمل ہے جو اس نے آگے بھیجا۔ اور غم دور کرنے پر زیادہ مددگار مقدر کے لکھے پر راضی رہنا ہے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ سب سے زیادہ غمگین شخص حاسد ہے۔ اور زیادہ آرام کی زندگی گزارنے والا قناعت کرنے والا ہے۔ اور سب سے زیادہ تکلیفیں اٹھانے والا لالچی حریص ہے۔ اور سب سے آسان زندگی گزارنے والا تارک دنیا ہے۔ اور سب سے زیادہ شرمندگی اٹھانے والا افراط و تفریط کرنے والا (اسلامی احکام میں) عالم ہے۔

اسی بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے:۔

اور کبھی مغرب میں آتا جاتا رہوں گا۔اور اس دنیا کی حرص میں کب تک موت سے بے خبر رہوں گا۔کاش میں قناعت کرتا اور گھر بیٹھے مجھے رزق ملتا۔اس لیے کہ قناعت کرنا خوش حالی ہے نہ کہ مال کی کثرت۔ ﴾

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں بتا نہ دوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے مال سے اپنے لیے کیا جائز سمجھتا ہوں۔دو کپڑے سردیوں اور گرمیوں کے لیےاور حج وعمرہ کے لیے مناسب خرچ۔اور اس کے بعد قریش کے کسی شخص جتنا روز کا خرچ۔کیونکہ میں ان سے نہ بالا ہوں نہ پست۔اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ یہ بھی میرے لیے حلال ہے یانہیں۔گویا کہ آپ کو اس میں بھی شک تھا۔کہ بقدر ضرورت اتنا لینا بھی قناعت ہے یانہیں۔ایک دیہاتی نے حرص پر اپنے بھائی کو تنبیہ کی۔فرمایا: میرے بھائی تم طالب بھی ہو اور مطلوب بھی ہو۔جو تیری قسمت میں ہے وہ خود بخود تجھے مل جائے گا۔اور تو بھی وہی طلب کر جو تجھے کافی ہو۔جو غائب تھا وہ تیرے سامنے آ گیا ہے۔اور جو تیرے پاس ہے وہ تیرے ہاتھ سے جانے والا ہے۔میرے بھائی معلوم ہوتا ہے۔تم نے کبھی حریص محروم کو نہیں دیکھا۔اور کسی تارک دنیا کو روزی پاتے نہیں دیکھا۔

اور اس بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے:۔

| | |
|---|---|
| اَرَاکَ یَزِیْدُکَ الْاِثْرَآءُ حِرْصًا | عَلَی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ لَا یَمُوْتُ |
| فَھَلْ لَّکَ غَایَۃٌ اَنْ صِرْتَ یَوْمًا | اِلَیْھَا وَ قُلْتَ حَسْبِیْ قَدْ رَضِیْتُ |

﴿میں دیکھ رہا ہوں کہ خوشحالی تیری دنیا کی حرص کو مزید بڑھا رہی ہے۔لگتا ہے کہ تم نے مرنا نہیں۔کیا تیری حرص کی کوئی حد بھی ہے۔کہ کسی دن تو یہ کہے۔جو مل گیا مجھے کافی ہے۔میں اسی پر خوش ہوں۔ ﴾

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک ورق دیکھ رہے تھے جس پر سنہری حروف میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے کوئی مفید چیز آپ کو نظر آئی ہے۔ کیا؟ آپ نے کہا۔ ہاں! یہ دو ورق مجھے بنی امیہ کے ایک خلیفہ کے خزانے سے ملے تھے میں نے ان میں ایک تیسرے ورق کا اضافہ کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھ کر مجھے سنائے۔

اِذَا سَدَّ بَابٌ عَنْکَ دُوْنَ حَاجَةٍ ۔۔۔ فَدَعْهُ لِاُخْرٰی یَنْفَتِحْ لَکَ بَابُهَا

فَاِنَّ قِرَابَ الْبَطْنِ یَکْفِیْکَ مَلْؤُهَا ۔۔۔ وَیَکْفِیْکَ سَوْءَاتُ الْاُمُوْرِ اجْتِنَابُهَا

وَلَا تَکُ مَبْذُوْلًا لِعِرْضِکَ وَاجْتَنِبْ ۔۔۔ رُکُوْبَ الْمَعَاصِیْ یَجْتَنِبْکَ عِقَابُهَا

﴿جب ضرورت پوری کرنے کا ایک دروازہ تیرے سامنے بند ہو جائے۔ تو اسے چھوڑ کر دوسرے کی امید رکھو ایک اور دروازہ تمہارے لیے کھل جائے گا۔ تیرے پیٹ کا مشکیزہ بھر جانا ہی تیرے لیے کافی ہے۔ اور تیرا برے کاموں سے بچنا ہی تجھے کافی ہے۔ اپنی عزت کے درپے نہ رہو۔ اور گناہوں میں پڑنے سے بچو۔ گناہوں کا عذاب تم سے دور رہے گا۔﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ ذوق وشوق اور سمجھ داری سے حاصل کیا ہوا علم، عالموں سے کونسی چیز چھین لیتی ہے؟ آپ نے فرمایا لالچ، حرص نفس، ضروریات کی طلب۔

ایک شخص نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی تفسیر پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کوئی شخص کسی چیز کی حرص کرتا ہے۔ پھر اس کی طلب کرتا ہے۔ تو اس کی طلب میں اپنا دین بھی کھو دیتا ہے۔ اور نفس کی حرص!

کہ یہ بھی مل جائے ۔وہ بھی مل جائے کہ تو چاہتا ہے کہ کوئی چیز ملنے سے رہ نہ جائے۔ اورتو ہر حاجت پوری کرنا چاہتا ہے۔اور جب وہ پوری ہوتی ہے تو تجھے ذلت ورسوائی سے ہمکنار کرتی ہے۔اور وہ تجھ پر حاوی ہوجاتی اور تجھے اتنا پست کردیتی ہے کہ دنیا کے فائدے کے لیےتو کسی کوسلام کرتا ہے۔اور کسی کی بیمار پرسی کرتا ہے۔اور سلام اور بیمار پرسی تو اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں کرتا۔کاش تجھے کسی سے کام نہ پڑتا۔تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا۔

باب نمبر 35

## غیر اللہ سے دوستی لگانے اورمیدان حشر کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَا تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ☆ (سورۃ ھود آیت 113) | ﴿اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ نار جہنم تمہیں آ پکڑے گی۔﴾ |

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ الرکون مطلق میلان اورسکون کا نام ہے چاہے کم ہو یا زیادہ۔حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الرکون سے مراد یہاں یقین ہے۔مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر کی تردید نہ کرے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:لاترکنو سے مراد یہ ہے کہ ان کی تعریف نہ کرو۔اور ظاہر میں مفہوم یہ ہے کہ فاسق فاجر مسلمانوں اورمشرکین کی طرف میلان کی عام ممانعت ہے۔اس کی تفسیر میں نیشاپوری فرماتے ہیں کہ محققین کا بیان ہے کہ رکون جس سے یہاں روکا گیا ہے وہ ظالموں کے عمل پر راضی ہونا ہے۔ہاں کسی فوری منفعت کے حصول کے لیے یا کسی ضررکو دور کرنے کے لیے ان

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

روایت

مروی ہے کہ نیک دوست کی مثال کستوری والے کی طرح ہے۔ اگر وہ کستوری نہ بھی دے گا تو اس کی خوشبو تجھے پہنچ جائے گی۔ اور (برے) دوست کی مثال تارکول والے کی طرح ہے وہ تجھے جلائے گی بھی نہیں۔ لیکن اس کا دھواں تجھے ضرور لگے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا☆ (سورۃ عنکبوت آیت 41) | ان لوگوں کا حال جنہوں نے اللہ کے غیر سے دوستی لگائی اس مکڑی کی طرح ہے جو گھر بناتی ہے (جو کمزور ترین ہوتا ہے) |

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| مَنْ عَظَّمَ غَنِيًّا لِغِنَاهُ فَقَدْ ذَهَبَ ثُلُثُ دِيْنِهٖ☆ | ﴿جس نے دولت کی وجہ سے کسی دولت مند کی تعظیم کی تو اس کا تہائی دین جاتا رہا۔ |

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی فاسق فاجر کی تعریف کی جاتی ہے تو پروردگار عالم غضب ناک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے عرش الٰہی تھرتھرانے لگتا ہے۔

## میدان حشر کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ ۢ بِاِمَامِهِمْ☆ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 71) | ﴿اس دن کو یاد کرو جس دن ہم ہر گروہ کو ان کے پیشوا سمیت بلائیں گے۔﴾ |

گروہوں کے پیشوا کے تعین کے سلسلے میں مفسرین کی مختلف رائیں ہیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: امام سے مراد وہ کتاب ہے جس میں انسان کے عمل ہونگے۔یعنی ہر انسان کو اس کے اعمال نامے سمیت بلایا جائے گا۔اس بات کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

| | |
|---|---|
| فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ☆ | ﴿تو جس شخص کو اس کا عمل نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا﴾ |

(سورۃ الحاقہ آیت 19)

ابن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ امام سے مراد آسمانی کتاب ہے۔کہ کہا جائے گا۔اے توراۃ والو۔اے انجیل والو۔اے قرآن والو۔مجاہدؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں۔ان کے امام سے مراد ان کے پیغمبر ہیں۔کہا جائے گا۔کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروکاروں کو بلاؤ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو بلاؤ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو بلاؤ۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکاروں کو بلاؤ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام سے مراد امام زمانہ ہے۔تو ہر زمانے کے لوگ اپنے زمانے کے امام کے ساتھ بلائے جائیں گے۔جس کے امر پر وہ عمل پیرا ہوتے تھے۔اور جس کے روکنے سے وہ رک جاتے تھے۔

صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اِذَا جَمَعَ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رُفِعَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ ☆

﴿جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا۔تو ہر دھوکے باز کے لیے ایک ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا۔اور کہا جائے گا۔کہ یہ فلان بن فلاں کی دھوکے بازی کا جھنڈا ہے۔﴾

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا۔اور اس کا اعمالنامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔اور اس کا قد و قامت ساٹھ گز کے برابر کر دیا جائے گا۔اور اس کا چہرہ روشن کر دیا جائے گا۔اور اس کے سر پر موتیوں کا جگمگاتا ہوا تاج رکھا جائے گا۔پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑے گا۔تو وہ اسے دور سے دیکھ کر کہیں گے۔اے اللہ اس کو ہمارے پاس لائیے۔اور اس کی وجہ سے ہمیں برکت دیجیے۔وہ ان کے پاس آ کر کہے گا۔خوش خبری سن لو تم سب کو ایسا ہی مرتبہ ملے گا۔پھر ایک کافر کو لایا جائے گا۔جس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔اور اس کا قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام کے موافق ساٹھ گز کے برابر ہوگا۔اور اسے ایسا تاج پہنایا جائے گا۔جسے دیکھ کر لوگ کہیں گے۔ہم اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔اے اللہ اسے ہمارے پاس نہ لائیے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر وہ ان کے پاس آئے گا۔تو لوگ کہیں گے۔اے اللہ اسے ذلیل و رسوا کر دیجیے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا۔تمہارے لیے بھی اسی کی طرح ذلت و رسوائی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِذَا زُلْــزِلَــتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْـقَـالَهَـا (سورۃ الزلزال آیت 1تا4) ﴿جب زمین خوب ہلائی جائے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ (خزانے) نکال باہر کرے گی۔﴾

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نیچے سے حرکت کرکے اپنے اندر دفن شدہ مردے اور خزانے باہر نکال دے گی۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا☆ ﴿جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی﴾

اور آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو؟ کہ اس کی خبریں کیا ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین کی خبریں یہ ہیں۔ کہ وہ ہر بندے اور امت کا عمل جو اس نے زمین پر کیا ہے' پر شہادت دے گی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

تَـحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّهَا اُمُّـكُـمْ وَاِنَّـهٗ لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ عَـامِـلٌ عَلَيْهَا خَيْراً اَوْ شَرًّا اِلَّا وَهِـیَ مُخْبِرَةٌ ☆ (بحوالہ طبرانی شریف) ﴿زمین سے بچ کر رہو۔ یہ تمہاری ماں ہے۔ اس کے اوپر جو کوئی بھی اچھا یا برا عمل کرے گا۔ یہ اس کی خبر دے گی۔﴾

## باب نمبر 36

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

پھونکنے والا فرشتہ صور کو اپنے منہ کے پاس لائے گا۔ اور ایک قدم آگے بڑھائے گا اور ایک قدم پیچھے کی طرف کرے گا۔ اور منتظر رہے گا کہ کب پھونکنے کا حکم ملتا ہے۔ تو اس نفخہ سے ڈرو۔ تو مخلوق کی اس ذلت وانکساری اور مسکینی پر غور کرو جو انہیں جی اٹھنے پر بے ہوشی کے خوف سے ہوگی۔ اور اس خطرے کے پیش نظر کہ حساب و کتاب کے بعد خوش نصیب ہوتا ہے یا بد نصیب؟

اور تو بھی انہی کی طرح عاجز و بے بس ہوگا۔ اور انہی کی طرح حیران و پریشان ہوگا۔ بلکہ اگر تو خوشحالوں اور مالداروں میں شامل ہوا تو تیری حالت اور بھی دگر گوں ہوگی۔ اور زمین کے تمام بادشاہ اس دن ذلیل و رسوا اور حقیر ہو کر چیونٹیوں کی طرح پیروں کے نیچے روندے جائیں گے۔ اور اس وقت جنگلوں اور پہاڑوں کے وحشی بھی سر جھکائے میدان محشر کا رخ کریں گے۔ اور مخلوق خدا سے آملیں گے۔ اور حشر کے دن ذلت و رسوائی سے ان کا وحشی پن جاتا رہے گا۔ حالانکہ انہوں نے تو گناہ بھی نہیں کیا ہوگا۔ لیکن بے ہوشی کی گھبراہٹ سے اور نفخہ کے خوف سے ان کا مخلوق سے بدکنا جاتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کا یہی مطلب ہے:

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ☆ ﴿کہ جب جنگلی جانور اکٹھے کئے جائیں گے۔﴾

پھر سرکش و نافرمان شیاطین بھی آجائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کے یقین سے ڈر رہے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق کر رہے ہونگے۔

فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیَاطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ☆ (سورۃ مریم آیت 68)

﴿تو آپ کے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں کو ضرور اٹھائیں گے اور ضرور انہیں جہنم کے پاس گھٹنوں کے بل لا حاضر کریں گے۔﴾

غور کرو تمہاری اور تمہارے دل کی وہاں کیا حالت ہوگی۔ پھر اس منظر کو تصور میں لاؤ جب حشر نشر کے بعد ننگے پاؤں' ننگ دھڑنگ میدان حشر کی طرف جا رہے ہونگے۔ جو سفید زمین ہوگی۔

| | |
|---|---|
| فَـاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا☆ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۶۔۱۰۷) | ﴿ہموار بیابان کوئی نشیب وفراز تم اس میں نہیں دیکھو گے﴾ |

یعنی نہ کوئی ٹیلہ جس کے پیچھے انسان چھپ سکے نہ کوئی کھائی جس کے اندر نظروں سے اوجھل ہو سکے۔ بلکہ وہ صاف ہموار میدان ہوگا۔ ذرہ بھر کوئی فرق نہیں ہوگا۔ گروہوں کی صورت میں چلیں گے۔ پاک ہے وہ ذات جو مختلف علاقوں اور مختلف نسلوں کے لوگوں کو لا جمع کرے گی۔ راجفہ ان کو آگے سے کھینچے گی۔ اور رادفہ ان کو پیچھے سے دھکیلے گی۔ راجفہ نفخہ اولی ہے۔ اور رادفہ نفخہ ثانیہ ہے۔ دلوں کے لیے یہی لائق ہے۔ کہ وہ اس دن خوف کھائیں اور ان آنکھوں کو یہی مناسب ہے کہ جھک جائیں۔

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک چٹیل میدان میں اٹھائے جائیں گے جو صاف بے داغ ٹکیہ کی طرح سپاٹ ہوگا۔ یہ نہ سمجھیں کہ میدان حشر کی زمین ہماری اس دنیاوی زمین کی طرح ہوگی بلکہ ان دونوں کے درمیان سوائے نام کے کوئی برابری نہیں۔ فرمان باری تعالی ہے:

| | |
|---|---|
| یَـوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْـرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰـوٰتُ☆ (سورۃ ابراہیم آیت 48) | ﴿اس دن اس زمین کے بدلے میں دوسری زمین ہوگی اور آسمان﴾ |

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میدان حشر کی زمین

میں کمی بیشی ہو جائے گی ۔ درخت ‘ پہاڑ ‘ وادیاں اور جو کچھ ان کے اندر ہوتا ہے ۔ سب ختم ہو جائیں گے ۔ اور زمین صاف چمڑے کی طرح بڑھا دی جائے گی اور چاندی کی طرح چمک دار ہو گی ۔ اور یہ وہ زمین ہو گی جس پر کوئی خون ریزی نہیں کی گئی ہو گی ۔ اور نہ اس پر کوئی برائی عمل میں آئی ہو گی ۔ اور آسمانوں کے سورج ‘ چاند ‘ ستارے سب جاتے رہیں گے ۔ اے مسکین آدمی اس دن کی ہولناکی اور شدت کو تصور میں لاؤ کہ جب اس چٹیل میدان میں تمام مخلوق جمع ہو گی ۔ آسمان کے ستارے بکھر کر نابود ہو جائیں گے ۔ سورج اور چاند کا نام ونشان مٹ جائے گا ۔ اور ستاروں کے ختم ہو جانے سے زمین تاریک ہو جائے گی ۔ اسی دوران میں ان کے سروں پر آسمان گھومنے لگے گا ۔ اور باوجود اس کے کہ آسمان کی سختی اور موٹائی پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ہے پھٹ جائے گا ۔ اور فرشتے اس کے چاروں طرف کھڑے ہونگے ۔ ہائے اللہ بچائے ‘ اس ہولناک آواز سے جو آسمان کے پھٹنے سے تمہارے کانوں میں پڑے گی ۔ اور اس دن کی دہشت سے اللہ بچائے جس دن آسمان باوجود اتنی سختی اور موٹائی کے پھٹ جائے گا ۔ اور بہنے لگے گا جس طرح پگھلی ہوئی چاندی بہنے لگتی ہے ۔ اور اس میں پیلے رنگ کی آمیزش ہو جائے گی ۔ پھر پگھلے ہوئے تانبا کی مانند ہو کر سرخ ہو جائے گا ۔ اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح نرم ہو جائیں گے ۔ اور لوگ پروانوں کی طرح بکھر جائیں گے ۔ اور ننگے پیر ننگ دھڑنگ اٹھ کر چل پڑیں گے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

يُبْعَثُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَدْ اَلْجَمَهُمُ الْعَرَقُ وَ بَلَغَ شُحُوْمَ الْاٰ ذَانِ ☆

﴿لوگ ننگے پیر ننگ دھڑنگ اٹھ کر چل پڑیں گے ۔ اور وہ کان کی لوؤں تک پسینے میں غرق ہو رہے ہونگے ۔﴾

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا حدیث مقدس روایت کرتےہوئے

فرماتی ہیں ۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہائے وہاں لوگ ایک دوسرے کو ننگے بدن دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہاں کسی کو دوسرے کا کہاں ہوش ہوگا۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ۞☆ ﴿وہاں ہر ایک آدمی کی یہ حالت ہوگی کہ ایک کی دوسرے کو خبر نہ ہوگی﴾ (سورۃ عبس آیت 37)

وہ بڑا سخت دن ہوگا۔ کہ سب ننگے ہونے کے باوجود کسی کی جانب توجہ اور نظر نہیں پڑے گی ۔اور نظر پڑ بھی کیسے سکے گی ۔ جبکہ بعض لوگ پیٹ کے بل اور بعض چہروں کے بل چل رہے ہونگے ۔ بلکہ کسی کی جانب دیکھنے کی سکت ہی نہیں ہوگی ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تین طرح سے لوگ اٹھائے جائیں گے ۔ کچھ سوار ہو کر جا رہے ہونگے اور کچھ پیدل' اور کچھ چہرے کے بل الٹے چل رہے ہونگے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے انہیں قدموں چلنا سکھایا وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے ۔

### نکتہ

انسان کی فطرت ہے کہ جس سے مانوس نہ ہو۔اس کا انکاری ہوتا ہے ۔تب ہی اپنے عدم مشاہدہ کی بنا پر لوگوں کے پیٹ کے بل چلنے کا منکر ہے۔اگر انسان نے سانپ کو بجلی کی سی رفتار سے پیٹ کے بل چلتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو وہ بغیر پیروں کے چلنے کا تصور بھی نہ کرتا۔اور اگر کسی نے کسی کو پیروں سے چلتے نہ دیکھا ہوتا تو وہ پیروں سے چلنا بھی محال سمجھتا ۔تمہیں دنیا پر قیاس کر کے قیامت کے روز کے عجائبات کا انکار نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اگر تم نے دنیا کے عجائبات نہ دیکھے ہوتے ۔تو ان

کا بھی تم انکار کردیتے۔ اس وقت کو تصور میں لاؤ جب تم ننگے بدن حیران و پریشان حساب و کتاب کے انتظار میں کھڑے ہو گے۔ کہ سعادت و شقاوت کے بارے میں تمہارا کیا فیصلہ ہوتا ہے؟۔ اور اس سے بڑھ کر یہ دن نہایت مشکل ہوگا۔ پھر غور کرو اس اژدحام میں جبکہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے فرشتے۔ جنات' انسان' شیطان۔ وحشی درندے۔ چوپائے۔ سب اکٹھے ہونگے اور سورج ان کے سروں پر کئی گنا گرمی سے چمک رہا ہوگا۔ اور اس کی نرمی سختی سے بدل چکی ہوگی۔ اور دنیا والوں کے سروں سے دو کمانوں کے فاصلے سے بھی قریب ہوگا۔ اور عرش رب العالمین کے سوا زمین پر کوئی سایہ نہیں پڑ رہا ہوگا۔ اور اس کے سائے تلے بھی مقربین الٰہی کے سوا کسی کو جگہ نہیں مل سکے گی۔ کچھ لوگ عرش الٰہی کے سائے تلے پناہ لئے ہوئے ہونگے۔ اور کچھ سورج کی گرمی سے جل رہے ہونگے۔ اور اس گرمی کی وجہ سے شدید کرب اور غم میں مبتلا ہونگے۔ بھیڑ کا یہ حال ہوگا۔ کہ لوگ ایک دوسرے کے اوپر گر رہے ہونگے۔ اور ننگے پاؤں آسمان کے جابر بادشاہ کے سامنے حاضری کی ذلت و شرمساری ان پر اور قیامت ڈھا رہی ہوگی۔ دلوں کی جلن' خوف و شرمساری کی آگ کے ساتھ سورج کی گرمی اور سانسوں کی حدت مل کر وہ حدت پیدا کرے گی۔ کہ بالوں کی جڑھوں سے پسینہ چھوٹ کر زمین قیامت پر بہہ رہا ہوگا۔ کہ اپنے درجات کے مطابق ان کے جسم اس پسینے میں ڈوبتے جائیں گے۔ بعض گھٹنوں تک بعض کمر تک بعض کانوں کی لوؤں تک پسینے میں ڈوب رہے ہونگے۔ اور بعض مکمل طور پر اس میں غرق ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ روز قیامت لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہونگے۔ کہ بعض لوگ نصف کان تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہونگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی

ہے کہ روز قیامت لوگ پسینہ پسینہ ہو جائیں گے۔ حتی کہ ان کا پسینہ بہہ کر ستر گز تک چلا جائے گا۔ اور کانوں تک ان کو غرق کر دے گا۔ بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے۔ وہ میدان قیامت میں کھڑے ہونگے۔ اور چالیس سال تک ان کی آنکھیں ٹکٹکی باندھے آسمان کی طرف لگی رہیں گی۔ اور تکلیف کی شدت سے منہ تک پسینے میں ڈوبے رہیں گے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ روز قیامت سورج زمین کے قریب ہو جائے گا۔ اور لوگ پسینہ پسینہ ہو جائیں۔ اور پسینہ بعض کو ٹخنوں تک، بعض کو نصف پنڈلی تک بعض کو گھٹنوں تک بعض کو رانوں تک بعض کو کمر تک بعض کو منہ تک پہنچ جائے گا۔ اور آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا فرمایا بعض کو مکمل سر تک ڈبو دے گا۔ اور آپ نے اپنے سر پر ہاتھ مار کر سمجھایا۔

اے مسکین آدمی یوم محشر میدان قیامت کی بے چینی اور تکلیف پر غور کیجئے۔ کہ بعض لوگ پکارتے ہونگے۔ اے پروردگار مجھے اس بے چینی اور حساب کے انتظار سے نجات دے کر اپنی رحمت فرمائیے۔ خواہ مجھے جہنم میں ہی لے جائیے۔ اور ابھی کسی کا حساب وکتاب نہیں ہوا ہوگا۔ اور تو بھی ان میں شامل ہوگا۔

جان لو کہ جو پسینہ اللہ کی راہ میں حج، جہاد، روزہ، اور نوافل کی مشقت میں نہیں نکلا۔ اور کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے آنے جانے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے نہیں بہا۔ اب وہ پسینہ قیامت کی طویل پریشانی اور خوف اور شرمساری سے نکلے گا۔ اگر انسان سے جہالت اور دھوکے سے نکلے تو اسے معلوم ہو کہ اطاعت و فرمانبرداری کی مشقت سے نکلنے والا پسینہ قیامت کے اضطراب اور حساب کے انتظار کے اضطراب کے پسینے سے بہت معمولی اور تھوڑا ہے۔ کیونکہ اس کی سختی بہت بھاری اور مدت طویل ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ ☆ آمین

باب نمبر 37

# مخلوق کے حساب کتاب کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور دنیا کا سازو سامان نہ ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز' روزے' زکوٰۃ کے اعمال لے کر آئے گا۔ اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ اور کسی پر بہتان لگایا ہوگا۔ اور کسی کا مال لے لیا ہوگا۔ اور کسی کا خون بہایا ہوگا۔ اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ تو ان لوگوں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں۔ اور حقوق ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تو ان لوگوں کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گے۔ اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس دن کی مصیبت کو تصور میں لاؤ۔ جبکہ تیری کوئی نیکی' ریا کاری اور شیطان کی فریب کاریوں سے سلامت نہیں ہوگی۔ اور اگر اتنی طویل عمر میں تیری کوئی نیکی سلامت رہ گئی ہوگی۔ تو تیرے دعویدار آگے بڑھ کر وہ نیکی قابو کرلیں گے۔ اور اگر تو اپنا محاسبہ کرلے تو تجھے معلوم ہوگا۔ کہ باقاعدہ دن کو روزہ دار ہونے اور رات عبادت وقیام میں گزارنے کے باوجود تجھ پر کوئی دن ایسا نہیں گزرا ہوگا۔ کہ تیری زبان سے کسی مسلمان کو گزند نہ پہنچا ہو۔ جو تیری تمام نیکیوں کو ہضم کر جائے گا۔ تو دوسری برائیوں اور حرام خوریوں اور اطاعت میں کوتاہی کا کیا ہوگا؟ اور اس دن مظالم سے تیری نجات کیسے ہوگی۔ جبکہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو مارنے کا حساب لیا جائے گا۔

حضرت ابو ذر کر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بکریوں کو سینگوں سے لڑتے دیکھ کر فرمایا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان لعین اہل عرب کی بت پرستی میں مبتلا ہونے سے تو ناامید ہو چکا ہے۔ تو وہ اس سے نیچے دوسرے رسوا کن گناہوں اور نافرمانیوں پر ہی راضی ہو چکا ہے۔ اور یہی مومن کی ہلاکت و تباہی کے لیے کافی ہیں۔ تو جہاں تک ہو سکے ظلم و زیادتی سے بچتے رہو۔ کیونکہ ایک بندہ روز قیامت لایا جائے گا۔ جس کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر عظیم ہوں گی۔ اور وہ انہیں اپنے اعمالنامے میں دیکھ بھی لے گا۔ پھر لوگ آتے رہیں گے۔ کوئی آ کر کہے گا۔ اے پروردگار اس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس کی نیکیوں سے کاٹ لو۔ اسی طرح مسلسل لوگ آتے رہیں گے۔ اور اس کی نیکیاں کٹتی رہیں گی۔ حتیٰ کہ اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ تو وہ شخص ان مسافروں کی مانند ہو کر رہ جائے گا۔ جو کسی بیابان میں قیام پذیر ہیں۔ اور ان کے پاس کھانے پکانے کے لیے ایندھن نہیں۔ تو وہ لوگ جنگل میں جا کر بڑی محنت سے ایندھن اکٹھا کریں۔ پھر سارے کا سارا جلا کر ختم کر دیں اس طرح نیکیاں کرنے والا گناہوں سے اعمال کو برباد کر لیتا ہے۔

جب یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں:۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ☆ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ☆

(سورۃ الزمر آیت ۳۰۔۳۱)

﴿ کہ آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور وہ بھی وفات پانے والے ہیں۔ پھر تم روز قیامت اپنے پروردگار کے ہاں ایک دوسرے سے جھگڑو گے۔ ﴾

تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا دنیا کے گناہوں کے معاملات ہمیں روز قیامت دوبارہ پیش آئیں گے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ہاں! تا کہ تم دوسروں کے حقوق ادا کر سکو! تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے واللہ یہ تو بڑا سخت معاملہ ہے۔

واقعی اس دن معاملہ سخت ہوگا۔ کہ ایک قدم درگزر نہیں ہوگا۔ ایک تھپڑ اور ایک لفظ بھی معاف نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ بندوں کو ننگے بدن غبار آلود بے یارومددگار اٹھائے گا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مراد کیا ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (خالی ہاتھ) کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں پکارے گا۔ جسے دور و نزدیک والے سب سنیں گے۔

اَنَا الْمَلِکُ الدَّیَّانُ ☆ ﴿میں ہوں بادشاہ بدلہ لینے والا

﴾

کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں نہیں جا سکے گا۔ جب تک میں ہر ایک سے ظلم کا بدلہ نہ لے لوں۔ چاہے ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ہو۔ ہم نے عرض کیا۔ ہمارا کیا حال ہوگا؟ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ننگے بدن غبار آلود خالی ہاتھ آئیں گے۔ آپ نے فرمایا نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ ہی ہوگا۔ جو کچھ ہوگا۔

اللہ کے بندو! لوگوں پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو۔ لوگوں کے مال اور عزت کے پیچھے نہ پڑو۔ انہیں تکلیف مت پہنچاؤ۔ اور میل و جول میں بد اخلاقی سے پیش نہ آؤ۔ کیونکہ بندے اور خداوند قدوس کے درمیان ایک خاص تعلق ہوتا ہے۔ لہذا بخشش خداوندی بندے کی طرف دوڑی جاتی ہے۔ جس پر بندوں کے حقوق کثرت سے جمع ہو گئے ہوں۔ اور وہ ان سے توبہ بھی کر چکا ہو لیکن ان حقوق سے چھٹکارا پھر بھی مشکل ہے۔ لہذا اسے روز جزا کے لیے زیادہ نیکیاں کرنی چاہیے۔ بلکہ بعض نیکیاں

پوشیدہ طور پر اخلاص کے ساتھ ایسے کرے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو خبر نہ ہو۔ تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو جائے۔ اور اس کا وہ لطف و کرم اسے حاصل ہو جائے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن دوستوں کے لیے جمع کر رکھا ہے۔ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے میں کام آ جائے۔

## روایت

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ کہ ہم نے دیکھا کہ آپ مسکرا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک نمایاں ہو رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کس بات پر خندہ فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے دو شخص گھٹنوں کے بل بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونگے۔ ایک کہے گا۔ پروردگار میرا حق میرے اس بھائی سے لے کر دو۔ اللہ تعالیٰ دوسرے سے فرمائیں گے۔ کہ اپنے بھائی کا حق ادا کرو۔ وہ عرض کرے گا پروردگار میرے پاس تو کوئی نیکی نہیں بچی۔ تو اللہ تعالیٰ حق لینے والے سے ارشاد فرمائیں گے۔ اب تم کیا کرو گے؟ جب کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہ گئی۔ وہ عرض کرے گا پروردگار میرا بوجھ اس پر ڈال دو۔ اس دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روتے روتے آنسو بہنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے۔ یہ دن بڑا سخت ہوگا۔ لوگ اپنا بوجھ اتارنے کے محتاج ہونگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حق مانگنے والے سے فرمائیں گے۔ اپنا سر اٹھا کر جنت کی طرف دیکھو۔ وہ سر اٹھا کر کہے گا۔ پروردگار! مجھے چاندی کے بلند میدان اور موتیوں سے جڑاؤ سونے کے محلات نظر آ رہے ہیں۔ یہ کسی پیغمبرؑ کے ہیں۔ یا کسی صدیق یا شہید کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ اس کے ہیں جو اس کی قیمت ادا

کرے۔ بندہ عرض کرے گا۔ پروردگار! اس کی قیمت کون نہ ادا کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تو ادا کرسکتا ہے۔ عرض کرے گا۔ وہ قیمت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اس بندے کو معاف کرو یہی اس کی قیمت ہے۔ عرض کرے گا پروردگار میں نے اسے معاف کردیا۔ فرمان الٰہی ہوگا۔ اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جاؤ۔ پھر اس موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور آپس کے معاملات درست رکھو۔ اللہ پاک سب مومنوں کے معاملات درست رکھیں گے۔

اور یہ مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اخلاق کریمہ پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہے آپس کی فلاح و بہبودی اور تمام اخلاق حمیدہ کی پابندی' اپنے دل میں ابھی سے سوچ لو۔ کہ اگر تمہارا اعمالنامہ حقوق العباد سے پاک وصاف ہوا۔ اور تجھے شفقت وبخشش خداوندی حاصل ہوگئی۔ اور تجھے اس خوش نصیبی کا یقین ہوگیا جس کے بعد کوئی بدنصیبی نہیں۔ اور وہ دائمی نعمت حاصل ہوگی۔ جس کو کبھی فنا نہیں۔ تو اس وقت تمہارا دل بلیوں اچھل رہا ہوگا۔ اور تیرا چہرہ بارونق ہوگا۔ اور چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ اور تیری پیٹھ کا بوجھ ہلکا ہوجائے گا۔ نعمت خداوندی رضاءالٰہی کا نور تیرے ماتھے پر جگمگا رہا ہوگا۔ اولین وآخرین خلق خدا تجھے اور تیری حالت کو دیکھ رہی ہوگی۔ اور تیرے حسن و جمال پر رشک کر رہی ہوگی۔ اور فرشتے تیرے آگے پیچھے چل رہے ہونگے۔ اور علی الاعلان کہہ رہے ہونگے کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوگیا ہے۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیا ہے۔ اور یہ دائمی سعادت حاصل کرچکا ہے۔ جس کے بعد اب کوئی بدنصیبی نہیں۔

کیا یہ مقام ومرتبہ اس مقام سے اعلیٰ و برتر نہیں جو تو نے چاپلوسی بناوٹ وخوشامد سے دنیا میں لوگوں کے دلوں میں پیدا کرلیا تھا اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ مقام ومرتبہ جو اللہ

تعالیٰ کے ہاں تو حاصل کرے گا بہتر ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کی کوئی نسبت نہیں۔تو خالص اخلاص اور سچی نیت کو اس مقام کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنالے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملے کی سچائی سے ہی تو اس مقام کو حاصل کر سکے گا۔اور اگر اس کے برعکس تیرا اعمالنامہ ان برائیوں سے بھرا ہوا نکلا۔ جسے تو معمولی سمجھتا تھا۔ حالانکہ وہ برائیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں غیر معمولی تھیں۔تو یہ بات تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اے برے آدمی تجھ پر میری پھٹکار ہو۔ میں تیری کوئی عبادت قبول نہیں کرونگا۔ یہ آواز سنتے ہی اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے فرشتے بھی اس پر ناراض ہو جائیں گی۔اور کہیں گے تجھ پر ہماری اور تمام مخلوق کی پھٹکار ہو۔

اس وقت دوزخ کی طرف دھکیلنے والے فرشتے تجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔اور اللہ تعالیٰ کی غضبناکی کی وجہ سے نہایت غضبناک ہونگے۔اور تند خوئی اور بدروئی کے ساتھ اپنی ڈراؤنی شکل میں آگے بڑھیں گے۔اور تمام لوگوں کے روبرو تجھے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے۔اور لوگ تیرے سیاہ چہرے اور رسوائی کا نظارہ کر رہے ہونگے۔اور تو ہائے ہلاکت ہائے بربادی پکار رہا ہوگا۔فرشتے تجھ سے کہیں گے۔ ایک بربادی نہیں ایک ہلاکت نہیں بلکہ زیادہ ہلاکتوں اور بربادیوں کا واویلا مچاؤ۔ پھر فرشتے اعلان کریں گے یہ کہ فلاں ابن فلاں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی ذلت و رسوائی کو سر عام کر دیا ہے۔اور اس کے قبیح اعمال کی وجہ سے اسے ملعون قرار دیا ہے۔اور اسے ایسی بدبختی سے دوچار کیا ہے جس کے بعد کبھی بھی اسے خوش بختی حاصل نہیں ہوگی۔اور تیری یہ بدبختی اس برے عمل کی وجہ سے ہوگی۔ جسے تو نے لوگوں سے چھپ کر کیا ہوگا۔اور جھوٹی پارسائی قائم رکھنے اور رسوائی سے بچنے کے لئے اسے تو نے لوگوں سے چھپایا ہوگا۔اور یہ تیری جہالت کا ثبوت ہوگا۔ کہ اس دنیا فانی میں تھوڑی سی رسوائی سے بچنے کے لئے

تو اتنی کثیر خلق خدا کے سامنے رسوا ہونے سے نہیں ڈرا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دردناک عذاب کا خیال بھی نہ کیا ہو گا۔ اور یہ نہ سوچا ہو گا۔ کہ تندخو سخت مزاج فرشتوں کے ہاتھوں نار جہنم کی طرف دھکیلا جانا ہے۔ تیرا یہ حال ہونا ہے۔ اور تجھے خطرے کا کوئی احساس نہیں۔

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

باب نمبر 38

# مال دنیا کی مذمت کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ☆ (سورہ المنٰفقون آیت ۹) | ﴿اے ایمان والو! تمہارے مال واولاد تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کردیں۔اور جو بھی ایسا کرے گا تو وہ لوگ نقصان اٹھانے والے ہونگے﴾ |

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّاللّٰہُ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ☆ (سورہ التغابن آیت ۵) | ﴿تمہارے مال اور اولاد یقیناً تمہارے لئے آزمائش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے﴾ |

تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے اجروثواب پر مال واولاد کو ترجیح دیتا ہے۔وہ نہایت گھاٹے اور خسارے میں رہتا ہے۔اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ☆ (سورہ التکاثر آیت ۱) | ﴿زیادہ کی طلب نے تمہیں ہلاک کردیا﴾ |

اور فرمان مولائے کریم ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ☆ (سورہ ھود آیت ۱۰۰)

﴿جو شخص بھی زندگانی دنیا اور اس کی زینت چاہتا ہے۔ ہم اس کو پوری دے دیتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو دینے میں کمی نہیں کی جاتی﴾

اور اللہ تعالیٰ وتبارک کا ارشاد گرامی ہے:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ☆ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ☆ (سورہ العلق آیت ۶۔۷)

﴿بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو خوشحال دیکھتا ہے﴾

تو ہر طاقت وتصرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے جو بالا وعظیم ہے۔

آنحضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ دنیاوی جاہ اور مال کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتے ہیں جس طرح پانی سبزی پیدا کرتا ہے۔ اور نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو درندے بھیڑ بکریوں کے رایوڑ کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا نقصان دنیاوی شرف اور مال کی محبت مسلمان کے دین کو پہنچاتے ہیں۔ نیز آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ کی خواہش کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے اس طرح دنیا سے نفرت کی ہے لیکن ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ آنحضورﷺ سے پوچھا گیا۔ آپ کی امت میں کون لوگ زیادہ برائی میں ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ دولت مند! اور آپ نے فرمایا جلد ہی تمہارے بعد کچھ لوگ آئیں گے۔ جو دنیا کی رنگا رنگ نعمتیں کھائیں گے۔ طرح طرح کے عمدہ گھوڑوں پر سوار ہونگے۔ رنگ برنگ کی حسین وجمیل عورتوں سے نکاح کریں گے۔ اور رنگ برنگ کے اعلیٰ لباس زیب تن کریں گے۔ ان کے پیٹ تھوڑے سے نہیں بھریں گے۔ اور ان کے نفس زیادہ پر بھی قناعت نہیں کریں گے۔ دنیا پر گر پڑیں گے۔ صبح وشام دنیا

میں مگن ہونگے۔ اور دنیا کو ہی اپنا خدا بنالیں گے۔ اسی کا حکم مانیں گے۔ اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلیں گے۔ تو محمد بن عبداللہ ﷺ کی طرف سے تمہیں اور تمہاری اولاد اور اولاد کی اولاد کو بھی قسم ہے کہ اگر تم وہ زمانہ پاؤ۔ اور ایسے لوگوں کو دیکھو تو انہیں سلام نہ کہو۔ اور ان کے مریضوں کی بیمار پرسی نہ کرو۔ اور ان کے جنازوں کے پیچھے نہ چلو۔ اور ان کے بڑوں کی عزت نہ کرو۔ تو جو تم میں سے ایسا کرے گا۔ تو وہ اسلام کو گرانے میں ان کی مدد کرے گا۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ دنیا کو دنیا داروں کے لئے رہنے دو۔ جس نے دنیا میں گزران سے زیادہ لیا اس نے اپنی ناسمجھی سے اپنی بربادی کو دعوت دی۔ اور آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کہتا ہے میرا مال۔ میرا مال۔ لیکن حقیقت میں تیرا مال وہ ہے جو تو نے کھا کر ختم کردیا۔ اور جو پہن کر پرانا کردیا۔ اور جو صدقہ کر کے باقی رکھا۔ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول ﷺ کیا بات ہے مجھے مرنا پسند نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تمہارے پاس مال ہے۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا۔ اپنا مال آگے بھیجو۔ اس لئے کہ مومن کا دل مال کے ساتھ رہتا ہے۔ اگر اسے آگے بھیج دے گا تو خود بھی آگے جانے کی خواہش کرے گا۔ اگر پیچھے رکھے گا تو اس کے ساتھ پیچھے رہنے کی خواہش کرے گا۔ نیز آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے تین دوست ہوتے ہیں۔ ایک روح نکلنے تک ساتھ رہتا ہے۔ دوسرا قبر تک ساتھ جاتا ہے۔ اور تیسرا قیامت تک ساتھ جائے گا۔ جو روح کے قبض ہونے تک ساتھ رہتا ہے۔ وہ اس کا مال ہے اور جو قبر تک ساتھ جاتا ہے وہ اس کے گھر والے ہیں۔ اور جو یوم حشر تک اس کے ساتھ جائے گا۔ وہ اس کا عمل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواروں نے آپ سے پوچھا کیا بات ہے۔ کہ آپ پانی پر چل لیتے ہیں۔ اور ہم نہیں چل سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ روپے پیسے کا

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش (ام المومنین) رضی اللہ عنہا کو کچھ عطیہ روانہ فرمایا حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا! یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطیہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی بخشش فرمائے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے ایک پردہ اتارا۔ اس کے ٹکڑے کر کے اس کی تھیلیاں تیار کیں۔ اور اس میں اس مال کو اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور یتیموں میں بانٹ دیا۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ اس سال کے بعد مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطیہ نہ ملے۔ لہذا آپ تمام امہات المومنین سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس نے بھی روپے پیسے کو عزت دی اللہ تعالیٰ نے اسے رسوا کیا۔ سب سے پہلے جب درہم دینار بنائے گئے تو شیطان نے انہیں اٹھا کر پیشانی پر لگایا پھر انہیں چوم کر کہنے لگا۔ جو تجھ سے پیار کرے گا وہ میرا صحیح غلام ہو گا۔ اور سمیط بن عجلانؒ فرماتے ہیں کہ درہم و دینار منافقوں کی لگامیں ہیں اور انہیں کھینچ کر نار جہنم کی طرف لے جائیں گی۔ اور حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ روپیہ پیسہ بچھو ہے اگر تم اس کا منتر نہیں جانتے تو اسے مت پکڑو۔ کیونکہ اگر اس نے تجھے ڈس لیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ عرض کیا گیا کہ اس کا منتر کیا ہے؟ فرمایا حلال طریقے سے حاصل کرنا اور جائز حق پر صرف کرنا۔

حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا مثالی صورت میں بن سنور کر میرے سامنے آئی۔ میں نے کہا میں تیرے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہنے لگی اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مجھ سے بچا کر رکھے تو روپے پیسے سے نفرت کرو۔ کہ یہی اصل میں پوری دنیا ہے۔ کہ اسی سے انسان دنیا کی تمام برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو جس نے روپے پیسے سے احتراز کیا وہ دنیا سے بچ گیا۔ اسی بارے میں کہا گیا ہے۔

اِنّـِی وَجَـدْتُ فَلاتَـظُـنُّـوْا　　　اِنَّ التَّـوَرُّعَ عِــنْـدَ ھٰـذَا

غَیْـــــــــرَہٗ　　　اَلْـــــدِّرْھَـــــمِ

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَیْہِ ثُمَّ تَرَکْتَہٗ　　　فَـاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاکَ تَقْوٰی اَ

لْـــمُسْـــلِـــمِ

میں نے تو یہی سمجھا ہے اور تم بھی انکار نہ کرو کہ اصل پرہیز گاری پیسے سے بچنے میں ہے۔ جب تم بس میں ہونے کے باوجود اسے چھوڑ دو تو سمجھ لو کہ تمہارا تقویٰ ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

اور اسی بارے میں کہا گیا ہے:

لَایَضُـــرَّنَّکَ مِـنَ الْمَرْءِ　　　اَوْاِزَارٌ فَـوْقَ عُـظْمِ السَّاقِ

قَـــمِیْـــصٌ رَقَّـــعَـــہٗ　　　رَفَــــــعَــــــہٗ

اَوْجَبِیْـنٌ لَّاحَ فِیْـہِ اَثَرٌقَدْ　　　اَرِہِ الـدِّرْھَـمَ تَـعْرِفْ حُبَّـہٗ

خَـــلَــــعَـــــہٗ　　　اَوْوَرَعَـــــــــــہٗ

﴿کسی شخص کے کرتے پر پیوند لگا ہوا یا ازار پنڈلی سے اوپر اٹھا ہوا تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے (کہ یہ بڑا پرہیز گار ہے) یا کہ اس کے ماتھے پر سجدوں کے نشان پڑے ہوئے ہیں بلکہ اس کے تقویٰ کا تب پتہ چلے گا کہ اسے پیسہ دکھاؤ تو جانو گے مال سے محبت کرتا ہے یا صحیح پرہیز گار ہے﴾۔

## روایت

حضرت مسلمہ بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی موت کے وقت ان کے پاس آئے اور عرض کیا یا امیر المومنین آپ نے اپنی زندگی میں ایسا عمل کیا ہے جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ کہ ان کے پاس کوئی روپیہ پیسہ نہیں ہے۔ اور آپ کے تیرہ بچے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے پکڑ کر بٹھا دو۔ جب انہیں بٹھایا گیا تو

آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ان کے لئے کوئی روپیہ پیسہ نہیں چھوڑا۔ تو میں نے زندگی میں ان کے کسی حق میں کوتاہی نہیں کی۔ اور کسی دوسرے کا حق انہیں نہیں دیا۔ میری اولاد دو قسم کی ہو سکتی ہے۔ یا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہونگے تو انہیں اللہ کافی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا کارساز ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہونگے۔ تو اس صورت میں مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ کہ ان کا کیا بنا۔

## روایت

حضرت محمد بن کعب القرظی کے بارے میں روایت ہے۔ کہ انہیں کہیں سے بہت سا مال مل گیا۔ انہیں مشورہ دیا گیا کہ بہتر ہوگا کہ اسے اپنی اولاد کے لئے سنبھال کر رکھ لیں۔ فرمایا نہیں بلکہ میں اسے اپنے لئے اپنے پروردگار کے پاس سنبھال کر رکھوں گا۔ اور اپنی اولاد کے لئے اپنے پروردگار کو رکھوں گا (کہ وہی ان کا کارساز ہو گا)

## روایت

مروی ہے کہ کسی شخص نے ابو عبدربہ سے کہا تم اپنی اولاد کے لئے مال پیچھے چھوڑ کر اپنے ساتھ شر نہ لے جانا۔ یہ سن کر اس نے ایک لاکھ درہم اپنے مال سے خرچ کر دیئے۔

یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ موت کے وقت انسان کے مال میں دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی اولین و آخرین میں کوئی مثال نہیں۔ پوچھا گیا۔ وہ دو مصیبتیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا سب مال لے لیا جائے گا۔ اور اس سارے مال کا حساب اسے دینا پڑے گا۔

باب نمبر 39

# عملوں کے حساب، ترازو اور عذاب جہنم کا بیان

میرے بھائی! اعمال کے تلنے اور اعمالنامے دائیں بائیں ہونے کی فکر کرو کیونکہ حساب کتاب کے بعد لوگ تین طرح کے ہونگے۔ ایک گروہ وہ ہوگا جس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ ان کے لئے جہنم سے سیاہ رنگ کی ایک گردن نکلے گی جو انہیں ایسے لقمہ بنا کر لے جائے گی جس طرح کوئی پرندہ دانہ چن لیتا ہے۔ انہیں لپیٹ کر اٹھائے گی اور دوزخ میں پھینک دے گی۔ اور آگ انہیں نگل جائے گی۔ اور پکار کر کہے گی یہ ایسے بدنصیب ہیں جنہیں اب کبھی خوش بختی نصیب نہیں ہوگی۔ دوسرے وہ لوگ ہونگے جن کی کوئی برائی نہیں ہوگی۔ پکارنے والا پکارے گا کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ تو وہ کھڑے ہونگے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسا ہی سلوک رات کو عبادت کرنے والوں سے کرے گا۔ باقی رہ گئے تیسری قسم کے لوگ۔ اور وہ زیادہ ہونگے۔ جن کی نیکیاں اور برائیاں ملی جلی ہونگی اور انہیں پتہ نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہوگا کہ نیکیاں زیادہ ہیں یا برائیاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بتانا ضروری سمجھے گا۔ تاکہ معاف کرکے اپنی فضیلت ظاہر کرے۔ یا سزا دیکر اپنے انصاف کو ظاہر کرے۔ عمل نامے اڑتے پھریں گے۔ اور دفتر نیکیوں اور برائیوں سے بھرے ہونگے۔ اور ترازو رکھی جائے گی۔ اور آنکھیں اعمال ناموں کی طرف لگی ہونگی کہ دائیں ہاتھ میں ملتے ہیں یا بائیں ہاتھ میں۔ اور نظریں ترازو کے کانٹے کی طرف لگی ہونگی کہ برائیوں کی طرف جھکتا ہے یا نیکیوں کی طرف یہ وہ ہولناک منظر ہوگا کہ مخلوق کی عقلیں دنگ رہ جائیں گی۔

روایت

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تھا کہ آپ کو اونگھ آ گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخرت کو یاد کر کے رونے لگیں۔ حتیٰ کہ آپ کے آنسو بہہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے۔ آپ نے بیدار ہو کر ارشاد فرمایا: عائشہ! تمہیں کس چیز نے رلا دیا۔ عرض کرنے لگیں کہ میں آخرت کو یاد کر رہی تھی۔ پھر آپ عرض کرنے لگیں کیا آپ قیامت کے روز اپنے گھر والوں کو یاد فرمائیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تین مقامات ایسے ہیں جہاں اپنی جان کے سوا کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔

1- جب ترازو رکھی جائے گی اور اعمال تولے جائیں گے۔ تو جب تک انسان دیکھ نہ لے کہ اس کا میزان ہلکا ہوا یا بھاری۔

2- اعمال نامے ملتے وقت جب تک انسان دیکھ نہ لے کہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں۔

3- پل صراط سے گزرتے وقت۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت انسان کو لا کر ترازو کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا اور اس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو وہ فرشتہ بلند آواز سے پکارے گا جس کو تمام مخلوق سنے گی کہ فلاں ایسا سعادت مند ہے کہ اس کے بعد کبھی بدنصیب نہیں ہوگا۔ اور اگر نیکیوں کا پلڑا ہلکا رہ گیا تو فرشتہ ایسی آواز سے پکارے گا جس کو تمام مخلوق سنے گی۔ کہ فلاں ایسا بدنصیب ہے کہ اس کو اس کے بعد کبھی بھی خوش نصیبی حاصل نہیں ہوگی۔ اور نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوتے وقت دوزخ کے فرشتے آئیں گے جن کے ہاتھوں میں لوہے کے ہتھوڑے اور جہنم کی آگ کے کوڑے ہونگے تو وہ اپنا جہنم کا حصہ جہنم کو لے جائیں گے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز قیامت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام کو پکار کر کہیں گے اے آدم! جہنمیوں کو بھیجو۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ جہنمی کتنے ہیں؟ اللہ تعالی فرمائیں گے ہر ہزار میں سے 999 جہنمی ہیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سنا تو مایوس ہوگئے۔ اور وہ ہنسنا بھول گئے۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے صحابہ کرامؓ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا۔ عمل کرو اور خوش خبری سنو۔ اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے تمہارے ساتھ دو قسم کی مخلوق ہوگی جو اور کسی کے ساتھ نہیں ہوگی۔ ہم انہیں بڑھا دیں گے۔ ان سمیت جو اولاد آدم علیہ السلام اور اولاد شیطان لعین سے ہلاک ہوچکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا وہ کون ہیں فرمایا وہ یاجوج ماجوج ہیں یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین خوش ہو گئے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عمل کرو اور خوش ہو جاؤ۔ مجھے اس ذات بارک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ تم روز قیامت لوگوں میں تعداد میں ایسے ہو۔ جیسے اونٹ کے پہلو میں تل اور چوپائے کے بازو میں داغ۔

اے اپنے آپ سے بے خبر انسان اور اس فانی دنیا کے مشاغل کے فریب خوردہ آدمی! اس دنیا کی فکر چھوڑ دے جسے تو چھوڑ کر جانے والا ہے۔ اور اپنی سوچ کا رخ اس مقام کی طرف موڑ دے جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ نار جہنم کا سامنا ہر ایک کو کرنا ہے۔ کہ قرآن مجید میں تنبیہ کی گئی ہے:

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ☆ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا ☆

(سورہ مریم آیت ۷۱۔۷۲)

﴿اور تم میں سے ہر شخص وہاں سے گزرنے والا ہے۔ اور یہ آپ کے پروردگار کا حتمی فیصلہ ہے۔ پھر ہم ڈرنے والوں کو بچا لیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے﴾۔

وہاں سے تیرا گزرنا تو یقینی ہے۔ لیکن بچ نکلنے میں شک ہے۔ تو وہاں سے گزرنے کی ہولناکی کو دل میں سوچتے رہو۔ تاکہ وہاں سے بچنے کی تیاری کر سکو۔ اور خلق خدا کی حالت پر غور کرو کہ قیامت کی کن کن مصیبتوں سے دوچار ہو رہے ہونگے۔ اور حقیقت حال معلوم ہونے اور کسی سفارش کے منتظر ہونگے۔ اور اس دن ظالموں کو کئی طرح کے اندھیروں نے گھیرا ہوگا۔ اور شعلوں والی آگ ان پر چھائی ہوگی۔ اور اس کا جوش و خروش سنیں گے۔ جو غیظ و غضب سے پھٹ رہی ہوگی۔

اس وقت مجرموں کو ہلاکت کا یقین ہو جائے گا۔ اور لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ حتیٰ کہ پاک باز لوگ بھی برے انجام سے ڈر رہے ہونگے۔ اور دوزخ کا ایک فرشتہ با آواز بلند کہے گا۔ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ جو دنیا پر لمبی امیدیں لگاتا رہا۔ اور برے کاموں میں اپنی عمر برباد کرتا رہا۔ پھر فرشتے لوہے کے گرز لے کر اس کی طرف بڑھیں گے۔ اور نہایت سخت مزاجی سے اس کا استقبال کریں گے۔ اور دوزخ کی گہرائی میں اسے جا پھینکیں گے۔ اور اسے کہیں گے:

ذُقۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡكَرِيۡمُ ☆

(سورہ الدخان آیت ۴۹)

﴿اب مزا چکھ تو بڑی عزت والا اور سردار ہے﴾۔

پھر اسے ایسے تنگ مکان میں ٹھہرائیں گے جو تاریک راہوں اور ہولناک بربادیوں سے بھری ہونگی۔ جس میں وہ ہمیشہ قید رہے گا۔اور اس میں آگ بڑھکتی رہے گی۔ کھولتا ہوا گرم پانی پینے کو ملے گا۔ ٹھکانا جہنم ہوگا۔ دوزخ کے فرشتے ان کی ٹھکائی کریں گے۔ اور ہاویہ دوزخ ان کو سمیٹ لے گا۔ ان کی تمام آرزوئیں ملیا میٹ ہو جائیں گی۔ وہاں سے انہیں چھٹکارا مشکل ہوگا۔ ان کے پاؤں پیشانی کے بالوں سے باندھے جائیں گے۔اور گناہوں کی تاریکی سے ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔ وہ اپنے ٹھکانوں سے پکاریں گے۔ اور ہر طرف سے فریاد کریں گے۔ اے مالک ہماری سزا تو برحق ثابت ہوگئی۔ لوہے کی زنجیریں ہم پر بھاری ہیں۔ اے مالک ہماری کھالیں جھلس گئیں۔ اے مالک ہمیں یہاں سے نکال دو۔ ہم دوبارہ گناہ نہیں کریں گے۔ دوزخ کے فرشتے کہیں گے۔ افسوس اب تمہیں امان نہیں مل سکتی تم اس ذلت کے مقام سے نکل نہیں سکتے۔ یہیں پڑے رہو۔ ہم سے بات بھی نہ کرو۔ اگر تم یہاں سے نکال بھی دیئے گئے۔ تو تم پھر برائیوں میں پڑ جاؤ گے۔

تو اس وقت وہ مایوس ہو جائیں گے۔اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر افسوس کریں گے۔ اب ندامت انہیں نہیں بچا سکے گی۔ اور افسوس ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔ بلکہ زنجیریں ڈال کر اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ ان کے اوپر آگ نیچے آگ' دائیں آگ' بائیں آگ' غرضیکہ آگ کے اندر غرق ہونگے۔ ان کا کھانا آگ' ان کا پینا آگ' پہناوا آگ' بچھونا آگ' وہ آگ کے بڑے بڑے انگاروں میں گھرے ہونگے۔ تارکول ان کا لباس ہوگا۔ انہیں گرزوں کی مار پڑے گی۔ بھاری زنجیروں میں باندھے جائیں گے۔ جس سے بہت تنگی اور مشکل سے چلیں گے۔اور دوزخ کے نچلے درجوں میں پس رہے ہونگے۔ اور اس کی تاریکیوں میں پریشان حال ہونگے۔اور آگ سے ہنڈیا کی طرح ابل رہے ہونگے۔ ہلاکت

و بربادی سے واویلا کرتے ہونگے۔ جب عذاب سے واویلا کریں گے۔ تو ان کے سروں پر کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا۔ جس سے ان کا اندرون شکم اور کھال جھلس جائے گی۔ اور لوہے کے ہتھوڑوں سے ان کی پیشانیوں کو پیٹا جائے گا۔ پیپ ان کے مونہوں سے بہہ رہی ہو گی۔ اور پیاس کی شدت سے ان کے جگر پارہ پارہ ہو رہے ہونگے۔ اور آنکھوں کا مادہ ان کے رخساروں پر بہہ رہا ہو گا۔ اور گالوں کا گوشت گر پڑے گا۔ تمام جسم کے بال اکھڑ کر گر جائیں گے۔ بلکہ کھال تک اتر جائے گی۔ جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم بدے میں کئ کھالیں پیدا کر دیں گے۔ ان کی ہڈیاں گوشت سے خالی ہو جائیں گی۔ اور ان کی جانیں رگوں اور پٹھوں سے اٹکی ہونگی۔ اور وہ آگ کے شعلوں میں آہ وزاری کرتے ہونگے۔ اور موت کی تمنا کریں گے۔ پر مر نہیں سکیں گے۔

تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم انہیں دیکھو گے کہ ان کے چہرے کوئلے سے بھی زیادہ سیاہ ہو چکے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں اندھی اور زبانیں گنگ ہو چکی ہوں گی۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں۔ اور ان کی ہڈیاں چورا چورا ہو چکی ہیں۔ اور ان کے کان بہرے اور ان کی کھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہیں۔ اور ہاتھوں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کے پیر ان کی پیشانی کے بالوں سے باندھ دیئے گئے ہیں۔ اور وہ آگ پر چہروں کے بل چل رہے ہیں۔ اور لوہے کے کانٹے ان کی آنکھوں میں چبھ رہے ہیں۔ اور آگ کے شعلے ان کے اعضائے جسم کے اندر تک سرایت کر چکے ہیں۔ اور ہاویہ دوزخ کے سانپ اور بچھوان کے اعضاء سے لپٹے ہوئے ہیں۔

یہ ان کے کچھ حالات ہیں اب ان کی خواہشات کی تفصیل پر نظر ڈالو اور جہنم کی گھاٹیوں میں ان کے پریشان ہونے پر غور کرو۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار زہریلے سانپ اور ستر ہزار بچھو ہیں اور کافر اور منافق لوگ ان

تمام وادیوں اور گھاٹیوں سے گزرے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ اَوْ وَادِی الْحُزْنِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ مَا وَادُ الْحُزْنِ اَوْ جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَھَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْہُ جَھَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَعَدَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْقُرَّآءِ الْمُرَائِیْنَ☆

﴿وادی حزن سے اللہ کی پناہ مانگو یا فرمایا کہ حزن کے کنویں سے پناہ مانگو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حزن کا کنواں یا فرمایا حزن کی وادی کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے روزانہ جہنم بھی ستر بار پناہ مانگتی ہے۔ یہ وادی اللہ تعالیٰ نے ریاکار قاریوں کے لئے تیار کی ہے۔

تو یہ ہے جہنم اور اس کی وادیوں کی وسعت' اور یہ دنیا کی خواہشات اور رو ادیوں کی تعداد کے مطابق ہے اور جہنم کے دروازوں کی تعداد ان سات اعضائے جسم کے مطابق ہے جس سے بندہ گناہ کرتا ہے۔ وہ دروازے ایک کے اوپر ایک ہیں پہلا دروازہ اس دوزخ کا ہے جسے جہنم کہتے ہیں۔ دوسرا دروازہ سقر ہے پھر لظا کا پھر حطمہ کا پھر سعیر کا پھر جحیم کا پھر ہاویہ کا۔ اب جہنم ہاویہ کی گہرائی پر غور کرو کہ اس کی گہرائی کی کوئی انتہا نہیں۔ جیسے دنیا میں انسانی خواہشات کی کوئی انتہا نہیں۔ جیسے دنیا کی خواہشات ختم نہیں ہوتیں بلکہ ان سے بھی ایک خواہش النسیان میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ہاویہ دوزخ ختم نہیں ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ گہرا ہاویہ اور شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ہم نے دھماکے کی آواز سنی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو۔ یہ کس چیز کی آواز ہے۔؟ ہم نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس پتھر کے گرنے کی آواز ہے جو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا۔ اوراب گہرائی تک پہنچا ہے۔

اب درجات کے فرق پر غور کرو۔ کہ آخرت میں بھی کئی مراتب ہیں۔ جیسے دنیا میں لوگوں کی طبیعتوں میں فرق ہے کہ بعض لوگ دنیا میں منہمک ہوکراس میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایک خاص حد تک اس میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جہنم کے مراتب بھی مختلف ہیں۔ اللہ تعالی کسی پر ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔ ہرایک کوایک جیسا عذاب نہیں ہوگا۔ اورایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ بلکہ ہرایک کواس کی نافرمانی اورگناہ کے مطابق عذاب ہوگا۔ حتی کہ سب سے کم عذاب پانے والا اگر دنیا کی تمام دولت دیکر بھی اس عذاب سے چھوٹ سکتا ہوتو وہ دینے کوتیار ہوگا۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ روز قیامت دوزخیوں میں سب سے معمولی عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا کہ اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ ابلے گا۔ دیکھو معمولی عذاب کا یہ حال ہے تو شدید عذاب کیسا ہوگا۔ اور جب بھی تمہیں عذاب جہنم کی شدت میں کچھ شک ہوتو اپنی انگلی آگ کے قریب کرکے دیکھ لواوراسی سے اندازہ کرلو۔ اور سمجھ لواس میں بھی تمہارا اندازہ صحیح نہیں ہوگا کیونکہ دنیا کی آگ کودوزخ کی آگ سے کوئی نسبت نہیں۔ جب تمہیں دنیا کی آگ کی تکلیف سخت محسوس ہوتی ہے تو جہنم کی آگ کوبھی خوب سمجھ لو۔ ہائے اہل جہنم کواگر دنیا جیسی آگ نظر آئے تو وہ دوزخ کی آگ سے بھاگ کر بے دھڑک اس میں چھلانگ لگادیں۔ اسی سے سمجھ لو جوبعض احادیث میں آیا ہے کہ دنیا کی آگ اللہ کی رحمت کے پانی سے ستر مرتبہ دھوئی گئی ہے۔ تب جا کر

کہیں یہ دنیا والوں کے لئے قابل برداشت ہوئی ہے۔

بلکہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آتش دوزخ کا بیان فرماتے ہوئے وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سال تک آگ بھڑکائی جائے۔حتیٰ کہ وہ سرخ رنگ کی ہوگئی۔پھر ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی تو وہ سفید رنگ کی ہوگئی۔پھر ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی حتیٰ کہ وہ سیاہ رنگ ہوگئی۔تو اب یہ نہایت تاریک وسیاہ ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نار جہنم نے اپنے پروردگار کے حضور شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے بعض حصہ نے بعض کو کھالیا۔(یعنی شدت حرارت سے اپنے آپ ہی میں جل رہی ہوں) تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایک سال میں دو بار سانس لینے کی اجازت دی۔ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں۔اور یہ جو تم گرمی اور سردی کی شدت محسوس کرتے ہو وہ اسی سانس لینے کی وجہ سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔کہ روز قیامت دنیا کے کسی مالدار کو لایا جائے گا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے نار جہنم میں ایک غوطہ دو۔غوطہ دینے کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کیا تجھے دنیا کی کوئی نعمت نظر آئی ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔تو پھر دنیا کے ایک نہایت مصیبت زدہ نیک شخص کو لایا جائے گا۔تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اسے جنت میں ایک غوطہ دو۔پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں دنیا کی کوئی مصیبت نظر آئی ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ شخص موجود ہوں پھر ایک جہنمی شخص وہاں آکر ایک سانس لے تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں۔

ایک عالم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

تَلۡفَحُ وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ☆ ﴿آگ ان کے چہروں کو جھلستی ہو گی﴾

کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ایک بار آگ ان کے چہروں کو جھلسے گی تو ہڈیوں پر گوشت کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔ بلکہ وہ آگ اس گوشت کو ان کی ایڑیوں پر ڈال دے گی۔ پھر اس کے بعد دوزخیوں کی بدبودار پیپ پر غور کرو جو ان کے جسموں سے بہہ رہی ہو گی اور وہ اس میں ڈوبے جا رہے ہوں گے۔ اور یہی غساق ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کی پیپ کا ایک ڈول اگر دنیا میں انڈیل دیا جائے تو اس سے اہل زمین پریشان ہو جائیں۔ تو یہی ان کے پینے کی چیز ہے۔ جب پیاس کی فریاد کریں گے تو پینے کو یہی ملے گی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاِنۡ یَّسۡتَغِیۡثُوۡا یُغَاثُوۡا بِمَآءٍ کَالۡمُهۡلِ یَشۡوِی الۡوُجُوۡهَ بِئۡسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتۡ مُرۡتَفَقًا ☆ (سورہ الکھف آیت ۲۹)

﴿اور اگر وہ (پیاس) سے فریاد کریں گے۔ تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہو گا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا۔ ان کے پینے کا پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری﴾

پھر ان کا کھانا ملاحظہ کرو۔ اور تھوہر کا پودا ہو گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ☆ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ☆ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ☆

﴿پھر تم اے جھٹلانے والے گمرا ہو! تھوہر کا درخت کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ اور پیو گے بھی تو اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔

(سورہ الواقعۃ آیت ۵۱ تا ۵۵)

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ☆ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ☆ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ☆ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ☆ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ☆

﴿وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی تہہ میں اُگے گا اس کے خوشے ایسے ہوں گے۔ جیسے شیطانوں (سانپوں) کے سر۔ سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا﴾۔

(سورہ الصافات آیت ۶۴ تا ۶۸)

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ ☆ (سورہ الغاشیہ آیت ۴۔۵) | ﴿وہ دہکتی آگ میں داخل ہونگے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا﴾۔ |

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا ☆ وَّطَعَامًا ذَاغُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ☆ (سورہ المزمل آیت ۱۲۔۱۳) | ﴿کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے۔ اور گلے میں اٹکنے والا کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے﴾۔ |

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اگر تھوہر کا ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی اجیرن ہو جائے۔ تو کیا حال ہوگا اس شخص کا جس کو یہ کھانا پڑے گا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس چیز کی رغبت کرو جس کی اللہ نے تمہیں رغبت دلائی ہے اور اس چیز سے بچو جس سے تمہیں اللہ نے ڈرایا ہے۔ یعنی اس کے عذاب اور سزا سے اور جہنم سے۔ اس لئے کہ اگر جنت سے ایک قطرہ تمہارے پاس اس دنیا میں آ جائے جس میں تم رہتے ہو تو تمہارے لئے دنیا کو خوشگوار کر دے۔ اور اگر جہنم سے ایک قطرہ تمہارے پاس اس دنیا میں آ جائے جس میں تم رہتے ہو تو تمہیں خراب کر دے۔

حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ دوزخ والوں پر بھوک مسلط کی جائے گی۔ وہ بھی گویا ان

کے لئے ایک عذاب ہوگا۔ وہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے تو انہیں گلے میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا۔ تو وہ اس بات کا تذکرہ کریں گے کہ وہ دنیا میں گلے میں اٹکے ہوئے کھانے کو نگلنے کے لئے پانی پیتے تھے۔ تو ان کو پینے کے لئے لوہے کے ڈونگوں میں کھولتا ہوا گرم پانی دیا جائے گا۔ جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب آئے گا تو ان کے چہروں کو جھلس دے گا۔ اور جب وہ پانی ان کے پیٹوں میں جائے گا تو جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہوگا اس کو کاٹ دے گا۔ فرشتے کہیں گے جہنم کے پہرے داروں سے کہو۔ تو وہ پکاریں گے:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ☆ (سورہ غافر آیت نمبر ۴۹)

﴿اپنے رب سے کہو کہ ایک دن کے لئے ہمارا عذاب ہلکا کر دے تو وہ کہیں گے﴾

اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنَاتِ قَالُوْا بَلٰی قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعَآءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ ☆

﴿کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر واضح دلائل کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ کہیں گے ہاں کیوں نہیں! تو وہ کہیں گے پھر بلاؤ اور پھر کافروں کا بلانا بیکار ہی جائے گا﴾۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر فرشتے کہیں گے کہ دوزخ کے فرشتے فرشتے مالک سے کہو۔ پھر مالک کو پکاریں گے:

يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ☆ (سورہ الذخرف آیت ۷۷)

﴿اے مالک (اپنے رب سے کہو) کہ ہمیں موت دے دے تو وہ فرشتہ جواب دے گا۔ اِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ کہ تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو گے﴾۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے فریاد کرنے اور مالک کے جواب دینے کی درمیانی مدت ایک ہزار برس ہوگی۔ پھر فرشتے ان سے کہیں گے۔ کہ تم براہ راست اپنے پروردگار سے یہ درخواست کرو۔ تو وہ بارگاہ رب العزت میں فریاد کریں گے:

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ☆ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ☆

﴿اے ہمارے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور ہم لوگ گمراہ ہو گئے اے ہمارے پروردگار ہمیں اس عذاب سے نکال دے پھر اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں۔ تو اللہ انہیں جواب دے گا﴾۔

اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ☆ (سورۃ مومنون ۱۰۶۔۱۰۷۔۱۰۸)

﴿کہ اسی ذلت میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو﴾

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔ اور اس وقت وہ آہ وزاری کرتے ہوئے حسرت اور افسوس کریں

گے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

| | |
|---|---|
| وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ | ﴿پیپ کا پانی پلایا جائے گا اور |
| يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ | وہ اس کو حلق سے نیچے نہیں اتار |
| ☆ (سورۃ ابراہیم آیت ۱۶۔۱۷) | سکے گا﴾۔ |

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو قریب کر کے اس کا گھونٹ بھرے گا جب چہرے کے قریب لائے گا تو اس سے چہرہ جھلس جائے گا۔ اس کے سر کی کھوپڑی گر پڑے گی۔ اور جب اسے پیئے گا تو وہ پانی اس کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔ اور دبر میں سے گزر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ | ﴿اور اگر پانی کے لئے فریاد کرو |
| كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ | گے تو انہیں تانبے کی طرح گرم |
| ☆ (سورت الکہف آیت ۲۹) | پانی دیا جائے گا۔ جو چہروں کو |
| | جھلسا دے گا﴾ |

تو پیاس اور بھوک کے وقت یہ ان کا کھانا پینا ہے۔ اب جہنم کے سانپوں اور بچھوؤں پر نظر ڈالو اور ان کے زہر اور ان کے جسم کی بڑائی اور ڈراؤنی شکل پر غور کرو جو جہنم والوں پر مسلط کئے جائیں گے۔ اور ان پر ڈسنے کے لئے مقرر رہوں گے۔ کہ وہ ڈسنے اور نوچنے سے ایک گھڑی بھر کو بھی نہیں رکیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا وہ مال روز قیامت گنجے سانپ کی شکل میں بنایا جائے گا جس کی دو زبانیں ہوں گی اور وہ اس

کے گلے میں ڈالا جائے گا۔پھر وہ اس کے جبڑوں کو قابو کرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ☆

(سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

﴿اور جو لوگ اس مال میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمایا ہے۔بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے لئے اچھا نہ جانیں بلکہ وہ مال ان کے لئے برا ہے قیامت کے روز جس مال میں بخل کرتے ہیں۔ اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا﴾۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دوزخ میں بختی اونٹوں کی طرح کی لمبی گردنوں کے سانپ ہونگے جو ایک بار ڈس لیں گے تو چالیس سال تک ان کی ٹیس محسوس ہوتی رہے گی اور دوزخ میں بڑی خچروں کی طرح کے بچھو ہونگے کہ وہ ڈس لیں گے تو چالیس سال تک ان کی ٹیس اور جلن محسوس ہوتی رہے گی۔اور یہ سانپ اور بچھو اس شخص پر مسلط کئے جائیں گے جن پر دنیا میں کنجوسی' بد اخلاقی' لوگوں کو ایذا رسانی مسلط ہوئی۔اور جو شخص ان چیزوں سے بچا رہا وہ ان سانپوں سے بھی بچ جائے گا۔اور ان کا مال سانپ کی شکل اختیار نہیں کرے گا۔ان سب باتوں کے بعد دوزخیوں کے جسموں کی بڑائی پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو لمبائی اور چوڑائی میں بڑھا دے گا تا کہ اس کی وجہ سے انہیں عذاب زیادہ ہو اور وہ دوزخ کی جلن اور سانپ بچھوؤں کے ڈسنے کی ٹیس تمام جسم میں متواتر محسوس کرتے

رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالی کے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر کی اور اس کی کھال کی موٹائی تین میل ہوگی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ دوزخی کا نچلا ہونٹ سینے پر پڑا ہوگا۔ اور اوپر والا پھیل کر چہرے کو ڈھانپ رہا ہوگا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کافر روز قیامت سجین میں اپنی زبان کو کھینچتا ہوا چلے گا کہ لوگ اسے روندتے ہوئے گزریں گے۔ اس طرح جسموں کی بڑائی کے ساتھ دوزخ کی آگ انہیں بار بار جلائے گی۔ اور ان کے چمڑے اور گوشت نئے سرے سے بنتے رہیں گے۔ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے اس فرمان:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا ☆ (سورۃ النساء آیت ۵۶)

﴿جب ان کے چمڑے جل جائیں گے تو ہم بدلے میں نئے چمڑے پیدا کردیں گے﴾۔

کے بارے میں فرمایا کہ آگ انہیں روزانہ ستر ہزار مرتبہ جلائے گی۔ جب آگ ان کو جلا کر راکھ کردے گی تو انہیں کہا جائے گا کہ پہلی حالت پر آجاؤ۔ تو وہ پھر سے پہلی حالت پر آجائیں گے۔

دوزخیوں کی آہ وزاری واویلا اور ہائے مرگئے ہائے مرگئے پکارنے پر غور کرو۔ یہ آہ وزاری اور واویلا انہیں دوزخ میں ڈالنے کی ابتدا ہی میں شروع ہوجائے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس دن دوزخ لائی جائے گی کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی۔ اور ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہونگے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ دوزخیوں پر آہ وزاری مسلط ہوگی کہ روتے روتے ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو بہانے لگیں گے حتیٰ کہ خون بہتے بہتے ان کے چہروں پر کھائیاں بن جائیں گی کہ اگر ان میں کشتیاں ڈال دی جائیں تو وہ چل پڑیں۔ پھر انہیں آہ وزاری واویلا اور ہلاکت و بربادی پکارنے کا حکم ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ وہ اس میں راحت محسوس کرنے لگیں گے۔ پھر وہ آہ وزاری اور واویلا سے بھی روک دیئے جائیں گے۔

حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ دوزخی پانچ دفعہ بارگاہ الٰہی میں فریاد کریں گے۔ جن میں چار کا اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا۔ جب پانچویں دفعہ ہو گی تو اس کے بعد وہ کبھی بھی بول نہیں سکیں گے۔ وہ کہیں گے:

رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ☆ (سورہ مومنون آیت ۱۱)

﴿اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دو بار موت دی اور دو بار زندگی دی۔ ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ جہنم سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟﴾۔

اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

ذَالِکُمْ بِاَنَّہٗ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ
وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ
یُّشْرَکْ بِہٖ تُؤْمِنُوْا فَا
لْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ☆
(سورہ المؤمن آیت ۱۲)

پھر کہیں گے۔

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا
مُوْقِنُوْنَ ☆ (سورہ السجدہ
آیت ۱۲)

﴿اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا۔ ہمیں واپس بھیج تا کہ ہم نیک عمل کریں بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں﴾۔

تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب میں فرمائے گا:

اَوَلَمْ تَکُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ
قَبْلُ مَالَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ ☆
(سورہ ابراہیم آیت ۴۴)

﴿کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے اب تمہیں یہاں سے کہیں نہیں جانا﴾۔

پھر کہیں گے:

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا
غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ☆
(سورہ فاطر آیت ۳۷)

﴿اے ہمارے پروردگار ہمیں (یہاں سے) نکال لے ہم اب نیک عمل کریں گے وہ نہیں جو پہلے کرتے تھے﴾۔

تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا:

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ☆ (سورہ فاطر آیت ۳۷)

﴿کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر لیتا ۔ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو اب ظالموں کا کوئی مددگار نہیں﴾۔

پھر وہ کہیں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ☆ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ☆ (سورہ المومنون آیت ۱۰۶)

﴿اے ہمارے پروردگار ہماری بدنصیبی ہم پر غالب آ گئی۔ اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے پروردگار اب ہمیں نکال لے اگر ہم دوبارہ برے عمل کریں تو ہم ظالم ہونگے﴾۔

اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے:

اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ☆ (سورہ المومنون آیت ۱۰۷)

﴿اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو۔ اور مجھ سے کلام نہ کرو﴾۔

اس کے بعد تمہیں بات تک کرنے کی اجازت نہیں یہ عذاب کی انتہا ہے۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کے متعلق:

سَوَآءٌ عَلَيۡنَآ اَجَزِعۡنَآ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَنَا مِنۡ مَّحِيۡصٍ ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۱)

﴿ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم واویلا کریں یا صبر کریں ہمیں اس سے چھٹکارا نہیں ﴾۔

فرمایا انہوں نے سو برس تک عذاب برداشت کیا پھر سو برس تک واویلا کیا۔ پھر سو برس تک صبر کیا۔ پھر انہوں نے یہ بات کہی کہ ہمارے لئے برابر ہے۔ کہ واویلا کریں یا کہ صبر کریں ہم چھوٹ نہیں سکتے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ روز قیامت موت کو ایک خوبصورت مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا اے جنت والو تمہیں دائمی زندگی ہے۔ اب کوئی موت نہیں۔ اور اے دوزخ والو! تمہارے لئے دائمی زندگی ہے اور کوئی موت نہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص ہزار سال بعد دوزخ سے نکلے گا۔ ہائے کہیں میں ہی وہ شخص نہ ہوں۔ اور لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک گوشے میں بیٹھے روتے ہوئے دیکھا۔ آپ سے پوچھا گیا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ مجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اور کوئی میری خبر ہی نہ لے۔ یہ مختصر طور پر عذاب جہنم کی قسمیں ہیں۔ لیکن اس کے غموں اور پریشانیوں مشقتوں اور حسرتوں کی تفصیل کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

دوزخیوں کے لئے سب سے زیادہ سخت عذاب' جنت کی نعمتوں' رضاء الٰہی' دیدار خداوندی' سے محرومی کی حسرت ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ سب کچھ چند کھوٹے درموں اور تھوڑے دنوں کے لئے حقیر دنیاوی خواہشات کے بدلے میں بیچ دیا۔ اور جو کچھ حاصل کیا وہ ناصاف گندہ اور ناگوار تھا۔ اب اپنے دل میں کہتے ہیں۔ ہائے افسوس! ہم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے لئے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اور چند دن ہم نے صبر نہ کیا۔ اگر ہم صبر کر لیتے تو وہ دن تو گزر ہی جاتے۔ اور

اب ہم رب العالمین کے قرب میں اس کی رضوان اور خوشنودی میں آرام کرتے ہیں۔ ہائے افسوس ہم سے یہ سب نعمتیں جاتی رہیں۔ جو نکل گیا سو نکل گیا۔ اور جو گنوانا تھا وہ گنوا بیٹھے۔ اب دنیا کی لذتوں اور نعمتوں میں سے ان کے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ پھر اگر انہوں نے جنت کی نعمتوں کو نہ دیکھا ہوتا تو ان کو زیادہ حسرت نہ ہوتی لیکن اب جب کہ وہ جنت کی نعمتیں دیکھ چکے ہیں تو ان کی حسرت شدید ہوگئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے روز قیامت کچھ لوگ جہنم سے جنت کی طرف لائے جائیں گے جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے۔ اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور جنت کے محلات اور جو نعمتیں اللہ نے جنتیوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں دیکھیں گے۔ تو آواز دیئے جائیں گے کہ انہیں پیچھے ہٹاؤ ان نعمتوں میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو وہ حسرت سے واپس لوٹیں گے کہ ابتدا سے لے کر آج تک ایسی حسرت سے کوئی واپس نہیں لوٹا ہے۔ پھر وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار اگر تو ہمیں یہ نعمتیں دکھانے سے پہلے دوزخ میں ڈال دیتا جو تو نے اپنے دوستوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں تو ہمیں دوزخ میں جانا آسان ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارے ساتھ ایسا ہی چاہتا ہوں۔ جب تم خلوت میں ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور جب تم لوگوں کے سامنے آتے تھے تو اپنی بد اعمالیاں چھپاتے تھے۔ لوگوں کو اپنی خباثت کے سوا ظاہر کرتے تھے۔ تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرے تم نے لوگوں کو عزت دی مجھے نہیں دی تم نے لوگوں کی وجہ سے برائیاں چھوڑیں میرے لئے نہیں چھوڑیں آج میں تمہیں درد ناک عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔ اور دائمی اجر وثواب سے محروم رکھوں گا۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم میں سے ہر کوئی سورج کے مقابلے میں سائے کو پسند کرتا ہے۔ پھر وہ دوزخ کے مقابلے میں جنت کو پسند نہیں کرے گا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کتنے ہی صحت مند جسم اور خوبصورت

چہرے اور خوش گفتار زبانیں کل جنت کے طبقوں میں چیخ و پکار کر رہے ہوں گے۔

حضرت داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے میرے اللہ میں سورج کی گرمی برداشت نہیں کر سکتا ہوں تو میں تیرے دوزخ کی آگ کی گرمی کیسے برداشت کر سکوں گا۔ میں تیری رحمت کی آواز نہیں سہار سکتا ہوں۔ تو تیرے عذاب کی آواز کیسے سہار سکوں گا۔

اے مسکین انسان ان خطرناکیوں پر نظر ڈالو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کو خطرناکیوں کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ اور اس آگ میں جانے والے بھی پیدا فرمائے ہیں۔ جو نہ زیادہ ہوں گے نہ کم ہوں گے اور اس بات کا فیصلہ کر کے اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ☆ (سورہ مریم ۳۹)

﴿اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیں جب فیصلے ہوں گے اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں﴾۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم اس آیت میں قیامت کے دن کی طرف اشارہ ہے۔ بلکہ یہ فیصلہ روز ازل سے ہو چکا ہے لیکن قیامت کے روز ظاہر ہوگا کہ تقدیر میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو قہقہے لگاتا ہے اور لہو ولعب میں مگن رہتا ہے۔ اور دنیا کی حقیر خواہشات میں مشغول رہتا ہے اور تجھے نہیں معلوم کہ تقدیر تیرے حق میں کیا فیصلہ کر چکی ہے اگر تو کہے نہ معلوم میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ اور میرا انجام کیا ہوگا اور تقدیر نے میرے حق میں کیا فیصلہ کیا ہے؟ تو اس کی ایک نشانی ہے جس سے تو اپنا انجام معلوم کر سکے۔ اور اس کے ذریعہ اپنی امید کی تصدیق کر سکے۔ وہ یہ ہے کہ تم اپنے اعمال اور حالات پر نظر ڈالو۔ کیونکہ ہر شخص کو وہ چیز آسان ہوتی ہے۔ جو اس کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اگر تمہیں نیکی کے راستے پر چلنا آسان معلوم ہو تو تمہارے

لئے خوشخبری ہے کہ تم نارِ جہنم سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر تمہارا نیکی کرنے کو دل نہیں چاہتا اور کوشش کے باوجود بھی دنیا کے جھنجٹوں میں پڑے رہتے ہو اور برائی کے ذرائع تمہیں میسر ہو جاتے ہیں۔ تو سمجھ لو کہ فیصلہ تمہارے خلاف ہو چکا ہے کہ یہ نافرمانی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے بارش سبزہ اگنے پر دلالت کرتی ہے۔ اور دھواں آگ پر دلالت کرتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَـفِـیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ☆ (سورۃ الانفطار آیت ۱۳۔۱۴)

﴿بلا شبہ نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بلا شبہ بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے۔﴾

لیکن اپنے آپ کو ان دو آیتوں پر پیش کر کے دیکھ لو۔ اور ان دو ٹھکانوں میں سے اپنا ٹھکانا معلوم کر لو اور حقیقت حال اللہ خوب جانتا ہے۔

باب نمبر 34

## درویشوں کی فضیلت کا بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فُقَرَآءُ هَا وَاَسْرَعُهَا تَضَجُّعًا فِي الْجَنَّةِ ضُعَفَآءُ هَا ☆

﴿اس امت کے بہترین لوگ درویش ہیں اور سب سے جلد جنت میں جانے والے کمزور لوگ ہیں۔﴾

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے دو کرشمے ہیں۔جس نے ان کو محبوب سمجھا اس نے مجھے محبوب سمجھا۔اور جس نے ان سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔اور وہ ہیں فقیری اور جہاد فی سبیل اللہ۔

### روایت

مروی ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا۔یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔اور آپ سے فرماتا ہے۔کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ یہ پہاڑ میں آپ کے لیے سونے کے بنا دوں کہ جہاں آپ جائیں یہ آپ کے ساتھ ساتھ جائیں۔تو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکا کر سوچا اور فرمایا۔جبریل! یہ دنیا اس کا گھر ہے۔جس کا کوئی گھر نہیں۔اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں۔

اور دنیا کے لیے وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔یہ سن کر حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا۔یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ نے آپ کو درست بات پر قائم رکھا۔

### روایت

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ایک سفر کے دوران ایک شخص کے پاس سے گزرے جو چت اوندھے سو رہا تھا۔ آپ نے اسے جگا کر فرمایا۔ ارے سونے والے۔ اٹھو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اس نے کہا۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ میں نے تو دنیا کو دنیا داروں کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پیارے پھر سو جاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام زمین پر سوئے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ جس کے سر کے نیچے اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ اور اس کا چہرہ اور ڈاڑھی مٹی میں آلودہ ہو رہے تھے۔ اور وہ چت اوڑھے سو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا پروردگار! تیرا یہ بندہ تو دنیا میں خوار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ کہ موسیٰ! تمہیں معلوم نہیں کہ جب میں کسی بندے پر پوری طرح سے نظر شفقت فرماتا ہوں تو دنیا مکمل طور پر اس سے چھین لیتا ہوں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ کے پاس مہمانی کے لیے کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے مجھے خیبر کے ایک یہودی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اسے جا کر کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ ماہ رجب تک مجھے آٹا ادھار یا قرض دے دو۔ میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: نہ ادھار نہ قرض بلکہ بطور رہن دوں گا۔ میں نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: واللہ میں آسمان والوں اور زمین والوں میں امانت دار ہوں۔ اگر مجھے ادھار یا قرض دے دیتا تو میں ضرور اسے ادا کر دیتا۔ میری یہ قمیص لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھ دو۔ جب میں وہاں سے نکلا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَابِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا☆ (سورۃ الانبیاء آیت 131)

﴿اور کئی طرح کے لوگوں کو ہم نے دنیا کی (زندگی میں) آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تا کہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا﴾

یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ترک دنیا پر تسلی کے لیے آئی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فقیری مومن کے لیے گھوڑے کے چہرے پر سفیدی سے زیادہ زینت بخش ہے۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص صبح کو اٹھے تو اس کا جسم تندرست ہو اور رہنے کی جگہ پر امن ہو اور اس دن کا گزارہ اس کے پاس موجود ہو تو سمجھو کہ اسے دنیا کی پوری دولت مل گئی ہے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب تم فقر کو آتا دیکھو تو کہو: اے نیکوں کی نشانی خوش آمدید۔

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نبی کا گزر ساحل سمندر سے ہوا۔ آپ نے ایک آدمی کو مچھلیوں کا شکار کرتے ہوئے دیکھا کہ اس نے بسم اللہ کہہ کر جال پانی میں پھینکا۔ لیکن اس کے جال میں کچھ نہیں آیا۔ پھر ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے کہ جس نے شیطان کا نام لے کر جال ڈالا تو اس کے جال میں اتنی زیادہ مچھلیاں آ گئیں کہ اسے کھینچنا مشکل ہو گیا۔ اللہ کے نبی نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا پروردگار یہ کیا معاملہ ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ سب تیرے قبضے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے بندے کو ان دونوں آدمیوں کا مقام و مرتبہ بتا دو۔ جب انہوں نے پہلے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بزرگی اور دوسرے کی

ذلت ملاحظہ کی تو عرض کیا: یا پروردگار میں تیری رضاء پر راضی ہوں۔

ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو میں نے وہاں فقراء کی کثرت دیکھی اور جہنم میں جھانکا تو وہاں عورتوں اور دولت مندوں کی کثرت دیکھی۔ ایک دوسری حدیث پاک میں ہے کہ میں نے عرض کیا کہ دولت مند کہاں ہیں؟ تو جواب دیا گیا کہ انہیں حساب و کتاب نے روک رکھا ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ میں نے جہنمیوں میں عورتوں کو زیادہ دیکھا تو میں نے پوچھا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ جواب دیا گیا کہ دو سرخ چیزوں یعنی سونا اور زعفران کی مشغولیت نے ان کو جہنم میں ڈالا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں مومن کا تحفہ فقیری ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخر میں جنت میں جانے والے حضرت سلیمان علیہ السلام ہونگے۔ سلطنت کے حساب و کتاب کی وجہ سے۔ اور جنت میں داخل ہونے والے آخری صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونگے۔ بوجہ اپنی دولت مندی کے۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ بڑی مشکل سے جنت میں داخل ہوئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دولت مند بڑی مشکل سے جنت میں داخل ہوگا۔ اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اور جب زیادہ محبت کرتا ہے تو اسے قلاش کر دیتا ہے۔ پوچھا قلاش کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جس کے اہل وعیال اور مال و دولت سب ختم ہو جائیں۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جب تم غربت کو آتا دیکھو تو کہو! نیکوں کی نشانی خوش آمدید۔

اور جب دولت مندی کو آتا دیکھو تو کہو! کوئی گناہ ہے جس کی سزا جلدی دی گئی

ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے پروردگار! تیری مخلوق میں تیرے محبوب کون لوگ ہیں۔ جن سے میں تیری وجہ سے محبت کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زیادہ محتاج لوگ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: میں مسکینی کو پسند کرتا ہوں اور دولت مندی سے نفرت کرتا ہوں۔ اور آپ کا سب سے پسندیدہ نام یہ تھا کہ آپ کو کہا جائے۔ ''یا مسکین'' جب عرب کے معززین اور دولت مندوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ایک دن ہمارے لیے مقرر کرو اور ایک دن غریبوں کے لیے۔ کہ جس دن وہ آئیں ہم نہ آئیں۔ اور جب ہم آپ کے پاس آئیں تو وہ نہ آئیں۔ ان غرباء سے مراد حضرت بلال' سلمان' صہیب' ابوذر' خباب بن ارت' عمار بن یاسر' ابوہریرہ اور اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے درویش لوگ مراد تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا مطالبہ منظور کر لیا اس لیے کہ انہوں نے شکایت کی تھی کہ ان کے جسم اور لباس کی بدبو سے ان کو اذیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ موٹا کپڑا پہنتے تھے اور گرمی میں پسینہ آ کر ان کے کپڑوں میں بانس پیدا ہو جاتی تھی جو دولت مندوں کو ناگوار گزرتی تھی۔ ان دولت مندوں میں عقرہ بن حابس تمیمی' عیینہ بن حصن فزاری' عباس بن مرداس سلمی وغیرہ شامل تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس مطالبے کو منظور فرمالیا کہ انہیں اور انہیں ایک مجلس میں اکٹھا نہیں کریں گے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ
وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ
(يَعْنِي الْفُقَرَآءِ) تُرِيْدُ زِيْنَةَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (يَعْنِي
الْاَغْنِيَآءِ) وَلَا تُطِعْ مَنْ
اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا.
(يَعْنِي الْاَغْنِيَآءَ) وَقُلِ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ
فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ
فَلْيَكْفُرْ ☆
(سورۃ الکہف آیت
(28-29

﴿اور جو لوگ صبح و شام اپنے
پروردگار کو پکارتے ہیں۔ اور
اس کی خوشنودی کے طالب ہیں
۔ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔
اور تمہاری نگاہیں ان میں سے
گزر کر اور طرف نہ دوڑیں
(یعنی محتاجوں سے) کہ تم
آرائش زندگانی دنیا کے
خواستگار ہو جاؤ۔ (یعنی دولت
مندوں کے) اور جس شخص کے
دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل
کردیا۔ (یعنی دولت مند)﴾

(اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے۔) اس کا کہا نہ ماننا۔اور کہہ دو کہ لوگو یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ مکرمہ کا ایک معزز شخص بیٹھا ہوا تھا۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار گزرا۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ کیونکہ ان کے پاس بھی دولت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ان کے پاس کونسی دولت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ انہیں حکم ہوگا۔ دیکھو کس نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا۔ اور کس نے تمہیں پانی کا گھونٹ پلایا۔ اور کس نے تمہیں لباس پہنایا۔ اس کا ہاتھ پکڑو اور اسے جنت کو لے جاؤ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے ایک آہٹ سنی۔ میں نے دیکھا تو بلالؓ تھے۔ اور میں نے اوپر دیکھا تو میری امت کے درویش لوگ اور ان کے اہل وعیال تھے۔ اور میں نے نیچے دیکھا تو کچھ دولت مند اور عورتیں تھیں۔ میں نے عرض کیا پروردگار! ان کا کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورتوں کو تو دو سرخ چیزیں سونا اور ریشم لے ڈوبیں۔ اور دولت مند ابھی تک حساب وکتاب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ پھر میں نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ٹوہ لگائی۔ تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے نظر نہیں آئے۔ بعد میں وہ روتے ہوئے آئے۔ میں نے پوچھا تم مجھ سے کیسے بچھڑ گئے؟ انہوں نے عرض کیا۔ کہ مجھے آپ تک پہنچنے میں بہت مشکلات پیش آئیں۔ کہ مجھے یہ گمان ہوگیا کہ میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے عرض کیا میں تو اپنے مال کے حساب کتاب میں پھنس گیا تھا۔

ملاحظہ کیجیے۔ یہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین صحابہ عظامؓ میں سے ہیں۔ اور ان عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں جن کے بارے میں قطعی طور پر معلوم ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مال کے بارے میں ایسا بتایا اور مال ان کے حق میں اس حد تک عار ہوگیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک فقیر شخص کے پاس تشریف لائے

جس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر اس کا نور تمام اہل زمین میں تقسیم کر دیا جائے۔ تو سب کو کافی ہو گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتا نہ دوں کہ جنتیوں کے بادشاہ کون کون لوگ ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا یہ کمزور بے بس غبار آلود پراگندہ بال دو پرانے کپڑوں میں ملبوس جس کی لوگ پرواہ نہیں کرتے۔ (وہ جنتیوں کا بادشاہ ہوگا۔)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:۔

عمران! تمہاری میرے نزدیک ایک خاص قدر و منزلت ہے۔ کیا تم فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کو جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہاں ضرور! تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ حتیٰ کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر دستک دی۔ اور فرمایا۔ بیٹی السلام علیکمؑ کیا میں اندر آ جاؤں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آجایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور میرا ساتھی دونوں آجائیں۔؟ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عمران ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرنے لگیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میرے جسم پر صرف ایک لمبا کرتہ ہے۔ آپ نے اپنے دست مبارک کے اشارے کے ساتھ فرمایا کہ ایسے ایسے اپنے جسم کو ڈھانپ لو۔ آپ عرض کرنے لگیں جسم تو میں نے چھپا لیا ہے یہ سر کا کیا

حضرت ابو الدرداؓ فرماتے ہیں۔ کہ

دو درہموں والا سخت پکڑا جائے گا۔ یا فرمایا اس کا حساب ایک درہم والے سے سخت ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک ہزار درہم بھیجے۔ تو آپ بہت رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو کر گھر آئے۔ بیوی نے پوچھا کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ فرمایا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مصیبت پیش آئی ہے۔ پھر فرمایا اپنا کوئی پرانا کرتا لاؤ۔ وہ لائیں تو آپ نے اس کو پھاڑ کر اس کی تھیلیاں بنائیں اور ان میں درہم ڈال کر تقسیم کر دیے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اور صبح تک روتے رہے۔ پھر فرمایا۔ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ میری امت کے فقراء دولت مندوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ ایک مال دار شخص ان درویشوں کی جماعت میں جا گھسے گا تو ہاتھ پکڑ کر نکال دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ تین قسم کے لوگ بغیر حساب و کتاب جنت میں چلے جائیں گے۔ ایک وہ شخص جو اپنا لباس دھونا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے پہننے کو پرانا کپڑا نہیں۔ دوسرا وہ شخص جس کے چولہے پر دو ہنڈیا نہیں چڑھتیں۔ تیسرا وہ شخص جو پینے کو کچھ مانگے تو اسے یہ جواب نہ ملے کونسا مشروب لائیں؟

کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک فقیر آیا۔ آپ نے فرمایا: بیٹھو! اگر تم دولت مند ہوتے تو میں تمہیں اپنے قریب نہ بٹھاتا۔ کیونکہ آپ کے دولت مند دوست بھی یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ بھی فقیر بنیں۔ فقیروں میں زیادہ بیٹھنے اور امیروں سے پہلو تہی کرنے کی وجہ سے۔ مومل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں امیروں سے زیادہ کسی کو بے قدر نہیں دیکھا۔ اور فقیروں سے زیادہ باعزت نہیں دیکھا۔ ایک دانشور کا قول ہے: بے چارہ

انسان نارِ جہنم سے ایسے ڈرے جیسے فقیری سے ڈرتا ہے تو وہ دونوں سے بچ جائے۔ اور اگر جنت کی اتنی خواہش کرے جتنی دولت مندی کی کرتا ہے تو دونوں کو پانے میں کامیاب ہو جائے۔ اور اگر باطن میں اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرے جتنا وہ ظاہر میں مخلوق سے ڈرتا ہے تو دونوں جہانوں کی سعادت حاصل کر لے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: لعنتی ہے وہ شخص جس نے دولت مندی کو معزز اور فقیری کو بے قدر جانا۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: پرانے لباس کی وجہ سے کسی کو حقیر نہ جانو۔ اس لیے کہ تیرا اور اس کا رب ایک ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیروں کی محبت مرسلین کا طریقہ ہے۔ اور ان کی مجلس اختیار کرنا صالحین کی علامت ہے۔ اور ان کی مجلس سے پہلو تہی منافقین کی نشانی ہے۔ قدیم کتب کی روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی پیغمبر علیہ السلام کو وحی فرمائی: بچ کر رہنا! اگر میں تم پر ناراض ہو گیا تو تم میری نظروں سے گر جاؤ گے۔ اور دنیا تم پر اندھیر ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن میں ایک لاکھ درہم تقسیم کر دیئے تھے جو آپ کو حضرت امیر معاویہ اور ابن عامر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھیجے تھے۔ اور حال یہ تھا کہ آپ کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور آپ کی کنیز کہہ رہی تھیں: کاش آپ نے ایک درہم کا گوشت ہی خرید لیا ہوتا جس سے آپ افطار فرما لیتیں۔ کیونکہ اس دن آپ روزے سے تھیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: اگر آپ مجھے یاد دلا دیتیں تو میں ایسا کر لیتی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو درویشوں کی زندگی گزارنا اور دولت مندوں کی مجلس سے بچنا۔ اور اپنی قمیص نہ اتارنا جب تک کہ اس کو پیوند نہ لگا لو۔

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دس ہزار درہم لایا تو آپ نے انہیں قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں دس ہزار درہم کے لیے اپنا نام فقرا کی فہرست سے مٹا دوں۔ میں یہ کبھی نہیں کروں گا۔ اللہ تعالی آپ سے راضی ہو۔

اللہ تعالی کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سعادت مند ہے وہ شخص جسے اسلام کی توفیق ہوئی۔ اور اس کی زندگی بقدر کفایت ہوئی۔ اور اس نے اس پر قناعت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے درویشوں کی جماعت! دل سے اللہ کی رضا پر راضی رہو تم فقیری کا پورا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہوگے۔ ورنہ نہیں۔ پہلی بات پر عمل کرنے والا قناعت کرنے والا ہے۔ اور دوسرا راضی رہنے والا ہے۔ ممکن ہے اس بات کو اس طرح سمجھا جائے کہ حریص کو باوجود محتاجی کے کوئی ثواب نہیں۔ لیکن وہ معلومات جو فقر کی فضیلت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ اس بات پر دلیل ہیں کہ محتاجی پر ثواب ہے۔ جیسے کہ اس کی تحقیق آئندہ آئے گی۔ اور ممکن ہے کہ راضی نہ ہونے سے مراد دنیا کو روک لینے کی وجہ سے اللہ تعالی کے فعل پر ناپسندیدگی ہے۔ کیونکہ بہت سے مال کی خواہش رکھنے والوں کے دل میں اللہ تعالی کے فعل پر ناپسندیدگی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کے اپنے کسی عمل سے ناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ ناپسندیدگی ہی فقر کے ثواب کو ضائع کرتی ہے۔

روایت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے۔ اور جنت کی کنجی مسکینوں کی محبت ہے۔ اور فقراء بوجہ اپنے صبر کے قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہم نشین ہونگے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندوں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ فقیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیے پر راضی رہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی: اے اللہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بقدر کفایت روزی عطا فرما۔ نیز آپ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر امیر، فقیر یہ تمنا کرے گا کہ کاش اسے دنیا میں بقدر کفایت روزی ملی ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ مجھے شکستہ دلوں کے پاس تلاش کرو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا: سچے فقراء۔

حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء پر راضی رہنے والے فقیر سے زیادہ صاحب فضیلت کوئی شخص نہیں۔

## حدیث قدسی

حضور سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میری مخلوق کے منتخب افراد کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! وہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: مسلمانوں کے وہ فقراء جو میری عطاء پر قناعت کرنے والے تھے۔ اور میری تقدیر پر راضی تھے۔ انہیں جنت میں لے جاؤ۔ لہٰذا وہ جنت میں چلے جائیں گے۔ اور وہاں کھاتے پیتے ہونگے۔ اور لوگ ابھی حساب میں پھنسے ہونگے۔ یہ خوش خبری اس فقیر کے بارے میں ہے جو قناعت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنے والا ہے۔ اور تارک دنیا کی فضیلت انشاء اللہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ رضاء اور قناعت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور یہ بات مخفی نہیں کہ قناعت طمع کی ضد ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ طمع محتاجی ہے۔ اور قناعت خوشحالی ہے۔ اور جو شخص لوگوں

کے مال سے نا امید رہے اور قناعت کرے تو سمجھو وہ خوشحال ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ روزانہ ایک فرشتہ عرش کے نیچے کھڑے ہو کر اعلان کرتا ہے: اے انسان! وہ تھوڑا جو تجھے کافی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو تجھے سرکش بنائے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی عقل میں کمی ہے جس کے پاس دنیا آجائے تو وہ مسرور و خوش ہو جائے حالانکہ دن رات اس کی عمر گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کو یہ بات غم میں نہیں ڈالتی۔ افسوس ہے انسان پر کہ اس کا مال بڑھتا ہے اور عمر گھٹتی ہے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ خوشحالی کیا ہے؟ فرمایا: کم خواہش اور بقدر کفایت پر راضی رہنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ایک دولت مند شخص تھے ایک دفعہ وہ اپنے محل کے اوپر سے جھانک رہے تھے کہ ان کی نظر سامنے میدان میں ایسے شخص پر پڑی کہ وہ ہاتھ میں لیے روٹی کھا رہا تھا۔ اس نے روٹی کھائی اور سو گیا۔ آپ نے اپنے ایک غلام سے فرمایا: جب یہ اٹھے تو اسے میرے پاس لانا۔ پس جب وہ اٹھ کر آپ کے پاس آیا آپ نے اس سے پوچھا: اے شخص! تم روٹی کھا رہے تھے کیا تم بھوکے تھے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا: پھر سیر ہو گئے؟ کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا پھر تم آرام سے سو گئے؟ کہا ہاں۔ تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس دنیا کو کیا کروں گا جب کہ نفس اتنے پر بھی قناعت کر سکتا ہے۔

ایک شخص عامر بن عبد القیس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا۔ وہ نمک اور سبزی کھا رہے تھے۔ اس آدمی نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے بندے تو دنیا میں اسی پر خوش ہے۔ آپ نے فرمایا: میں آپ کو ایسا شخص نہ بتاؤں جو اس سے بھی کم پر خوش رہتا ہے۔ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: جو دنیا کے مقابلے میں آخرت پر خوش رہے۔ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی نکالتے اور اسے

پانی سے تر کر کے نمک کے ساتھ کھا لیتے۔اور فرماتے جو دنیا میں اتنے پر راضی ہو گیا وہ کسی کا محتاج نہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالٰی ان لوگوں پر لعنت کرے جن کو اللہ تعالٰی نے رزق عطا فرمایا اور انہوں نے اس کی راہ میں خرچ نہ کیا۔پھر آپ نے یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں:۔

| | |
|---|---|
| وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا | ﴿اور تمہاری روزی آسمان میں |
| تُوْعَدُوْنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ | ہے۔اور جو بھی تم سے وعدہ ہوا |
| وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ☆ | ہے آسمان و زمین کے رب کی |
| (سورۃ الذاریات ۲۲۔۲۳) | قسم یہ حق ہے۔﴾ |

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی بیوی آپ کے پاس آ کر کہنے لگی کہ آپ یہاں لوگوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ کی قسم گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔آپ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! ہمارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔اس سے وہی گزر سکے گا جو ہلکا پھلکا ہو گا۔تو وہ خوشی سے واپس چلی گئی۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمام لوگوں میں کفر کے زیادہ قریب وہ فاقہ کش شخص ہے جس کو صبر نہ ہو۔کسی دانا سے پوچھا گیا: آپ کا مال کیا ہے؟ کہا! ظاہر میں سفید پوشی باطن میں میانہ روی اور لوگوں کے مال سے ناامیدی۔

## روایت

مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے کسی قدیم آسمانی کتاب میں فرمایا: اے انسان! اگر ساری دنیا تمہاری ہو جائے تب بھی تمہارے لیے ایک دن کی گزر بسر ہی چاہیے۔جب میں تمہیں روز کی روزی دے دوں اور اس کا حساب دوسروں پر ہو تو یہ تم پر میرا احسان ہے۔قناعت کے بارے میں کسی شاعر نے فرمایا ہے۔

اِضْرَعْ اِلَی اللّٰہِ لا تَضْرَعْ اِلَی النَّاسِ ۔۔۔ وَاقْنَعْ بِیَأْسٍ فَاِنَّ الْعِزَّ فِی الْیَأْسِ

وَاسْتَغْنِ عَنْ ذِی الْقُرْبٰی وَذِی رَحِمٍ ۔۔۔ اِنَّ الْغَنِیَّ مَنِ اسْتَغْنٰی عَنِ النَّاسِ

﴿اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرو لوگوں کی جناب میں نہیں۔ لوگوں سے نا امیدی پر قناعت کرو کیونکہ لوگوں سے نا امیدی میں ہی عزت ہے۔ قریبی رشتہ داروں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ کیونکہ دولت مند وہی ہے جو لوگوں سے بے نیاز ہے﴾

اور قناعت کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

یَا جَامِعًا مَّانِعًا وَّالدَّهْرُ یَرْمُقُهٗ ۔۔۔ مُقَدِّرًا اَیَّ بَابٍ مِّنْهُ یَغْلِقُهٗ

مُفَكِّرًا كَیْفَ تَأْتِیْهِ مَنِیَّتُهٗ ۔۔۔ اَغَادِیًا اَمْ بِهَا یَسْرِیْ فَتَطْرُقُهٗ

جَمَعْتَ مَالًا فَقُلْ لِّیْ هَلْ جَمَعْتَ لَهٗ ۔۔۔ یَا جَامِعَ الْمَالِ اَیَّامًا تُفَرِّقُهٗ

اَلْمَالُ عِنْدَکَ مَخْزُوْنٌ لِّوَارِثِهٖ ۔۔۔ مَا الْمَالُ مَالُکَ اِلَّا یَوْمًا تُنْفِقُهٗ

اِرْفَهْ بِبَالِ فَتًی یَّغْدُوْ عَلٰی ثِقَةٍ ۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْ قَسَمَ الْاَرْزَاقَ یَرْزُقُهٗ

فَالْعِرْضُ مِنْهُ مَصُوْنٌ مَّا یُدَنِّسُهٗ ۔۔۔ وَالْوَجْهُ مِنْهُ جَدِیْدٌ لَّیْسَ یُخْلِقُهٗ

اِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ یَّحْلُلْ بِسَاحَتِهَا ۔۔۔ لَمْ یَلْقَ فِیْ ظِلِّهَا هَمًّا یُّؤَرِّقُهٗ

اے مال جمع کرنے والے اللہ کی راہ میں نہ دینے والے زمانہ اس عمل کو دیکھ رہا ہے۔ سب کچھ مقدر میں ہے۔ کوئی دروازہ کون بند کرسکتا ہے۔ غور کرو موت کیسے آتی ہے۔ صبح شام یا رات کو دروازہ آ کھٹکھٹاتی ہے۔ تو نے مال جمع کرلیا ہے۔ اے مال جمع کرنے والے مجھے بتا تو دنوں کو بدل سکے گا؟ مال تیرے پاس اس کے وارثوں کے لیے جمع ہورہا ہے۔ یہ مال تیرا مال نہیں مگر وہی تیرا مال ہے جو تو خرچ کر لے۔ اس نوجوان کی طرح خوش رہو جسے روزانہ یقین ہوتا ہے کہ جو ذات رزق تقسیم کرتی ہے وہ اسے بھی رزق دے گی۔ اس کی عزت محفوظ ہے وہ اسے میلا نہیں ہونے دیتا۔ اور اس کا چہرہ تروتازہ رہتا ہے۔ وہ اسے بے رونق نہیں ہونے دیتا۔ اور جو قناعت کے میدان میں اتر پڑتا ہے۔ وہ اس کے سائے میں پریشانی سے دوچار نہیں ہوتا۔

## باب نمبر 40

# فرمانبرداری کی فضیلت کا بیان

یہ بات جان لو کہ اللہ تبارک وتعالی کی فرمانبرداری تمام نیکیوں کا مجموعہ ہے اور اللہ تبارک وتعالی نے اپنی کتاب پاک کی کئی آیات میں اس کی ترغیب دی ہے۔ اور اسی کے لئے اللہ تعالی نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا کہ لوگوں کو نفسانی خواہشات کے اندھیروں سے نکال کر اپنی پاک مغفرت کی روشنیوں کی طرف لے جائیں اور اس جنت کے مزے اڑائیں۔ جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں۔ کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں وہ گزری نہیں۔ اس لئے کہ انسان فضول پیدا نہیں کیے گئے ہیں۔ بلکہ۔

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْ بِمَا
عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ
اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ☆
(سورہ النجم آیت ۳۱)

﴿کہ جن لوگوں نے برے کام کئے ان کو ان کے اعمال کا برا بدلہ دے۔ اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کو نیک بدلہ دے﴾۔

اور وہ ان کی فرمانبرداری سے بے نیاز ہے۔ اور ان کی نافرمانی اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتی اور نہ اس کے کمالات میں کوئی کمی کر سکتے ہیں۔

فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ
عِنْدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ
بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا
یَسْأَمُوْنَ ☆
(سورہ فصلت آیت ۳۸)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ☆ وَاللّٰهُ
الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ☆
(سورہ محمد آیت ۳۸)

﴿جس نے نیک عمل کئے تو اپنے لئے اور جس نے برے عمل کئے تو اس کے اپنے ہی خلاف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دولت مند ہے اور تم محتاج ہو﴾۔

یہاں تعجب کی بات ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص غلام خریدتا ہے تو پسند کرتا ہے کہ وہ ہر وقت اس کی خدمت میں کھڑا رہے اور اپنے مالک کی خیر خواہی میں لگا رہے جس نے اسے ایک فانی دولت کے ساتھ خریدا ہے اور اس کی ایک غلطی پر ناراض ہوتا ہے اور غضب ناک ہو جاتا ہے اور کئی دفعہ اس کو اس منصب سے ہٹا دیتا ہے۔ یا

اسے بیچ دیتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے آقائے حقیقی جس نے ہمیں پیدا فرمایا اور اچھی شکل میں بنایا کی فرمانبرداری نہ کریں۔

باوجودیکہ ہم بارش کے قطروں کی طرح بے شمار گناہ کرتے ہیں لیکن مولائے حقیقی ہم اپنی سے رحمتیں اور نعمتیں نہیں روکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ہم پر مہربانیاں نہ ہوں تو ہم برباد ہو جائیں۔ حالانکہ وہ ہماری ایک غلطی پر ہی گرفت کرنے پر قادر ہے۔ لیکن وہ ہمیں مہلت دیتا ہے۔ تاکہ ہم توبہ کر سکیں۔ اور ہماری خطائیں معاف کر دے۔ اور ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دے۔ لہٰذا ہر عقلمند سمجھ لیتا ہے کہ اطاعت کا حق دار کون ہے۔ پھر وہ پوری توجہ کے ساتھ اطاعت میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اور جب بھی اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو بہ کرتا ہے۔ اور اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کر کے وہ اس کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس پر ہمیشہ عامل رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور اس کو موت آتی ہے تو وہ اپنے آقا کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور اس کا مولا اس سے بڑھ کر اس سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ توراۃ میں خاص آیت کونسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نیکوں کو میرے دیدار کا بہت شوق ہے۔ اور مجھے ان سے ملنے کا ان سے بڑھ کر شوق ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔ جس نے مجھے چاہا۔ اس نے مجھے پالیا۔ اور جس نے میرے غیر کو چاہا وہ مجھے نہیں پا سکا۔ یہ سن کر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ بھی ایسے ہی فرماتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے داؤد علیہ السلام میری زمین میں رہنے والوں کو یہ پیغام پہنچا دو۔ کہ میں اُن کا

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کا دھیان رکھتے ہیں۔ جب رات ہوتی ہے اور اندھیرا پھیل جاتا ہے۔ اور چارپایاں ڈال دی جاتی ہیں۔ اور بستر لگ جاتے ہیں۔ اور دوست دوستوں کے ساتھ ملنے لگتے ہیں۔ تو وہ قدم جما کر میرے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اور مجھ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور میرا انعام حاصل کرنے کے لئے گڑگڑاتے ہیں۔ کبھی چلاتے ہیں کبھی روتے ہیں۔ کبھی آہ وزاری اور شکوہ شکایت کرتے ہیں۔ کبھی کھڑے ہوتے کبھی بیٹھتے ہیں۔ کبھی رکوع وسجود کرتے ہیں۔ میری نظر میں ہوتا ہے جو وہ میرے لئے برداشت کرتے ہیں۔ اور میں سنتا ہوتا ہوں جو وہ میری محبت کا شکوہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے میں انہیں تین چیزیں عطا فرماتا ہوں:

1- اپنا نور ان کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں۔ کہ وہ میرا حال لوگوں کو بتاتے ہیں اور میں ان کا حال فرشتوں کو سناتا ہوں۔

2- تمام زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کے نیکیوں کے پلڑے سے ہلکے ہونگے۔

3- اور میں بطورِ خاص ان کی طرف متوجہ ہو جاؤں گا۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ جن کی طرف میں بطور خاص متوجہ ہونگا۔ کوئی نہیں جانتا کہ میں انہیں کیا کچھ دینا چاہتا ہوں۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ اے داؤد کب تک تو جنت کو یاد کرتا رہے گا۔ اور میرا مشتاق ہونے کی مجھ سے خواہش نہیں کرے گا۔؟ پوچھا پروردگار تیرے مشتاق کون ہیں۔ فرمایا میرے مشتاق وہ لوگ ہیں جنہیں میں نے ہر گندگی سے پاک صاف کر دیا ہے۔ اور ہر برائی سے بچنے کے لئے آگاہ کر دیا ہے۔ اور ان کے دلوں میں روزن بنا دیئے ہیں جن سے وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔ تو میں ان کے دلوں کو اپنے ہاتھ سے اٹھا لیتا ہوں۔ اور

اپنے آسمان پر رکھ لیتا ہوں۔ پھر اپنے منتخب فرشتوں کو بلاتا ہوں۔ جب وہ میرے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ تو میں ان سے فرماتا ہوں کہ میں نے تمہیں سجدہ کرنے کے لئے نہیں بلایا۔ بلکہ اس لئے بلایا ہے۔ کہ میں اپنے مشتاقوں کے دل تمہارے سامنے پیش کر کے ان پر فخر کروں۔ کہ یہ وہ دل ہیں جو میرے آسمان میں میرے فرشتوں کے لئے روشنی کرتے ہیں۔ جیسے سورج زمین والوں کے لئے روشنی کرتا ہے۔ اے داؤد علیہ السلام میں نے اپنے شیدائیوں کے دل اپنی خوشنودی کے لئے پیدا کیے ہیں۔ اور میں نے انہیں اپنے چہرے کے نور سے انعام بخشا ہے۔ اور انہیں اپنی ہمکلامی سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور زمین پر ان کی ذات گرامی کو اپنا مطمح نظر بنایا ہے۔ اور ان کے دلوں میں ایسی راہ بنا دی ہے جس سے وہ میری ذات کا نظارہ کرتے ہیں۔ اور روزانہ ان کا شوق دیدار بڑھتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! مجھے اپنے مشتاقوں کا دیدار کرائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبل لبنان پر آؤ۔ وہاں چودہ افرد موجود ہیں۔ جن میں جوان' ادھیڑ عمر' بوڑھے' سبھی ہیں۔ جب تم ان کے پاس آؤ۔ تو انہیں میری طرف سے سلام کہو اور ان سے کہو کہ تمہارا پروردگار تمہیں سلام کہتا ہے۔ کہ تم اپنی کسی حاجت کا سوال کیوں نہیں کرتے۔ تم میرے محبوب' برگزیدہ' اور دوست ہو۔ میں تمہاری خوشی پر خوش ہوتا ہوں۔ اور تمہاری محبت کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کے پاس آئے۔ تو انہیں ایک چشمے کے پاس عظمت خداوندی پر غور فکر کرتے ہوئے پایا۔ جب انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھا تو وہ دوسری طرف جانے کے لئے اٹھے۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام نے انہیں کہا میں اللہ کا رسول تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں تمہارے پروردگار کا پیغام پہنچاؤں یہ سن کر وہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کی بات پر کان لگا دیئے اور آنکھیں زمین میں گاڑ دیں۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ہماری کوتاہی کو معاف فرمادے۔ایک اور نے عرض کیا۔کہ اے رب کریم تو ہماری حاجت کو سمجھتا ہے۔اور وہ تیرے چہرہ انور کا دیدار ہے۔ایک اور نے عرض کیا کوئی اپنے آقا کے سامنے کیسے جسارت کرسکتا ہے؟ جب تو نے اپنے کرم سے دعاء کا امر فرمایا ہے تو ہمیں ایسا نور عطا فرما جس سے ہم آسمانوں کے تہہ در تہہ اندھیروں میں راستہ تلاش کرسکیں۔ایک نے کہا ہم دعاء کرتے ہیں کہ آپ ہم پر ہمیشہ توجہ فرماتے رہیں۔ایک نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ جو نعمتیں ہمیں دے رہے ہیں انہیں کامل طور پر ہمیں عطا فرمادیں۔ایک نے عرض کیا کہ ہمیں دنیا کی مخلوق سے کوئی غرض نہیں۔بس ہمیں اپنے چہرہ انور کا دیدار کرا کر ہم پر احسان فرما۔ایک نے عرض کیا۔الہٰی میں چاہتا ہوں۔کہ دنیا اور دنیا والوں کی طرف دیکھنے سے میری آنکھ کو اندھا کردے۔اور آخرت کے سوا ہر چیز سے میرے دل کو خالی کردے۔اور ایک نے عرض کیا کہ اے اللہ مبارک وتعالیٰ تو جانتا ہے کہ تو اپنے دوستوں سے محبت کرتا ہے۔تو ہمارے دلوں کو دنیا کی ہر چیز سے موڑ کر اپنی ذات کی پھیر کر ہم پر احسان فرما۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔کہ ان سے کہہ دو کہ میں نے تمہاری دعائیں سن لی ہیں۔اور تمہاری خواہش کے مطابق انہیں شرف قبولیت بخش دیا ہے۔اب تم سب الگ الگ ہو جاؤ۔اور تہہ خانوں میں گوشہ نشین ہو جاؤ۔میں اپنے اور تمہارے درمیان سے پردہ ہٹانے والا ہوں۔تاکہ تم میرا نور اور جلال دیکھ لو۔حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار یہ مرتبہ انہوں نے آپ کے ہاں کس طرح حاصل کیا ہے؟ فرمایا مجھ پر حسن ظن سے۔اور دنیا اور دنیا والوں کو چھوڑ کر۔اور میرے لئے گوشہ نشینی اور خفیہ دعاؤں سے۔اور یہ مرتبہ وہی شخص حاصل کرسکتا ہے جو دنیا اور دنیا والوں کو چھوڑ دے۔اور دنیا کی کسی چیز سے دل نہ لگائے۔اور اپنے دل کو صرف میرے لئے فارغ کرے۔اور میری تمام مخلوق پر

میں دنیا تم سے دور کر کے تمہارا دین وسیع کر دوں گا۔ اور دنیا کی ناراضگی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی جب تم میری رضاء کے طالب ہو گے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات میں ہی ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے انہیں وحی فرمائی اے داؤد! تمہارا خیال ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ اگر تم واقعی مجھ سے محبت کرتے ہو۔ تو دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال دو۔ کیونکہ میری اور دنیا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اے داؤد میری محبت میں مخلص ہو جاؤ۔ اور دنیا والوں سے بھی میل جول رکھو۔ لیکن میرے دین کی پیروی کرو لوگوں کے دین کی پیروی نہ کرو۔ اور جو چیز میری محبت کے موافق ظاہر ہو اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور جس بات میں مشکل پیش آئے اس میں مجھ سے رہنمائی حاصل کرو۔ کیونکہ میرا حق ہے کہ تیری سیاست اور نظام کی درستی کے لئے پیش قدمی کروں۔ اور تیری قیادت و رہنمائی کروں۔ اور تجھے بن مانگے دوں۔ اور مشکلات میں تیری مدد کروں۔ کیونکہ میں نے حلفیہ ٹھان رکھی ہے۔ کہ اپنے طالب و مرید بندے کو ثواب سے سرفراز کروں اور اسے بھی سرفرازی بخشوں جو میرے سامنے جھک جائے۔ اس لئے کہ اسے میرے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اے داؤد! جب تو ایسا ہو جائے گا۔ تو میں ذلت و وحشت تجھ سے دور کر دوں گا۔ اور تیرے دل کو بے نیاز کر دوں گا۔ اور میں نے حلفاً اپنے پر یہ ضروری کر لیا ہے کہ جو بندہ ذاتی طور پر مجھ پر اطمینان رکھے گا۔ اور اپنے افعال پر نظر رکھے گا۔ تو میں اس کا کارساز ہوں گا۔ اور دنیا کی چیزیں تیری نظروں میں بے قدر کر دوں گا۔ کہ تیرے عمل میں رکاوٹ نہیں بنیں گی۔ کہ تو مشقت میں پڑے۔ اور تیرا مصاحب نفع نہ اٹھا سکے۔ اور میری معرفت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور نہ حد ہے۔ اور جب تو مجھ سے مزید مانگے گا۔ تو تجھے دونگا۔ اور میری زیادہ دینے کی بھی کوئی حد نہیں۔

پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل کو بتا دو۔ کہ میرے اور مخلوق کے درمیان کوئی رشتہ داری

نہیں ہے۔ان کی زیادہ تر خواہش ورغبت میرے لئے ہونی چاہئے۔کہ انہیں وہ نعمت ارزانی کروں گا۔کہ کسی آنکھ نے دیکھی نہیں اور کسی کان نے سنی نہیں اور کسی انسان کے دل میں گزری تک نہیں۔مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔اور دل کی آنکھ سے مجھے دیکھتے رہو۔اور جن کی عقلوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ان کی طرف سر کی آنکھوں سے بھی نہ دیکھو۔میں نے انہیں اپنے ثواب سے محروم کرکے ان کے دلوں کو میلا کر دیا ہے۔مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم' جو لوگ آزمانے اور اپنی تعریف کے لئے میری اطاعت کریں گے میں ان کے لئے اجر وثواب کے دروازے نہیں کھولوں گا۔اے داؤد! جو لوگ تم سے سیکھتے ہیں۔ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔اور جو لوگ میرے طالب ہیں۔ان پر سختی مت کرو۔اگر مجھ سے محبت کرنے والے اللہ تعالی کے طالبوں کا مرتبہ جان لیں تو ان کے لئے فرش راہ بن جائیں جس پر سے وہ گزریں۔

اے داؤد علیہ السلام اگر تم میرے کسی طالب کو اس محویت سے نکال دو جس میں وہ مگن ہے تو میں تجھے زور آوروں میں لکھ دونگا۔اور جس کو میں اپنے ہاں مجاہدوں میں لکھ دوں۔اسے کوئی وحشت نہیں رہے گی۔اور نہ وہ مخلوق کا محتاج رہے گا۔

اے داؤد علیہ السلام میرے کلام کو محکم پکڑ لو۔اور اپنے نفس کو اپنے نفس کی طاقت سے زیر کرو۔اور نفس کی بات نہ مانو کہ کہیں میری محبت ہی تمہارے دل سے نہ نکل جائے۔میرے بندوں کو میری رحمت سے نا امید نہ کرو۔اپنی خواہش کو ختم کر دو۔کہ خواہش میرے بندوں کو کمزور کر دیتی ہے۔کیا ہی طاقت ور ہیں وہ بندے جو اپنی خواہش پر قابو رکھتے ہیں۔کیونکہ خواہشات دعاؤں کی لذت کو ختم کر دیتی ہیں۔اور جو لوگ خواہشات کے حصول پر زور دیتے ہیں۔ان کے لئے ادنیٰ عذاب یہ ہے میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں۔کہ میں اپنے کسی محبوب کے لئے دنیا اور اس کی لذت پسند نہیں کرتا۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

# باب نمبر 41

# شکر کا بیان

یہ بات سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں شکر کو ذکر کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور ذکر کے بارے میں فرمایا ہے۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ☆ کہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے۔ اور ذکر اور شکر کے بارے میں فرمایا:

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ☆ ﴿کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور میرا انکار نہ کرو﴾۔

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ☆ ﴿اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر گزاری کرو اور ایمان رکھو﴾

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ☆ ﴿اور ہم جلد ہی شکر گزاروں کو جزا دیں گے﴾

اور اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کے بارے میں فرمایا کہ اس نے کہا:

لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ☆ (سورہ الاعراف آیت ۱۶) ﴿کہ میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کو گمراہ کرنے کے لئے بیٹھ جاوں گا۔﴾

مفسرین کہتے ہیں کہ وہ سیدھا راستہ شکر گزاری کا راستہ ہے۔

اور شیطان مردود نے مخلوق کے بارے میں طنزاً کہا:

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَ هُمْ شٰكِرِيْنَ ☆ ﴿اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا﴾

(سورہ الاعراف آیت ۱۷)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ☆ ﴿اور میرے بندوں سے شکر گزار تھوڑے ہیں﴾

(سورہ سبا آیت ۱۳)

اللہ تعالیٰ نے شکر گزاری پر بغیر کسی شرط کے زیادہ انعام دینے کا قطعی وعدہ فرمایا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ☆ ﴿اگر تم شکر گزاری کرو گے۔ تو میں ضرور تمہیں زیادہ اجر دوں گا﴾

(سورہ ابراہیم آیت ۷)

پانچ نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ساتھ مشروط کیا ہے:

1- دولت مندی

2- قبولیت

3- رزق

4- مغفرت

5- توبہ

دولت مندی کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ☆ ﴿تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ تمہیں اپنے فضل سے دولت مند کر دے گا﴾

(سورہ توبہ آیت ۲۸)

اور قبولیت کے بارے میں فرمایا:

فَيَكْشِفُ مَاتَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ ☆ ﴿تو جس دکھ کے لئے اسے پکارتے ہو اگر وہ چاہتا ہے تو اس کو دور کر دیتا ہے﴾

(سورہ الانعام آیت ۴۱)

اور رزق کے بارے میں فرمایا:

واللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ☆ ﴿اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے﴾

(سورہ البقرہ آیت ۲۱۲)

اور مغفرت کے بارے میں فرمایا:

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ☆ ﴿اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دے گا﴾

(سورہ النساء آیت ۴۸)

اور توبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ☆ ﴿اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے رجوع فرماتا ہے﴾

(سورہ توبہ آیت ۱۵)

شکر پروردگار کے اخلاق میں سے ایک خلق ہے۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ☆ ﴿اور اللہ تعالیٰ قدردان حوصلے والا ہے﴾

(سورہ التغابن آیت ۱۷)

اور اللہ تعالیٰ نے شکر کو جنتیوں کے لئے تکیہ کلام بنایا ہے۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ ☆ (سورہ الزمر آیت ۷۴) | ﴿اور کہیں گے کہ اس اللہ تعالیٰ کا حمد و شکر ہے، جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا﴾ |

اور فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆ (سورہ یونس آیت ۱۰) | ﴿اور ان کا آخر قول یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حمد و شکر ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے﴾ |

## احادیث مبارکہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّآئِمِ الصَّابِرِ ☆ | ﴿کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا شخص صابر روزے دار کے برابر ہے﴾ |

## روایت

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو آپ نے عجیب بات ملاحظہ فرمائی ہو مجھے بتائیں۔ تو آپ رو پڑیں اور فرمایا کہ آپؐ کی کونسی بات ہے جو عجیب نہیں؟ آپؐ ایک رات میرے ہاں تشریف لائے۔ اور میرے بستر پر تشریف فرما ہو گئے۔ یا آپ نے فرمایا کہ میرے لحاف میں استراحت فرمانے لگے۔ حتیٰ کہ میرا جسم آپؐ کے جسم مبارک سے مس ہوا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکر کی بیٹی! مجھے جانے دو میں اپنے پروردگار کی عبادت کر لوں۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔ مجھے آپؐ کا قرب محبوب ہے۔ لیکن آنجناب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپؐ کو جانے کی اجازت دیتی ہوں۔ تو

آپؐ وضو کے لئے برتن لینے کو اٹھے۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور زیادہ پانی نہیں بہایا۔ پھر آپؐ نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ اور رونے لگے یہاں تک کہ آپؐ کے آنسو آپ کے سینہ مبارک پر بہنے لگے۔ پھر آپؐ نے رکوع و سجود کیا اور روتے رہے۔ اور پھر سر مبارک اٹھایا اور رونے لگے۔ اور اسی طرح دیر تک روتے رہے۔ حتیٰ کہ بلال نے آ کر صبح کی اذان دی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کس بات پر روتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اول و آخر بخش دیا ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ اور میں ایسا کیوں نہ کروں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ فرمان گرامی نازل فرمایا ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ☆ ﴿بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں﴾

(سورہ البقرہ آیت ۱۶۴)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہمیشہ روتے رہنا چاہئے۔

اور یہ روایت بھی اسی راز کی طرف اشارہ کرتی ہے:

## روایت

مروی ہے۔ کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کے پاس سے گزرے جس سے کثرت سے پانی نکل رہا تھا۔ انہیں بہت تعجب ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پتھر کو گویائی بخشی۔ اور اس نے کہا۔ کہ جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:

وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ☆ ﴿اس (دوزخ) کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں﴾

(سورہ البقرۃ آیت )

تو میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا رہتا ہوں۔ اس پر اس پیغمبر نے اس پتھر کے

لئے دعا کی کہ اسے دوزخ سے پناہ دے دے۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دے دی۔ پھر ایک مدت کے بعد ان پیغمبر نے اسے اسی طرح روتے دیکھا تو پوچھا۔اب کیوں روتے ہو۔تو اس نے کہا۔کہ وہ رونا دوزخ کے خوف سے تھا۔اور یہ رونا شکریے اور خوشی کا ہے۔اور انسان کا دل بھی جو پتھر کی طرح سخت یا اس سے بھی سخت ہوتا ہے۔ وہ بھی خوف اور شکر کی حالت میں نرم ہوتا ہے۔

روایت

مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت اعلان ہوگا کہ حمد و شکر کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔تو ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی۔اور ان کے لئے ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے گا۔پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پوچھا گیا حمادون کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ایک دوسری روایت میں ہے۔حمادون وہ لوگ ہیں جو خوشحالی اور بدحالی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حمد خدائے رحمٰن کی چادر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔کہ میں اپنے دوستوں سے دوستی کے بدلے میں شکر گزاری پسند کرتا ہوں۔یہ روایت طویل ہے۔ اور صابرین کا بیان کرتے ہوئے انہیں وحی فرمائی۔کہ ان کا ٹھکانہ دارالسلام ہے۔ جب وہ اس میں داخل ہونگے تو میں ان کو شکر گزاری کی توفیق مرحمت فرماؤں گا۔اور شکر گزاری برتر کلام ہے۔اور شکر گزاری کے وقت ہم انہیں مزید انعام سے نوازیں گے۔اور میرا دیدار ان کے لئے بہت بڑا انعام ہے۔

جب خزانے جمع کرنے کی مذمت نازل ہوئی۔تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔تو پھر کونسی دولت جمع کی جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مال کی جگہ ذکر لسانی اور قلبی شکر گزاری کا خزانہ جمع کیا

جائے۔تو گویا مال کی بجائے شکر گزاری کا ذخیرہ کرنے کا حکم فرمایا۔اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکر کرنا نصف ایمان کے برابر ہے۔

یہ بات سمجھ لیں کہ شکر کا تعلق دل' زبان' اور دوسرے اعضاء بدن سے ہے۔دل کی شکر گزاری نیکی کا ارادہ کرنا اور تمام خلق خدا کے ساتھ بھلائی کا قصد کرنا ہے۔اور زبان کا شکر' اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے۔جو شکر گزاری کی نشانی ہے۔اور اعضاء بدن کا شکر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور برائیوں سے بچنے پر اعانت میں انہیں صرف کرنا ہے۔لہذا آنکھوں کی شکر گزاری یہ ہے کہ کسی مسلمان کا کوئی عیب دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے۔اور کانوں کا شکر یہ ہے۔کہ کسی مسلمان کے عیب کی بات سنے تو اسے ان سنا کر دے۔تو ان اعضاء بدن سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔اور زبان سے شکر گزاری اللہ تعالیٰ کی رضاء پر راضی رہنے کا اظہار ہے۔اور انسان اس کا پابند ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی سے پوچھا۔کہ آج کا دن کیسا گزرا؟ اس نے عرض کیا بہت اچھا۔آپ نے سوال دہرایا۔اس نے عرض کیا بہت اچھا۔آپ نے تیسری دفعہ سوال دہرایا۔تو اس آدمی نے جواب میں عرض کیا۔اللہ تعالیٰ کا حمد وشکر ہے بہت اچھا گزرا۔آپ نے فرمایا میں یہی تم سے کہلوانا چاہتا تھا۔

اور پہلے بزرگ ایک دوسرے کا حال اس نیت سے پوچھتے تھے۔کہ دوسرا حال بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔تاکہ شکر کرنے والا اور حال پوچھنے والا دونوں فرمانبرداروں میں شامل ہو جائیں۔اور شکر کے شوق کے اظہار میں ان کی نیت دکھاوے کی نہیں ہوتی تھی۔

اور جس شخص سے اس کا حال پوچھا جائے گا۔تو تین باتیں ہیں۔یا تو وہ شکر گزاری کا اظہار کرے گا۔یا شکوہ کرے گا۔یا خاموش رہے گا۔شکر گزاری تو اطاعت ہے۔اور شکوہ کرنا دین والوں سے بدترین گناہ ہے۔اور بادشاہوں کے

بادشاہ جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے کو چھوڑ کر ادنیٰ ترین غلام جس کے ہاتھ میں کچھ نہیں سے فریاد کرنا کیسے بدترین گناہ نہیں ہوگا؟ تو بندے کے لئے یہ مناسب ہے کہ اگر وہ مصیبت اور قضاء و قدر پر صبر نہیں کرسکتا اور فریاد کرنے پر مجبوری ہے تو یہ فریاد اور شکوہ شکایت اس بارگاہ عزت میں کرے جس نے اسے اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ اور وہی اس مصیبت کو دور کرنے پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں بندے کی عاجزی عزت ہے۔ اور غیر اللہ سے فریاد بندے کے لئے ذلت ہے۔ اور بندے کی بندے کے سامنے عاجزی' جو اس کی طرح ایک انسان ہے بدترین ذلت ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ وَاعۡبُدُوۡہُ وَاشۡکُرُوۡا لَہٗ ☆ (سورہ العنکبوت آیت ۱۷)

﴿بے شک وہ لوگ جو اللہ کے غیر کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ تمہیں کچھ دے نہیں سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے رزق مانگو۔ اور اس کی عبادت اور شکر گزاری کرو﴾

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ ☆ (سورہ الاعراف آیت ۱۹۴)

﴿بلاشبہ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ بھی بندے ہیں تمہاری طرح﴾

### روایت

مروی ہے کہ ایک وفد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایک نوجوان بات کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی

اللہ عنہ نے فرمایا۔کوئی بڑا آدمی بات کرنے کے لئے کھڑا ہو۔نوجوان نے کہا اگر ہر کام عمر رسیدہ کے لئے ہے۔تو مسلمانوں کے لئے امیر بھی کوئی عمر رسیدہ ہونا چاہئے۔آپ نے فرمایا اچھا بولو!تو نوجوان نے کہا۔کہ ہم کسی اپنی غرض کے لئے حاضر نہیں ہوئے۔اور نہ ہی کسی خوف کی وجہ سے آئے ہیں۔اس لئے ہماری ضروریات تو آپ کی مہربانی سے پوری ہو رہی ہیں۔اور ہر قسم کے خوف سے ہم آپ کے انصاف کی وجہ سے بے خطر ہو گئے ہیں۔ہم تو وفد تشکر بن کر آئے ہیں۔ کہ زبانی طور پر آپ کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کریں۔اور واپس چلے جائیں۔

باب نمبر 42

# تکبر کی مذمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں کئی جگہوں پر تکبر کی مذمت فرمائی ہے۔ اور ہر ظالم متکبر کی برائی بیان کی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَأَصْرِفُ عَنْ ايَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ☆

﴿میں جلد ہی ان لوگوں کو جو اللہ کی زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اپنی آیات سے دور ہٹا دوں گا﴾

(سورہ الاعراف آیت ۱۴۶)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ☆

﴿اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر ظالم کے دل پر مہر لگا دیتا ہے﴾

(سورہ غافر آیت ۳۵)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ☆

﴿اور پیغمبروں نے فتح طلب کی تو ہر ضدی سرکش ناکام ہو گیا﴾

(سورہ ابراہیم آیت ۱۵)

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ☆

﴿بلاشبہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا﴾

(سورہ النحل آیت ۲۳)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ وتبارک نے:

| | |
|---|---|
| لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْا عُتُوًّا كَبِيْرًا ☆ (سورہ الفرقان آیت ۲۱) | ﴿یہ اپنے اندر تکبر رکھتے ہیں اسی لئے بڑے سرکش ہو رہے ہیں﴾ |

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ☆ (سورہ غافر آیت ۶۰) | ﴿جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ رسوا ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے﴾ |

اور تکبر کی مذمت قرآن شریف میں کثرت سے آئی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اور وہ شخص آتش دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اَلْقَيْتُهُ فِیْ جَهَنَّمَ وَلَا اُبَالِیْ ☆ | ﴿بڑائی و تکبر میری چادر ہے اور بزرگی میرا تہبند ہے پس جس شخص نے ان دونوں میں سے کسی ایک میں میرا مقابلہ کیا میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔﴾ |

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمنؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہا

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کے درمیان کوہ صفا پر ملاقات ہوئی۔ وہ دونوں باتیں کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تو چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھڑے روتے رہے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن آپ کس بات پر رو رہے ہیں فرمانے لگے ان کا یعنی عبداللہ بن عمرو کا خیال ہے۔ کہ انہوں نے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ اَكَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ ☆

﴿جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنی مرضی سے زندگی گزارتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ کافروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اسے وہی عذاب ہوگا جو انہیں ہوگا۔

ایک دن حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے انسانوں۔ جنوں۔ پرندوں اور چوپایوں سے کہا کہ باہر نکلو۔ تو دو لاکھ انسان' دو لاکھ جن' باہر نکلے' اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں اڑنے لگا اور اتنا بلند ہوگیا۔ کہ آپ نے آسمان پر فرشتوں کی تسبیح کی گونج سن لی۔ پھر آپ نیچے کو آئے تو آپ کے قدم سمندر کو چھونے لگے۔ آپ نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ کہ اگر تمہارے پیغمبر کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی تکبر آجاتا تو جتنا میں نے انہیں اونچا اڑایا ہے۔ اس سے زیادہ ہی میں انہیں نیچے پھینک دیتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روز قیامت نار جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کے دو کان ہونگے جو سنتے ہونگے۔ اور دو آنکھیں ہوگی۔ جو دیکھتی ہونگی۔ اور زبان ہوگی جو کہے گی میں تین آدمیوں کو عذاب دینے پر مقرر کی گئی ہوں۔

1- ہر ظالم سرکش پر۔

2- ہر اس شخص پر جو غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارے۔

3- اور تصویر بنانے والوں پر۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بخیل، ظالم اور بری طرح حکومت کرنے والا، جنت میں نہیں جا سکے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑ پڑیں۔ جہنم نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے عذاب دینے کو مقرر کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ میرے اندر کمزور اور گرے پڑے عاجز لوگ ہی داخل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا۔ اس لئے کہ تو میری رحمت ہے۔ جو میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا کروں گا۔ اور آتش دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے۔ کہ تیرے ساتھ میں جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا۔ اور میں تم دونوں کو بھر دوں گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ برا ہے وہ شخص جس نے ظلم کیا اور حد سے گزر گیا۔ اور اونچے درجہ کے خداوند جبار کو بھول گیا۔ برا ہے وہ شخص جس نے زبردستی کی اور اکڑ شان دکھائی۔ اور بڑے اور عالی قدر خدا کو بھول گیا۔ برا ہے وہ بندہ جو غفلت اور بھول میں پڑ گیا۔ اور قبرستان اور بوسیدہ ہڈیوں کو بھول بیٹھا۔ برا ہے وہ بندہ جو سرکش اور باغی ہو گیا۔ اور اپنی ابتدا اور انتہا کو بھول گیا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں آدمی کتنا متکبر ہے۔ آپ نے فرمایا کیا اس نے کبھی مرنا نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمران فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی موت کا وقت قریب ہوا۔ تو آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ میں تمہیں دو باتوں حکم دیتا ہوں۔ اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔ اور میں

تمہیں ایک تو لا الہ الا اللہ کے ورد کا حکم دیتا ہوں اس لئے کہ اگر زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے ترازو کے ایک پلڑے میں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔اور اگر تمام آسمان اور زمینیں ایک حلقہ بنا کر ان پر لا الہ الا اللہ کو رکھ دیا جائے تو یہ ان سب کو توڑ کر رکھ دے۔اور دوسرے میں تمہیں سبحان اللہ وبحمدہ کے ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں۔کہ یہ ہر شے کی نماز ہے۔ اور اس سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے۔کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا علم عطاء فرمایا اور وہ متکبر ہو کر نہیں مرا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔کہ ہر بد خلق، غصہ ور، متکبر، مال جمع کرنے والا، روکنے والا دوزخی ہے۔اور ہر ضعیف، مفلوک الحال جنتی ہے۔رسول کریمصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔کہ تم میں سے ہمیں سب سے زیادہ محبوب و مقرب روز قیامت خوش اخلاق شخص ہوگا۔

اور ہمارے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت اور ہم سے دور بکواسی باتیں بنانے والے اور پھیلا کر باتیں کرنے والے لوگ ہوں گے۔صحابہ کرام نے عرض کیا کہ بکواسی اور باتیں بنانے والے تو ہم سمجھتے ہیں یہ پھیلا کر باتیں کرنے والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا تکبر کرنے والے!

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن متکبر لوگ انسانی شکل میں لیکن چیونٹیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے اٹھائے جائیں گے۔اور لوگ انہیں روندتے ہوئے گزریں گے۔حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ان کے اوپر سے ہو کر گزریں گی۔پھر وہ ہانک کر دوزخ کے ایک قید خانے میں لائے جائیں گے۔جسے بولس کہا جاتا ہے۔سب سے سخت ترین آتش دوزخ ان پر چڑھا دی جائے گی۔اور انہیں طین الخبال یعنی دوزخیوں کی پیپ کا نچوڑ پلایا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ظالم متکبر لوگ چیونٹیوں کی صورت اٹھائے جائیں گے۔ اور لوگ انہیں اللہ تعالی کے ہاں حقیر ہونے کی وجہ سے روندتے ہوئے گزریں گے۔ محمد بن واسع فرماتے ہیں کہ میں نے بلال بن ابی بردہؓ کے پاس آ کر کہا۔ اے بلال تمہارے والد مجھ سے اپنے والد سے ایک حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں ایک وادی ہے۔ جس کو ھَیْھَبْ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے لازم کیا ہے۔ کہ اس میں متکبروں کو ٹھہرائے۔ اے بلال اس وادی میں جانے سے بچنا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دوزخ میں ایک محل ہے جس میں متکبروں کو ڈال کر اوپر سے بند کر دیا جائے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ نَفْخَةِ الْکِبْرِیَآءِ☆ ﴿اے اللہ میں تیری مدد کے ساتھ تکبر کی بو سے پناہ مانگتا ہوں﴾

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کی روح اس کے بدن سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں سے پاک تھا۔ وہ جنت میں جائے گا۔ یعنی تکبر، قرض اور دھوکہ بازی سے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ کوئی کسی مسلمان کو حقیر نہ جانے کیونکہ مسلمانوں میں چھوٹا بھی اللہ تعالی کی نظر میں بڑا ہے حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالی نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اسے دیکھ کر فرمایا۔ اے جنت عدن تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت احنف رضی اللہ عنہ آئے تو اس

وقت حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں چارپائی سے لٹکائے بیٹھے تھے۔ اور انہوں نے اپنے پاؤں نہیں سیکڑے۔ اور حضرت احنف بیٹھے تو ان پر کچھ دباؤ پڑا جس سے ان کے چہرے پر ناگواری نظر آئی۔ تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ انسان پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو مرتبہ پیشاب کے راستے سے ہو کر نکلا ہے۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انسان پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ غلاظت کو اپنے ہاتھ سے دھوتا ہے۔ پھر وہ تکبر کرکے آسمانوں کی زبردست ہستی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ☆ | ﴿اور کیا تم اپنے آپ کو حقیقت کی نظر سے نہیں دیکھتے﴾ |

(سورہ الذاریات آیت ۲۱)

اور وہ پیشاب پاخانہ کے راستے ہیں جن پر غور کرنے کو کہا گیا ہے۔

محمد بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ جتنا تکبر انسان کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اتنی ہی عقل اس سے نکل جاتی ہے۔ اگر تھوڑا ہو تو تھوڑی اور زیادہ ہو تو زیادہ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا گیا وہ کونسی برائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی؟ فرمایا تکبر! اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے ممبر پر فرمایا کہ شیطان کی شکار گاہیں اور جال ہیں۔ اور اس کی شکار گاہیں اور جال.......... اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اکڑنا اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر اترانا' اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تکبر سے پیش آنا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کی پیروی کرنا ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ اپنے کرم اور احسان سے ہمیں درگزر اور عافیت سے نوازے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر نظر بھی نہیں ڈالتا جو تکبر سے تہ بند کو کھینچتے ہوئے چلتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص اپنی چادر میں اتراتے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ اور اسے اپنا آپ اچھا لگ رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں غرق کر دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ تو وہاں سے عبداللہ بن واقد رحمۃ اللہ علیہ گزرے جنہوں نے نئی چادر باندھ رکھی تھی۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا۔ اے بیٹے! اپنی چادر اوپر اٹھا لو۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر نظر تک نہیں ڈالے گا۔ جو تکبر سے اپنی چادر کو کھینچ کر چلے گا۔

## روایت

مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنی ہتھیلی پر تھوکا۔ اور اس پر اپنی انگلی رکھی اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے انسان! کیا تو مجھے زیر کرے گا حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ میں نے تجھے درست کیا اور متناسب الاعضاء بنایا۔ تو تو دو کپڑوں میں اکڑ کر چلتا ہے۔ اور تو نے زمین کے اندر دفن ہونا ہے۔ تو مال جمع کرتا ہے۔ اور روک کر رکھتا ہے۔ جب جان حلق میں اٹک جاتی ہے تو کہتا ہے۔ میں صدقہ کروں گا۔ اور اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں ہے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جب میری امت اکڑ کر چلنے لگے گی فارس اور روم ان کے خادم ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بعض بعض پر حاوی ہو جائیں گے۔ ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان کی یہ چال تکبر کی

چال ہو گی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو عظیم سمجھ کر اکڑ کر چلے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا۔

حضرت ابوبکر الہذلیؒ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ ابن الاہتم ہمارے پاس سے ہو کر گزرے۔ وہ اپنی حویلی کو جا رہے تھے۔ اور انہوں نے ریشمی جبے پہن رکھے تھے۔ اور وہ تہہ بہ تہہ ان کی پنڈلی پر گر رہے تھے۔ اور ان کی قبا کھلی ہوئی تھی اور وہ ٹہلتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک نظر دیکھ کر فرمایا اف' یہ کیسے ناک اونچا کئے پہلو جھکائے رخسار ٹیڑھا کئے اپنے آپ پر نظر ڈالتے چلے جا رہے ہیں۔ اے احمق تو اپنے آپ کو دیکھے جا رہا ہے۔ اور نعمتوں کا شکر نہیں کرتا۔ اور نہ ذکر کرتا ہے۔ اور ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہیں لیتا۔ اور ان میں تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا۔ حالانکہ تمام اعضاء جسم میں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اور شیطان کا بھی اسی پر نشانہ ہے۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر فطری طریقے پر چلتا یا دیوانے کی طرح جھولتا گرتا پڑتا چلتا تو اس طرح چلنے سے بہتر تھا یہ سن کر ابن الاہتم واپس لوٹا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے معذرت چاہی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے معذرت نہ چاہو۔ بلکہ اپنے پروردگار کے حضور توبہ کرو۔ کیا تم نے یہ فرمان الٰہی نہیں سنا:

| | |
|---|---|
| وَلَاتَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ☆ اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ☆ | ﴿اے انسان زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ کہ تو زمین کو توڑ نہیں سکے گا۔ اور نہ پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ جائے گا﴾ |

(سورہ الاسراء آیت ۳۷)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے قریب سے ایک نوجوان گزرا جس نے خوبصورت

لباس پہن رکھا تھا۔ آپ نے اسے بلا کر فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام کے بیٹے! تو اپنی جوانی پر خوش ہوتا ہے۔ اور اپنی اداؤں کو پسند کرتا ہے۔ اور قبر تیرے بدن کو ڈھانپنے والی ہے۔ اور تو اپنے عملوں کا سامنا کرنے والا ہے۔ تو اپنے دل کا علاج کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی تمنا یہی ہے کہ بندے اپنے دلوں کی اصلاح کر لیں۔

روایت

مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے سے پہلے حج کیا۔ اس دوران میں حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت دیکھا جس وقت وہ ٹہلتے ہوئے جا رہے تھے۔ تو آپ نے ان کے پہلو میں انگلی چبھو کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ اس شخص کی چال نہیں جس کے پیٹ میں غلاظت ہو۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔ اس چال کی برائی کی خبر پا کر مجھے تمام اعضاء بدن پر ایسی مار پڑی ہے۔ کہ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ اور حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھ کر بلا کر فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ تو کون ہے؟ اپنی ماں کے بارے میں سن لو۔ کہ میں نے اسے سو درہم میں خریدا تھا۔ اور تیرا باپ! اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایسے زیادہ پیدا نہ کرے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو تہبند گھسیٹتے چلتے دیکھا تو فرمایا کہ شیطان کے بھی بھائی ہوتے ہیں۔ یہ جملہ آپ نے دو یا تین دفعہ فرمایا۔

روایت

مروی ہے کہ مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب کو دیکھا وہ ریشمی جبہ پہنے اکڑتے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندے! یہ وہ چال ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفرت کرتے ہیں۔ مہلب کہنے لگا آپ مجھے جانتے نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ تم وہ ہو۔ جس کی ابتدا پلید پانی سے اور انتہا بدبودار

مردار ہے۔ اور اس بارے یہ اشعار ارشاد فرمائے:

عَجِبْتُ مِنْ مُعْجِبٍ بِصُوْرَتِہٖ　　كَانَ بِالْاَمْسِ نُطْفَةً مَذِرَہْ

وَفِیْ غَدٍ بَعْدَ حُسْنِ هَيْئَتِہٖ　　يَصِيْرُ فِی الْقَبْرِ جِيْفَةً قَذِرَہْ

﴿اپنی شکل وصورت پر خوش ہونے والے پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔ کہ کل تک وہ ایک نجس پانی تھا۔ اور چند دن بعد اس خوبصورتی کے باوجود قبر میں بدبودار مردار ہو جائے گا۔﴾

اور خلف الاحمر اس بارے میں یوں فرماتے ہیں۔ اشعار

لَنَا صَاحِبٌ مُوْلَعٌ بِالْخِلَافِ　　كَثِيْرُ الْخَطَاءِ قَلِيْلُ الصَّوَابِ

اَشَدُّ لَجَاجًا مِنَ الْخُنْفَسَاءِ　　وَاَزْهٰى اِذَا مَا مَشٰى مِنْ غُرَابِ

ہمارے صاحب خلاف ورزی کے گرویدہ ہیں۔ برائی زیادہ اور نیکی کم کرتے ہیں۔ گوبر کے کیڑے سے زیادہ جھگڑالو اور چال میں کوے سے زیادہ اترانے والے ہیں۔

ایک اور شاعر نے اس کو اپنے مضمون میں اس طرح بیان کیا ہے۔ شعر

قُلْتُ لِلْمُعْجِبِ لَمَّا قَالَ　　يَا قَرِيْبَ الْعَهْدِ بِالْمَخْرَجِ

مِثْلِیْ لَا يُرَاجَعُ　　لِمَ لَا تَتَوَاضَعُ

میں نے خود پسند سے کہا۔ جب اس نے کہا مجھ سے کوئی پرسش نہیں کر سکتا۔ اے جلد دنیا سے نکل جانے والے تو کیوں عاجزی نہیں کرتا؟

اسی طرح حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

اَیُّھَا الشَّامِخُ الَّذِیْ لَایُرَامُ نَحْنُ مِنْ طِیْنَۃٍ عَلَیْکَ السَّلَامُ

اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَعَ الْمَوْتِ تَسْتَوِی

مَتَاعٌ الْاَقْدَامُ

اے بلند پہاڑ جس پر کوئی چڑھ نہیں سکتا۔ ہم تو مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔ (پتہ نہیں تو کیا شی ہے) تجھ پر سات سلام۔ دنیا کی یہ زندگی معمولی فائدہ ہے اور موت کے بعد سب برابر ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ ذَھَبَ اِلٰی اَھْلِہٖ یَتَمَطّٰی ﴿پھر وہ اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا﴾ ☆

(سورہ القیامہ آیت ۳۳)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مراد ہے کہ اتراتا تکبر کرتا ہو۔

باب نمبر 43

# حالات زمانہ پر غور وفکر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر غور وفکر اور دینداری اختیار کرنے کا بیان فرمایا ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ☆ | ﴿بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں﴾۔ |

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰)

یعنی ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں نشانیاں ہیں کہ رات جاتی ہے تو دن آجاتا ہے۔اور دن جاتا ہے تو رات آجاتی ہے۔نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَةً☆ (سورہ الفرقان آیت ۶۲) | ﴿اور وہی ذات گرامی ہے جس نے رات دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنایا﴾ |

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ تبدیلی سے روشنی اندھیرا اور دوسری کمی بیشی مراد ہیں۔اور کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

| | |
|---|---|
| یَارَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًابِاَوَّلِه | اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْتَطْرُقْنَ اَسْحَارًا |
| لَاتَفْرَحَنَّ بِلَیْلٍ طَابَ اَوَّلُهٗ | فَرُبَّ اٰخِرِلَیْلٍ اَجَّجَ النَّارًا |

اے شروع رات کو خوشی خوشی سونے والے۔بہت سی آفتیں صبح کو آپڑتی ہیں۔شروع رات کی خوشگواری پر خوش نہ ہو۔بسا اوقات رات کے آخری حصے میں آگ

بھڑک اٹھتی ہے۔

ایک اور شاعر کا قول ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللَّیَالِیْ لِلْاَنَامِ مَنَاهِلٌ | تَطْوِیْ وَتَنْشُرُ دُوْنَهَا الْاَعْمَارُ |
| فَقِصَارُهُنَّ مَعَ الْهُمُوْمِ طَوِیْلَةٌ | وَطِوَالُهُنَّ مَعَ السُّرُوْرِ قِصَارُ |

راتیں اور دن لوگوں کے لئے گھاٹ ہیں۔ جن پر لوگ آ جا رہے ہیں اور عمریں گزر رہی ہیں۔ ان میں چھوٹی راتیں بھی غموں کی وجہ سے طویل لگتی ہیں۔ اور خوشی ہو تو طویل راتیں بھی چھوٹی لگتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات پر غور کرنے والوں کی مدح سرائی کی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۹۱) | ﴿ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے' اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ ﴾ |

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے بارے میں غور و خوض کر رہے تھے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور و فکر کیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں غور و فکر نہ کیا کرو۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ ہرگز

نہیں کر سکتے۔

## روایت

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ ایک دن کچھ لوگوں کے پاس سے آپؐ کا گزر ہوا۔ جو غور و خوض کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم باتیں کیوں نہیں کر رہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور کر رہے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ایسے کرتے رہا کرو۔ لیکن اس کی مخلوق کے بارے میں غور کیا کرو۔ اس کی ذات کے بارے میں نہیں! یہاں سے مغرب کو ایک سفید زمین ہے۔ اس کا نور اس کی سفیدی ہے۔ اور اس کی سفیدی اس کا نور ہے۔ سورج کی رفتار سے چالیس دن کی مسافت ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر شیطان کہاں گیا؟ آپ نے فرمایا وہ جانتے بھی نہیں کہ شیطان پیدا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ کیا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جانتے بھی نہیں کہ آدم علیہ السلام پیدا ہوا یا نہیں۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے پردے کے پیچھے سے ہم سے باتیں فرمائیں۔ فرمانے لگیں عبید! تمہیں ہمارے پاس آنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ آپ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی کہ:

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا ☆ ﴿کہ کبھی کبھی ملنے آیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے﴾

ابن عمیر نے آپ سے عرض کیا۔ ام المومنین! ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی عجب بات بتائیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائی ہو۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں۔ کہ یہ سن کر آپ رو پڑیں اور فرمانے لگیں۔ آپ کی ہر بات عجیب تھی۔ ایک مرتبہ آپؐ رات کو میرے پاس تشریف لائے۔ کہ میرا جسم آنجنابؐ کے جسم مبارک سے چھو رہا تھا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے جانے دو۔ میں اپنے پروردگار جل مجدہ کی عبادت کرلوں۔ آپؐ نے پانی کا برتن لیا اور وضو فرمایا۔ اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ رونے لگے۔ حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر آپ سجدہ ریز ہوئے تو زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر آپؐ پہلو کے بل لیٹ گئے۔ حتیٰ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر صبح کی اذان دی۔ اور عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کیوں گریہ فرماتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اگلا پچھلا سب معاف فرما دیا ہے۔ آنجنابؐ نے فرمایا بلال تجھ پر افسوس! میں کیوں نہ روؤں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ☆

﴿بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے بدلنے میں ضرور نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے﴾

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰)

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص پر افسوس ہے جس نے یہ آیت مبارکہ پڑھ کر بھی اس میں غور نہیں کیا۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ ان میں غور کرنے کی حد کیا ہے؟ فرمایا انہیں پڑھے اور سمجھے۔ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بصرہ کا ایک شخص حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ اور پوچھا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی عبادت کیسے ہوتی تھی؟ فرمانے لگیں کہ آپ سارا دن گھر کے ایک گوشے میں بیٹھے غور و فکر کیا کرتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک گھڑی اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور' پوری رات نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ غور وفکر ایک ایسا آئینہ ہے۔ جو تیری اچھائیاں' برائیاں تجھے دکھا دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ بہت غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا غور وفکر کرنا ہی اصل دانائی ہے۔ اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اس شعر کا نمونہ نظر آتے تھے۔ شعر عربی۔

اِذَالْمَرْءُ کَانَتْ لَهٗ فِکْرَةٌ | فَفِیْ کُلِّ شَیْئٍ لَهٗ عِبْرَةٌ

جب انسان غور وفکر کرتا ہے تو ہر چیز سے اسے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا۔ اے روح اللہ! کیا آج کل زمین پر کوئی آپ جیسا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ جس کا بولنا ذکر الٰہی ہو اور جس کی خاموشی فکر الٰہی ہو۔ اور جس کا دیکھنا عبرت کی نظر سے ہو وہ میرے جیسا ہے۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس کا بولنا حکمت سے خالی ہو۔ وہ فضول ہے۔ اور جس کی خاموشی میں سوچ نہ ہو وہ بھول ہے۔ اور جس کے دیکھنے میں عبرت نہ ہو وہ تماشہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ☆

﴿میں اپنی آیات مبارکہ سے ان لوگوں کو ہٹا دوں گا جو ناحق زمین میں تکبر کرتے ہیں﴾

(سورہ الاعراف آیت ۱۴۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اپنی آنکھوں کو بھی عبادت کا حق دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کا حق کیا ہے؟ فرمایا قرآن مجید کو

دیکھنا اور اس میں غور و خوض کرنا۔ اور اس کے عجائبات کے وقت عبرت حاصل کرنا۔ ایک عورت جو مکہ مکرمہ کے پاس کے کسی موضع میں رہتی تھیں نے فرمایا۔ اگر تم پرہیز گاروں کے دلوں کا مطالعہ کرلو کہ انہوں نے غیب کے پردوں سے کیا۔ کیا آخرت کی بھلائیاں اکٹھی کرلی ہیں۔ تو تمہارے لئے زندگی اجیرن ہو جائے۔ اور دنیا کی کوئی چیز تمہیں اچھی نہ لگے۔ حضرت لقمان علیہ السلام دیر تک تنہا بیٹھے رہتے تھے۔ ان کے آقا وہاں سے گزرتے تو کہتے۔ لقمان! اگر تم لوگوں میں بیٹھتے تو تمہارے تعلقات لوگوں سے بڑھتے۔ آپ فرماتے۔ زیادہ دیر تنہا رہنا زیادہ تفکر کا ذریعہ ہے۔ اور زیادہ غور وفکر جنت کے راستہ کا رہنما ہے۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ جس نے بھی زیادہ غور و خوض کیا۔ اسے علم حاصل ہوا۔ اور جسے علم حاصل ہوا اس نے عمل کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو خاموشی سے کچھ سوچتے دیکھ کر فرمایا۔ کہاں پہنچے ہوئے ہو؟ انہوں نے جواب میں فرمایا پل صراط پر' حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت پر غور کرتے رہیں تو کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خلوص و توجہ کے ساتھ درمیانے درجے کی دو رکعت نفل نماز بغیر توجہ کے پوری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

ایک دفعہ حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ چلے جا رہے تھے کہ اچانک چادر اوڑھ کر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ پوچھا گیا آپ کس بات پر رونے لگے؟ فرمایا عمر کے گزر جانے اور عمل کی کوتاہی اور موت کے قریب آ جانے پر رو رہا ہوں۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی آنکھوں کو رونے اور اپنے دلوں کو سوچنے کا عادی بناؤ۔ نیز فرماتے ہیں کہ دنیا کی سوچ آخرت کے لئے حجاب

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

میدان توحید میں غور وفکر اور معرفت الٰہی کی خوشبو سونگھنا ہے۔ نیز دوستی کے سمندر سے محبت کا پیالہ نوش کرنا اور حسن ظن سے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر نظر ڈالنا ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ واہ یہ کیسی جلیل القدر مجلس ہے۔ اور شراب محبت بھی کیا لذیذ چیز ہے۔ خوش نصیب ہے جسے یہ نصیب ہو۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کلام میں خاموشی سے مدد لو۔ اور غور وفکر اختیار کرو۔ نیز آپ نے فرمایا۔ امور میں غور کر لینا دھوکے سے حفاظت ہے۔ اور ارادے کی مضبوطی کی بیشی اور ندامت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ دیکھ بھال اور غور وفکر حرام سے بچاتے ہیں۔ دور اندیشی اور داناؤں سے مشورہ لینا شخصیت کی تکمیل اور بصیرت کی تقویت کا باعث ہے۔ لہٰذا کسی کام میں لگنے سے پہلے سوچ لو۔ اور کسی امر میں پڑنے سے پہلے غور وفکر کر لو۔ اور کسی اقدام سے پہلے مشورہ کر لو۔ نیز فرمایا بزرگی کی چار باتیں ہیں۔

1- دانائی اور اس کی درستی غور وفکر سے ہوتی ہے۔

2- پاک دامنی' اور اس کی درستی شہوت پر قابو پانے سے ہوتی ہے۔

3- طاقت' اور اس کی درستی غصے پر قابو پانے سے ہوتی ہے۔

4- انصاف اور اس کی درستی نفس پر قابو پانے سے ہوتی ہے۔

اس پر سخت کردی جاتی ہے۔ تاکہ نزع کی شدت و تکلیف کی وجہ سے جنت کے اندر کوئی مقام حاصل کرسکے۔ اور اگر کافر کی کوئی نیکی ہو جس کی دنیا میں اس کو جزا نہ ملی ہو تو موت اس پر آسان کردی جاتی ہے تاکہ وہ نیکی کا بدلہ پا کر جہنم میں جاسکے۔

کسی بزرگ کے بارے میں مشہور ہے۔ کہ مریضوں سے موت کے وقت اکثر پوچھا کرتے تھے۔ کہ تمہارا کیا حال ہے جب وہ خود بیمار ہوئے تو موت کے وقت لوگوں نے ان سے پوچھا۔ کہ موت کی شدت کیسی ہے؟ تو فرمانے لگے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں نے زمین کو ڈھانپ رکھا ہے اور گویا میری جان سوئی کے ناکے میں سے نکل رہی ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچانک موت مومن کے لئے راحت اور کافر کے لئے افسوسناک ہے۔

## روایت

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میت کا ایک بال آسمانوں اور زمین والوں پر رکھ دیا جائے تو اللہ تعالی کے حکم سے سب موت کے گھاٹ اتر جائیں۔ کیونکہ ہر بال میں موت ہے۔ اور موت جس پر آپڑے۔ وہ مر جاتا ہے۔ نیز روایت ہے۔ کہ موت کی سختی کا ایک قطرہ اگر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو تمام کے تمام پگھل جائیں۔ نیر روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو اللہ تعالی نے آپ سے پوچھا کہ خلیل تم نے موت کو کیسا پایا؟ تو آپ نے عرض کیا۔

اس درانتی کی طرح جو گیلی اون میں ڈال کر نکالی جائے۔ اللہ تعالی نے فرمایا۔ ابھی تو ہم نے آپ پر موت کو آسان کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ کی روح بارگاہ الٰہی میں پہنچی تو آپ کے پروردگار نے پوچھا۔ کہ تم نے موت کو کیسا پایا؟ عرض کیا اس چڑیا کی طرح جو کڑاہی میں بھونی جاتی ہی۔ نہ مرتی ہے کہ آرام پائے۔ اور نہ چھوٹتی ہے کہ اڑ جائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے بارے میں ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو اس بکری کی طرح محسوس کیا جو قصاب کے ہاتھ سے ذبح کی جاتی ہے۔

## روایت

مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انتقال کے وقت ایک پیالہ رکھا تھا۔ جس میں آپ اپنا دست مبارک ڈال کر چہرۂ انور پر پھیرتے اور فرماتے 'الٰہی! موت کی سختی مجھ پر آسان فرمادے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہائے ابا جان آپ کی تکلیف پر ہمیں تکلیف ہے۔ اور آپ فرماتے۔ آج کے بعد آپ کے ابا جان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار سے فرمایا اے کعب! موت کے بارے میں ہم سے کچھ بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں ضرور! موت اس شاخ کی طرح ہے جس میں کثرت سے کانٹے ہوں۔ اور وہ کسی آدمی کے پیٹ میں گھونپ دی جائے۔ اور کانٹے رگ رگ میں پیوست ہو جائیں۔ اور اسے جھٹکے سے باہر کھینچا جائے تو بتاؤ وہ کانٹے دار شاخ اس آدمی کا کیا حال کرے گی۔ انسان موت کی سختی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اس کے اعضاء بدن ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ کہ ہم ایک دوسرے سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہے ہیں۔ جب اولیاء اللہ پر موت کی سختی کا یہ حال ہے۔ تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ جو ہر وقت گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہم پر تو موت کی سختی بہت طویل ہو گی۔ اور موت کی دوسری مشکلات الگ ہونگی۔ موت کی مصیبتیں تین طرح کی ہیں۔ پہلی مصیبت جان نکلنے کی مصیبت' دوسری ملک الموت کی خوفناک شکل دیکھنے کی مصیبت۔ تیسری موت کی دہشت اور خوف کی مصیبت' کہ بڑے سے بڑا طاقت ور شخص بھی اگر گناہگار ہو تو روح قبض کرنے والے فرشتے کی خوفناک صورت برداشت نہ کر سکے۔

## روایت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے **ملک** **الموت** سے فرمایا۔ کیا تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں تم گنہگار کی جان قبض کرتے ہو؟ فرشتے نے کہا کیا آپ اسے برداشت کر سکیں گے؟ فرمایا ہاں کیوں نہیں! فرشتے نے کہا منہ دوسری جانب کر لو۔ آپ نے منہ دوسری جانب کر کے دیکھا تو سامنے ایک کالے رنگ کھڑے بال بدبودار جسم کالے کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی کھڑا تھا۔ جس کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دھوئیں کے شعلے نکل رہے تھے۔ تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو فرشتہ اپنی پہلی صورت پر آ چکا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے **ملک** **الموت** اگر کوئی گنہگار موت کے وقت تمہارا خوفناک چہرہ ہی دیکھ لے تو سزا کے لئے کافی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک غیرت مند آدمی تھے۔ جب آپ باہر جاتے تو دروازے بند کر جاتے ایک دن آپ دروازے بند کر کے باہر نکلے۔ تو آپ کی بیوی نے جھانک کر دیکھا تو گھر میں ایک آدمی موجود تھا۔ اس نے پوچھا اسے کس نے اندر آنے دیا؟ حضرت داؤد علیہ السلام آ کر اسے سخت سزا دیں گے۔ اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام آ گئے۔ اور انہوں نے اسے دیکھتے ہی پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا۔ میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا۔ اور نہ کوئی روکاوٹ انہیں مجھ سے بچا سکتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا واللہ پھر تو تم **ملک** **الموت** ہی ہو سکتے ہو۔ اور اسی وقت آپ نے کمبل اوڑھ لیا۔

## روایت

مروی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک کھوپڑی کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اسے پاؤں کی ٹھوکر مار کر کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولو۔ تو وہ گویا ہوئی۔ اے روح اللہ میں فلاں زمانے کا بادشاہ ہوں۔ میں اپنے **ملک** میں تخت پر براجمان تھا۔

اور سر پر تاج رکھے ہوئے اپنے امراء و وزراء میں بیٹھا تھا۔ کہ موت کا فرشتہ آ گیا ۔میرے تمام اعضاء کانپنے لگے۔ اور میرا بند بند ہل گیا۔ یہ وہ مصیبت ہے جس کا گنہگاروں کو سامنا کرنا پڑے گا۔ اور فرمانبردار اس سے بچ جائیں گے۔

کوئی نبی بیان فرماتے ہیں کہ موت کی سختی اس ہولناکی کے علاوہ ہے۔ جو کوئی شخص ملک الموت کی صورت دیکھ کر محسوس کرے گا۔ اگر موت کی اس شدت کو کوئی شخص خواب میں بھی دیکھ لے تو اس کے لئے زندگی دوبھر ہو جائے۔ تو اس شخص کا کیا حال ہو گا۔ جس کو حقیقت میں اس کا سامنا کرنا پڑے گا؟

نیک آدمی' ملک الموت کو حسین و جمیل صورت میں دیکھے گا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک غیرت مند شخص تھے۔ جب وہ اپنی عبادت گاہ سے نکلتے تو اسے مقفل کر جاتے۔ ایک دن وہ واپس آئے تو عبادت گاہ کے اندر ایک شخص کو موجود پایا۔ آپ نے فرمایا تمہیں میرے گھر میں کس نے آنے دیا۔ اس نے کہا۔ اس گھر کے مالک نے آپ نے فرمایا میں اس گھر کا مالک ہوں۔ اس نے کہا مجھے اس نے اس گھر میں آنے دیا ہے جو میرا اور تمہارا دونوں کا مالک ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کوئی فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا ہاں میں ملک الموت ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں تم مومن کی روح قبض کرتے ہو۔ اس نے کہا ہاں منہ دوسری طرف کر لو۔ آپ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک حسین و جمیل نوجوان ہے جس نے خوبصورت لباس پہن رکھا گیا ہے اور اس کے جسم سے خوشبو آ رہی ہے تو آپ نے فرمایا اے ملک الموت موت کے وقت مومن کی تسلی کے لئے تیری صورت دیکھ لینا ہی کافی ہے۔

(دوسری مصیبت)

موت کی مشکلات میں سے دو محافظ فرشتوں کا سامنا کرنا بھی ہے۔ حضرت وہب

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

# قبر میں سوال وجواب کا بیان

اللہ تعالٰی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جب مردے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے یا تو قبر مرنے والے کو کہتی ہے۔ اے انسان تجھ پر افسوس ہے۔ میرے بارے میں تجھے کس نے دھوکے میں رکھا۔ تجھے معلوم نہیں تھا؟ میں آزمائش کا گھر ہوں۔ اندھیری کوٹھڑی ہوں۔ تن تنہا رہنے اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ تجھے کس نے فریب میں مبتلا رکھا۔ کہ تو میرے پاس سے بے پرواہ ہو کر گزر جاتا تھا۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو قبر کو اس کی طرف سے کوئی جواب دیتا ہے۔ تیرا کیا خیال ہے۔ اگر یہ شخص نیکی کا حکم کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا۔ تو قبر کہتی ہے۔ کہ میں اس کے لئے سبزہ زار میں بدل جاؤں گی۔ اور اس کا جسم نورانی ہو جائے گا۔ اور اس کی روح اللہ تعالٰی کی طرف بلندی پر چلی جائے گی۔

عبید بن عمیر لیثیؒ فرماتے ہیں۔ جو بھی اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ قبر اسے پکارتی ہے۔ میں اندھیرے اور یکہ وتنہا رہنے کا گھر ہوں۔ اگر تو اپنی زندگی میں نیک تھا۔ تو میں آج تیرے لئے رحمت بن جاؤں گی۔ اور اگر تو نافرمان تھا۔ تو میں آج تیرے لئے مصیبت ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جو میرے اندر فرماں بردار ہو کر آیا خوش ہو کر نکل گیا۔ اور جو نافرمان ہو کر میرے اندر آیا وہ برباد ہو کر نکلا۔

## روایت

حضرت محمد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ آدمی جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو اسے عذاب دیا جاتا ہے یا کچھ تکلیف اسے پہنچتی ہے۔ تو مرنے والے اس کے پڑوسی اسے پکارتے ہیں۔ اے بھائیوں اور پڑوسیوں سے دنیا میں پیچھے رہ جانے والے! کیا ہمارے مرنے سے تمہیں کوئی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ اور تجھے آگے کی کوئی فکر نہ ہوئی؟ اور تو نے ہمارے اعمال کو ختم ہوتے ہوئے نہیں دیکھا؟ اور ایسی تاریک رات میں میرے اندر آ گیا ہے اور تو نے وہ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تم اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ فرمایا پھر اسے کہا جائے گا۔ مبارک ہو۔ تو پاکیزہ ہو کر زندہ رہا۔ اور مر کر بھی پاکیزہ رہے گا۔ فرمایا پھر رحمت کے فرشتے اس کے پاس آ کر اس کے لئے جنت کا فرش بچھائیں گے۔ اور جنت کا لباس اسے مرحمت فرمائیں گے۔ اور حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی۔ اور جنت کی قندیل لائی جائے گی۔ جس کے نور سے قبر سے جی اٹھنے تک روشنی ہوتی رہے گی۔

حضرت عبید بن عمر رحمۃ اللہ علیہ جنازہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مرنے والے کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ اور وہ پیچھے آنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ اب سوائے قبر کے اس سے کوئی بات نہیں کرے گا۔ قبر کہے گی۔ اے انسان تجھ پر افسوس ہے۔ تو مجھ سے کیوں نہیں ڈرا۔ اور کیوں تو میری تنگی' بدبو' ہولناکی' اور میرے کیڑوں سے نہیں ڈرا؟ تو نے میرے لئے کیا تیاری کی؟ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازے کے لئے نکلے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر پر سر جھکا کر جلوہ افروز ہوئے۔ پھر آپ نے تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ☆ ﴿اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں﴾

پھر آپ نے فرمایا جب مومن آخرت کی طرف جانے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ اور ان کے پاس اس مومن کے لئے خوشبو اور کفن ہوتا ہے۔ اور وہ حد نظر تک اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ جب اس کی روح نکل جاتی ہے۔ تو زمین وآسمان کے درمیان رہنے والے اور آسمان کے اندر رہنے والے تمام فرشتے اس کے لئے دعاء کرتے ہیں۔ اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازے کی

خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ روح اس میں سے گزرے۔ جب اس روح کو اوپر لے جاتے ہیں۔تو کہا جاتا ہے۔اے پروردگار یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اسے واپس لے جا کر وہ مرتبہ و بزرگی دکھاؤ۔ جو میں نے اس کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ کہ میں نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ☆ | ﴿اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے﴾ |
| (سورہ طٰہٰ آیت ۵۵) | |

اور وہ واپس جاتے ہوئے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے۔ کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور قبر میں یہ آخری آزمائش ہوتی ہے۔ جو میت کو پیش آتی ہے۔ جب مومن یہ جواب دے دیتا ہے۔تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔تو نے سچ کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

| | |
|---|---|
| وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ☆ | ﴿اللہ تعالیٰ مومنوں کو پکی بات سے دنیا کی زندگی میں مضبوط رکھتا ہے﴾ |
| (سورہ ابراہیم آیت ۲۷) | |

کا یہی مطلب ہے۔ پھر ایک حسین خوشبودار خوش لباس شخص آ کر کہتا ہے۔ اپنے رب کی رحمت اور اس کے باغوں سے خوش ہو جاؤ۔ جس میں دائمی نعمتیں ہیں۔تو مومن اسے جواب میں کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی خوشیاں نصیب کرے تو کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جلدی کرتا تھا۔ اور نافرمانی سے بچ کر رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر دے۔ فرمایا: پھر ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو۔

اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔ تو اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے جنت کی طرف کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اے اللہ! جلدی قیامت برپا کر دے تاکہ میں اپنے اہل و عیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔

اور کافر جب دنیا سے کٹ کر آخرت کو جانے لگتا ہے۔ تو تند رو سخت مزاج فرشتے اس کے پاس آ دھمکتے ہیں۔ جن کے پاس آگ کے کپڑے اور پاجامے ہوتے ہیں۔ وہ اسے دہشت زدہ کرتے ہیں۔ جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیان تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور آسمان کے دروازے اس کے لئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازہ یہ خواہش کرتا ہے۔ کہ اس کی روح اس میں سے نہ گزرے۔ اور کہا جاتا ہے۔ اے پروردگار یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ اسے نہ آسمان اور نہ زمین نے پسند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔ اسے واپس لے جاؤ۔ اور اسے دکھاؤ۔ کہ میں نے اس کے لئے کیا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ میں نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُ كُمْ ☆ ﴿اس سے ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے﴾

(سورہ طٰهٰ آیت ۵۵)

پھر وہ واپس جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے۔ اے تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو اسے کہا جاتا ہے۔ واقعی تو نے نہیں جانا۔ پھر اس کے پاس ایک بدشکل، بدبودار، کریہہ لباس، شخص آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، اور دردناک دائمی عذاب کی خوشخبری سن لو۔ تو کافر کہتا ہے۔ اللہ تجھے شر کی خوشخبری دے۔ تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ میں تیرا برا عمل ہوں، واللہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بہت تیز تھا۔

اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں سست تھا۔ اللہ تعالیٰ تجھے بری جزا دے۔ تو کافر کہتا ہے۔ اللہ تجھے بھی جزاء بد دے۔ پھر ایک بہرا' اندھا' گونگا فرشتہ اس کی جان قبض کرتا ہے۔ جس کے پاس لوہے کی ایک گرز ہوتی ہے۔ کہ اگر جن وانس مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو اٹھا نہ سکیں۔ اور اگر وہ گرز پہاڑ کو ماری جائے تو مٹی کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائے اسی گرز سے اسے مارتے ہیں۔ تو وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر روح واپس آ جاتی ہے۔ تو اس کی آنکھوں کے درمیان ضرب ماری جاتی ہے۔ جسے سوائے جن انس کے تمام اہل زمین سنتے ہیں۔ پھر پکارنے والا پکارتا ہے۔ اس کے لئے نار جہنم کی دو تختیاں بچھا دو۔ اور دوزخ کی طرف اس کے لئے دروازہ کھول دو۔ تو نار دوزخ کی دو تختیاں اس کے لئے بچھا دی جاتی ہیں۔ اور دوزخ کی طرف اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب مرنے والا مرتا ہے تو اس کے برے اور اچھے اعمال موت کے وقت کسی شخص کی صورت میں آتے ہیں۔ وہ اپنی نیکیوں کی طرف دیکھتا ہے۔ اور برائیوں سے نظریں چراتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ریشم کا کپڑا جس میں کستوری اور ریحان کے بنڈل ہوتے ہیں لیکر آتے ہیں۔ اور اس کی روح کو ایسی آسانی سے نکال لیتے ہیں جس طرح آٹے سے بال نکل آتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ اے مطمئن روح راضی خوشی نکل جا۔ اور اللہ تعالیٰ کی روح اور بزرگی کی طرف چلی جا۔ جب روح نکل چکتی ہے تو اسے اسی کستوری اور گل ریحان پر رکھ کر ریشم کے کپڑے میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اور اسے علیین کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔

اور جب کافر کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے۔ تو فرشتے آگ کا انگارہ ایک ٹاٹ میں لے کر آتے ہیں۔ اور اس کی روح کو سختی سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

اے گندی روح تجھ پر اللہ تعالیٰ ناراض وغضبناک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ذلت کی طرف نکل کے چل۔ جب اس کی روح نکلتی ہے۔ تو اس انگارے پر رکھ کر جس سے بھڑک کی تیز آواز آرہی ہوتی ہے۔ ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین کی طرف لے جاتے ہیں۔ حضرت محمد بن کعب القرضی رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت مبارک پڑھا کرتے تھے:

| | |
|---|---|
| حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ☆ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ ☆ (سورہ المومنون آیت ۹۹۔۱۰۰) | ﴿حتیٰ کہ ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا۔ اے میرے پروردگار مجھے واپس دنیا میں بھیج دو۔ تاکہ میں نیک اعمال کرلوں۔ جنہیں میں چھوڑ چکا﴾ |

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہوگا۔ اب تو کیا کرنا چاہتا ہے؟ اور تجھے کس چیز کی رغبت ہے؟ کیا تو دوبارہ جا کر مال جمع کرنا' اور پودے لگانا اور مکانات تعمیر کرنا اور نہریں بنانا چاہتا ہے؟ وہ کہے گا۔ نہیں! میں دوبارہ جا کر نیک اعمال کرنا چاہتا ہوں۔ جنہیں میں ترک کر چکا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

| | |
|---|---|
| كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ☆ | ﴿ہرگز نہیں یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ جو وہ موت کے وقت کہہ رہا ہے﴾ |

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اور ان حدیثوں کے حقیقی دنیا میں بہت سے شواہد اور صحیح نمونے موجود ہیں۔ اور کچھ پوشیدہ اور مخفی ہیں۔ لیکن اہل بصیرت کی نظریں انہیں دیکھ لیتی ہیں۔ بلکہ ایمان کے دو درجے ہیں۔ سچ جاننا۔ اور تسلیم کرنا۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 46

# علم الیقین عین الیقین اور قیامت کی پیشی کے روز سوال وجواب کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ☆ ﴿ہرگز نہیں اگر تم یقینی علم سے جان لیتے'﴾

(سورہ التکاثر آیت ۵)

یعنی قیامت کے معاملے کو یقینی طور پر جان جاتے ۔تو یہ بات تمہیں کثرت خواہش دولت اور تکبر وغرور سے بچا لیتی ۔اور تم نیکی کے مفید کام کرتے اور غیر مفید کاموں سے بچ جاتے ۔کہا جاتا ہے کہ واقعی اگر تم علم الیقین سے جان لو۔ جیسے انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں ۔کہ مال و دولت اور حسب ونسب روز قیامت تمہیں کچھ نفع نہیں دیں گے ۔تو تم مال و دولت کی کثرت قبیلے کی کثرت تعداد پر فخر نہ کرتے ۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ☆ ﴿تو تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے﴾

(سورہ التکاثر آیت ٦)

پروردگار نے قسم کھائی ہے ۔کہ تم دوزخ اور اس کی سختی کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے ۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ☆ ﴿پھر تم ضرور دوزخ کو یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے﴾

(سورہ التکاثر آیت ۷)

یعنی دوزخ کو اس طرح آنکھوں سے دیکھنا عین الیقین ہے۔اور یہ ایسا مشاہدہ ہوگا جس میں کسی قسم کا شک نہیں رہے گا۔

اگر پوچھا جائے کہ علم الیقین اور عین الیقین میں کیا فرق ہے ۔تو یہ جواب ہوگا۔

کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جو علم انبیاء علیہم السلام کو ہوتا ہے وہ علم الیقین ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کو جو علم جنت، دوزخ، لوح، قلم، عرش، کرسی کو دیکھ کر ہوتا ہے وہ عین الیقین ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہیں تو اس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ زندہ لوگوں کو جو علم موت قبروں اور قبروں میں جانے والوں کے بارے میں ہوتا ہے وہ علم الیقین ہے۔ کیونکہ وہ یہ تو جانتے ہیں کہ وہ لوگ قبروں میں ہیں۔ لیکن ان کا یہ علم آنکھوں دیکھا نہیں ہوتا۔ لیکن یہی علم مر کر قبروں میں جانے والوں کو عین الیقین ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ کہ وہ جنت کا باغ ہے۔ یا جہنم کا گڑھا۔ اور آپ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ قیامت کا علم، علم الیقین ہے۔ اور قیامت اور اس کے خطرات کا علم، عین الیقین ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق مشاہدہ سے ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جنت و دوزخ کا علم، علم الیقین ہے۔ اور جنت و دوزخ کو دیکھنا عین الیقین ہے۔

| | |
|---|---|
| ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ☆ | ﴿پھر تم ضرور اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھے جاؤ گے﴾ |
| (سورہ التکاثر آیت ۸) | |

یعنی روز قیامت دنیا کی نعمتوں اور تمام بدن، کانوں، آنکھوں کی صحت کے بارے میں سوال ہوگا۔ نیز کمائی کے ذریعوں، کھانے پینے کے وسائل وغیرہ کے بارے میں بھی پرسش ہوگی۔ کہ تم نے ان نعمتوں کا شکریہ اپنے مولا و آقا کی بارگاہ میں ادا کیا یا نہیں۔ اور اپنے مولا کو پہچان کر اس پر ایمان لائے یا انکار کیا؟

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہؒ نے زید بن اسلمؒ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت فرمائی۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ☆

کہ تمہیں مال کی کثرت کی طلب نے دور کر دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے دور کر دیا۔ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ☆ حتی کہ تم قبرستان میں جا پہنچے یعنی تم مر کر قبر میں جا پڑے۔ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ☆ یعنی تم جان لو گے کہ واقعی ہم مر کر قبر میں آ گئے ہیں۔ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ☆ یعنی جان لو گے کہ قبروں سے نکل کر میدان قیامت کو جانا ہے۔ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ☆ اور جب عملوں کے حساب کے لئے بارہ گاہ رب العزت میں پیش ہو کر مشاہدہ کرو گے۔ تو یہ عین الیقین ہو جائے گا۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ☆ یہی مشاہدہ دوزخ عین الیقین ہے۔ یہ مشاہدہ اس طرح ہو گا۔ کہ صراط (پل صراط) دوزخ کے درمیان رکھا جائے گا۔ پھر کچھ مسلمان یہ صراط پار کر جائیں گے۔ اور کچھ گزرتے ہوئے گر کر زخمی ہونگے۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ☆

پھر تم ضرور اس دن نعمتوں کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔ یعنی دنیا میں جو پیٹ بھر کے نعمتیں کھائیں۔ اور ٹھنڈے شربت نوش کئے۔ ٹھنڈے مکانوں میں رہے۔ اور آرام سے مخلوق خدا میں رہ کر میٹھی نیند کے مزے لوٹے۔ ان سب کا حساب ہو گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ ہر آرام نعمت ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے گندم کی روٹی کھائی اور دریائے فرات کا ٹھنڈا پانی پیا۔ اور آرام دہ مکان میں رہا یہ سب نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال ہو گا۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ گھی اور خالص شہد ملا کر کھاتے ہیں۔ (اس کا حساب ہوگا) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کہ ہمارے پاس کونسی نعمتیں ہیں جبکہ ہم نصف پیٹ تک جو کی روٹی کھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی

فرمائی کہ ان سے کہو۔ کہ کیا تم جوتے نہیں پہنتے اور ٹھنڈا پانی نہیں پیتے؟۔ یہ بھی نعمتیں ہیں۔

امام ترمذی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے کہ جب اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ☆ نازل ہوئی تو آپ نے اس کی تلاوت فرمائی حتی کہ آپ النَّعِيمَ تک پہنچے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسی نعمتوں کا ہم سے سوال ہوگا؟ یہ کالی کھجوروں اور پانی کے سوا ہمارے پاس کیا ہے۔ اور پھر یہ تلواریں ہمارے گلوں میں لٹکی ہوئی اور دشمن ہر وقت سامنے ہوتا ہے۔ تو کونسی نعمتوں کے بارے میں ہم پوچھا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا وہ نعمتیں بھی جلد ملیں گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ روز قیامت بندے سے سب سے پہلے نعمتوں کے بارے پوچھا جائیگا۔ میں اسے کہا جائے گا۔ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت مند نہیں بنایا۔ اور کیا ٹھنڈے پانی سے تمہیں سیراب نہیں کیا؟

امام مسلم اور دوسرے محدثین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے تو سامنے سے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آتے مل گئے۔ آپ نے فرمایا اس وقت آپ لوگ کس وجہ سے گھر سے نکلے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوک کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں۔ اٹھو میرے ساتھ چلو۔ تو یہ دونوں آپؐ کے ہمراہ چل پڑے۔ پھر آپؐ ایک انصاری شخص کے ہاں تشریف لائے تو وہ گھر میں نہیں تھے۔ ان کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو آپ کو خوش آمدید کہا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ فلاں صاحب کہاں ہیں۔ اس نے عرض کیا ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری آ گئے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھ کر کہنے لگے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ آج مجھے کتنے معزز مہمان میسر آئے ہیں۔ وہ جا کر کچی پکی کھجوروں کا ایک ٹوکرا اٹھا لایا۔ اور کہنے لگا۔ اس سے تناول فرمائیں۔ اور بکری ذبح کرنے کے لئے چھری لی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ دیکھیں دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ انہوں نے ان مہمانوں کے لئے بکری ذبح کی۔ انہوں نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں۔ اور ٹھنڈا پانی پی کر خوب سیر و سیراب ہوئے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ روز قیامت اس نعمت کے بارے میں بھی تم پوچھے جاؤ گے۔

باب نمبر 47

# ذکر اللہ کی فضیلت کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ☆ ﴿تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا﴾

(سورہ البقرہ آیت ۱۵۲)

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے میں جانتا ہوں میرا پروردگار مجھے کب یاد کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ کے ساتھی گھبرا کر پوچھنے لگے۔ آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب میں اسے یاد کرتا ہوں وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ نیز ذکر کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ☆ ﴿تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو﴾

(سورہ الاحزاب آیت ۴۱)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ ☆ ﴿اور جب تم عرفات سے واپس لوٹنے لگو تو مشعر حرام کے پاس خدا تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اور اس کا ذکر اس طرح کرو جس طرح اس نے تمہاری رہنمائی کی ہے﴾

(سورہ البقرہ آیت ۱۹۸)

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

| | |
|---|---|
| فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ | ﴿پھر جب تم اپنے حج کے |
| فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ | احکام پورے کر چکو تو اللہ تعالیٰ کو |
| اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ☆ | ایسے یاد کرو۔ جس طرح تم اپنے |
| (سورہ البقرہ آیت ۲۰۰) | باپ دادوں کو یاد کرتے ہو بلکہ |
| | اس سے بھی زیادہ﴾ |

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا | ﴿جو لوگ کھڑے بیٹھے اور لیٹے |
| وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ☆ | اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں﴾ |
| (سورہ ال عمران آیت ۱۹۱) | |

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ | ﴿پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو |
| فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا | کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ |
| وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ☆ | کو یاد کرو﴾ |
| (سورہ النساء آیت ۱۰۳) | |

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ ذکر اللہ کی دو توجیہیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا۔ تمہارے اسے یاد کرنے سے بہت بڑھ کر ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد اس کے علاوہ تمام عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَا | ﴿اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ذکر |
| لشَّجَرَةِ الْخَضْرَآءِ فِيْ | سے غافل لوگوں میں اس طرح |
| وَسْطِ الْهَشِيْمِ ☆ | ہے۔ جس طرح خشک زمین |
| | کے اندر سرسبز درخت﴾ |

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ کا ذکر کرنے والا' اللہ کی یاد سے غافلوں میں ایسا ہے جیسا جنگ سے بھاگ جانے والوں میں اللہ کی راہ میں ڈٹ کر لڑنے والا۔ فرمان رسول گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے۔ اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں۔ اور فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 'اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے بچانے والا اور کوئی عمل نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ ہاں اگر تلوار سے لڑتے لڑتے تلوار ٹوٹ جائے۔ اور پھر لڑے اور تلوار ٹوٹ جائے اور پھر لڑے اور تلوار ٹوٹ جائے تو البتہ۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو شخص جنت کی کیاریوں میں چرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل سب سے بڑھ کر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو دنیا سے رخصت ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تیری زبان تر ہو۔ نیز آپ نے فرمایا کہ صبح و شام اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھو۔ پھر تمہاری صبح و شام ایسے گزرے گی۔ کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلواریں توڑنے سے اور اللہ کی راہ میں خالص مال خرچ کرنے سے افضل ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور وہ کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں۔ اور جب بندہ مجھ سے ایک بالشت بھر قریب ہوتا ہے۔ تو میں ایک گز بھر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور وہ ایک گز مجھ سے قریب ہوتا ہے۔ تو میں تقریباً

دوگز اس سے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور وہ میری طرف چل کر آتا ہے۔ تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ اور دوڑ کر جانے سے مراد دعا کو جلد قبول فرمالینا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ کے نیچے رکھے گا۔ جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے بغیر کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا۔ جو ایک گوشے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کی آنکھوں سے اللہ کے ڈر سے آنسو بہتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتا نہ دوں؟ کہ تمہارے مولا کے نزدیک اعلیٰ و پاکیزہ عمل کونسا ہے۔ اور تمہیں بلند درجہ عطا کرنے والا اور چاندی اور سونے کے خرچ کرنے سے بہتر عمل کونسا ہے۔ اور اس سے بھی بہتر کہ تم دشمن کا مقابلہ کرو کہ تم ان کی گردنیں اڑاؤ۔ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ عمل کونسا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔ جس کو میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے روکے رکھا۔ میں اسے دوسرے مانگنے والوں سے زیادہ دونگا۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے بندے تو صبح کے بعد ایک گھڑی اور عصر کے بعد ایک گھڑی مجھے یاد کر لے تو میں ان اوقات کے درمیان تمہارے لئے ذمہ دار ہوں۔ کسی عالم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس بندے کے دل میں میں دیکھتا ہوں کہ اس کے دل پر میرے ذکر کا غلبہ ہے۔ تو میں اس کے ہر انتظام کا ذمہ دار اور اس کا ہم نشین ہمراز اور ہمدرد بن جاتا ہوں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ دل میں

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ یہ ذکر بھی کیا ہی اچھا ہے۔ اور اس کا اجر بھی کیا ہی اچھا ہے۔ اور حرام سے بچتے وقت اللہ کو یاد رکھنا اس سے بھی بڑا ذکر ہے۔

روایت

مروی ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے نفس کے علاوہ ہر نفس دنیا سے پیاسہ جاتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جنتیوں کو کسی بات کی حسرت نہیں رہے گی۔ ہاں اس گھڑی کی حسرت ضرور رہے گی۔ جو ذکر اللہ کے بغیر گزر گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے مل کر بیٹھتے ہیں۔ تو فرشتے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ تو انہیں آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اٹھو تم بخش دیئے گئے ہو۔ اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب کہیں کچھ لوگ مل کر بیٹھیں اور اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھیں۔ تو قیامت کے دن ان کو اس بات سے محرومی پر حسرت رہے گی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذاکرین کی مجلس چھوڑ کر غافلین کی مجلس کی طرف جا رہا ہوں۔ تو ادھر جانے سے پہلے میرے پاؤں توڑ دے یہ تیرا مجھ پر احسان ہوگا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نیک مجلس مومن کے لئے دو کروڑ بری مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آسمان والوں کو زمین والوں کے وہ گھر جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ستاروں کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔حضرت سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوتی ہے۔تو شیطان اور دنیا ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔پھر شیطان دنیا سے کہتا ہے۔کیا تو دیکھ نہیں رہی کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو دنیا کہتی ہے۔انہیں چھوڑ دو۔ جب یہ یہاں سے جائیں گے تو میں ان کی گردنیں پکڑ کر تیرے سامنے لا ڈالوں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے۔کہ آپ نے ایک دن بازار میں جا کر کہا۔ کہ میں تمہیں یہاں دیکھ رہا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے۔تو لوگ بازار چھوڑ کر مسجد میں گئے۔اور وہاں کوئی میراث بٹتی نہ دیکھی۔تو کہنے لگے ابو ہریرہ ہم نے مسجد میں کوئی میراث نہیں دیکھی۔تو آپ نے فرمایا تم نے وہاں اور کیا دیکھا؟ کہنے لگے لوگ اللہ کا ذکر کر رہے اور قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔آپ نے فرمایا۔یہی پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے۔

## روایت

حضرت اعمش بن ابی صالح رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے گھومنے پھرنے والے فرشتے مقرر ہیں۔ جو اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔ جب کسی زمین میں جماعت کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ اپنے مقصود کی طرف آؤ۔وہ آکر ذاکرین کو آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں ہم آئے ہیں تو وہ تیری حمد کر رہے تھے۔تیری

بزرگی اور تیری پاکیزگی بیان کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتہ کہتے ہیں! تو اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں۔ اگر مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ تو عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو بہت زیادہ تسبیح وتحمید اور تمجید کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ آتش دوزخ سے۔ اللہ تبارک تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ کہتے ہیں۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجدہ فرماتے ہیں اگر دوزخ کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہوتا۔ تو وہ دوزخ سے زیادہ بھاگتے اور نفرت کرتے۔ پھر اللہ پاک پوچھتے ہیں۔ کہ کیا چیز طلب کرتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں جنت! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو کیا ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے دیکھا ہوتا تو وہ بہت زیادہ تمنا کرتے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ ان کے اندر فلاں شخص تھا جس کا ارادہ ان کے پاس آنے کا نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی کسی ضرورت کے لئے آیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین محروم نہیں رہتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے افضل ورد جو میں نے اور تجھ سے پہلے نبیوں نے کیا ہے۔ وہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَـهٗ کا ورد ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کلمات لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ☆ 100 مرتبہ کہے۔ تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملے گا۔ اور سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ اور سو گناہ اس کے نامہ اعمال سے محو کر دیئے جائیں گے۔ اور اس روز وہ شام تک شیطان سے حفاظت میں رہے گا۔ اور اس روز

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

باب نمبر 48

# نمازوں کی فضیلت کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر ادا کرنا فرض ہے﴾

☆ (سورہ النساء آیت ۱۰۳)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو انہیں ادا کرے گا۔ اور نماز کی کسی بات کو معمولی سمجھ کر اسے ضائع نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو شخص نمازیں ادا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی وعدہ نہیں۔ چاہے تو اسے سزا دے چاہے اسے جنت میں داخل کردے۔

اور آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کا ارشاد عالی ہے۔ کہ پانچ نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی نہر کی سی ہے۔ جو تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے گزر رہی ہو اور وہ شخص دن میں پانچ مرتبہ اس نہر میں نہالیتا ہے۔ تو تمہارا کیا خیال ہے؟ کہ اس کے بدن پر میل رہ سکتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ بالکل نہیں! تو آپ نے فرمایا۔ یقیناً پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح دھو ڈالتی ہیں جس طرح پانی میل کو۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نمازیں اپنے درمیانی وقفہ کے لئے کفارہ ہیں جب تک بڑے گناہوں سے بچتے رہیں۔

جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ☆ ﴿بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں﴾

(سورہ ھود آیت ۱۱۴)

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

جانا جائز نہیں۔ اور اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔ جس کا گھر مسجد سے زیادہ دور ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا ابو ہریرہ یہ کیوں؟ فرمایا زیادہ قدم چلنے کی وجہ سے!

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چھپ کر سجدہ کرنے سے افضل ایسا کوئی عمل نہیں جو بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی مومن بارگاہ خداوندی میں ایک سجدہ بجا لاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ اور اس کی ایک برائی ختم کر دیتا ہے۔

### روایت

مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی شفاعت اور جنت میں ہمنشینی نصیب فرمائے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا۔ کہ تم زیادہ سجدے کر کے اس کام میں میری مدد کرو۔ اور کہتے ہیں کہ سجدے کی حالت میں بندہ' اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

| | |
|---|---|
| وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ☆ (سورہ العلق آیت ۱۹) | ﴿اور سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ﴾ |

اور فرمان الٰہی ہے:

| | |
|---|---|
| سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ☆ (سورہ الفتح آیت ۲۹) | ﴿زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں﴾ |

بعض کہتے ہیں۔ پیشانیوں پر نشانات سے مراد وہ مٹی ہے جو سجدے کے دوران میں ان کی پیشانیوں کو زمین سے لگ جاتی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ عاجزی کا نور ہے جو باطن سے نکل کر ان کے ظاہر پر چمکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور بعض کہتے

ہیں کہ یہ ماتھے کی وہ روشنی ہے۔ جو وضو کے اثر سے روز قیامت ان کے چہروں پر جلوہ افروز ہوگی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کوئی انسان سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان لعین ایک طرف ہو کر روتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ہائے میں برباد ہوگیا۔ اسے سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کر کے جنت حاصل کر لی۔ اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا۔ تو میں نے انکار کر دیا۔ اب میرے لئے دوزخ ہے۔

## روایت

حضرت عبداللہ بن عباس کے بیٹے علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں روایت ہے۔ کہ وہ روزانہ ایک ہزار سجدے کیا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں سجاد کے نام سے پکارتے تھے۔ نیز مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہمیشہ مٹی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور حضرت یوسف بن ساباط رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ اے نوجوانوں! بیماری سے پہلے صحت کی قدر کرو! فرمایا میں کسی پر حسد نہیں کرتا ہاں اس شخص پر جو خوب رکوع وسجدہ کرتا ہے۔ اور اب تو میرے اور اس کے درمیان دوری ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں دنیا کی کسی چیز سے محرومی پر افسوس نہیں کرتا۔ ہاں سجدہ محرومی پر افسوس ہوتا ہے۔ اور حضرت عتبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کی کوئی ادا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ وہ سجدہ میں پڑا ہوا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ نزدیک سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو اس وقت خوب دعائیں کیا کرو۔

باب نمبر 49

# نماز چھوڑنے والے کی سزا کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوزخیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا:

فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ مَاسَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرٍ ☆ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ☆ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ☆ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ☆ (سورہ المدثر آیت ۴۲ تا ۴۵)

﴿جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ کہیں گے ہم نے نمازیں نہیں پڑھیں ہم نے مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا اور ہم بحث کرتے تھے۔ بحث کرنے والوں کے ساتھ﴾

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ آدمی اور کفر وشرک کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔ ابو داؤد اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے اور ترمذی میں ہے کہ کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔ اور ابن ماجہ میں ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ اور صحیح حدیث جسے امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ حد ہمارے اور ان کے درمیان نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا اور امام طبرانی نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی نقص نہیں بیان کیا ہے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے واضح طور پر کفر کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ بندے اور کفر یا شرک کے درمیان فرق نماز چھوڑ دینے کا ہے۔ جب اس نے نماز چھوڑ دی تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ بندے اور شرک کے درمیان

سوائے نماز چھوڑ دینے کے اور کوئی فرق نہیں۔ جب اس نے نماز چھوڑ دی تو واقعی وہ مشرک ہوا۔ ایک اور روایت میں ہے جس کی سند حسن ہے۔ اسلام اور دین کی بنیادوں کی عزت تین چیزیں ہیں جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔ جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا وہ اس کی وجہ سے کافر ہے اس کا خون حلال ہے۔ پہلی چیز گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دوسری چیز فرض نماز۔ تیسری چیز رمضان کے روزے۔

ایک دوسری حدیث میں جس کی سند بھی حسن ہے۔ موجود ہے۔ کہ جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی عمل اور کوئی صدقہ قبول نہیں اس کی جان و مال حلال ہے۔ اور امام طبرانی وغیرہ نے ایسی سندوں کے ساتھ جن میں کوئی نقص نہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا مجھے میرے دلی دوست آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات خصلتوں کی وصیت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ چاہے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ یا سولی پر چڑھا دیا جائے۔ اور جان بوجھ کر نماز مت چھوڑو۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے نکل گیا۔ اور برائی کے پیچھے مت پڑو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اور شراب مت پیو کہ وہ ہر برائی کی جڑ ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے سوائے کسی عمل کے چھوڑ دینے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ بندے اور کفر اور ایمان کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ جب بندے نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مشرک ہو گیا۔ محدث بزار نے روایت کی ہے۔ کہ اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں۔ جس کی نماز نہیں۔ اور اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمائی ہے۔ اس شخص کا

ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اور اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں ۔ اور اس شخص کا دین نہیں جس کی نماز نہیں ۔ اور دین میں نماز کا وہی مقام ہے۔ جو جسم انسانی میں سر کا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے دلی دوست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اگرچہ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ۔ اور جان بوجھ کر فرض نماز کو مت چھوڑو۔ جس نے اسے چھوڑا اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ختم ہو گئی اور شراب مت پیو کہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے ۔ اور بزار وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب میری آنکھ خراب ہو گئی ۔ تو ساتھیوں نے کہا ہم آپ کا علاج کریں گے لیکن کچھ دن نماز چھوڑ دو ۔ میں نے کہا ہرگز نہیں! کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ۔ جس نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس حال میں جائے گا ۔ کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا۔

اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی نقص نہیں ۔ متابعات میں روایت کی ہے ۔ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا بنیادی عمل بتا دیں ۔ جو عمل کر کے میں جنت میں جا سکوں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔ چاہے تمہیں کتنی تکلیف دی جائے اور جلا دیا جائے اور اپنے والدین کی اطاعت کرو خواہ تجھے تیرے مال سے اور ہر چیز سے چاہے وہ تیرے ہوں بے دخل کر دیں ۔ اور جان بوجھ کر نماز مت چھوڑو ۔ اس لئے کہ جس نے نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اس سے ختم ہو گئی ۔ ایک روایت میں جس کی سند صحیح

ہے لیکن سند کے بیچ میں ایک سلسلہ ٹوٹا ہوا ہے آیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو چاہے تم قتل کر دیے جاؤ اور جلا دیے جاؤ۔ اور اپنے والدین کی نافرمانی مت کرو چاہے تجھے تیرے اہل وعیال اور مال سے بے دخل کر دیں اور جان بوجھ کر فرض نماز ہرگز نہ چھوڑو۔ اس لئے کہ جس نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی اللہ تعالٰی کی ذمہ داری اس سے ختم ہوگئی۔ اور شراب ہرگز نہ پیئو۔ کہ اس کا پینا ہر بے حیائی کی جڑ ہے اور برائی سے بچنا کہ برائی اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اور میدان جہاد سے فرار مت ہونا' چاہے تمام لوگ میدان جنگ میں مارے جائیں۔ اور اگر تمام لوگ موت کے منہ میں چلے جائیں' تو بھی ثابت قدم رہو۔ اور اپنا مال اپنے اہل وعیال پر خوب خرچ کرو۔ اور ادب سکھانے کے لئے ان سے اپنی لاٹھی کو ہٹا کر مت رکھو اور اللہ کے معاملے میں ان کو ڈراتے رہو۔ ابن حبان نے اپنی صحیح کے اندر یہ روایت درج فرمائی ہے۔ بادل کے دن نماز میں جلدی کرو اس لئے کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ اور طبرانی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیز حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس کھڑی ہو کر وضو کا پانی ڈال رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو چاہے تم پارہ پارہ کر دیئے جاؤ اور آگ میں جلا دیے جاؤ۔ اور اپنے والدین کی نافرمانی مت کرو ۔ اگر چہ وہ تمہیں کہیں کہ اپنے اہل وعیال کو اور دنیا کو چھوڑ دو۔ تو چھوڑ دو اور شراب ہرگز مت پیئو کہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ اور جان بوجھ کر نماز ہرگز مت چھوڑو۔ جس نے یہ کام کیا' اللہ کی ذمہ داری اس سے ختم ہوگئی۔

ابونعیم کی روایت میں ہے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی۔ اللہ تعالٰی نے اس کا نام جہنم کے دروازہ پر اس میں داخل ہونے والوں میں لکھ دیا۔ طبرانی اور بیہقی

رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کے اہل وعیال اور مال برباد ہو گئے۔ اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ اے جماعت قریش! نماز کی پابندی کرتے رہو۔ اور زکوۃ دیتے رہو۔ ورنہ میں کسی آدمی کو بھیجوں گا۔ کہ دین کے اس معاملے میں تمہاری گردنیں اڑا دے۔ اور بزار کی روایت میں ہے۔ کہ اس شخص کا دین میں کوئی حصہ نہیں جس کی نماز مکمل نہیں۔ اور اس شخص کی نماز نہیں، جس کا وضو درست نہیں۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل روایت کی ہے۔ چار چیزیں اللہ تعالی نے اسلام میں فرض کی ہیں۔ اگر تین بھی ان میں سے ادا کرے گا تو فرض ادا نہیں ہوگا۔ جب تک چاروں پر عمل نہ کرے۔

1- نماز

2- زکوۃ

3- روزہ رمضان

4- حج بیت اللہ شریف

اصفہانی نے روایت کی ہے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی۔ اللہ تعالی نے اس کے اعمال ضائع کر دیئے۔ اور اللہ تعالی کی ذمہ داری اس سے ختم ہو گئی۔ جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی اس نے ظاہر باہر کفر کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ جس میں انقطاع ہے روایت کی ہے۔ جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرو۔ کیونکہ جس نے نماز ترک کر دی۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری اس سے ختم ہو گئی۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے موقوفا روایت کی ہے۔ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔ محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ اور احمد ابن عبدالبر نے حضرت علی

بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کی ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دی اُس نے کفر کیا۔ اور ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے جس نے نماز چھوڑ دی اُس کا کوئی دین نہیں۔ اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے۔ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔ اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے۔ کہ جس کی نماز نہیں اُس کا ایمان نہیں۔ اور اس کی نماز نہیں، جس کا وضو نہیں۔ اور ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ اور محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث ہے۔ کہ نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ اور اسی طرح بہت سے اہل علم کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہی رائے تھی۔ کہ آپ کے نزدیک جان بوجھ کر بلا عذر نماز ترک کرنے والا کہ وقت نکل جائے کافر ہے۔ حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کہ نماز چھوڑنا کفر ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ☆ اِلَّا مَنْ تَابَ ☆
(سورہ مریم آیت ۵۹)

﴿پھر چند ناخلف ان کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ جنہوں نے نماز چھوڑ دی اور خواہشات کی پیروی کی سو عنقریب ان کو گمراہی کی سزا ملے گی۔ ہاں جس نے توبہ کرلی!﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ضائع کرنے سے مراد بالکل چھوڑنا نہیں بلکہ اپنے اوقات سے موخر کردینا مراد ہے۔

امام التابعین حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ نماز ظہر نہ پڑھے' حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو جائے۔ اور نماز عصر نہ پڑھے حتیٰ کہ مغرب کا وقت ہو جائے۔ اور مغرب نہ پڑھے۔ حتیٰ کہ عشا ہو جائے۔ اور عشاء نہ پڑھے۔ حتیٰ کہ فجر ہو جائے۔ اور نماز فجر نہ پڑھے حتیٰ کہ سورج نکل آئے۔ اور جو شخص فوت ہو جائے اور اس عمل پر مصر ہے اور توبہ نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے غیی سے خبر دار فرمایا ہے۔ جو دوزخ کی ایک وادی ہے۔ جس کی گہرائی بہت زیادہ اور عذاب بہت سخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| یٰـاَیُّھَـا الَّـذِیْـنَ اٰمَـنُوْا لَا | ﴿مومنو! تمہارا مال' اور تمہاری |
| تُـلْھِـکُـمْ اَمْوَالُـکُـمْ وَ لَآ | اولاد' تمہیں خدا کی یاد سے |
| اَوْلَادُکُـمْ عَنْ ذِکْـرِ اللّٰـہِ | غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا |
| وَمَـنْ یَّـفْـعَـلْ ذٰلِکَ | کرے گا۔ تو وہ لوگ خسارہ |
| فَاُولٰٓئِکَ ھُـمُ الْخٰسِرُوْنَ | اٹھانے والے ہیں﴾ |

☆

(سورہ المنافقون آیت ۹)

مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے۔ کہ ذکر اللہ سے مراد یہاں پانچ نمازیں ہیں۔ جو ان نمازوں کے وقت اپنے مال' تجارت یا صنعت وحرفت یا اولاد میں مصروف رہا۔ وہ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہے۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اعمال میں سب سے پہلے بندے سے جس چیز کا حساب ہوگا۔ وہ نماز ہے۔ اگر نماز درست ہوئی تو کامیاب ہوگا اور نجات پائے گا۔ اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو ناکام ہوگا اور نقصان اٹھائے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ☆ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ☆

﴿تو ان لوگوں کے لئے بربادی ہے جو لوگ اپنی نمازوں میں کوتاہی کرتے ہیں﴾

(سورہ الماعون آیت ۴ تا ۵)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کو اپنے وقت مقررہ سے موخر کردیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ سند کے ساتھ اور طبرانی احمد ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے نماز کی حفاظت کی۔ وہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن روشنی۔ دلیل اور نجات بن جائے گی۔ اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی تو قیامت کے روز اس کے لئے نہ روشنی ہوگی نہ دلیل اور نہ نجات اور وہ قارون فرعون' ہامان' اور ابی بن خلف کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ایک عالم نے فرمایا ہے کہ ان کے ساتھ اس لئے اٹھایا جائے گا۔ کہ جب مال کی وجہ سے وہ نماز سے غافل ہوا تو وہ قارون کے مشابہ ہوگیا۔ تو اس کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ یا وہ اپنی حکومت کی وجہ سے نماز سے غافل ہوگیا۔ تو وہ فرعون کے مشابہ ہوگیا۔ تو اس کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ یا وہ اپنی وزارت کی وجہ سے نماز سے غافل ہوگیا۔ تو اس صورت میں وہ ہامان کے مثل ہوگا۔ اور وہ اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ یا تجارت و کاروبار کی وجہ سے نماز سے غفلت برتے گا تو ابی بن خلف کے مشابہ ہوگا۔ لہذا اس کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

اور بزار نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا کہ:

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلوٰتِهِمْ سَاهُوْنَ ☆ سے کیا مراد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی نمازوں کو اوقات سے موخر کر دیتے ہیں۔ ابو یعلی نے سند حسن کے ساتھ حضرت مصعب بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا' کہ ابا جان! اس روایت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ہم میں سے کون ہے جو اپنی نماز کے دوران بے دھیان نہیں ہوتا اور دل میں کچھ سوچنے نہیں لگتا؟ تو انہوں نے فرمایا اس سے یہ مراد نہیں بلکہ نماز کے وقت کو ضائع کرنا مراد ہے۔ اور ویل سے عذاب کی سختی مراد ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ ویل دوزخ کی ایک وادی ہے جس میں پہاڑ بھی اگر ڈال دیئے جائیں تو گرمی کی شدت سے پگھل جائیں۔ یہ وادی ان لوگوں کا مسکن ہے جو نماز میں سستی کرتے اور وقت سے بے وقت کر دیتے ہیں۔ ہاں اگر توبہ کر لیں اور اپنی اس زیادتی پر نادم ہوں۔ تو بچ جائیں گے۔

ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ کہ جس کی نماز رہ گئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال برباد ہو گئے۔ اور حاکمؒ نے ایک روایت میں جس کی توثیق میں اختلاف ہے۔ اور اکثر نے کہا ہے کہ نہیں ہے۔ جس نے بغیر عذر کے دو نمازیں ایک ساتھ پڑھیں۔ وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے میں سے گزرا۔

امام بخاریؒ و مسلمؒ اور دوسرے چاروں محدثین نے روایت کی ہے۔ کہ جس شخص کی نماز عصر رہ گئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال برباد ہو گئے۔ ابن خزیمہؒ نے اپنی صحیح میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی تفسیر یہ ہے کہ وقت نکل جائے اور امام نسائی نے اس طرح روایت کی ہے۔ کہ جس کی کوئی نماز رہ گئی۔ تو گویا اس کے اہل و عیال اور مال برباد ہو گئے مراد نماز عصر ہے۔ اور امام مسلمؒ اور نسائیؒ نے بھی نماز عصر ہی مراد لی ہے۔ کہ پہلی کسی امت پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ تو جو تم میں سے آج اس کی حفاظت کرے تو اس کا اجر دوگنا ہوگا۔

کہ اس کے بعد اور کوئی نماز نہیں جب تک ستارہ طلوع نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ونسائیؒ نے روایت کی ہے۔ جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد کے ساتھ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے۔ جس نے جان بوجھ کر نماز عصر ترک کر دی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئی تو اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اور ابن ابی شیبہ نے مرسل روایت کی ہے۔ جس نے نماز عصر بغیر کسی عذر کے ترک کر دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ تو اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ تم میں سے کسی کا اہل وعیال اور مال ہلاک ہو جائیں یہ بہتر ہے اس سے کہ اس کی نماز عصر چھوٹ جائے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ جس نے قصداً نماز عصر چھوڑ دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال ہلاک ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر معمول تھا کہ آپؐ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ خدا کا کرنا کوئی نہ کوئی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت آپؐ نے ہمیں فرمایا کہ آج رات کو دو آدمی میرے پاس آئے۔ مجھے اٹھایا اور کہا چلیں میں ان کے ہمراہ چل پڑا۔ ہم ایک آدمی کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی اس کے سر پر پتھر لئے کھڑا تھا۔ اور پتھر اس کے سر پر گراتا تھا۔ اور وہ پتھر اس کے سر پر لگ کر لڑھک جاتا تھا۔ تو دوسرا شخص اس پتھر کو لینے جاتا۔ جب پتھر لے کر واپس آتا تو اس کا سر سالم ہو گیا ہوتا۔ پھر وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا۔ اسی طرح مسلسل ہوتا۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ سبحان اللہ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا۔ چلئے چلئے! پھر ایک شخص کے پاس آئے جو پشت کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک شخص لوہے کا

کانٹا لئے چہرے کے ایک طرف کے جبڑے نتھنے اور آنکھوں کو گردن تک چیرتا ہوا دوسری جانب چلا جاتا۔ پھر دوسری جانب آتا۔ دوسری طرف بھی اسی طرح جبڑوں نتھنوں اور آنکھوں کو کانٹے سے چیرتا چلا جاتا۔ اور دوبارہ پہلی طرف آتا تو اس طرف کا جبڑا نتھنا اور آنکھیں درست حالت میں آ گئی ہوتیں۔ پھر مکرر اسے اسی طرح کانٹے سے پھاڑ دیتا۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا۔ سبحان اللہ! یہ کیا ہو رہا ہے انہوں نے مجھے کہا۔ کہ آپ آگے چلیے۔ تو ہم چل پڑے حتیٰ کہ ہم تنور کی طرح کے ایک الاؤ کے پاس آئے۔ راوی کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے' کہ آپ فرماتے تھے۔ اس میں سے گونج اور آوازیں آ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا۔ تو اس کے اندر ننگے مرد اور عورتیں نظر آئے جنہیں نیچے سے شعلہ اٹھا کر اوپر لے آتا۔ جس سے وہ لوگ چیخ و پکار اور آہ و زاری کرتے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ مجھے کہنے لگے آپ آگے چلیے پھر ایک نہر پر آئے۔ راوی کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپؐ فرماتے تھے۔ کہ وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی۔ اس میں ایک آدمی تیر رہا تھا۔ اور کنارے پر ایک آدمی کھڑا تھا۔ جس نے بڑی تعداد میں پتھر اپنے پاس جمع کر رکھے تھے۔ جب وہ شخص تیرتا ہوا کنارے پر آتا۔ تو وہ کنارے والا آدمی اس تیرنے والے کے منہ میں ایک پتھر ٹھونس دیتا۔ وہ چلا جاتا اور نہر میں تیرنے لگتا۔ اور پھر کنارے کی طرف آ کر اپنا منہ کھول دیتا۔ اور کنارے والا شخص پتھر اس کے منہ میں ٹھونس دیتا۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ کہنے لگے آپ چلیئے۔ ہم چل پڑے۔ حتیٰ کہ ہم نہایت کریہ شکل آدمی کے پاس پہنچے' کہ اس سے زیادہ بدشکل تم نے نہ دیکھا ہو گا۔ اس کے پاس آگ کا الاؤ ہے' جسے وہ بڑھکاتا ہے۔ اور اس کے اردگرد دوڑتا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا' یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ مجھ سے کہنے لگے آپ آگے چلئے۔ تو ہم ایک گنجان باغ میں پہنچے۔ جس میں دور تک سبزہ ہی سبزہ اور پھول ہی پھول تھے۔ اور

اس باغ میں لمبے قد کا ایک آدمی تھا جس کا سر آسمان تک بھی نظر نہیں آتا تھا۔ جس کے اردگرد میں نے بہت سے لڑکے بیٹھے دیکھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے پوچھا یہ آدمی کون ہے؟ اور یہ لڑکے کون ہیں۔ وہ مجھے کہنے لگے آپ آگے چلئے تو ہم چل پڑے اور ایک عظیم درخت کے پاس پہنچے۔ کہ ایسا خوبصورت اور عظیم درخت میں نے پہلے نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھے کہا۔ کہ اس پر سے چڑھ جایئے تو ہم اس پر سے چڑھ کر ایک شہر میں پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تعمیر ہوا تھا۔ ہم نے شہر کے دروازے پر آ کر دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو ہم نے وہاں کچھ لوگ دیکھے' جن کے جسم کا آدھا حصہ حسین و جمیل تھا۔ جیسا کہ ہوتا ہے۔ اور آدھا حصہ بدصورت تھا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔ ان دونوں نے انہیں کہا کہ اس نہر میں کود پڑو۔ اور نہر چل رہی تھی۔ اور اس میں صاف پانی بہہ رہا تھا۔ وہ لوگ نہر کی طرف گئے اور اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس واپس آئے تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی۔ اور وہ حسین جمیل صورت میں آ چکے تھے۔

انہوں نے مجھے کہا۔ کہ یہ جنت عدن ہے۔ اور یہ آپ کا محل ہے۔ میری نظر اوپر اٹھی تو بادل کی طرح سفید ایک محل نظر آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا یہ آپ کا محل ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ چھوڑو میں اس کے اندر جاؤں۔ انہوں نے کہا ابھی نہیں! لیکن آپ اس میں جائیں گے ضرور! آپ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ آج رات تو میں نے عجیب چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ میں نے کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگے۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپ آئے' تو اسے پتھر سے مارا جاتا تھا۔ یہ وہ شخص تھا' جس نے علم قرآن حاصل کیا۔ پھر اسے پس پشت ڈال دیا۔ اور فرض نماز سے غافل ہو کر سو جاتا۔ اور وہ شخص جس کے جبڑے اور نتھنے گردن تک پھاڑے جاتے تھے۔ یہ وہ شخص تھا۔ جو صبح گھر سے نکلتا۔ اور جھوٹ پہ جھوٹ بولتا۔ جو ہر طرف پھیل جاتا۔ اور وہ ننگے مرد

عورتیں جو تنور جیسی چیز میں پڑے جل رہے تھے۔ وہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں تھیں۔ اور وہ جسے آپ نے دیکھا کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا' اور پتھر کے لقمے کھاتا تھا۔ وہ سود کھانے والا تھا۔ اور وہ بدمنظر مکروہ صورت آدمی جو آگ کے پاس الاؤ بڑھکا رہا تھا۔ وہ دوزخ کا داروغہ ''مالک'' تھا۔

اور وہ طویل قد آدمی جو باغ کے اندر تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور وہ لڑکے بالے جو آپ کے اردگرد موجود تھے۔ وہ لڑکے تھے جو فطرت اسلام پر لڑکپن میں ہی فوت ہو گئے تھے کسی مسلمان نے پوچھا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کی اولاد بھی؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اولاد مشرکین بھی! اور وہ لوگ جن کا نصف جسم خوبصورت اور نصف بدصورت تھا۔ وہ تھے جن کے نیک' بداعمال ملے جلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے معاف کر دیا' اور بزار کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے کے بارے میں پوچھا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے۔ اور وہ پھر پہلے کی طرح درست ہو جاتے تھے۔ اور کبھی وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے جبرائیل یہ کون لوگ تھے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ تھے جن کے سر نماز سے بھاری ہو جاتے تھے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ اور نجار رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث درج کی ہے۔ کہ نماز اسلام کا جھنڈا ہے۔ جس نے دلی توجہ سے اس کی محافظت کی۔ اور شرائط وسنن کے مطابق اپنے وقت پر ادا کیا۔ تو وہ مومن ہے۔ ابن ماجہؒ نے روایت کی ہے۔ حدیث: قدسی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبیؐ میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اور میں نے اپنے دل میں وعدہ کیا ہے۔ کہ جو شخص وقت پر حفاظت سے نماز ادا کرے گا۔ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اس کے لئے میرا کوئی وعدہ نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ جس نے یہ جان لیا کہ نماز اس پر ایک ضروری فریضہ ہے پھر اس نے اسے ادا کیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور امام ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے۔ اور امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے روایت کی ہے کہ روز قیامت بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر نماز درست ہوئی تو کامیاب ہوگا اور نجات پائے گا۔ اور اگر نماز میں خرابی ہوئی۔ تو ناکام ہوگا اور گھاٹا پائے گا۔ اگر اس کے فرض میں کچھ کمی ہوگی۔ تو پروردگار فرمائے گا۔ دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں۔ کہ اس کے فرض کی کمی پوری کی جائے۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ امام نسائی نے مزید روایت کی ہے کہ عبادات میں بندے سے سب سے پہلے نماز اور معاملات میں خون کے بارے میں حساب ہوگا۔ امام احمد بن حنبل ابوداؤد نسائی' ابن ماجہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ کہ روز قیامت بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر مکمل ہوئی۔ تو پوری لکھ دی جائے گی۔ اور نماز مکمل نہ ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے۔ کیا میرے بندے کے اعمال میں کچھ نوافل ہیں؟ تو ان سے فرض کو مکمل کردو۔ پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہوگا۔ پھر دوسرے اعمال کا اسی طرح حساب کیا جائے گا۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ روز قیامت بندے سے سب سے پہلے نماز کا پوچھا جائے گا۔ دیکھا جائے گا کہ کیا نماز درست ہے تو کامیاب ہوگا۔ اگر نماز میں خرابی ہوئی۔ تو ناکام ہوگا اور نقصان اٹھائے گا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ سب سے پہلے بندے سے نماز کا پوچھا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو سارے اعمال ہی درست ہوجائیں گے۔ اور اگر نماز میں خرابی' ہوئی تو تمام اعمال ہی خراب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! کیا میرے بندے کے کوئی نوافل ہیں۔ اگر ہوئے تو ان سے فرض نماز مکمل کی

جائے گی۔

طیالسی رحمۃ اللہ علیہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور ضیاء نے المختارہ میں روایت کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جبریل امین تشریف لائے۔ اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے انہیں مکمل وضو اور اوقات کے ساتھ رکوع و سجود سے ادا کیا۔ تو ان کی وجہ سے ان کے ساتھ میرا وعدہ ہوگا۔ کہ میں انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو مجھ سے ملا۔ کہ اس نے ان کی ادائیگی نہ کی ہوگی۔ تو اس کے لئے میرا کوئی وعدہ نہیں۔ اگر میں چاہوں تو اسے سزا دوں اور چاہوں تو اس پر اپنی رحمت کروں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ نماز میزان ہے۔ جس نے پورا کیا۔ پورا پالیا۔ دیلمی نے روایت کی ہے۔ نماز شیطان کا منہ کالا کر دیتی ہے۔ اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنا اور علم کے لئے ایک دوسرے سے دوستی لگانا شیطان کی جڑھ کاٹ دیتا ہے۔ جب تم یہ اعمال کرتے ہو تو شیطان تم سے دور بھاگ جاتا ہے۔ جیسے سورج مشرق سے مغرب کو چلا جاتا ہے۔

امام ترمذی، ابن حیان اور حاکم نے روایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو۔ اور اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرتے رہو۔ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے امام احمد بن حنبل، بخاری، مسلم اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ تمام اعمال سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب عمل وقت پر نماز ادا کرنا ہے۔ پھر والدین کے ساتھ نیک برتاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک آدمی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض

کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام میں اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ وقت پر نماز ادا کرنا۔ اور جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔ اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا۔ تو آپ کو آواز دی گئی۔ امیر المومنین نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جس نے نماز ضائع کی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اور آپ نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ اول وقت میں نماز ادا کرتا ہے۔ تو نماز آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ اور اس میں نور ہوتا ہے۔ حتی کہ وہ عرش تک جا پہنچتی ہے۔ اور قیامت تک نماز پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتی رہے گی۔ اور کہتی ہے اے نماز پڑھنے والے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے۔ اور جب بندہ بے وقت نماز ادا کرتا ہے۔ تو وہ آسمان کی طرف جاتی ہے۔ تو اس میں تاریکی ہوتی ہے۔ جب آسمان تک پہنچتی ہے تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نماز پڑھنے والے کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ ابو داؤدؒ کی روایت ہے۔ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ان میں سے ایک کا ذکر فرمایا کہ وہ شخص جو وقت ختم ہونے کے بعد نماز پڑھنے آتا ہے۔ کسی محدث نے کہا ہے۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پانچ چیزوں سے اسے عزت بخشتا ہے۔ رزق کی تنگی اس سے ہٹالی جاتی ہے۔ اور عذاب قبر اس سے دور کر دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا عملنامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ اور پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو گا۔ اور جو شخص نماز میں سستی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے پندرہ چیزوں سے عذاب دیں گے۔ پانچ سے دنیا میں اور تین سے موت کے وقت اور تین سے قبر کے اندر اور تین سے قبر سے نکلتے وقت دنیا میں پانچ چیزوں سے اس

طرح پہلی چیز اس کی عمر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ دوسری صالحین کا نشان اس کے چہرے سے مٹا دیا جاتا ہے۔ تیسری اس کے کسی عمل کا بھی اجر اسے نہیں ملتا۔ چوتھی اس کی دعاء آسمان تک نہیں پہنچتی۔ پانچویں نیکوں کی دعاء میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور وہ تین جو موت کے وقت ہونگی۔ کہ وہ ذلیل ہو کر مرے گا۔ بھوکا مرے گا۔ پیاسا مرے گا کہ اگر دنیا بھر کے سمندر اسے پلا دیئے جائیں تو سیراب نہ ہو۔ اور قبر کے اندر جو عذاب ہوگا یہ ہے کہ قبر اس کے لئے اتنی تنگ ہو جائے گی۔ کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی قبر میں اس پر اس طرح آگ بھڑکے گی کہ وہ انگاروں پر دان رات لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا۔ قبر میں اس پر ایسا سانپ مسلط ہو گا۔ جسے گنجا شجاع کہتے ہیں۔ اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت ہے۔ مرنے والے سے باتیں کرے گا۔ کہے گا میں گنجا شجاع ہوں۔ اور اس کی آواز بادل کی گرج کی طرح کڑک دار ہوگی۔ کہے گا مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے۔ کہ میں تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے سورج طلوع ہونے تک ماروں اور ظہر کی نماز کے ضائع کرنے پر عصر تک اور نماز عشاء ضائع کرنے پر فجر تک تجھے مارتا رہوں۔ جب وہ اسے ایک چوٹ مارے گا تو وہ ستر گز تک زمین میں دھنس جائے گا۔ اسی طرح اسے قبر میں قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔ اور وہ سزا جو قیامت میں قبر سے نکلتے وقت ملے گی۔ وہ حساب میں سختی اور پروردگار کی ناراضگی اور دوزخ میں داخل ہونا ہے۔

## روایت

ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ بے نمازی کو روز قیامت لائے جائے گا۔ تو اس کے منہ پر تین سطریں لکھی ہونگی۔ پہلی سطر: اے اللہ تعالٰی کا حق ضائع کرنے والے دوسری سطر: اے اللہ تعالٰی کے غضب میں مبتلا ہونے والے۔ تیسری سطر: آج تو اللہ تعالٰی کی رحمت سے مایوس ہے۔ یہاں اس حدیث میں چودہ سزائیں ذکر کی گئی

نے زنا کاری کی اور ایک بچے کو جن کر اسے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بدکار یہاں سے دفع ہو جا۔ ایسا نہ ہو کہ تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں جلا کر راکھ کر دے۔ وہ عورت شکستہ دل ہو کر وہاں سے نکلی۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ پروردگار تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے۔ اے موسیٰ علیہ السلام تم نے توبہ کرنے والی کو واپس کیوں لوٹا دیا؟ کیا اس سے برا تم نے کوئی نہیں دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے کہا۔ اے جبریل! اس سے برا کون ہے۔ انہوں نے فرمایا جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینے والا! یہ بھی روایت ہے کہ ایک بزرگ اپنی بہن کو دفن کرنے گئے تو دفن کے وقت ان کی رقم کی ایک تھیلی قبر میں گر گئی۔ اور انہیں اس کا پتہ نہ چلا۔ جب واپس لوٹے تو انہیں یاد آیا۔ واپس آ کر انہوں نے قبر کھودی۔ تو انہوں نے دیکھا کہ قبر میں آگ بھڑک رہی ہے۔ انہوں نے اس پر مٹی ڈالی اور روتے ہوئے اپنی ماں کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ اماں جان! بتائیں میری بہن کیا عمل کرتی تھی۔ غمگین ہو کر ماں نے پوچھا تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا۔ اماں جان! میں نے اس کی قبر میں آگ بھڑکتی دیکھی ہے۔ ماں یہ سن کر رو پڑی اور کہنے لگی۔ بیٹے! تیری بہن نماز میں سستی کیا کرتی تھی۔ اور بے وقت ادا کرتی تھی۔

دیکھیں نماز میں تاخیر کرنے والے کا یہ حال ہے۔ تو اس کا کیا حال ہوگا؟ جو بالکل نماز نہ پڑھتا ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں۔ کہ ہمیں پورے طور پر وقت پر نماز پڑھنے کی توفیق بخشے۔ وہ سخی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

باب نمبر 50

# دوزخ کے طبقوں اور عذاب کا بیان

دوزخ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ☆ (سورہ الحجر آیت ۴۴)

﴿اس کے سات دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے کے لئے ایک ایک جماعت بانٹ دی گئی ہے﴾

اس آیت میں جــــزْءٌ سے مراد ایک جماعت گروہ اور فرقہ ہے۔ اور دروازوں سے مراد طبقے یعنی درجے ہیں جو ایک کے اوپر ایک ہیں۔

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دوزخ کے نیچے کو تہہ در تہہ حصے ہیں۔ پہلے جَهَنَّم پھر لَظٰی پھر حُطَمَةٌ پھر سعیر پھر جحیم پھر هَاوِيَةٌ پہلا گنہگار توحید پرستوں یعنی مسلمانوں کے لئے۔ دوسرا یہودیوں' تیسرا عیسائیوں' چوتھا ستارہ پرستوں' پانچواں مجوسیوں' چھٹا مشرکوں' اور ساتواں منافقوں کے لئے ہے۔

جَهَــنَّــم سب سے اوپر والا درجہ ہے۔ پھر دوسرا اس کے نیچے۔ اسی طرح نیچے ہی نیچے درجے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے پیروکاروں کو سات قسم کی سزا دے گا۔ ہر گروہ اور ہر جماعت دوزخ کے ایک ایک حصے میں داخل ہو گا۔ اس لئے کہ کفر اور گناہ کے درجے مختلف ہیں۔ اس لئے دوزخ میں بھی ان کے درجے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ بدن کے سات اجزاء کے مطابق ہی دوزخ کے ساتھ درجے مقرر کئے گئے ہیں۔ یعنی آنکھ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ۔ شرمگاہ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ کہ یہی برائی کا منبع ہیں۔ لہٰذا ان کا گزر بھی سات دروازوں سے ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ دوزخ کے سات درجے ایک کے اوپر

ایک ہیں۔ پہلے ایک درجہ بھر جائے گا۔ پھر دوسرا درجہ بھرے گا۔ پھر تیسرا پھر اسی طرح تمام کے تمام بھر جائیں گے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ اس کے لئے ہے جس نے میری امت پر تلوار اٹھائی۔

روایت

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں روایت کی ہے۔ کہ ایک دن حضرت جبریل امین آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے۔ جس وقت عموماً نہیں آتے تھے۔ تو اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اے جبریل! کیا بات ہے تمہارا رنگ بدلا ہوا نظر آ رہا ہے؟ جبریل امین نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوزخ کے بھڑکانے کے بارے میں بتانے آیا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آگ کے بارے میں بیان کیجئے۔ یا فرمایا جہنم کا بیان کیجئے۔ جبریل امین نے عرض کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کو بھڑکانے کا حکم فرمایا' تو جہنم ایک ہزار سال تک بھڑکاتی گئی تو وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی' تو وہ سرخ ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو وہ ہزار سال تک بھڑکائی گئی' تو وہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ نہایت سیاہ اور تاریک ہے۔ کہ اس کا انگارہ روشنی نہیں دیتا' اور نہ اس کی بھڑک کم ہوتی ہے۔ اور قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا۔ کہ اگر سوئی کے ناکے کے برابر جہنم کھول دی جائے تو دنیا کے تمام لوگ ہلاک ہو جائیں۔ اور قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی۔ جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا' اگر جہنم کا ایک داروغہ دنیا پر ظاہر ہو جائے' تو دنیا کے تمام لوگ اس کے چہرے کی بدصورتی اور جسم کی بدبو سے ہلاک ہو جائیں۔ اور قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو سچا نبی

بنا کر بھیجا' اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ انہیں توڑتی ہوئی زمین کی گہرائی تک دھنس جائے گی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بس بس اے جبریل! رہنے دو۔ کہیں میرا دل نہ پھٹ جائے' اور میں ہلاک ہو جاؤں۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر فرمائی' تو وہ رو رہے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے جبریل! تم رو رہے ہو حالانکہ اللہ کے ہاں تمہارا بڑا مقام ہے۔ جبریل امین نے عرض کیا کہ میں کیوں گریہ نہ کروں؟ کہ مجھے زیادہ رونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہ رونے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ اور میں نہیں جانتا کہ اس میں مبتلا ہو جاؤں جس میں ابلیس مبتلا ہوا۔ اس کا بھی تو فرشتوں میں بڑا مقام تھا۔ اور کیا معلوم کہ میں اس میں مبتلا ہو جاؤں جس میں ہاروت ماروت فرشتے مبتلا ہوئے۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر رو پڑے۔ اور جبریل علیہ السلام بھی رونے لگے۔ دیر تک دونوں روتے رہے۔ یہاں تک کہ آواز آئی۔ اے جبرائیل علیہ السلام اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ کر لیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام تو آسمان پر چلے گئے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے۔ اور انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے۔ جو ہنس کھیل رہے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم ہنس رہے ہو۔ اور تمہارے پیچھے دوزخ ہے۔ اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں۔ تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ اور کچھ کھا پی نہ سکتے۔ اور تم جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے لو لگا لیتے۔ تو آواز دی گئی۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے بندوں کو ناامید مت کرو۔ میں نے آپ کو خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تنگی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں۔ تو آپ ؐ نے فرمایا۔ سنبھل جاؤ اور خدا کے قریب

ہو جاؤ!

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ کیا بات ہے؟ کہ میں نے میکائیل علیہ السلام کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا' جب سے دوزخ بنی ہے حضرت میکائیل نے ہنس کر نہیں دیکھا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ

| | |
|---|---|
| يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا ☆ | ﴿روز قیامت دوزخ لائی جائے گی کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی۔ اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے جو اسے کھینچ رہے ہونگے﴾ |

باب نمبر 51

# عذاب دوزخ کا مزید بیان

امام ابوداؤد نسائی اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ اور ترمذیؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور الفاظ بھی امام ترمذیؒ کے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالی نے جنت پیدا فرمائی تو جبریل امین کو بھیجا۔ کہ جنت کو اور جو کچھ میں نے اس میں جنتیوں کے لئے تیار کیا ہے۔ دیکھ کر آؤ جبریل امین جنت کے پاس آئے۔ اور اسے اور جو کچھ اس میں جنتیوں کے لئے تیار کیا تھا دیکھا۔ تو واپس آ کر عرض کیا۔ اے اللہ مجھے تیری عزت کی قسم! جو بھی جنت کے بارے میں سنے گا۔ وہ اس میں داخل ہو گا۔ تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ جنت کو مشکلات کی باڑ لگادی جائے۔ پھر جبریل امین سے فرمایا'

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اور الفاظ بھی ابن ماجہؒ کے ہیں اور امام ترمذیؒ نے بھی۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہم غم کے کنوئیں سے پناہ چاہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غم کا کنواں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ دوزخ کے اندر ایک وادی ہے۔ جس سے دوزخ بھی روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اس میں کون داخل ہوگا؟ آپ نے فرمایا یہ ریا کار قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ قاری ہیں جو ظالم امیروں سے ملتے ہیں۔

روایت

طبرانیؒ نے روایت کی ہے۔ دوزخ میں ایک وادی ہے۔ جس سے دوزخ بھی روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ریا کاروں کے لئے بنائی گئی ہے۔ ابن ابی الدنیاؒ نے روایت کی ہے۔ کہ دوزخ کے اندر ستر ہزار وادیاں ہیں۔ اور ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں۔ اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار پتھر ہیں۔ اور ہر پتھر میں ایک سانپ ہے جو دوزخیوں کے چہروں کو نوچے گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں منکر سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ کہ دوزخ کے اندر ستر ہزار وادیاں ہیں۔ اور ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں۔ اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں۔ اور ہر گھر میں ستر ہزار کوٹھڑیاں ہیں۔ اور ہر کوٹھڑی میں ستر ہزار کنوئیں ہیں۔ اور ہر کنوئیں میں ستر ہزار سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے جبڑے میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ ہر کافر اور منافق کو ان کے اندر ڈالے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا۔ امام ترمذیؒ نے سند منقطع کے ساتھ روایت کی ہے۔ ایک بہت بڑا پتھر دوزخ کے کنارے سے دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ تو وہ پتھر ستر برس تک گہرائی میں گرتا رہے گا۔ تب بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچے گا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر دوزخ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے' اس کی

گرمی سخت ہے۔ اور تہہ بہت گہری ہے۔ اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔ بزارؒ ابو یعلیٰؒ اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح کے اندر اور بیہقیؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اگر ایک پتھر دوزخ میں لڑھکایا جائے تو وہ ستر برس میں بھی تہہ تک نہیں پہنچ پائے گا۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور موجود تھے۔ کہ ہم نے ایک دھڑ دھڑاہٹ سنی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جانتے ہو یہ دھڑ دھڑاہٹ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ اس پتھر کی آواز ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ستر برس پہلے دوزخ میں چھوڑا تھا۔ وہ اب جا کر تہہ تک پہنچا ہے۔ طبرانیؒ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آواز سنی، جس نے آپ کو ڈرا دیا۔ جب جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام یہ آواز کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ اس پتھر کی آواز تھی جو ستر برس پہلے دوزخ کی منڈیر سے گرایا گیا تھا۔ یہ اس کے تہہ میں گرنے کی آواز تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ آواز آپ کو سنائے۔ تو اس کے بعد آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

امام احمد بن حنبلؒ اور ترمذیؒ نے روایت کی ہے اور ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ کہ اگر اس جیسا ایک پتھر اور آپ نے کھوپڑی کی طرف اشارہ فرمایا۔ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے۔ جو پانچ سو برس کی مسافت ہے تو رات سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا۔ اور اگر سلسلہ جہنم کے شروع سے چھوڑا جائے تو دن رات چلتا ہوا چالیس برس میں انتہا تک پہنچے گا۔ امام احمد بن حنبلؒ ابو یعلیٰؒ اور حاکمؒ نے روایت کی ہے اور حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ کہ اگر دوزخ سے لوہے کا ایک ہتھوڑا لا کر زمین پر رکھا جائے۔ اور تمام جن وانس جمع ہو جائیں تو اسے زمین سے ہلا نہیں سکیں گے۔ اور

حاکمؒ نے روایت کی ہے۔ اور اسے صحیح کہا ہے۔ کہ اگر دوزخ کے لوہے کے ہتھوڑے کی ایک چوٹ کسی پہاڑ کو لگائی جائے تو پھٹ کر راکھ کی طرح کی ہو جائے۔ بعض نے ہتھوڑے کی جگہ کوڑا کہا ہے۔

ابن ابی الدنیاؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اگر دوزخ کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے۔ تو وہ پگھل جائیں۔ اور ہر انسان کے ساتھ ایک پتھر یا شیطان ہے۔ اور حاکمؒ نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ کہ ساتوں زمینوں کی آپس میں ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ تو اوپر والی ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہے کہ جس کے دونوں کنارے آسمان میں ملے ہوئے ہیں۔ اور مچھلی ایک پتھر کے اوپر ہے۔ اور پتھر ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ اور دوسری زمین ہوا کا بندی خانہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنا چاہا۔ تو ہوا کے داروغہ کو حکم دیا کہ ان کی ہلاکت کے لئے ہوا کو چھوڑ دو۔ داروغے نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کیا بیل کے نتھنے کے برابر ہوا ان پر چھوڑ دوں؟ خدائے جبار تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اتنی ہوا تو ساری زمین کو ہلاک کرنے کو کافی ہے۔ انگوٹھی کے سوراخ برابر چھوڑ دو! اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| مَاتَذَرُ مِنْ شَيْئٍ اَتَتْ عَلَيْهِ | ﴿وہ جس پر چلتی ہے اسے ریزہ |
| اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ☆ | ریزہ کر دیتی ہے﴾ |

(سورہ الذاریات آیت ۴۲)

اور تیسری زمین میں دوزخ کے پتھر ہیں۔ اور چوتھی زمین میں دوزخ کی گندھک ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا دوزخ کی بھی گندھک ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ دوزخ میں گندھک کی ایسی وادیاں ہیں کہ اگر مضبوط پہاڑ ان میں ڈال دیئے جائیں تو پگھل جائیں۔ اور چوتھی زمین میں دوزخ کے

سانپ ہیں۔ جن کے منہ وادیوں جیسے ہیں۔ جو کافر کو ایک مرتبہ ڈسیں گے۔ تو ان کے گوشت گل کر ہڈیوں سے جدا ہو جائیں گے۔ اور چھٹی میں دوزخ کے بچھو ہیں۔ جن میں سب سے چھوٹا بچھو لدی ہوئی خچر جتنا ہے۔ جو کافر کو ایک مرتبہ ڈسے گا تو اس کے ڈسنے سے کافر دوزخ کی گرمی بھول جائے گا۔

ساتویں زمین میں ابلیس لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کا ایک ہاتھ آگے کی طرف اور ایک ہاتھ پیچھے کی طرف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اپنے کسی بندے کے لئے اسے چھوڑ دیتا ہے۔

احمد بن حنبلؒ طبرانیؒ اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور اسے صحیح بتایا ہے۔ کہ دوزخ میں بختی اونٹوں کی گردنوں جتنے بڑے سانپ ہیں۔ جو کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں گے۔ تو چالیس برس تک اس کی جلن ہوتی رہی گی۔ اور دوزخ میں لدی ہوئی خچروں جتنے بڑے بچھو ہیں۔ کہ اگر ان میں سے کوئی کاٹ لے تو چالیس برس تک اس کی ٹیس پڑتی رہے۔

امام احمد بن حنبلؒ طبرانیؒ اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں اور حاکمؒ نے روایت کی ہے۔ اور اسے صحیح کہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ☆ ﴿کہ وہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہے۔ جو چہروں کو جھلس دے گا﴾ (سورہ الکہف آیت ۲۹)

فرمایا کہ گندھک کے لاوے کی طرح کا پانی ہوگا۔ کہ جب منہ کے قریب ہوگا۔ تو چہرے کا گوشت پگھل کر اس میں گر پڑے گا۔ امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے۔ اور حدیث کو حسن غریب صحیح کہا ہے۔ کہ کھولتا ہوا گرم پانی ان کے سروں پر اونڈیلا جائے گا۔ تو وہ پیٹ تک سرایت کر کے اندر کی ہر چیز کو کاٹ دے گا۔ یہاں تک کہ شوربے کی طرح اس کے قدموں پر بہہ جائے گا۔ اور وہ پیپ کی طرح ہوگا۔ اور پھر پیٹ

پہلے کی طرح درست ہو جائے گا۔اور حمیم کھولتا ہوا گرم پانی ہوگا۔ جو جلا دے گا۔

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں۔ الحمیم جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں۔ کافروں کے پینے تک کھولتا رہے گا۔ جو ان کے سروں پر اونڈیلا جائے گا۔اور بعض نے کہا ہے کہ وہ دوزخیوں کے آنسوؤں کا پانی ہے۔ جو دوزخ کے حوضوں میں اکٹھا ہو جائے گا۔جسے دوزخی پئیں گے۔اس کے علاوہ بھی کئی باتیں بیان کی گئی ہیں۔اور اس آیت مبارکہ میں اسی کا ذکر ہے:

| | |
|---|---|
| وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ☆ (سورہ محمد آیت ۱۵) | ﴿اور انہیں کھولتا ہوا گرم پانی پلایا جائے گا۔ جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا﴾ |

امام احمد بن حنبلؒ اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذیؒ نے کہا ہے اس میں غرابت ہے۔اور حاکمؒ نے بھی روایت کی ہے۔اور کہا ہے امام مسلمؒ کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

| | |
|---|---|
| يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ ☆ (سورہ محمد آیت ۱۶۔۱۷) | ﴿اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا۔ اور گلے سے نہیں اتار سکے گا﴾ |

فرمایا۔اس کے قریب لایا جائے گا۔ وہ اسے ناپسند کرے گا۔ جب وہ منہ کے قریب کرے گا تو منہ جھلس جائے گا۔اور چہرے کا گوشت نیچے گر پڑے گا۔اور جب پیئے گا۔تو آنتیں کٹ کر دبر کے راستے باہر نکل جائیں گا۔اور اللہ جل ذکرہ نے فرمایا:

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ ☆

(سورہ الکھف آیت ۲۹)

﴿اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے گرم پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی۔ جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح گرم ہو گا۔ اور چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔ یہ برا پانی ہے﴾

امام احمد بن حنبلؒ اور حاکمؒ نے روایت کی ہے اور امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ کہ اگر اس پیپ سے ایک ڈول دنیا میں گرا دیا جائے۔ تو پوری دنیا میں اس کی بدبو پھیل جائے۔ اور اس پیپ کا آیت ذیل میں ذکر ہوا ہے:

هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ☆

(سورہ ص آیت ۵۷)

﴿یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ ہے اب اس کے مزے چکھیں﴾

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ☆

(سورہ النبا آیت ۲۵)

﴿مگر گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ﴾

اس میں اختلاف ہے۔ کہ غساق کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ یہ کافروں کی جلتی کھالوں سے بہتا مادہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ان کی پیپ ہے۔ اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ دوزخ میں ایک چشمہ ہے۔ جس میں ہر زہریلے جانور (جیسے سانپ بچھو وغیرہ) کا زہر بہتا ہو گا۔ جب یہ زہر مل کر بہنے لگیں گے۔ تو ایک آدمی کو لا کر اس میں ایک مرتبہ غوطہ دیا جائے گا۔ جب باہر نکلے گا تو اس کی کھال اور گوشت ہڈیوں سے جدا ہو کر اس کے ٹخنوں اور ایڑیوں پر گر پڑیں گے۔ تو وہ اپنے کھال اور گوشت کو ایسے گھسیٹتا ہوا چلے

گا۔ جیسے کوئی کپڑے کو گھسیٹتا ہوا چلتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے' اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل آیت مبارکہ پڑھی:

اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ☆ ﴿اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہو کر ہی مرنا﴾

(سورہ آل عمران آیت ۱۰۲)

اور فرمایا کہ اگر دوزخ سے تھوہر کا ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپکا دیا جائے۔ تو دنیا والوں پر زندگی اجیرن ہو جائے۔ تو اس کا کیا حال ہو گا جسے یہ کھانے کو دی جائے گی؟ اور ایک روایت میں ہے اس شخص کا کیا حال ہو گا جس کو اس کے سوا کھانے کو کچھ نہ ملے گا؟

اور ایک صحیح حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے بارے میں:

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ ☆ ﴿اور گلے میں اٹکنے والا کھانا﴾ (سورہ المزمل آیت ۱۳)

فرمایا کانٹا گلے میں اٹک جائے گا نہ باہر نکلے گا۔ نہ نیچے اترے گا۔ بخاریؒ و مسلمؒ کی روایت میں ہے کہ کافر کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کے تین دن چلنے کے برابر ہو گا۔

### روایت

امام احمد بن حنبلؒ سے روایت فرماتے ہیں۔ کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو گی۔ اور اس کی ران جبل بیضاء کے برابر ہو گی۔ اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ قدید سے مکہ معظمہ تک ہو گی۔ تقریباً تین دن کی مسافت کے برابر۔ اور اس کی کھال

کی موٹائی یمن کے بیالیس گز کے برابر ہوگی۔ ذراع جبار ملک یمن کا مشہور گز ہے۔ بعضوں نے کسی عجمی ملک کا گز بتایا ہے۔ امام مسلمؒ کی روایت میں ہے۔ کافر کی ڈاڑھ جبل احد کے برابر ہوگی۔ اوراس کی جلد کی موٹائی تین دن کی مسافت کے مثل ہوگی۔ اورترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اورالفاظ بھی انہی کے ہیں۔ کہ قیامت کے روز کافر کی ڈاڑھ جبل احد کے برابر اوراس کی ران جبل بیضاء کے برابر ہوگی۔ اوردوزخ میں اس کی بیٹھک زبذہ سے مدینہ تک یعنی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ امام احمد حنبلؒ نے سند جید کے ساتھ روایت کی ہے۔ کہ روز قیامت کافر کی ڈاڑھ جبل احد کے برابر اوراس کی جلد کی چوڑائی ستر گز۔ اوراس کے بازو اورران ورقان اور بیضاء کے برابر ہونگے۔ اوراس کے بیٹھنے کی جگہ یہاں میرے اور زبذہ کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اورایک روایت میں ہے۔ کہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔

احمد بن حنبلؒ اورطبرانیؒ نے روایت کی ہے جس کی سند حسن کے قریب ہے۔ جیسا کہ حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ اورامام ترمذیؒ نے بھی فضیل بن یزیدؒ سے روایت کی ہے۔ کہ کافر اپنی زبان کوایک یا دوفرسنگ تک کھینچتا جائے گا اورلوگ اسے اپنے پیروں تلے روندیں گے۔ اورفضیل بن یزیدؒ ابوعجلانؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کافر اپنی زبان کو روز قیامت دوفرسنگ تک گھسیٹتا جائے گا۔ اورلوگ اسے پیروں تلے روندیں گے۔ امام بیہقیؒ وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ اوریہی درست ہے۔ (نوٹ) ایک فرسنگ تین میل کا ہوتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوزخ میں دوزخیوں کے جسم بڑے ہوجائیں گے۔ یہاں تک کہ کان کی لوسے کندھے تک سات سو برس کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا۔ اوراس کی کھال کی موٹائی ستر گز کے برابر ہوگی۔ اوراس کی ڈاڑھ جبل احد کے برابر ہوگی۔ امام احمد بن حنبلؒ نے سند صحیح کے ساتھ اورحاکمؒ نے

بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جانتے ہو کہ دوزخ کتنی کشادہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں ! آپ نے فرمایا ہاں! واللہ تم نہیں جانتے۔ دوزخیوں کی کان کی تو سے کندھے تک ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ اوراس میں پیپ اور خون کی وادیاں ہیں۔ میں نے کہا نہریں ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بڑے دریا!

باب نمبر 52

# گناہ سے ڈرنے کا بیان

یہ بات جان لیں کہ گناہوں پر سب سے بڑی تنبیہ کرنے والی چیز اللہ تعالی کا خوف اور اس کے دبدبے اور انتقام سے ڈرنا' اور اس کے عذاب ناراضگی اور پکڑ سے خوف کھاتے رہنا ہے۔فرمان باری تعالی ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ☆ (سورہ النور آیت ۶۳)

﴿تو جو لوگ اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہے۔اس سے کہ ان پر کوئی آفت آ پڑے یا درد ناک عذاب نازل ہو﴾

حدیث پاک میں آیا ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے۔ جو موت میں مبتلا تھا۔آپ نے فرمایا تم اپنے آپ کو کیسے محسوس کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ تعالی کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس بندے کے دل میں یہ دو خیال جمع ہو جائیں۔اللہ تعالی اس کی امید پوری کرتا ہے۔اور جس چیز سے بندہ خوف کھاتا ہو اس سے اسے بچالیتا ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔جنت کی خواہش اور دوزخ کا ڈر دونوں گناہ سے بچنے کی طاقت پیدا کرتے ہیں۔اور بندے کو دنیاوی لذتوں اور گناہوں سے دور رکھتے ہیں۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جو ریت کے ذروں کے برابر سونا خرچ کر کے بھی ڈرتے رہتے تھے۔کہ شاید وہ نہ بچ سکیں۔

اس وجہ سے کہ وہ گناہ کو اپنے دل میں بڑا خطرناک سمجھتے تھے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم سن رہے ہوں۔ جو میں سن رہا ہوں۔ آسمان کڑکڑا رہا ہے۔ اور اسے کڑکڑانا ہی چاہئے۔ مجھے اس ذات گرامی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ نہ کر رہا ہو یا قیام و رکوع کی حالت میں نہ ہو۔ اگر تم وہ جانتے ہوتے' جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ یا باہر نکل جاتے یا ٹیلوں پر چڑھ جاتے' یعنی پہاڑوں پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتے۔ اور اس کے دبدبے اور انتقام کی عظمت سے ڈرتے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ تم نہیں جانتے کہ تم بچو گے یا نہیں بچو گے۔ اور بکر بن عبداللہ مزنیؒ فرماتے ہیں۔ جو ہنستے ہوئے برائی کرتا ہے وہ روتا ہوا دوزخ میں جائے گا۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ اگر مومن اللہ تعالیٰ کے پورے عذاب کو دیکھ لے تو دوزخ سے بے خوف نہ رہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

| | |
|---|---|
| وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ☆ | ﴿کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں﴾ |

(سورہ الشعراء آیت ۲۱۴)

تو آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا اے جماعت قریش اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے بچا لو۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے بنی عبد مناف میں تمہیں ذرا بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے رسول اللہ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے نہیں بچا سکوں گا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ! میرے مال سے مجھ سے جو لینا ہو لے لو' میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے نہیں

بچا سکوں گا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا | ﴿جو دے سکتے ہیں وہ دیتے |
| قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَ | ہیں۔اور ان کے دل اس بات |
| بِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ☆ | سے ڈرتے ہیں۔کہ ان کو اپنے |
| (سورہ المومنون آیت ۶۰) | پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا |
| | ہے﴾ |

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص زنا کاری کرتا ہے۔چوری کرتا ہے۔ اور شراب پیتا ہے۔اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔اس سے مراد وہ ہے؟ فرمایا نہیں! اے ابوبکر کی بیٹی! اے صدیق کی بیٹی! اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے۔صدقہ کرتا ہے۔اور پھر بھی ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ قبول نہ ہو۔اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔جو امید کے بارے میں ایسی ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔کہ ہمارے دل پریشان ہو جاتے ہیں۔آپ نے جواب دیا۔واللہ اگر آپ ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں۔جو تمہیں ڈراتے ہیں۔یہاں تک کہ تم برائی سے امن میں ہو جاؤ۔یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ تمہیں تسلی دیتے ہیں اور تم ہلاکت میں پڑ جاؤ۔

جب حضرت عمر بن خطابؓ کو نیزہ مارا گیا۔اور آپ کی وفات قریب ہوئی۔تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔تو مرے! میرا گال زمین پر لگا دو۔تیری ماں مرے اگر مجھ پر اللہ تعالیٰ نے رحم نہ کیا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔اے امیر المومنین یہ ڈر کیسا ہے؟ حالانکہ آپ کے

ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے کتنی فتوحات دیں۔ اور کتنے ہی شہر آپ کے زیر نگین ہوئے۔ اور بھی کئی کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے لئے آپ نے فرمایا۔ میری یہ تمنا ہے۔ کہ میں نجات پا جاؤں نہ نقصان نہ نفع یعنی برابر چھوٹ جاؤں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ نہ جزا ہو۔ نہ سزا۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگتے۔ جب اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے لگا ہوں۔ اور کس کے ساتھ میں سرگوشی کرنا چاہتا ہوں؟ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے باوجود اشتہا کے کھا نہیں سکتا۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سات شخصوں میں سے جنہیں روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سائے میں جگہ ملے گی جس دن کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ ایک آدمی کا ذکر فرمایا۔ جو علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور تنبیہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کے ڈر سے آنسو بہاتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو آنکھوں کو آتش دوزخ نہیں لگے گی۔ ایک وہ آنکھ جو آدھی رات کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتی ہے۔ دوسری وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے رات گزارتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت ہر آنکھ روتی ہوگی۔ سوائے اس آنکھ کے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بند رہی ہے اور جو آنکھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ آنکھ جس سے اللہ کے خوف سے ایک مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو نکلا۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے بیان فرمایا اور اسے حسن کہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا ہو وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے کی دھول اور دوزخ کا دھواں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہاؤں مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ کی راہ میں ایک ہزار دینار خرچ کروں۔ حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے انسان کے جسم کو جہاں جہاں آنسوؤں کا پانی لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ پر آتش دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے ہنڈیا کی طرح آواز نکلتی تھی یعنی جس طرح ہنڈیا آگ پر ابلتی ہوئی گڑگڑاتی ہے۔ حضرت کندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں رونے سے ایک آنسو سمندروں کی طرح آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور حضرت ابن سماء رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے! تو باتیں تو زاہدوں کی سی کرتا ہے اور عمل منافقوں کی طرح کے۔ اور اس کے باوجود تو جنت میں جانے کی تمنا کرتا ہے۔ افسوس۔ افسوس جنت اور ہی لوگوں کے لئے ہے۔ جو وہ عمل کرتے ہیں جو ہم نہیں کر پاتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کیا! اے فرزند رسول اللہؐ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! اے سفیان جھوٹے میں مروت نہیں ہوتی۔ حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔ دلگیر آدمی کا کوئی بھائی نہیں ہوتا۔ اور بد خلق کو سرداری نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کیا! اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! اے سفیان! اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچتے رہو۔ تم عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو،

تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور تم لوگوں سے ایسا برتاؤ کرو جیسا تم لوگوں سے اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ تو تم مومن ہو جاؤ گے۔ اور فاسق فاجر کی مجلس میں نہ بیٹھو تمہیں برائی سکھائے گا۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ وَشَاوِرْ فِیْ اَمْرِکَ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ اللّٰہَ ☆

﴿انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے۔ پس تمہیں دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستی لگا رہے ہو۔ اور دین کے معاملے میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں﴾

میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ مجھے کچھ اور بتایئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے سفیان! جو شخص بغیر قبیلے کے عزت چاہتا ہے اور بغیر طاقت کے رعب چاہتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف آنا چاہئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے میرے والد محترم نے تین چیزوں کی تعلیم دی ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اے میرے بیٹے جو برے کے ساتھ مجلس کرے گا وہ برائی سے نہیں بچے گا اور جو برائی کی جگہ داخل ہو گا۔ اس پر تہمت لگائی جائے گی۔ اور جو شخص اپنی زبان پر قابو نہ رکھے گا وہ شرمندگی اٹھائے گا۔

حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت وھیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے کیا وہ عبادت کی لذت پا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! اور نہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ کرتا ہے۔ امام ابو الفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خوف خدا وہ آگ

ہے جونفسانی خواہشات کوجلا کر رکھ دیتی ہے۔تو فضیلت اسی قدر حاصل ہوگی جس قدر وہ خواہش نفسانی کوجلائے گا۔اور جس قدر وہ نافرمانی سے بچے گا اور اطاعت پر اپنے آپ کو لگائے گا۔ اور خوف کیسے باعث فضیلت نہیں ہوگا۔جبکہ اسی سے پاکدامنی، پرہیزگاری، مجاہدہ، نیک اعمال کی توفیق اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔جیسا کہ آیات قرآنی اور احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ☆ (سورہ الاعراف آیت ۱۵۴)

﴿اور ہدایت ورحمت ان لوگوں کے لئے ہے۔جو اپنے پروردگار سے خوف کھاتے ہیں﴾

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ☆ (سورہ البینہ آیت ۸)

﴿اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ مقام اسے حاصل ہوا جو اپنے پروردگار سے ڈرا﴾

نیز فرمان خداوندی ہے:

وخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ☆

﴿اور تم مجھ سے خوف کھاؤ اگر تم صحیح مومن ہو﴾

(سورہ آل عمران آیت ۱۷۵)

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ☆

﴿اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے ڈرا اس کے لئے دو بہشت ہیں﴾

(سورہ الرحمٰن آیت ۴۶)

نیز فرمایا:

سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی ☆

(سورہ الاعلیٰ آیت ۱۰)

﴿جو خوف خدا رکھتا ہے وہ تو نصیحت حاصل کرے گا﴾

فرمان باری تعالیٰ یہ بھی ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ☆

(سورہ فاطر آیت ۲۸)

﴿خدا سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں۔ جو علم والے ہیں﴾

جو آیات اور احادیث علم کی فضیلت بتائیں گی۔ انہی سے خوف خداوندی کی فضیلت ثابت ہوگی۔ کیونکہ خوف خدا علم ہی کا نتیجہ ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے بندے کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے سوکھے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف نہیں ڈالوں گا۔ اور نہ دو امن اس پر جمع کروں گا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا' تو روز قیامت اس پر خوف طاری کر دوں گا۔ اور اگر دنیا میں مجھ سے خوف کھاتا رہا' تو روز قیامت اسے امن میں رکھوں گا۔ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس دل میں خوف خدا نہیں ہے۔ وہ ویران ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ☆

(سورہ الاعراف آیت ۹۹)

﴿خدا کی تدبیر سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں﴾

باب نمبر 53

# توبہ کی فضیلت کا بیان

توبہ کی فضیلت میں بہت سی آیات مبارکہ آئی ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

وَتُوبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ☆ ﴿اور سب اللہ تعالی کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ﴾

(سورہ النور آیت ۳۱)

اور فرمایا:

وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰـهًـا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
بِـالْـحَقِّ وَلَا يَـزْنُوْنَ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰالِكَ يَلْقَ اَثَامًا☆
يُضٰعَفْ لَـهُ الْعَذَابُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا
☆ اِلَّامَـنْ تَـابَ وَاٰمَـنَ وَ
عَـمِـلَ عَـمَلًا صَـالِـحًـا
فَـاُولٰٓـئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰ
تِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ
غَـفُـوْرًا رَّحِيْـمًـا ☆ وَمَنْ
تَـابَ وَ عَـمِلَ صَالِحًا فَاِنَّـهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا☆
(سورہ الفرقان آیت ۶۸ تا
۷۱)

﴿اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے
سوا کسی اور معبود کو نہیں
پکارتے۔ اور جس جاندار کا
مارڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا
ہے۔ اس کو قتل نہیں کرتے۔ مگر
جائز طریقے پر اور زنا کاری نہیں
کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا۔
سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ روز
قیامت اسے دوگنا عذاب ہو
گا۔ اور ذلیل ہو کر اس میں
رہے گا۔ ہاں! جس نے توبہ کر
لی اور ایمان لے آیا۔ اور نیک
کام کئے تو ایسے لوگوں کے
گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے
بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا
بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو
توبہ کرتا ہے۔ اور نیک عمل کرتا
ہے۔ تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی
طرف رجوع کرتا ہے﴾

اور احادیث بھی اس بارے میں بہت سی ہیں۔ امام مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ کہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرے۔ اور دن کو ہاتھ بڑھاتے ہیں کہ رات کو برائی کرنے والا توبہ کرلے۔ ایسا ہمیشہ ہوتا رہے گا

جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔اور اسے صحیح کہا ہے۔ کہ مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہے۔یا فرمایا ستر برس کے برابر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کے لئے کھول رکھا ہے۔جس سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں۔اور جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اسے بند نہیں کرے گا۔اور یہ حدیث بھی صحیح ہے۔اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب ایک دروازہ توبہ کے لئے بنایا ہے۔جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا' وہ دروازہ بند نہیں ہوگا۔اور فرمان باری تعالیٰ میں اسی طرف اشارہ ہے:

| | |
|---|---|
| يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ | ﴿جس دن آپ کے پروردگار |
| رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَا | کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی تو |
| نُهَا ☆ | پھر کسی انسان کو اس کا ایمان لانا |
| (سورہ الانعام آیت ۱۵۸) | فائدہ نہیں دے گا﴾ |

امام طبرانیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔سات تاریک ہیں۔اور ایک توبہ کے لئے کھلا ہے۔اور وہ سورج مغرب سے نکلنے تک کھلا رہے گا۔ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اگر گناہ کرتے رہو کہ تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں۔پھر تم توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالیں گے۔اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح حدیث روایت کی ہے۔کہ انسان کی خوش نصیبی ہے۔کہ اس کی عمر دراز ہو۔اور اسے توبہ کی توفیق نصیب ہو۔امام ترمذیؒ ابن ماجہؒ اور حاکمؒ نے صحیح روایت کی ہے۔کہ ہر انسان خطا کار ہے۔ اور اچھے خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حدیث بیان کی ہے۔کہ ایک بندے نے گناہ کیا۔پھر

عرض کیا اے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے۔ مجھے بخش دے۔اس کا پروردگار فرماتا ہے۔میرے بندے کومعلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے۔اور پکڑ بھی سکتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔پھر کچھ عرصہ بعد اس نے دوبارہ گناہ کیا۔اور پھراس نے کہا میں دوبارہ گناہ کر بیٹھا۔پھر اس نے عرض کیا یا پروردگار میں نے پھر گناہ کیا ہے تو مجھے معاف کر دے۔تو پروردگار نے فرمایا کہ میرے بندے کو معلوم ہے' کہ اس کا پروردگار ہے۔ جو گناہ معاف کرتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا۔پھر کچھ عرصہ گزرا تو پھر اس سے گناہ ہوا اور وہ پھر کہتا رہا' کہ میں دوبارہ گناہ کر بیٹھا ہوں تو اس نے عرض کیا اے پروردگار میں پھر گناہ کر بیٹھا ہوں تو مجھے معاف کر دے تو اس کے پروردگار نے فرمایا کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ معاف کر دیتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔اس کے پروردگار نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔وہ جو چاہے عمل کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ اللہ کا یہ فرمان' کہ جو چاہے عمل کرے' اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جب بھی گناہ کرے گا تو معافی مانگ لے گا اور وہ ایسی توبہ کرے گا کہ پھر وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔اس کی دلیل اسی کا یہ قول ہے کہ' پھر اس نے دوبارہ گناہ کیا تو اس چاہیئے۔کہ وہ توبہ کر لے جب یہ اس کا طریقہ ہے۔کہ جب بھی گناہ کرے گا تو توبہ و استغفار کرے گا تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا اور گناہ اسے کچھ نقصان نہیں دے گا۔یہ مطلب نہیں کہ وہ گناہ کرے اور زبان سے توبہ کر لے اور گناہ سے باز نہ آئے پھر بار بار گناہ کرے۔یہ جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔

محدثینؒ کی ایک جماعت نے ایک روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے۔تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر پڑ جاتا ہے۔اگر تو وہ توبہ

کرلے اور باز آجائے اور گناہ کی معافی مانگ لے تو وہ نقطہ دل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر مزید گناہ کرے تو سیاہی بڑھ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کے دل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ یہی وہ ران ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں ذکر فرمایا ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ☆ (سورہ المطففین آیت ۱۴)

﴿دیکھو یہ جو اعمال بد کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے﴾

اور امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے۔ جب تک نزع طاری نہ ہو جائے۔ اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ جس میں انقطاع ہے اور بیہقیؒ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں ایک راوی مجہول ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک میل تک چلتے گئے پھر فرمایا اے معاذ میں تجھے اللہ سے ڈرنے اور سچی بات کہنے اور وعدہ پورا کرنے اور امانت ادا کرنے اور خیانت چھوڑنے اور یتیموں سے اچھا برتاؤ کرنے اور پڑوسیوں کی حفاظت کرنے اور غصہ پینے اور نرم کلام کرنے اور سب کو سلام کہنے اور امام کی تابعداری کرنے اور قرآن کو سمجھنے اور آخرت سے محبت کرنے اور حساب کتاب سے ڈرنے اور امیدیں کم کرنے اور اچھے عمل کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور کسی مسلمان کو گالی دینے جھوٹے کی تصدیق کرنے اور سچے کی تکذیب کرنے اور امام کی نافرمانی کرنے اور زمین میں فساد پھیلانے سے تجھے روکتا ہوں۔ اے معاذ! ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو۔ اور ہر گناہ پر توبہ کرو۔ پوشیدہ کیا ہو تو پوشیدہ۔ اور ظاہر کیا ہو تو ظاہر توبہ کرو۔

امام اصفہانیؒ نے روایت کی ہے کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ تو

اللہ تعالیٰ اس کے محافظ فرشتوں کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے اور اس میں اعضاء جسمانی اور زمینی شواہد کو بھی بھلا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں حاضر ہو گا تو اس کے گناہ کے خلاف کوئی گواہ نہیں ہو گا۔ اور اصفہانیؒ نے یہ حدیث بھی بیان کی ہے۔ کہ گناہوں پر شرمسار ہونے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا منتظر رہتا ہے۔ اور خود پسند آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا' اللہ کے بندو! یہ بات جان لو کہ ہر عمل کرنے والا اپنے عمل کا منتظر رہے گا۔ اور وہ دنیا سے نہیں جائے گا۔ جب تک وہ اپنے عمل کی جزا یا سزا کو نہ دیکھ لے اور تمام اعمال کا دارومدار ان کے انجام پر ہے۔ اور رات دن تمہاری سواریاں ہیں تم اچھی طرح ان پر سوار ہو کر آخرت کی طرف چلو۔ اور ابھی کرلوں گا ابھی کرلوں گا سے بچو۔ کیونکہ موت اچانک آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا برداشت اور حوصلہ تمہیں دھوکے میں نہ رکھے اس لئے کہ آتش دوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

| | |
|---|---|
| فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ | ﴿تو جو شخص ذرہ بھر نیک عمل |
| خَيْرًا يَّرَهٗ ☆ وَمَنْ يَّعْمَلْ | کرے گا اس کو دیکھ لے گا اور جو |
| مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ☆ | شخص ذرہ بھر برا عمل کرے گا وہ |
| (سورہ الزلزال آیت ۷۔۸) | اسے دیکھ لے گا﴾۔ |

اور طبرانیؒ نے صحیح سند کے ساتھ جس میں انقطاع ہے' روایت کی ہے۔ کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے' گویا کہ اس کا کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ اور اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اور یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں۔ کہ گناہ سے معافی مانگنے والا اور اس کو کرتا رہنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ وہ اپنے پروردگار سے ٹھٹھا کر رہا ہے ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں اور حاکمؒ نے روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔ کہ گناہ پر شرمسار ہونا بھی توبہ ہے۔ اس لئے کہ شرمندگی ہی توبہ

کا اہم رکن ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ عرفہ ہی حج ہے اور یہ بھی ضروری ہے شرمندگی گناہ اور اس کی برائی اور سزا پر ہو نہ کہ دنیاوی بے عزتی اور نقصان مال وغیرہ پر اور حاکمؒ نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ لیکن اس میں ایک راوی ساقط ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے گناہ پر شرمندگی معلوم کرتا ہے۔ اس کے معافی مانگنے سے پہلے ہی سے معاف فرما دیتا ہے۔ امام مسلمؒ اور دوسرے محدثینؒ نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات گرامی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو اور معافی نہ مانگو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا سے لے جائے گا اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو لے آئے گا جو گناہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور اللہ انہیں معاف کر دے۔

امام مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بے حیائیوں کو حرام فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو معافی مانگنا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب اتاری ہے۔ اور پیغمبروں کو بھیجا ہے۔

### روایت

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ بنی جہنیہ کی ایک عورت اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ جو زنا کاری کی وجہ سے حاملہ تھی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں حد کے لائق ہوں۔ مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے ولی کو بلا کر فرمایا۔ کہ اس کا خیال رکھو اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اسے میرے پاس لاؤ۔ تو اس نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ عورت آئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کپڑوں سے باندھ کر سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے اس

کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ کہ اگر مدینہ منورہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو انہیں کافی ہو جائے۔ اور تم اس سے افضل کس کو سمجھتے ہو؟ جس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کر دی ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ اور ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں اور حاکمؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بیان فرمایا ہے۔ اور یہ حدیث پاک میں نے ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں۔ بلکہ سات مرتبہ سے بھی زیادہ مرتبہ سنی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کوئی برائی کرنا نہیں چھوڑتا تھا۔ ایک عورت اس کے پاس آئی۔ جسے اس نے ساٹھ دینار دیئے' کہ وہ اس سے مباشرت کر سکے۔ جب وہ اس پر بیٹھا۔ تو عورت کانپنے اور رونے لگی۔ اس آدمی نے کہا تو کیوں رو رہی ہے۔ کیا میں تجھے ناپسند ہوں؟ اس نے کہا نہیں! لیکن یہ ایسا کام ہے کہ میں نے کبھی نہیں کیا۔ اور صرف ضرورت نے مجھے اس پر مجبور کیا ہے۔ کفل نے کہا اگر تو نہیں چاہتی تو میں بھی ہرگز یہ کام نہیں کروں گا۔ جا ساٹھ دینار بھی لے جا۔ اور کہنے لگا۔ اب میں کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اور وہ اسی رات فوت ہو گیا۔ تو صبح کو اس کے دروازے لکھا ہوا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو معاف کر دیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی زمانے میں دو گاؤں تھے۔ ایک نیک لوگوں کا اور ایک برے لوگوں کا۔ تو برے لوگوں کے گاؤں کا ایک آدمی نیک لوگوں کے گاؤں کے لوگوں کو ملنے کی خاطر نکلا' تو راستے میں کہیں اسے موت نے آ لیا۔ تو شیطان اور فرشتے کے درمیان تنازعہ ہوا

شیطان کہنے لگا۔ میں اسے لے جاؤں گا۔ کہ یہ میرا آدمی ہے۔ کہ اس نے کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔ فرشتے نے کہا اسے میں لے جاؤں گا۔ کہ یہ توبہ کے لئے گاؤں سے نکلا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ دیا۔ کہ دیکھو وہ کونسے گاؤں کے قریب ہے۔ تو انہوں نے دیکھا تو وہ آدمی نیکوں کے گاؤں کے ایک بالشت بھر زیادہ قریب تھا۔ اس پر اس کی بخشش ہوگئی۔ معمرؒ کہتے ہیں کہ میں نے کسی بزرگ سے سنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک گاؤں کو اس کے قریب کردیا تھا۔

## روایت

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا۔ جس نے ننانوے لوگوں کو قتل کیا تھا۔ اس نے کسی بڑے عالم سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے ایک راہب کے بارے میں اسے بتایا۔ وہ آدمی اس راہب کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کردیا ہے۔ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے راہب نے کہا نہیں! تو اس نے راہب کو بھی قتل کردیا۔ اور سو کی تعداد مکمل کردی۔ پھر ایک بہت بڑے عالم سے پوچھا تو اس نے ایک اور عالم کا پتہ بتایا۔ تو اس نے آ کر ان سے پوچھا۔ کہ میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس عالم نے کہا ہاں ہوسکتی ہے۔ تیرے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ فلاں جگہ جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ تو وہاں جا کر عبادت کر۔ اور کبھی اپنے وطن کو واپس نہ لوٹنا۔ کہ یہ برے لوگوں کا مسکن ہے۔ تو وہ آدمی ادھر کو چل پڑا۔ ابھی آدھا راستہ طے کیا تھا کہ اسے موت نے آ لیا۔ اب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں تنازعہ ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ آدمی سچے دل سے توبہ کرنے کو چلا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے ابھی کوئی نیک کام نہیں کیا۔ تو ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اپنا منصف مقرر کیا۔ تو اس نے کہا کہ دونوں بستیوں کا درمیانی

فاصلہ ناپ لو۔ جب انہوں نے ناپا تو جس گاؤں کو وہ جا رہا تھا۔ وہ قریب نکلا۔ اس پر رحمت کے فرشتوں نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ نیکوں کے گاؤں سے صرف ایک بالشت نزدیک تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس طرف کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا' کہ وہ دور ہو جائے۔ اور اس طرف کی زمین کو حکم دیا وہ قریب ہو جائے۔ پھر کہا ناپ لو۔ تو اس کو ایک بالشت بھر قریب پایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ قتادہؒ کہتے ہیں۔ کہ کسی بزرگ نے ہمیں بتایا کہ جب ملک الموت جان قبض کرنے آیا' تو اس آدمی نے اپنا سینہ اس نیک بستی کی طرف بڑھا دیا۔

طبرانیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ ایک آدمی نے بہت زیادہ گناہ کیے وہ ایک آدمی سے ملا۔ اور کہنے لگا۔ ایک شخص نے ناحق ظلم کر کے ننانوے آدمیوں کو قتل کر دیا کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ ایک دوسرے شخص کے پاس گیا اور پوچھا۔ اس شخص نے کہا کہ اگر میں تجھے یہ کہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ تو میں جھوٹ بولنے والا ہونگا۔ فلاں جگہ جاؤ! وہاں کچھ لوگ ہیں۔ جو عبادت کرتے رہتے ہیں۔ ان سے مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تو وہ شخص ادھر کو چل پڑا۔ اور راستے میں فوت ہو گیا۔ تو رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں تنازعہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتے کو بھیجا۔ اس نے کہا کہ دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو۔ تو جونسا مقام زیادہ قریب ہو گا یہ شخص انہی میں شمار ہو گا۔ جب انہوں نے ناپا۔ تو وہ عبادت گزاروں کی عبادت گاہ کے چند انگل زیادہ نزدیک تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

طبرانیؒ کی ایک روایت میں ہے۔ پھر وہ دوسرے راہب کے پاس آیا۔ اور اسے بتایا کہ میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ آپ کے خیال میں میری توبہ قبول ہو سکتی

ہے؟اس نے کہا تم نے قتل کئے مجھے معلوم نہیں۔ لیکن ادھر دو گاؤں ہیں۔ ایک کا نام نصرہ اور دوسرے کا نام کفرہ ہے۔ نصرہ والے جنتیوں کے سے عمل کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں کوئی برا آدمی نہیں رہ سکتا۔

اور کفرہ گاؤں کے لوگ دوزخیوں کے سے عمل کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں کوئی نیک آدمی نہیں ٹھہر سکتا۔ تم نصرہ گاؤں چلے جاؤ۔ اگر تم وہاں ٹھہر گئے' اور ان جیسے عمل کرتے رہے تو تمہارے توبہ قبول ہونے میں کوئی شک نہیں رہے گا۔ تو وہ شخص وہاں جانے کے ارادے سے چل پڑا۔ جب وہ دو گاؤں کے درمیان پہنچا تو اسے موت نے آلیا۔ تو فرشتوں نے اپنے پروردگار سے اس کے بارے میں پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دیکھو کہ وہ کونسے گاؤں کے زیادہ قریب ہے۔ جس کے قریب ہے اسے اس گاؤں میں لکھ لو۔ جب انہوں نے ناپ کر حساب لگایا۔ تو وہ انگلی کے چند پوروں کے برابر نصرہ گاؤں سے زیادہ قریب تھا۔ لہذا اسے اسی گاؤں میں لکھ دیا گیا۔

باب نمبر 54

# ظلم سے ممانعت کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ☆ (سورہ الشعراء آیت ۲۲۷) | ﴿ظالم لوگ جلد جان لیں گے کہ کس ڈگر پر وہ چل رہے ہیں﴾ |

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلظُّلُمُ ظُلُمَاتٌ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ☆ | ﴿ایک ظلم قیامت کے روز کئی ظلم ہو جائیں گے﴾ |

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ایک بالشت بھر زمین ظلم سے ہتھیائی ۔ روز قیامت سات زمین کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔ اور ایک کتاب میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری اس پر سخت ناراضگی ہوگی ۔ جس نے ایسے شخص پر ظلم کیا۔ جس کا میرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اشعار عربی۔

لَا تَظۡلِمَنَّ اِذَا مَا کُنۡتَ مُقۡتَدِرًا
فَالظُّلۡمُ یَرۡجِعُ عُقۡبَاہُ اِلَی النَّدَمِ

تَنَامُ عَیۡنَاکَ وَالۡمَظۡلُوۡمُ مُنۡتَبِہٌ
یَدۡعُوۡا عَلَیۡکَ وَعَیۡنُ اللّٰہِ لَمۡ تَنَمِ

جب تجھے قدرت حاصل ہو تو کسی پر ہرگز ظلم نہ کرنا۔ کیونکہ ظلم کا انجام کار شرمندگی ہے تو تو ظلم کر کے آرام سے سو جائے گا۔ لیکن مظلوم جاگتا ہوا تیرے لئے بددعا کرتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی آنکھ نہیں سوتی ۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے۔ اشعار عربی

| | |
|---|---|
| اِذَا مَا الظَّلُوْمُ اسْتَوْطَأَ | وَلَجَّ غُلُوًّا فِیْ قَبِیْحِ |
| اَلْاَرْضَ مَرْکَبًا | اکْتِسَابِهٖ |
| فَکِلْهُ اِلٰی صَرْفِ الزَّمَانِ | سَیُبْدِیْ لَهٗ مَالَمْ یَکُنْ فِیْ |
| فَاِنَّهٗ | حِسَابِهٖ |

جب ظالم اپنے ظلم کی سواری سے زمین کو روندتا ہے۔ اور اپنی بداعمالیوں میں حد سے گزر جاتا ہے۔ تو ایسے ظالم کو زمانے کے سپرد کردو۔ پھر جلدی اسے وہ کچھ پیش آئے گا۔ جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا۔

ایک بزرگ کا قول ہے۔ کمزوروں پر ظلم نہ کرو۔ ورنہ تم بدترین زورآوروں میں شمار کیے جاؤ گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ سرخاب ظالم کے ظلم اور دہشت سے ہی اپنے گھونسلے میں مرجاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہوا ہے۔ کہ پل صراط کے شروع میں ایک منادی پکارے گا۔ اے ظالم سرکشو! اور اے بدبخت اکڑنے والو! اللہ تعالیٰ اپنی عزت کی قسم کھاتا ہے۔ کہ آج ظالم کا ظلم اس پل پر سے نہیں گزر سکے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حبشہ کے مہاجر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس لوٹے۔ تو آپ نے فرمایا کوئی عجیب واقعہ جو تم نے وہاں دیکھا ہو ہمیں نہیں بتاؤ گے؟ ان میں سے حضرت قتیبہ رضی اللہ عنہ بولے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ایک دفعہ ہم کچھ لوگ بیٹھے تھے کہ ہمارے پاس سے ایک بوڑھی عورت گزری۔ جس نے پانی کا مٹکا سر پر اٹھا رکھا تھا۔ وہ ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس نے ایک ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے مارا تو وہ گھٹنوں کے بل گری' اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ پھر اٹھی اور اس جوان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگی۔ اے ظالم جب اللہ تعالیٰ انصاف کی کرسی پر جلوہ افروز ہوکر اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا۔ اور جب ہاتھ پیر بولیں گے۔ جو انہوں نے کیا ہوگا بتائیں گے۔ پھر کل تجھے میرا اور تمہارا معاملہ معلوم ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے پاک کرے گا جو زور آوروں سے کمزوروں کا حق نہیں لیتے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ پانچ شخصوں پر ناراض ہوتا ہے۔ اگر چاہے تو یہ ناراضگی دنیا میں ہی ان پر جاری کردے یا چاہے تو انہیں دوزخ میں دھکیل دے۔

1- امیر قوم جو رعیت سے اپنا حق تو وصول کر لیتا ہے۔ لیکن خود ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتا۔ اور ان سے ظلم دور نہیں کرتا۔

2- لوگوں کا پیشوا کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور وہ طاقت ور اور ضعیف سے برابر سلوک نہیں کرتا۔ اور من مانی بات کرتا ہے۔

3- اور وہ شخص جو اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم نہیں کرتا۔ اور نہ دین کے احکام انہیں سکھاتا ہے۔

4- اور وہ شخص کہ کسی مزدور کو مزدوری پر لگا کر اس سے کام لیتا ہے۔ اور اس کی مزدوری ادا نہیں کرتا۔

5- وہ شخص جو اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ اور وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اپنا سر اللہ تعالیٰ کی جانب اٹھا کر کہا۔ اے پروردگار! تو کس کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مظلوم کے ساتھ' جب تک اس کا حق ادا نہ کر دیا جائے۔

## ایک واقعہ

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک ظالم بادشاہ نے ایک مضبوط اور عالیشان محل تعمیر کرایا۔ اور ایک غریب بڑھیا نے بھی اس کے پہلو میں اپنے رہنے کے لئے ایک کٹیا بنالی۔ ایک دن بادشاہ سوار ہو کر محل کے پاس سے گزر رہا تھا۔ کہ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

باب نمبر 55

# یتیم پر ظلم کی ممانعت کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّـذِیْـنَ یَاْ کُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْ کُلُوْنَ فِــیْ بُــطُــوْ نِهِـمْ نَــارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ☆ (سورہ النساء آیت ۱۰) | ﴿بلا شبہ جو لوگ یتیموں کے مال کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ یقیناً وہ جلد ہی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے﴾ |

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ آیت مبارکہ بنی غطفان کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اپنے کمسن یتیم بھتیجے کے مال کا متولی ہوا۔ اور ناحق مال ہضم کر گیا۔ اور ناحق کہنے سے وہ شخص اس سے بری ہو گیا۔ جو جائز طور پر کسی کے مال میں تصرف کرے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ خاص شرائط کے ساتھ مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْ کُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ☆ (سورہ النساء آیت ٦) | ﴿اور جو شخص دولت مند ہو اسے اس مال سے بچنا چاہئے اور جو شخص تنگدست ہو وہ جائز طریقے سے کھالے﴾ |

یعنی بقدر ضرورت بطور اجرت و محنت یا بطور قرض یا اگر مجبوری میں خرچ ہو جائے تو جب استطاعت ہو تو ادا کر دے۔ ورنہ معاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یتیموں کا حق ادا کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور ان کی طرف خصوصی توجہ دینے پر زور دیا ہے۔ اس بارے میں آیت ذیل قابل غور ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ☆

(سورۃ النساء آیت ۹)

﴿اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اپنے بعد اپنے ننھے ننھے بچوں کو چھوڑ جائیں۔ اور ان کو ان کے بارے میں ڈر ہو۔ تو انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اور صحیح بات (ان کے بارے میں) کہہ جائیں۔﴾

سیاق کلام سے ثلث مال کی وصیت کرنا معلوم ہوتا ہے۔ نہ کہ نصف سے زیادہ جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے۔ تو جس کی تحویل میں یتیم بچہ ہو۔ اس سے اپنی اولاد کی طرح سلوک کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ بلاتے وقت بھی بیٹا کہہ کر مخاطب کرنا چاہیے۔ جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو بلاتا ہے۔ اور اس سے نیکی بہتر سلوک اور اس کے مال کی نگرانی کرنا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے جیسا وہ اپنے مال اور اولاد کے ساتھ چاہتا ہے۔ اور جزا عمل کے مطابق ہی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت کا مالک ہے۔ تو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

انسان مطمئن ہو کر غیر کی اولاد اور غیر کے مال میں تصرف کرتا ہے اور جب اس پر موت طاری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مال' اہل وعیال اور متعلقین کے سلسلے میں اس طرح جزا دیتا ہے۔ جس طرح دوسروں کے مال' اولاد اور متعلقین کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ اگر اچھا سلوک کیا تھا تو جزائے خیر اور اگر برا سلوک کیا تھا تو سزائے بد اسے دیتا ہے۔ تو اگر انسان کو اپنے دین کا لحاظ نہیں تو اسے اپنی اولاد اور مال کے لیے ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اور وہ یتیم جو اس کی نگرانی میں ہو' ان کے ساتھ وہی سلوک کرے' جو وہ اپنی اولاد کے ساتھ اگر وہ یتیم ہو جائیں تو پسند کرتا ہے۔

روایت

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی' کہ اے داؤد! یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح ہو جاؤ۔ اور بیواؤں کے ساتھ مشفق خاوند کی طرح سلوک کرو۔ یہ بات سمجھ لو کہ تم جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹو گے۔ یعنی جیسا کہ تم کسی کے ساتھ سلوک کرو گے ویسا ہی سلوک تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس لئے کہ تو بھی مر سکتا ہے اور تیرے بچے یتیم اور تیری بیوی بیوہ ہو سکتی ہے۔

اور یتیموں کا مال کھانے اور ان پر ظلم کرنے والوں کی تنبیہ کے لیے کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ قرآنی آیات مبارکہ میں اس بارے میں سخت تنبیہ وارد ہوئی ہے۔ یہ احادیث و آیات لوگوں کو اس برے خطرناک اور مہلک کام سے بچانے کے لیے آئی ہیں۔ امام مسلمؒ وغیرہ محدثینؒ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ذر غفاریؓ سے فرمایا اے ابو ذرؓ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور ہو۔ اور میں تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ دو آدمیوں کے درمیان کبھی منصف نہ بننا۔ اور کسی یتیم کے مال پر نگران نہ بننا۔

امام بخاریؒ اور مسلمؒ اور دیگر محدثینؒ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سات مہلک چیزیں کونسی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ جادو کرنا۔ ناحق کسی کو قتل کرنا۔ سود کھانا۔ اور یتیم کا مال ہضم کرنا۔ بزارؒ نے روایت کی ہے۔ سات بڑے گناہ! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ ناحق کسی کو قتل کرنا۔ یتیم کا مال کھانا۔ سود کھانا۔ حاکمؒ نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

چار شخصوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہ کرے۔ اور انہیں جنت کی نعمتوں کی لذت نہ چکھائے۔ اور دائمی شراب خور' سود خور' ناحق یتیم کا مال

ہضم کرنے والا۔ والدین کا نافرمان۔

صحیح ابن حبانؒ میں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکاتیب شریفہ میں وہ خط جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اہل یمن کو ارسال فرمایا یہ مضمون بھی تھا۔ کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا۔ (۳) روز جنگ میدان جہاد سے بھاگ جانا۔ (۴) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۵) کسی پاک دامن عورت پر جھوٹا الزام لگانا۔ (۶) جادو سیکھنا۔ (۷) سود کھانا۔ (۸) یتیم کا مال ہضم کرنا۔ امام ابو یعلیٰؒ کی روایت ہے۔ قیامت کے دن ایک قوم قبروں سے اٹھائی جائے گی۔ جن کے مونہوں پر آگ بھڑک رہی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے دیکھا نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ | ﴿بلاشک جو لوگ یتیموں کا مال |
| الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ | ناحق ہضم کر جاتے ہیں، وہ اپنے |
| فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ☆ | پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں﴾ |

(سورۃ النساء آیت ۱۰)

حدیث معراج میں ہے جسے امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اچانک میں ایسے لوگوں کے پاس پہنچا، کہ ان پر کچھ لوگ مقرر تھے، جو ان کے جبڑے کھولتے اور دوسرے کچھ لوگ آگ کے پتھر لا کر ان کے مونہوں میں ٹھونس دیتے، جو ان کی دبر سے نکل جاتے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے اور اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے تھے۔

تفسیر قرطبیؒ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا‘ جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح ٹیڑھے میڑھے تھے۔ ان پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کے ہونٹ کھول کر آگ کے بڑے بڑے پتھر ان کے ہونٹوں سے اندر ڈال دیتے‘ جو ان کے نیچے سے نکل جاتے۔ میں نے پوچھا۔ اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال ہضم کر جاتے تھے۔

باب 56

# تکبر کی مذمت کا بیان

اب ہم پہلے سے زیادہ تکبر کی مذمت بیان کریں گے۔ کیونکہ اس میں نحوست ہوتی ہے۔ اور انجام برا ہوتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ یہ سب سے پہلی نافرمانی ہے جو شیطان لعین سے سرزد ہوئی اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے ملعون قرار دے کر اسے جنت سے نکال کر جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عذاب دوزخ میں ڈال دیا۔

حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| اَلْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِيْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ فِيْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا قَصَمْتُهُ وَلَآ اُبَالِيْ ☆ | ﴿بڑائی میری چادر ہے۔ اور بزرگی میرا لباس ہے۔ جس نے ان دو میں میرا مقابلہ کیا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔ اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔﴾ |

حدیث پاک میں آیا ہے۔ کہ تکبر کرنے والے روز قیامت چیونٹیوں کے برابر انسانوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ کہ ذلت ورسوائی انہیں ہر طرف سے آگھیرے گی اور انہیں طینہ الخبال کا پانی پلایا جائے گا۔ اور یہ جہنمیوں کی پیپ ہوگی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے روز قیامت اللہ تعالیٰ بات کرنا پسند نہیں کرے گا۔ اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ اور وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) ظالم بادشاہ (۳) کنگال متکبر۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

سے کہا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔ اور حکومت تمہاری ہی ہے۔ کہنے لگا میں ہامان وزیر سے مشورہ کرلوں۔ پھر اس نے ہامان سے مشورہ کیا۔ تو اس نے کہا۔ اب تو تو رب بنا پوجا جاتا ہے۔ پھر تو بندہ ہو کر رب کو پوجے گا۔ اس پر اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کردیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کردیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے قریش کے بارے میں قرآن پاک میں بتایا ہے۔ کہ انہوں نے کہا:

| | |
|---|---|
| لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ☆ | ﴿کہ یہ قرآن ان دو بستیوں (مکہ و مدینہ) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا﴾ |

(سورۃ الزخرف آیت ۳۱)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بستیوں کے بڑے آدمیوں سے ان کی مراد ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی تھے۔ کیونکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں بڑے ٹھاٹھ باٹھ والے رئیس تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک یتیم لڑکے کو اللہ تعالیٰ کیسے ہم پر نبی بنا کر بھیج سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ ☆ | ﴿کیا یہ لوگ تیرے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟﴾ |

(سورۃ الزخرف آیت ۳۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے تعجب کے بارے میں بتایا۔ جب وہ دوزخ میں داخل ہونگے۔ اور وہاں اصحاب صفہ جیسے معمولی اور ان کی نظروں میں حقیر لوگوں کو وہاں نہیں دیکھیں گے تو تعجب سے کہیں گے:

| | |
|---|---|
| رَبَّنَا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ☆ (سورۃ ص آیت ٦٢) | ﴿اے ہمارے پروردگار! کیا وجہ ہے ہم یہاں ان لوگوں کو نہیں دیکھ رہے؟ جنہیں ہم برا شمار کرتے تھے۔﴾ |

مفسرین کہتے ہیں اس سے ان لوگوں کی مراد حضرت بلال صہیب اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے کمزور لوگ ہونگے۔

حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ علم بارش کے پانی کی طرح آسمان سے صاف اور شیریں برستا ہے۔ جسے درخت اپنی جڑوں کے ذریعے پی کر نشو ونما پاتے ہیں۔ پھر کڑوا مزید کڑوا ہو جاتا ہے۔ اور شیریں مزید شیریں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علم ہے۔ کہ لوگ اسے اپنی خواہش اور ہمت کے مطابق حاصل کرتے ہیں۔ لیکن متکبر مزید متکبر ہو جاتا ہے۔ اور نرم خو مزید نرم خو اور متواضع ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جس فطرت میں تکبر ہوتا ہے۔ وہ علم حاصل کرنے کے باوجود جاہل رہتا ہے۔ جب وہ عالم ہو جاتا ہے تو اسے تکبر کرنے کا ایک ذریعہ مل جاتا ہے۔ لہٰذا وہ مزید متکبر ہو جاتا ہے۔ اور اگر انسان بے علم ہوتے ہوئے بھی خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اس کا علم بڑھ جاتا ہے۔ تو وہ سمجھ جاتا ہے۔ کہ اب اس پر حجت قائم ہو گئی ہے۔ تو اس میں مزید خوف وخشیت الٰہی اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔ کہ ایک قوم ایسی ہوگی۔ جو قرآن مجید پڑھیں گے۔ لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ کہیں گے۔ ہم نے قرآن پڑھا ہے ہم سے زیادہ قاری اور عالم کون ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے امت کے لوگو! وہ تو ہم میں سے ہی ہونگے۔ اور وہ دوزخ کا ایندھن ہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا۔ ظالم عالم نہ بنو۔ ورنہ تمہارا علم اس جہالت کے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی نفع نہیں دے گا۔

روایت

مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جسے کثرت فساد کی وجہ سے اوباش کہا جاتا تھا۔ وہ ایک آدمی کے پاس گیا جسے عابد کہا جاتا تھا۔ اور اس کی عبادت گزاری کی وجہ سے ایک بادل اس پر سایہ کیے رہتا تھا۔ جب اوباش آدمی کا گزر اس عابد کے پاس سے ہوا۔ تو اس نے دل میں کہا۔ میں ایک عیاش آدمی ہوں ۔ اور یہ آدمی عبادت گزر ہے۔ اگر میں اس کے ساتھ بیٹھ جاؤں ۔ تو شاید اللہ تعالی مجھ پر رحم فرمائے ۔ یہ سوچ کر وہ عابد کے پاس بیٹھ گیا۔ عابد نے دل میں سوچا کہ میں بنی اسرائیل میں بڑا عبادت گزار ہوں۔ اور یہ بنی اسرائیل کا عیاش آدمی ہے۔ یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھ سکتا ہے؟ تو اس نے ناک بھوں چڑھا کر کہا۔ اٹھو یہاں سے ۔ اس پر اللہ تعالی نے اس وقت کے نبی پر وحی نازل فرمائی۔ کہ ان دونوں سے کہو۔ وہ نئے سرے سے عمل شروع کریں۔ کہ میں نے اوباش کو بخش دیا ہے۔ اور عبادت گزار کے اعمال ضائع کر دیئے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے بعد بادل کا ٹکڑا عابد سے ہٹ کر اوباش کے سر پر چلا گیا۔ اس واقعہ سے تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ اللہ تعالی بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔

روایت

مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا اچھائی سے ذکر کیا گیا۔ وہی شخص ایک دن آپ کے سامنے سے گذرا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی شخص ہے جس کا ذکر خیر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا مجھے اس کے چہرے پر شیطانی نشان نظر آ رہا ہے۔ اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام کیا اور آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے فرمایا۔ میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تیرے دل میں یہ خیال نہیں کہ قوم میں مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں؟ تو اس نے کہا ہاں واللہ یہی بات ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نور نبوت سے معلوم کر لیا' کہ اس کے قلبی ارادے کا نشان اس کے چہرے پر موجود ہے۔

حضرت حارث بن جزءالزبیدیؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں مجھے اس ہنسنے والے قاری پر تعجب ہوتا ہے۔ جسے تو خندہ روئی سے ملے تو وہ تجھے ترش روئی سے ملتا ہے۔ اور تجھ پر اپنے علم کا احسان جتلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء یہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں ایسے لوگ زیادہ نہ کرے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ایک شخص سے میری تلخ کلامی ہوگئی۔ تو میں نے اسے کہہ دیا۔ اے کالی کے بیٹے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ابوذر! ایک صاع بھر کنارہ دو۔ کسی گوری کے بیٹے کو کالی کے بیٹے پر فضیلت نہیں۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں لیٹ گیا اور میں نے اس آدمی سے کہا کہ اٹھو میرے گال پر پاؤں رکھو!۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص کسی دوزخی کو دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اس بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھ لے جس کے سامنے لوگ کھڑے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا۔ پھر بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعض اوقات صحابہ کرامؓ کے ساتھ چلتے۔ تو آپ انہیں آگے چلنے کا حکم فرماتے۔ اور خود ان کے

پیچھے چلتے۔ یا تو دوسروں کو تعلیم دینے کے لیے یا اپنی ذات گرامی سے تکبر و خود پسندی کے شیطانی خیالات دور رکھنے کے لئے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیا کپڑا اتار کر پرانا پہن لیا۔ انہی دو مقاصد مذکورہ کی وجہ سے۔

باب نمبر 57

# انکساری اور قناعت کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالٰی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ معاف کر دینے سے اللہ تعالٰی بندے کی عزت افزائی ہی کرتا ہے۔ اور انکساری کرنے سے اللہ تعالٰی بندے کا رتبہ بلند کرتا ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں۔ اور حکمت سے اسے تھامے رکھتے ہیں۔ اگر وہ اونچا اڑتا ہے تو اسے نیچے کھینچ لیتے ہیں۔ اور دعاء کرتے ہیں۔ اے اللہ کریم اسے نیچے ہی رکھنا۔ اور اگر وہ اپنے آپ کو نیچا رکھتا ہے۔ تو کہتے ہیں اے اللہ کریم اسے بلند کرنا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ خوشخبری ہے اس کے لیے جو ذلت سے بچ کر عاجزی کرے۔ اور اللہ تعالٰی کی فرمانبرداری میں اپنی جمع پونجی خرچ کرے۔ اور عاجزوں اور مسکینوں پر رحم کرے۔ اور علم دین کے ماہروں سے دوستی رکھے۔

## روایت

مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم کے ساتھ اپنے گھر میں کھانا کھا رہے تھے۔ کہ ایک سائل دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ جو اپاہج تھا' اور ہر کوئی اس سے نفرت کرتا تھا۔ آپ نے اسے اندر بلا لیا۔ جب وہ اندر آیا۔ تو آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھایا۔ اور فرمایا کھانا کھاؤ۔ اس مجلس میں ایک قریشی شخص تھا۔ جس نے ناک بھوں چڑھائی' اور اسے نفرت سے دیکھا تو وہ قریشی آدمی بھی جب مرا ہے تو اسی کی طرح اپاہج تھا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰی نے مجھے دو باتوں میں اختیار دیا کہ بندہ رسول بن جاؤں یا بادشاہ نبی! تو میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیا بنوں؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ اپنے رب کے سامنے عاجزی اختیار کریں۔ اور بندے رسول بن جائیں۔

تو میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا' کہ میں بندہ رسول بنا چاہتا ہوں ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ کہ میں اس بندے کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی وجہ سے میرے سامنے عاجزی اختیار کرے۔ اور میری مخلوق کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آئے۔ اور اپنے دل میں میرا خوف ڈالے رکھے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بزرگی پرہیز گاری کا نام ہے۔ اور عزت انکساری کا اور یقین بے نیازی کا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ دنیا میں عاجزی سے رہنے والوں کو خوشخبری ہو کہ روز قیامت وہ ممبروں پر ہونگے۔ اور دنیا میں لوگوں کو نماز کی پابندی کرنے پر مبارک ہو۔ کہ وہ روز قیامت جنت الفردوس کے مالک ہونگے۔ اور دنیا میں دل کو پاک رکھنے والوں کو مبارک ہو کہ وہ روز قیامت دیدار الٰہی سے شرف یاب ہونگے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اسلام کی ہدایت دے۔ اور اسے حسن صورت عطا فرمائے۔ اور اسے عیوب سے محفوظ رکھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسے عاجزی و انکساری کی دولت بھی بخشے تو ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ ہوتا ہے۔ چار چیزیں ایسی ہیں' جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ہی کو عطا فرماتا ہے۔ (۱) خاموشی اور یہ اول درجہ کی عبادت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (۳) انکساری (۴) دنیا سے بے رغبتی۔

## روایت

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھا رہے تھے۔ کہ ایک کالا سا آدمی جس کے چہرے پر چیچک کے بدنما داغ تھے۔ آیا۔ اور یہ شخص جس کے پاس جا کر کھڑا ہوتا وہ پیچھے ہٹ جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے۔ کہ کسی کے

ہاتھ میں کوئی عیب ہو جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔ اور اس کی وجہ سے تکبر سے بچتا ہو۔

ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ تم میں عبادت کی مٹھاس نہیں دیکھتا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا عبادت کی مٹھاس کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انکساری' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میری امت کے نرم خو لوگوں کو دیکھو تو ان سے نرمی سے پیش آؤ۔ اور جب متکبروں کو دیکھو تو ان سے تکبر سے پیش آؤ۔ کہ اس کی وجہ سے ان کی ذلت اور رسوائی ہو۔

اور اس بارے میں کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

تَوَاضَعْ تَكُنْ كَالنَّجْمِ لَاحَ لِنَاظِرٍ   عَلٰى صَفَحَاتِ الْمَآءِ وَ هُوَ رَفِيْعُ

وَلَا تَكُ كَالدُّخَانِ يَعْلُوْا بِنَفْسِهٖ   عَلٰى طَبَقَاتِ الْجَوِّ وَهُوَ وَضِيْعُ

عاجزی اختیار کرو۔ تم اس ستارے کی مانند ہو گے۔ جو پانی میں نظر آتا ہے۔ حالانکہ وہ بلند ہوتا ہے۔ اور دھوئیں کی طرح نہ بنو جو فضاؤں میں اونچا اڑتا ہے حالانکہ وہ پست ہوتا ہے۔

## گذشتہ کی نسبت قناعت کا مزید بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی عزت لوگوں سے بے نیاز رہنے میں ہے۔ قناعت میں آزادی اور عزت ہے۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے۔ جس سے بھی تو بے نیاز ہو گا۔ اس کا ہمسر بن جائے گا۔ اور جس کا تو محتاج ہو گا اس کا قیدی بن جائے گا۔ اور جس سے تو اچھا سلوک کرے گا۔ اس کا امیر بن جائے گا۔ تھوڑا جو تجھے کافی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے' جو تجھے باغی کر دے۔ کسی نے کہا ہے۔

کہ قناعت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اور لالچ سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں۔ اور یہ اشعار پڑھے:

اَفَادَتْنِی الْقَنَاعَةُ ثَوْبَ عِزٍّ — وَاَیُّ غِنیٰ اَعَزُّ مِنَ الْقَنَاعَةْ

فَصَیِّرْهَا لِنَفْسِکَ رَأْسَ مَالٍ — وَصَیِّرْ بَعْدَهَا تَقْوٰی بِضَاعَةْ

تَجِدْ رِبْحَیْنِ تَغْنیٰ عَنْ خَلِیْلٍ — وَ تَنْعَمُ فِی الْجِنَانِ بِصَبْرِ سَاعَةْ

قناعت نے مجھے عزت کا لباس پہنا دیا۔ اور قناعت سے بڑھ کر کیا عزت ہو سکتی ہے۔ قناعت کو اپنے لئے اصل پونجی بنالو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ کو اپنا سرمایہ بنالو۔ اس سے تمہیں دو نفع حاصل ہونگے۔ کہ تم دولت سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔ اور ایک گھڑی بھر صبر کرنے سے جنت میں عیش کرو گے۔ ایک اور شاعر نے کہا ہے۔

اِقْنَعِ النَّفْسَ بِالْکَفَافِ وَاِلَّا — طَلَبَتْ مِنْکَ فَوْقَ مَا یَکْفِیْکَهَا

اِنَّمَا اَنْتَ طُوْلَ عُمْرِکَ — مَا عَمَرْتَ فِی السَّاعَةِ الَّتِیْ اَنْتَ فِیْهَا

نفس کو قناعت کی عادت ڈالو ورنہ وہ تم سے کفایت سے زیادہ طلب کرے گا۔ اور تجھے پوری زندگی میں یہ موقع نہیں ملے گا۔ جو تجھے اب ملا ہوا ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے۔

اِذَا الرِّزْقُ عَنْکَ نَأیٰ فَاصْطَبِرْ — وَمِنْهُ اقْنَعْ بِالَّذِیْ قَدْ حَصَلْ

وَلَا تُتْعِبِ النَّفْسَ فِیْ تَحْصِیْلِهٖ — فَاِنْ کَانَ ثَمَّ نَصِیْبٌ وَصَلْ

جب رزق تجھ سے دور ہو جائے تو صبر کرو اور جو مل جائے اسی پر قناعت کرو۔ اسے حاصل کرنے میں جان کو جوکھوں میں نہ ڈالو۔ جو تمہارے نصیب میں ہو گا مل جائے گا۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

إِذَا أَعْطَشَتْكَ أُكُفُّ اللِّئَامِ    كَفَتْكَ الْقَنَاعَةُ شِبْعًا وَرِيًّا

فَكُنْ رَجُلًا رِجْلُهُ فِي الثَّرَى    وَهَامَةُ هِمَّتِهِ فِي الثُّرَيَّا

اور کمینے لوگوں کے ہاتھ تجھے پیاسہ رکھیں تو قناعت ہی تجھے سیر اور سیراب کرے گی۔

(تو ایسا مرد بن جس کے پاؤں زمین کے نیچے اور سر ثریا ستارے پر ہو۔)

ایک اور شاعر کہتا ہے:

يَا طَالِبَ الرِّزْقِ الْهَنِيِّ بِقُوَّةٍ    هَيْهَاتَ أَنْتَ بِبَاطِلٍ مَشْغُوفُ

رَعَتِ الْأُسُودُ بِقُوَّةٍ جِيَفَ الْفَلَا    وَرَعَى الذُّبَابُ الشَّهْدَ وَهُوَ ضَعِيفُ

اے طاقت کے ساتھ عمدہ رزق تلاش کرنے والے! افسوس تو غلط خیال میں پڑا ہوا ہے شیر طاقت کے ساتھ جنگل میں مردار کھاتے ہیں اور کمزور مکھی شہد نوش کرتی ہے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں جب فاقہ ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں سے فرماتے نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اور فرماتے مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے:

وَأْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلوٰةِ ﴿اور اپنے گھر والوں کو نماز کا

وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا☆ حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔﴾

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۲)

کسی شاعر نے کہا ہے۔

دَعِ التَّھَافَۃَ فِی الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکَ الْاَکْثَارُ

وَزِیْنَتِھَا وَالْجَشَعُ

وَاقْنَعْ بِمَا قَسَمَ الرَّحْمٰنُ اِنَّ الْقَنَاعَۃَ مَالٌ لَّیْسَ

وَارْضَ بِہٖ یَنْقَطِعُ

وَخَلِّ وَیْکَ فُضُوْلَ فَلَیْسَ فِیْھَا اِذَا حَقَّقْتَ

الْعَیْشِ اَجْمَعِھَا مُنْتَفِعُ

دنیا اور دنیا کی زینت میں پڑنا چھوڑ دو۔ اور دولت وخوبصورتی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اس پر قناعت کرو اور اسی پر راضی رہو جو خدائے رحمٰن نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے اور قناعت ایسی دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ عیش و آرام کی زندگی چھوڑ دو۔ جو تم غور سے دیکھو گے تو معلوم ہوگا اس میں کوئی نفع نہیں۔

اور کسی نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے:

اِقْنَعْ بِمَا تَلْقٰی بِلَا بُلْغَۃٍ فَلَیْسَ یَنْسٰی رَبُّنَا النَّمْلَۃَ

اِنْ اَقْبَلَ الدَّھْرُ قَامَ قَآئِمًا وَاِنْ تَوَلّٰی مُدْبِرًا نَمْ لَہٗ

جو تمہیں بلا مشقت مل جائے اس پر قناعت کرو۔ کہ پروردگار تعالٰی جو چیونٹی کو بھی نہیں بھولتا۔ اگر دنیا مل جائے تو اٹھ کر لے لو ورنہ منہ پھیر جاؤ اور سو رہو۔ یعنی پرواہ نہ کرو۔ داناؤں کا کہنا ہے عزت خوبصورت لباس میں نہیں۔ خوبصورت لباس زیب تن کرنا' اور لباس فاخرہ سے زینت حاصل کرتے رہنا۔ انسان کو غافل کر دیتا ہے۔

اور وہ دین کی باتوں پر کچھ دھیان نہیں دیتا۔ بس دنیا سنوارتا رہتا ہے۔ اور ایسا شخص خود پسندی سے نہیں بچ سکتا ہے۔ کسی نے اسی مضمون پر یہ اشعار کہے ہیں:

رَضِیْتُ مِنَ الدُّنیا بِلُقمَۃٍ     وَلُبْسِ عَبَاءٍ لَا اُرِیْدُ

بَائِس     سِوَاھُمَا

لِاَنّی رَأَیْتُ الدَّھرَ لَیْس     فَدَھْرِیْ وَعُمْرِیْ فَانِیَانِ

بِدَآئِمٍ     کِلَاھُمَا

میں دنیا سے ایک معمولی لقمہ مل جانے پر راضی ہوں۔ اور ایک گدڑی کے سوا میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانے کو دوام نہیں۔ اور میرا یہ زمانہ اور عمر دونوں فانی ہیں۔

باب نمبر 58

## دنیا کے دھوکے کا بیان

حالات زمانہ بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی برے، کبھی اچھے۔ اور یہ دنیا سب کے موافق نہیں ہوتی، اس کے کئی رنگ ہیں۔ جیسا حکیم مطلق چاہتا ہے ویسی ہو جاتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ ☆ (سورۃ ھود آیت ۱۱۸۔۱۱۹)

﴿اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جن پر آپ کا پروردگار رحم کرے۔﴾

بعض مفسرین نے کہا ہے۔ کہ رزق میں مختلف ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی مراد ہے کہ امیری فقیری میں مختلف ہوتے ہیں۔ تو جس کو دنیا موافق آجائے۔ اور اس کا مولا دنیا کو اس کے تابع کر دے۔ تو اس پر لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور نیک کاموں میں اسے خرچ کرے۔ کہ یہ برائی کے مقامات سے بچا بھی سکتی ہے۔

All rights reserved ©2002-2006

اور دنیا کے دھوکے میں نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھے:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ☆
(سورۃ لقمان آیت ۳۳)

﴿تو دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ دھوکہ دینے والا تمہیں خدا کے بارے میں دھوکے میں ڈال دے۔﴾

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ
تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ
الْاَمَانِيُّ ☆
(سورۃ الحدید آیت ۱۴)

﴿لیکن تم نے خود اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا۔ اور ہمارے حوادث کے منتظر رہے۔ اور شک کیا۔ اور فضول خواہشوں نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا۔﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عقلمندوں کی نیند کتنی اچھی ہے۔ اور ان کا روزے بغیر ہونا کیا خوب ہے۔ وہ جاہلوں کی بیداری اور ریاضت پر کیسے رشک کر سکتے ہیں؟

اور صاحب تقویٰ اور یقین کے عمل کا ایک ذرہ بھر دنیا کے فریب خوردہ لوگوں کے پوری زمین کے برابر اعمال سے بڑھ کر ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو رکھے' اور آخرت کے لیے عمل کرے۔ اور بے وقوف وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں لگائے رکھے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

وَمَنْ يَّحْمَدُ الدُّنْيَا لِشَيْءٍ يَسُرُّهُ
فَسَوْفَ لَعَمْرِيْ عَنْ قَلِيْلٍ يَلُوْمُهَا

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

اِذَا اَدْبَرَتْ کَانَتْ عَلَی      وَاِنْ اَقْبَلَتْ کَانَتْ کَثِیْرًا
اَلْمَرْءِ حَسْرَۃً      ھُمُوْمُھَا

جو شخص دنیا پر خوش ہو کر اس کی تعریف کرتا ہے۔ مجھے زندگی کی قسم وہ جلد ہی اسے ملامت کرنے لگتا ہے۔ جب دنیا انسان کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ تو حسرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جب ہاتھ آتی ہے تو ساتھ ہی غم بھی بڑھ جاتے ہیں۔ ایک اور شاعر کہتا ہے:

تَاللّٰہِ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا      تَبْقٰی عَلَیْنَا وَیَاْتِیْ رِزْقُھَا
بِاَجْمَعِھَا      رَغَدًا
مَا کَانَ فِیْ حَقِّ حُرٍّاَنْ یُّذَلَّ      فَکَیْفَ وَھِیَ مَتَاعٌ
لَھَا      یَضْمَحِلُّ غَدًا

﴿اللہ کی قسم' اگر دنیا سب کی سب ہماری ہو جائے اور اس کا رزق بافراغت ملے۔ تو بھی کسی شریف آدمی کو اس کے لیے ذلیل ہونا مناسب نہیں۔ حالانکہ دنیا تو وہ سامان ہے جو کل ہاتھ سے جاتا رہے گا۔﴾

اور ابن ہشام کہتے ہیں:

اُفٍ لِّلدُّنْیَا وَاَیَّامِھَا      فَاِنَّھَا لِلْحُزْنِ مَخْلُوْقَۃٌ
ھُمُوْمُھَا لَا تَنْقَضِیْ سَاعَۃً      عَنْ مَّلِکٍ فِیْھَا وَلَا سُوْقَۃٌ
یَا عَجَبًا مِّنْھَا وَمِنْ شَاْنِھَا      عَدُوَّۃٌ لِّلنَّاسِ
مَعْشُوْقَہ

﴿تف ہے دنیا اور اس کے حالات پر' یہ غم کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی پریشانیوں سے نہ کوئی بادشاہ بچتا ہے۔ اور نہ ہی عام آدمی۔ اس دنیا اور اس کے حالات سے حیرانگی ہوتی ہے۔ کہ یہ لوگوں کی دشمن بھی ہے۔ اور محبوبہ بھی۔﴾

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اَلا اِنَّمَا الدُّنیَا مَقِیلٌ قَضٰی وَطَرًا مَنْ مَنْزِلٍ ثُمَّ

لِرَاکِبِ ھَجَرَا

کہ یہ دنیا ایک سوار کے لیے سفر کی آرام گاہ ہے۔ جس میں وہ تھوڑا آرام کر کے چل دیتا ہے۔

کسی دانشمند نے اپنے ساتھی سے کہا۔ کہ تم نے دعوے دار تو بہت سنے ہونگے۔ لیکن حقیقی طالب بہت کم ہوتے ہیں۔ اور اس شخص سے زیادہ نقصان اٹھانے والا اور کون ہوگا۔ جس نے یقین کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور عمل کا موقع گنوا دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو فکر کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے فریب کاری سے جہالت بہتر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے دنیا سے محبت کی اور اس پر خوش ہوا۔ سمجھو اس کے دل سے آخرت کا خوف جاتا رہا۔ کسی بزرگ کا قول ہے۔ آتی ہوئی دنیا ہاتھ سے نکل جانے پر غم کرنے سے بندے کا محاسبہ ہوگا۔ اور پہلے بزرگ مباح چیز سے بھی اسی طرح بچتے تھے۔ جس طرح تم حرام سے بچتے ہو۔ جس چیز میں تم کوئی حرج نہیں سمجھتے وہ اسے مہلک جانتے تھے۔ اور حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسعر بن کدام کے یہ اشعار اکثر گنگنایا کرتے تھے۔

نَھَارُکَ یَا مَغْرُوْرُ نَوْمٌ وَّ وَلَیْلُکَ نَوْمٌ وَّالرَّدٰی

غَفْلَۃٌ لَکَ لَازِمٌ

یَغُرُّکَ مَا یَفْنٰی وَ تَفْرَحُ کَمَا غَرَّ بِا للَّذَّاتِ فِی

بِالْمُنٰی النَّوْمِ حَالِمٌ

وَشَغْلُکَ فِیْھَا سَوْفَ کَذَالِکَ فِی الدُّنْیَا

تَکْرَہُ غِبَّہٗ تَعِیْشُ الْبَھَآئِمُ

اے دنیا پر فریفتہ آدمی۔ تیرا دن نیند اور غفلت میں گزر جاتا ہے۔ اور تیری رات

بھی نیند میں گزرتی ہے۔ حالانکہ تجھے مرنا ضرور ہے۔ تو فانی دنیا پر فریفتہ ہے۔ اور آرزوؤں میں خوش ہے۔ جس طرح کوئی خواب دیکھنے والا سوتے میں لذتوں پر فریفتہ ہوتا ہے۔ تو اس میں کھسا پڑا ہے لیکن تجھے اس کی جدائی کا غم اٹھانا پڑے گا۔ جس طرح تو زندگی گزار رہا ہے۔ اس طرح تو چوپائے زندگی گزارتے ہیں۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 59

# دنیا کی مذمت اور اس سے بچنے کا بیان

## روایت

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ثعلبہ بن حاطب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ مجھے مال دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ تھوڑا جس کا تو شکر ادا کرے۔ اس زیادہ سے بہتر ہے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے۔ ثعلبہ نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ کیا تمہارے لیے میری ذات میں نمونہ نہیں ہے؟ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرح ہو جاؤ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تو سنو اگر میں پسند کرتا کہ یہ پہاڑ میرے لیے سونے' چاندی کے ہو جائیں تو ہو جاتے۔ ثعلبہ نے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے' اگر آپ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ مجھے مال دے۔ تو میں حق داروں کے حق ضرور ادا کروں گا۔ ضرور کروں گا۔ ضرور کروں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔

تو ثعلبہ نے بکریاں لیں۔ جو کیڑوں کی طرح بڑھیں۔ اور مدینہ ان کے لیے ناکافی ہو گیا۔ تو ثعلبہ مدینہ سے باہر چلا گیا۔ اور ایک صحرا میں ڈیرہ لگا لیا۔ پھر وہ ظہر اور عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے آتا۔ اور ان کے علاوہ وہ ناغہ کرتا۔ پھر بکریاں اور زیادہ ہو گئیں۔ تو اور دور ہو گیا۔ تو ظہر وعصر بھی چھوڑ دیں۔ اور جمعہ کے لئے آنے لگا۔ بکریاں کیڑوں کی طرح بڑھتی رہیں یہاں تک کہ جمعہ بھی چھوڑ دیا۔ اور جمعہ کے روز مدینہ منورہ سے آنے والے سواروں سے مدینہ کا حال احوال

پوچھتا۔

ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا حال ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے بکریاں پالی تھیں، جن کی وجہ سے مدینہ منورہ اس کے لیے ناکافی ہو گیا۔ اور تفصیل کے ساتھ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ثعلبہ پر افسوس ہے۔ ثعلبہ پر افسوس ہے۔ ثعلبہ پر افسوس ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ☆

(سورۃ التوبہ آیت ۱۰۳)

﴿ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اور اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور باطن کو صاف کریں۔ اور ان کے لیے دعاء خیر کریں۔ آپ کی دعاء ان کے لیے تسکین کا باعث ہے۔﴾

اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت زکوٰۃ نازل فرمائی۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی جہنیہ کا ایک آدمی اور بنی سلیم کا ایک آدمی، دونوں کو زکوٰۃ کی وصولی کے لیے روانہ فرمایا۔ اور دونوں کو حکم فرمایا۔ کہ وہ جائیں اور مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ثعلبہ بن حاطب اور بنی سلیم کے فلاں شخص کے پاس جاؤ۔ وہ گئے اور پہلے ثعلبہ کے پاس آئے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ گرامی پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہے۔ کفار والا جزیہ! جاؤ فارغ ہو کر دوبارہ آؤ۔ تو وہ سلیمی کے پاس چلے گئے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنا تو اس نے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ تو آپ نے اس آدمی سے کہا۔ میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا۔ روٹی کس نے لی تھی؟ اس نے جواب دیا۔ مجھے معلوم نہیں۔ پھر وہ ایک دریا پر پہنچے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا اور چلتے ہوئے پانی کے اوپر سے گذر گئے۔ جب انہوں نے دریا عبور کر لیا۔ تو آپ نے اس سے کہا میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تمہیں یہ معجزہ دکھایا ہے۔ کہ روٹی کس نے لی تھی؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ پھر وہ چلتے ہوئے ایک جنگل میں پہنچے۔ اور وہاں بیٹھ گئے۔ اور مٹی روڑے جمع کرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ کے حکم سے سونا بن جاؤ۔ تو ان کا سونا بن گیا۔ تو آپ نے اس کے تین حصے کر دیئے۔ اور فرمایا۔ ایک حصہ میرا۔ اور ایک تیرا۔ اور تیسرا حصہ اس کا ہے۔ جس نے روٹی لی ہے۔ تو کہنے لگا۔ وہ روٹی میں نے ہی لی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سارا سونا تم لے لو۔ اور اسے اپنے سے الگ کر دیا۔

وہ آدمی جا رہا تھا کہ اسے جنگل میں دو آدمی ملے۔ جب انہوں نے اس کے پاس مال دیکھا تو انہوں نے اسے قتل کر کے مال لینا چاہا۔ تو اس نے کہا۔ چلو ہم تینوں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ چلو پہلے کھانا کھا لیں۔ ایک آدمی کو بستی میں بھیجو۔ تاکہ وہاں سے کھانا خرید لائے۔ تو انہوں نے ایک آدمی کو کھانا لینے بھیجا۔ جسے انہوں نے کھانا لینے بھیجا اس نے دل میں کہا۔ میں کیوں انہیں یہ مال بانٹ کر دوں۔ میں اس کھانے میں زہر ملا کر انہیں ہلاک کر دیتا ہوں۔ اور اکیلا ہی مال لے لیتا ہوں۔ لہذا اس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور ان دو آدمیوں نے بھی دل میں سوچا۔ کہ ہم کس لئے اسے تیسرا حصہ مال کا دیں؟ جب وہ واپس آئے تو اسے قتل کر دیں۔ اور مال دونوں آپس میں بانٹ لیں۔ جب وہ ان دونوں کے پاس واپس آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور کھانا کھایا۔ تو وہ بھی مر گئے۔ اور وہ مال جنگل میں ہی رہ گیا۔ اور وہ تینوں اس کے پاس مرے پڑے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے

گزرے۔تو انہیں اس حالت میں دیکھ کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔یہ دنیا ہے۔اس سے بچتے رہو۔

## حکایت

کہتے ہیں کہ سکندر ذوالقرنین کا گذر ایک قوم کے پاس سے ہوا۔جن کے پاس دنیا کے ساز و سامان میں سے کچھ بھی نہ تھا۔اور انہوں نے قبریں کھود رکھی تھیں۔ جب صبح ہوتی۔تو وہ وہاں جا کر ان قبروں کی دیکھ بھال اور صفائی کرتے اور ان کے قریب نمازیں پڑھتے۔اور ساگ پات کھا کر گزارہ کر لیتے۔اور اسی سبزہ گھاس پر ان کی بسر اوقات تھی۔ ان کا ایک پیشوا تھا جس کی پیروی کرتے تھے۔سکندر ذوالقرنین نے ان کے پیشوا کی طرف ایک آدمی بھیجا۔اس نے آ کر پیشوا سے کہا آؤ تمہیں سکندر ذوالقرنین بادشاہ بلاتے ہیں۔اس نے کہا مجھے تو اس سے کوئی کام نہیں۔اگر اسے مجھ سے کوئی کام ہے۔تو وہ میرے پاس آ جائے۔سکندر ذوالقرنین نے یہ سن کر کہا۔کہ اس نے درست کہا ہے۔تو ذوالقرنین اس پیشوا کے پاس آئے۔ اور کہا میں نے آپ کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا تھا۔آپ نے آنے سے انکار کر دیا۔لو اب میں خود آ گیا ہوں۔پیشوا نے کہا۔اگر مجھے آپ سے کوئی کام ہوتا تو میں ضرور آپ کے پاس آتا۔سکندر نے کہا۔کیا بات ہے۔جس حال میں میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔اس طرح تو میں نے کوئی قوم نہیں دیکھی۔پیشوا نے پوچھا۔وہ کیا ہے؟ سکندر نے کہا کہ تمہارے پاس دنیا کی کوئی شے نہیں۔تم نے کوئی سونا چاندی حاصل نہیں کیا کہ جس سے تم نفع اٹھاتے؟ پیشوا نے کہا۔ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ اس لئے جس کو بھی دنیا کا یہ مال حاصل ہوا۔وہ اس پر فریفتہ ہو گیا۔اور اس نے افضل چیز کو چھوڑ دیا۔

پھر سکندر نے پوچھا کیا بات ہے؟ تم نے قبریں کھود رکھی ہیں۔صبح کو تم ان کی دیکھ بھال اور صفائی کرتے ہو۔اور وہاں نمازیں پڑھتے ہو۔اس نے جواب دیا۔کہ اس

سے ہمارا یہ مقصد ہے۔ کہ جب ہمارے دل میں دنیا کی آرزو پیدا ہو۔ تو قبریں ہمیں ان آرزوؤں سے روکیں۔ پھر انہوں نے پوچھا۔ کیا وجہ ہے کہ تم ساگ پات پر گزارہ کرتے ہو؟ تم نے چوپائے کیوں نہ پال لئے کہ تم ان کا دودھ پیتے اور ان پر سواری کرتے۔ اور دیگر فوائد بھی حاصل کرتے؟ اس نے جواب دیا۔ ہم اپنے پیٹوں کو ان کی قبریں نہیں بنانا چاہتے۔ اور ساگ پات کو ہی اپنی نشوونما کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور انسان کے لئے سادہ کھانا ہی کافی ہوتا ہے۔ کیوں کہ کھانا جیسا بھی ہو جب حلق سے نیچے اتر جائے تو اس کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اس پیشوا نے سکندر کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر ایک کھوپری نکالی۔ اور سکندر سے کہا۔ جانتے ہو یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ کہا یہ ایک ملک کا بادشاہ ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر شان و شوکت بخشی تھی۔ اس نے ظلم و زیادتی کی اور حد سے گزر گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کے یہ کرتوت دیکھے تو اسے موت کی نیند سلا دیا۔ اور یہ راستے میں پڑے ہوئے پتھر کی طرح ہو گیا۔ اور اس کے ایک ایک عمل کا اس نے حساب رکھا ہے۔ جس کی سزا اسے آخرت میں دے گا۔ پھر اس نے ایک دوسری کھوپڑی پکڑی۔ اور پوچھا سکندر! جانتے ہو یہ کون ہے؟ کہا' مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہے۔ اس نے بتایا یہ وہ ہے جسے اس بادشاہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی۔ اور اس پہلے بادشاہ کے وہ کرتوت جو وہ لوگوں کے ساتھ روا رکھتا تھا۔ دیکھ لئے تھے۔ اور اس نے ظلم و جبر کا انجام بھی دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس نے برائے خدا انکساری اور خشیت خداوندی اختیار کی۔ اور اپنی مملکت میں انصاف جاری کیا۔ تو اس نے نیک نامی حاصل کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال کا بھی حساب رکھا ہے۔ جس کی جزا اسے آخرت میں دے گا۔ پھر اس نے ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ یہ کھوپڑی بھی انہی کی طرح ہو جائے گی۔ اے ذوالقرنین تم بھی دیکھ لو کہ کیا کر رہے ہو؟ ذوالقرنین نے پیشوا سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو؟ تا کہ میں تمہیں اپنا

برادراور وزیر بنالوں اور اپنی حکومت اور مال میں تمہیں شریک کار بنالوں۔ اس نے کہا کہ میرا اور تمہارا ایک جا رہنا مناسب نہیں اور نہ ہم اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ سکندر نے پوچھا کیوں نہیں؟ اس نے کہا۔ اس لئے کہ تمام لوگ تمہارے دشمن اور میرے دوست ہیں۔ اس نے کہا یہ کیوں؟ پیشوا نے کہا۔ کہ وہ تمہارے اس لئے دشمن ہیں۔ کہ تمہارے ہاتھ میں حکومت اور دنیا کا مال ہے۔ اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ کہ وہ میرے دشمن ہوں۔ کیونکہ میں نے دنیا کو چھوڑ رکھا ہے۔ اور میں محتاج و تنگدست ہوں۔ یہ سن کر اسے بہت تعجب ہوا۔ اور اس کا احترام و عقیدت لئے ہوئے وہاں سے رخصت ہوا۔ اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کیا ہے:

يَا مَنْ تَمَتَّعَ بِالدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا        وَلَا تَنَامُ عَنِ اللَّذَّاتِ عَيْنَاهُ
شَغَلْتَ نَفْسَكَ فِيْمَا        تَقُوْلُ لِلّٰهِ مَاذَا حِيْنَ تَلْقَاهُ
لَيْسَ تُدْرِكُهُ

اے! دنیا اور اس کی زیب و زینت سے نفع اٹھانے والے۔ تیری آنکھیں دنیاوی لذتوں کی وجہ سے نہیں سو پاتیں۔ تیرا نفس ان چیزوں میں مصروف ہے جسے وہ حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تو اللہ تعالیٰ کے روبرو ہو جائے گا۔ تو کیا جواب دے گا۔

ایک اور نے کہا ہے۔

عَتَبْتُ عَلَى الدُّنْيَا لِرَفْعَةِ        وَتَاْخِيْرِ ذِیْ فَضْلٍ فَقَالَتْ
جَاهِلٍ        خُذِ الْعُذْرَا
بَنُوْ الْجَهْلِ اَبْنَائِیْ لِهٰذَا        وَاَهْلُ التُّقٰی اَبْنَاءُ ضَرَّتِیَ
رَفَعْتُهُمْ        الْاُخْرٰی

جاہل کو عزت دینے اور عالم کو ذلت دینے پر میں نے دنیا کو ملامت کی تو اس نے کہا کہ میں معذور ہوں۔ اس لئے کہ جاہل میرے بیٹے ہیں۔ لہذا میں ان کو عزت دیتی ہوں۔ اور پرہیزگار میری سوکن آخرت کے بیٹے ہیں۔

اَلا اِنَّما الدُّنیا عَلَی المَرْءِ فِتْنَۃٌ — عَلٰی کُلِّ حالٍ اَقْبَلَتْ اَوْ تَوَلَّتِ

فَاِنْ اَقْبَلَتْ فَاسْتَقْبِلِ الشُّکْرَ دَائِمًا — وَمَھْمَا تَوَلَّتْ فَاصْطَبِرْ وَ تَثَبَّتِ

خبردار دنیا انسان کے لیے ہر حال میں آزمائش ہے۔ ہو تو بھی۔ اور نہ ہو۔ تو بھی اگر ہو تو ہمیشہ شکرگزار رہو۔ اور نہ ہو تو صبر کرو اور ثابت قدم رہو۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 60

## اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يُقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا طَيِّبًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ☆

ترجمہ جس شخص نے اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک کھجور کے برابر خرچ کیا۔ (اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔) تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔

چونکہ دائیں ہاتھ میں برکت ہوتی ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کی اس طرح پرورش فرماتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے بچھیرے پالتا پوستا ہے۔ حتیٰ کہ وہ صدقہ پہاڑ کے مانند بڑا ہو جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا ہوا ایک لقمہ احد پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آیت ذیل سے ہوتی ہے:

| | |
|---|---|
| اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ☆ | ﴿کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور صدقات لیتا ہے۔﴾ |
| (سورۃ التوبہ آیت ۱۰۴) | |

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰو وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ☆ | ﴿اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے۔ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔﴾ |
| (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۶) | |

حدیث پاک میں آتا ہے کہ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ اور معاف کرنے سے اللہ

تعالیٰ بندے کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ اور جب بندہ اللہ کی راہ میں دینے کو ہاتھ بڑھاتا ہے۔ تو وہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔ یعنی سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے۔ اور اس پر خوش ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص ہوتے سوتے سوال کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور بندہ کہتا ہے۔ میرا مال۔ میرا مال...... تو بندے کے مال تو تین ہی ہیں۔ (۱) جو کھا کر ہضم کرلیا۔ (۲) جو پہن کر بوسیدہ کردیا۔ (۳) اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر آخرت کے لیے باقی رکھ لیا۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے۔ وہ دوسروں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے۔ تم میں سے ہر کوئی روز قیامت اللہ تعالیٰ سے بلا کسی ترجمان کے کلام کرے گا۔ تو انسان اپنے دائیں طرف دیکھے گا۔ تو وہ اعمال دیکھے گا۔ جو اس نے آگے بھیجے۔ اور اپنے بائیں جانب نظر کرے گا۔ تو اسے اپنا کیا دھرا نظر آئے گا۔ اور اپنے سامنے دیکھے گا۔ تو اسے آتش دوزخ چہرے کو پڑتی نظر آئے گی۔ تو دوزخ کی آگ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی خرچ کر کے ہو۔

اور حدیث شریف میں ہی ہے۔ کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے چہرے کو آتش دوزخ سے بچالے چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ہر شخص لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اپنے صدقے کے سائے کے نیچے رہے گا۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی چیز دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے قبیلے کے ستر آدمیوں سے شیطان کو دور ہٹا دیتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا۔ تنگدستی کی حالت میں صدقہ کرنا۔ اور اپنے اہل و

عیال پر خرچ کرنا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کبھی ایک درہم خرچ کرنا۔ سو درہم خرچ کرنے پر سبقت لے جاتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی کے پاس ڈھیروں مال ہے اور وہ اس میں سے لے کر سو درہم صدقہ کر دیتا ہے۔ اور ایک آدمی کے پاس صرف دو درہم ہیں۔ اور وہ ان دو میں سے ایک درہم اللہ تعالی کی راہ میں دے دیتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے سے کسی مانگنے والے کو خالی نہ لوٹاؤ۔ چاہے بکری کا ایک پایہ ہی دے دو۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالی اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں ایک وہ شخص ہوگا۔ جس نے اللہ کی راہ میں کچھ دیا۔ اور اسے ایسے پوشیدہ رکھا۔ کہ اس کے بائیں کو معلوم نہ ہوسکا۔ کہ اس کے دائیں نے کیا خرچ کیا۔ اور طبرانیؒ کی ایک حدیث پاک میں ہے۔ کہ نیک اعمال برے مقامات سے بچاتے ہیں۔ اور پوشیدہ صدقہ اللہ تعالی کے غصے کو بجھاتا ہے۔ اور رشتہ داروں سے نیک برتاؤ عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ اور ہر اچھا کام صدقہ ہے۔ اور دنیا میں نیکوکار...... آخرت میں بھی نیکوکار ہیں۔ اور دنیا میں بدکار۔ آخرت میں بھی بدکار ہیں۔ اور سب سے پہلے جنت میں جانے والا نیک برتاؤ کرنے والا ہی ہوگا۔

طبرانیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ کہ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ کیا ہے؟ فرمایا کئی گنا اجر (دنیا میں) اور اللہ تعالی کے ہاں اور زیادہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً ☆ (سورۃ البقرہ آیت ۲۴۵)

﴿کون ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ پیش کرے کہ وہ اس کے بدلے میں اسے کئی گنا زیادہ دے﴾

پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا جو خفیہ کسی محتاج کو دیا جائے۔ یا محتاج کوئی محتاج آدمی تکلیف اٹھا کر صدقہ کرے۔ پھر آپ نے آیت ذیل تلاوت فرمائی:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ☆ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۱)

﴿اگر تم خیرات ظاہر دو۔ تو وہ بھی خوب ہے۔ اور اگر پوشیدہ دو۔ اور وہ حاجت مندوں کو دو۔ تو وہ تمہارے لئے خوب تر ہے﴾

حدیث شریف میں ہے۔ کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو لباس پہنائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کا پردہ رکھے گا۔ اور جو مسلمان کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو سیراب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے مہر شدہ مشروب پلائے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کسی مسکین کو اللہ کی راہ میں دینا ایک صدقہ ہے اور کسی قرابت دار کو دینا دوہرا صدقہ ہے۔ ایک صدقہ' اور دوسرا صلہ رحمی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا۔ کینہ ور قرابت دار کو دینا۔ یعنی وہ رشتہ دار جو اپنے دل میں اس کے لیے دشمنی رکھتا ہو۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی کو شیر دار اونٹنی یا گائے کچھ دن کے لیے دودھ پینے کو دی اور واپس بھی

لے لی۔یا چاندی یا سکہ بطور قرض دے دیا یا کسی رفیق سفر کو ہدیہ دے دیا۔تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔اور ہر قسم کا قرضہ دینا صدقہ ہے۔

## روایت

محدثینؒ کی ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔میں نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔کہ صدقے کا اجر دس گنا۔اور قرض دینے کا اجر اٹھارہ گنا ملے گا۔حدیث شریف میں ہے۔کہ جس نے کسی تنگدست مقروض پر آسانی کی۔اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا کھانا کھلانا۔اور رواقف ناواقف کو سلام کرنا۔اور صلہ رحمی کرنا۔ایک شخص نے عرض کیا مجھے ہر چیز کے بارے میں مطلع فرمائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پانی سے پیدا فرمایا ہے۔پھر اس نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میں وہ کروں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھانا کھلاؤ۔سلام کرو۔صلہ رحمی کرو۔اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو۔تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔حدیث شریف میں ہے۔رحمت الہٰی کو لازم کرنے والے اعمال میں یہ ہے۔کسی مسکین مسلمان کو کھانا کھلانا۔حدیث پاک میں ہے۔جس نے کسی بھائی کو کھانا کھلا کر سیر کر دیا۔یا پانی پلا کر سیراب کر دیا۔تو اللہ تعالیٰ اسے سات خندقیں دوزخ سے دور رکھے گا۔اور ہر خندق کا درمیانی فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ہوگا۔

## حدیث قدسی

میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔اے انسان میں بیمار ہوا۔تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔بندہ عرض کرے گا۔میں تیری عیادت کیسے کرتا۔کہ تو

رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا۔ کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے۔ تو اس کی بیمار پرسی کرتا۔ اور تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا۔ تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا۔ اے انسان میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تو تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا۔ اے رب میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا ہوں؟ کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو تو وہ کھانا میرے پاس پالیتا۔ اے انسان میں نے تجھ سے پانی مانگا۔ لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے رب میں تجھے کیسے پلا سکتا ہوں۔ حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے نہیں پلایا تجھے معلوم نہیں اگر تو اسے پلا دیتا تو اسے میرے پاس پالیتا۔

باب نمبر 61

# کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کا بیان

فرمان باری تعالی ہے:

| | |
|---|---|
| وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ☆ | ﴿اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔﴾ |
| (سورۃ المائدۃ آیت ۲) | |

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو شخص اپنے کسی بھائی کی مدد اور فائدے کے لیے چلے گا۔ اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں جتنا اجر ملے گا۔ اللہ تعالی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ" اللہ تعالی نے کچھ لوگ 'لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیدا کئے ہیں۔ اور اللہ تعالی نے قسم کھائی ہے کہ انہیں آتش دوزخ کا عذاب نہیں دیگا۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ ان کے لیے نور کے ممبر رکھے جائیں گے۔ جن پر بیٹھ کر وہ اللہ تعالی سے بات چیت کر رہے ہونگے۔ جبکہ لوگ ابھی تک حساب وکتاب میں پھنسے ہونگے۔"
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت برآری کے لیے نکلتا ہے۔ اور وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو لیکن اللہ تعالی اس شخص کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور اس کے لیے دو چیزوں سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ ایک آتش دوزخ سے نجات اور دوسرے منافقت سے نجات ۔اللہ تعالی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس نے اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کی وقت حساب میں اس کی ترازو کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا۔ اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا تو ٹھیک۔ ورنہ میں اس کی سفارش کروں گا۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیتہ الاولیا میں روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالی کے پیارے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت برآری کے لیے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھتا ہے۔ اور ستر برائیاں مٹا دیتا ہے۔ اور اس کے ہاتھوں اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے ابھی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ اور اگر وہ اس دوران میں فوت ہو جائے۔ تو بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اس کی کسی ضرورت کے لیے جاتا ہے۔ اور اس کی خیر خواہی کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور آتش جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دیتا ہے۔ اور ایک خندق کی مسافت دوسری خندق تک زمین سے آسمان تک کے برابر ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو اپنی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ اور وہ نعمتیں ان کے پاس رہتی ہیں، جب تک وہ لوگوں کی ضروریات میں لگے رہتے ہیں۔ اور خدمت خلق سے اکتاتے نہیں۔ جب وہ اس سے اکتا جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں دوسروں کو دے دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانتے ہو شیر اپنے کچھار میں کیا کہتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیر کہتا ہے۔ اے اللہ! مجھے کسی نیکوکار پر مسلط نہ کرنا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جب کسی کو کوئی کام ہو۔ تو وہ جمعرات کے دن صبح ہی صبح اٹھ کر گھر سے نکلتے وقت سورت آل عمران، اور آیت الکرسی، انا انزلناہ،

اور سورۃ فاتحہ پڑھ لے کیونکہ ان کے اندر ہی دنیا و آخرت کی تمام ضرورتیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں کسی ضرورت کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ جب آپ کو مجھ سے کوئی کام ہو۔ تو کسی آدمی کو بھیج دیا کرو۔ رقعہ لکھ دیا کرو۔ کیونکہ آپ کو اپنے دروازے پر دیکھ کر مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات گرامی کی جو سب آوازوں کو سنتا ہے۔ جو کوئی کسی کے دل کو خوش کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک خاص شفقت پیدا فرماتا ہے۔ جب اس پر کوئی آفت آتی ہے تو یہ لطف خاص اس بندے کی طرف اس طرح چل کر جاتا ہے، جس طرح پانی نشیب کی طرف جاتا ہے۔ اور اس آفت کو اس طرح پرے دھکیل دیتا ہے۔ جس طرح اجنبی اونٹ دوسرے اونٹوں سے باہر دھکیل دیا جاتا ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نالائق کے پاس اپنی ضرورت لے کر جانے سے یہ بہتر ہے کہ وہ ضرورت پوری ہی نہ ہو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اپنے کسی بھائی کے پاس زیادہ ضرورتیں لے کر نہ جاؤ۔ کیونکہ بچھڑا جب اپنی ماں کے تھنوں کو زیادہ چوسے تو وہ اسے سینگ مار دیتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے:

لَا تَقْطَعَنَّ عَادَةَ     مَادُمْتَ تَقْدِرُ فَالْاَیَّامُ

اَلْاِحْسَانِ عَنْ اَحَدٍ     تَارَاتٌ

وَاذْكُرْ فَضِيلَةَ صُنْعِ اللّٰهِ     اِلَيْكَ لَا لَكَ عِنْدَ النَّاسِ

اِذْ جُعِلَتْ     حَاجَاتٌ

﴿جہاں تک تم سے ہو سکے حسن سلوک کی عادت کو نہ چھوڑو کیونکہ زمانے کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور قدرت الٰہی کی دی ہوئی اس خوبی کو یاد رکھو۔ اللہ نہ کرے کہ تمہیں لوگوں کا محتاج ہونا پڑے۔﴾ ایک اور شاعر کا کہنا ہے۔

باب نمبر 62

# وضو کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| مَنْ تَوَضَّأَ فَاحْسَنَ الْوُضُوْءَ | ﴿جس نے اچھی طرح وضو کیا۔ |
| وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَلَمْ | اور اس کے بعد دو رکعت نماز |
| یُحَدِّثْ نَفْسَهٗ فِیْهَا بِشَیْءٍ | پڑھی۔ اور دل میں دنیا کی کوئی |
| مِّنَ الدُّنْیَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ | بات نہیں سوچی تو وہ گناہوں |
| کَیَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ☆ | سے ایسا پاک ہوگیا کہ گویا اس |
| | کی ماں نے آج ہی اسے جنا |
| | ہے۔﴾ |

ایک روایت میں یہ الفاظ مبارکہ ہیں۔ اور ان دو رکعتوں میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کیا میں تمہیں ایسا عمل بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا اور درجے بلند کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مشکل کے وقت اچھی طرح وضو کرنا اور مساجد کی طرف قدموں چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ عمل ایسا ہے گویا جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑے پال رکھے ہیں۔ تین بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا۔ اور پھر ایک ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا۔ اور پھر دو دو مرتبہ اعضاء دھو کر آپ نے وضو کر کے فرمایا' جس نے دو مرتبہ اعضا کو دھو کر وضو کیا۔ اسے اللہ دوہرا اجر دے گا۔ اور تین تین مرتبہ وضو کر کے ارشاد فرمایا۔ یہ میرا اور مجھ سے پہلے نبیوں کا وضو ہے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا وضو ہے۔

CyberLibrary — All rights reserved — اقبال سائبر لائبریری — ©2002-2006

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جس نے وضو کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا پورا بدن پاک کر دیا۔ اور جس نے وضو کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو اس کا وہی حصہ بدن پاک ہوا جس کو پانی لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے وضو ہونے کے باوجود وضو کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وضو پر وضو کرنا نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہے۔ اور یہ سب کچھ آپ نے نئے سرے سے وضو کے شوق کے لیے فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے۔ تو جب وہ کلی کرتا ہے۔ تو اس کے منہ کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ ناک میں پانی ڈالتا ہے۔ تو ناک کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے۔ تو اس کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے۔ تو سر کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پیروں کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر اس کا مسجد کی طرف جانا ہوتا ہے۔ اور وہاں جا کر نفل نماز پڑھتا ہے (وہ الگ ثواب ہے)

### روایت

مروی ہے کہ پاک رہنے والا روزے دار کی طرح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس نے اچھی طرح سنوار کر وضو کیا۔ اور پھر آسمان کی جانب اپنی نظر اٹھا کر پڑھا:

| | |
|---|---|
| اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ | ﴿تو اس کے لیے بہشت کے |
| وَحْــدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـــہٗ | آٹھوں دروازے کھول دیے |
| وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ | جاتے ہیں۔ جس دروازے |
| وَرَسُوْلُہٗ ☆ | سے چاہے بہشت میں داخل |

ہو۔﴾

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اچھا وضو تجھ سے شیطان کو دور دھکیل دیتا ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے توفیق ہو وہ پاک ہو کر رات کو ذکر کرے اور استغفار کرتا رہے۔ کیونکہ روحیں جس حالت میں جسم سے نکلی ہوں اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی۔

روایت

مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلاف کعبہ لانے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک آدمی کو مصر کی جانب روانہ فرمایا۔ تو وہ صاحب ملک شام میں یہودیوں کے ایک عالم کے عبادت خانہ کے پاس جا کر ٹھہرے۔ اور وہ عالم ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں زیادہ عالم نہیں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاصد نے چاہا کہ ان عالم سے مل کر علم کی باتیں سنیں، تو انہوں نے آ کر ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو دیر تک ان کے لیے دروازہ نہیں کھولا گیا۔ جب وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان عالم کے پاس اندر گئے۔ اور ان سے علمی باتیں سنیں۔ تو اس عالم کے علم پر متعجب ہوئے۔ لیکن دروازے پر دیر تک روکنے کی ان سے شکایت کی۔ عالم نے کہا جب آپ وہاں سے چلے تھے تو ہم نے آپ کی شخصیت میں بادشاہوں جیسی شان وشوکت دیکھ کر آپ سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ اور ہم آپ کو دروازے پر اس لئے روکے رکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ اے موسیٰ علیہ السلام جب

تم کسی بادشاہ سے خوفزدہ ہو جاؤ۔ تو وضو کرو۔ اور اپنے اہل وعیال کو وضو کرنے کا حکم دو۔ اس لئے کہ جو شخص وضو کرے گا۔ وہ خوفزدہ ہونے سے بچ جائے گا۔ اس لئے ہم نے آپ کے لیے دروازہ بند رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے وضو کیا۔ اور گھر میں موجود سب لوگوں نے بھی وضو کیا۔ اور ہم سب نے نماز پڑھی۔ اور آپ سے بے خطر ہو گئے۔ تو پھر ہم نے آپ کے لیے دروازہ کھولا۔

باب نمبر 63

# نمازوں کی فضیلت کا بیان

چونکہ نماز تمام عبادات میں افضل عبادت ہے۔اس لئے ہم نے کتاب اللہ کی پیروی کرتے ہوئے بار بار اس کی ترغیب دی ہے۔گذشتہ کی نسبت زیادہ فضیلت جو احادیث میں آئی ہے۔ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔ کہ بندے کے لیے اس سے بڑھ کر بھلائی کا انعام نہیں۔ کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق حاصل ہو جائے۔حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے دو رکعت پڑھنے اور جنت میں جانے میں اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت نماز پڑھنے کو ترجیح دوں گا۔کیونکہ دو رکعت نماز میں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے۔اور جنت میں جانے میں میری خوشی ہے۔

کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کئے تو انہیں فرشتوں سے بھر دیا۔ اور انہیں عبادت نماز میں لگا دیا۔ کہ ایک گھڑی بھی وہ نماز میں وقفہ نہیں کرتے۔ اور تمام آسمان والوں کے لیے ایک خاص عبادت مقرر فرمائی۔لہذا ایک آسمان کے فرشتے صور پھونکنے تک اپنے پیروں پر قیام کی حالت میں ہیں۔اور ایک آسمان والے رکوع میں۔اور ایک آسمان والے سجدہ میں اور ایک آسمان کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے رعب سے اپنے پروں کو ڈھیلا چھوڑے ہوئے ہیں۔اور علیین والے اور عرش والے فرشتے عرش الٰہی کے گرداگرد کھڑے طواف کررہے ہیں۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ☆ (سورۃ الشوریٰ آیت ۵)

﴿اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔اور زمین والوں کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔﴾

تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اعزاز کے لیے یہ سب عبادتیں ایک نماز میں جمع کر دی ہیں۔تا کہ وہ آسمان والوں کی عبادت کا لطف اٹھاتے رہیں۔اور مومنوں کی نماز میں تلاوت قرآن کا اضافہ فرمایا۔اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اس کی شکرگزاری کا مطالبہ کیا ہے۔اور اس عبادت کی شکرگزاری یہ ہے۔کہ اسے پوری شرائط و آداب سے ادا کیا جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ☆ (سورۃ البقرہ آیت ۳) | ﴿جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے۔اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔﴾ |

ایک جگہ پر فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ☆ | ﴿اور نماز قائم کرو۔﴾ |

اور ایک جگہ فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ☆ | ﴿اے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز قائم کرو۔﴾ |

اور ایک جگہ پر فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَالۡمُقِیۡمِیۡنَ الصَّلٰوۃَ ☆ | ﴿ کہ وہ نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔﴾ |

تو قرآن پاک میں جہاں بھی نماز کا ذکر آپ دیکھیں گے قائم کرنے کا ذکر اس میں ضرور ہوگا۔اور جب منافقوں کا ذکر ہو تو قرآن فرماتا ہے:

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلوٰتِهِمْ سَاهُوْنَ ☆ (سورۃ الماعون آیت ۴۔۵)

﴿ان نمازیوں کے لیے بربادی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں﴾

تو منافقوں کو صرف نماز پڑھنے والے کہا۔ اور مومنوں کو نماز کی پابندی کرنے والے کہا تا کہ معلوم ہو جائے کہ نماز پڑھنے والے تو بہت ہیں۔ لیکن نماز کی پابندی کرنے والے تھوڑے ہیں۔ اور غافل لوگ عادتاً اور رسماً نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں رکھتے۔ کہ یہ نماز قبول ہو گی یا نامنظور!

## روایت

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور وہ نماز تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ یا چھٹا حصہ لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ دسواں حصہ کا ذکر فرمایا۔ یعنی اس کی نماز وہی نماز لکھی جاتی ہے جو وہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔

## روایت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا' جیسا کہ آج اسے اس کی ماں نے جنا ہے۔ اور بندے کی نماز کی عظمت شان دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے ہوتی ہے۔ جب بندہ دھیان سے نماز نہیں پڑھتا۔ اور اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات ہوتے ہیں۔ تو یہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی بادشاہ کے دروازے پر کھڑا اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے۔ اور جب بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو وہ سائل دائیں بائیں جھانکنے لگا۔ تو اس صورت میں تو بادشاہ اس کی حاجت

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ ☆ ﴿ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو۔﴾

(سورۃ الاعراف آیت ۳۱)

## چوتھی خوبی

وقت کی حفاظت فرمان باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ☆ ﴿بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر ادا کرنا فرض ہے۔﴾

(سورۃ النساء آیت ۱۰۳)

## پانچویں خوبی

قبلہ کی طرف منہ کرنا اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ☆ (سورۃ البقرہ) ﴿مسجد محترم کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ اور تم جہاں ہوا کرو اسی کی طرف رخ کیا کرو۔﴾

## چھٹی خوبی

نیت فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی ☆ ﴿کہ اعمال کی صحت کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔﴾

## ساتویں خوبی

تکبیر تحریمہ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"نماز کے علاوہ ہر عمل کو حرام کرنے والی چیز "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا ہے۔ نماز کے بعد دوسری چیزوں کو حلال کرنے والی چیز "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہنا ہے۔

## آٹھویں خوبی

قیام فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ☆ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۸)

﴿اور اللہ تعالیٰ کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو۔﴾

## نویں خوبی

تلاوت قرآن (قرآت) فرمان خداوندی ہے:

فَاقْرَؤُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ ☆ (سورۃ المزمل آیت ۲۰)

﴿تو جتنا آسانی سے ہو سکتا پڑھ لیا کرو۔﴾

## دسویں خوبی

رکوع فرمان باری تعالیٰ کے مطابق:

وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ ☆

﴿اور خدا کے آگے جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔﴾

## گیارھویں خوبی

سجدہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق:

وَاسْجُدُ اللّٰہَ☆ (سورہ فصلت آیت )

﴿اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو﴾

## بارھویں خوبی

قعود آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان گرامی کے مطابق کہ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب آدمی دوسرے سجدہ سے اپنا سر اٹھائے تو تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھے تو اس کی نماز مکمل ہو جائے گی جب تم نے یہ بارہ خوبیاں حاصل کر لیں۔تو اب نماز کا اختتام ہوگا۔اور اس میں اصلی چیز ہے اخلاص اور ان بارہ خوبیوں کی تکمیل اسی سے ہوگی۔"

کیونکہ فرمان باری تعالی ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ☆ ﴿تو خدا کی عبادت کرو۔شرک سے خالص کر کے﴾

(سورة الزمر آیت ۲)

## علم

علم کی تین صورتیں ہیں:

1- کہ جانے کہ فرض پڑھ رہا ہے۔یا سنت

2- یہ جانے کہ وضو میں کیا کیا فرائض اور سنتیں ہیں۔کیونکہ اسی سے نماز کی تکمیل ہوگی۔

3- شیطان کے وسوسے سے بچے اور پوری کوشش سے اس کا مقابلہ کرے۔

## وضو

وضو کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- کہ اپنے دل کو کینہ حسد اور کھوٹ سے پاک کرے۔

2- بدن کو گناہوں سے پاک کرے۔

3- تمام اعضاء کو اچھی طرح دھوئے اور زیادہ پانی بھی استعمال نہ کرے۔

## لباس

لباس کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- کہ حلال رزق سے حاصل کیا گیا ہو۔

2- ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو۔

3- یہ کہ لباس سنت کے مطابق ہو۔اور فخر وغرور کے لیے نہ پہنے۔

## وقت کی حفاظت

اس میں بھی تین چیزیں ہیں:

1- یہ کہ تیری نظر سورج' چاند' ستاروں پر رہے۔جس سے تو وقت کا اندازہ کر سکے۔

2- یہ کہ تیرے کان اذان کی طرف لگے رہیں۔

3- یہ کہ تیرے دل میں نماز کے وقت کی فکر رہے۔

## استقبال قبلہ

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- یہ کہ اپنے چہرے کو قبلہ رخ رکھے۔

2- یہ کہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔

3- یہ کہ خشوع وخضوع کرنے والا ہو۔

## نیت

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- یہ کہ تجھے معلوم ہو' کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے۔

2- یہ کہ تجھے معلوم ہو' کہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے۔اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔لہذا خوف کی حالت میں کھڑا ہو۔

3- یہ کہ تجھے معلوم ہو' کہ وہ تیرے دل کے اندر کی بات جانتا ہے۔لہذا دل سے دنیا کے خیالات نکال دو۔

## تکبیر تحریمہ

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں میں ہے:

1- یہ کہ تو اعتماد کے ساتھ صحیح الفاظ سے تکبیر کہے۔

2- یہ کہ اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے۔

3- یہ کہ تیرا دل حاضر ہو۔ پھر عظمت کے ساتھ تکبیر کہے۔

## قیام

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- یہ کہ تو اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے۔

2- یہ کہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ کرے۔

3- یہ کہ دائیں بائیں طرف نہ جھانکے۔

## قرائت

قرائت کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- یہ کہ قرائت بغیر کسی غلطی کے صحیح ترتیل کے ساتھ کرے۔

2- یہ کہ غور و فکر کے ساتھ معانی سمجھ کر قرائت کرے۔

3- یہ کہ جو تلاوت کرے اس پر عمل بھی کرے۔

## رکوع

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- یہ کہ تو اپنی پیٹھ کو سیدھا رکھے نہ جھکائے نہ اٹھائے۔

2- یہ کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دو گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے۔

3- یہ کہ اطمینان سے رکوع کرے اور عظمت و وقار کے ساتھ تسبیحات پڑھے۔

p0283.gif

## سجدہ

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہوتی ہے:

1- یہ کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں اور انگلیوں کو ملا کر رکھے اپنے دونوں کندھوں کے برابر رکھے۔

2- یہ کہ اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھائے۔

3- یہ کہ اطمینان کے ساتھ سجدہ کرے اور تعظیم و وقار کے ساتھ تسبیحات پڑھے۔

## جلوس (قعدہ)

اس کی تکمیل بھی تین چیزوں میں ہے:

1- یہ کہ اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں سیدھا کھڑا رکھے۔

2- یہ کہ تعظیم کے ساتھ تشہُد پڑھے اور اپنے لئے اور دوسرے مومنوں کے لیے دعاء کرے۔

3- یہ کہ نماز مکمل ہونے پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہے۔

اور سلام کی تکمیل یہ ہے کہ دل سے خلوص کے ساتھ کہے۔ اور یہ کہ دائیں جانب کے محافظ فرشتوں' مردوں' عورتوں کے لئے کہے۔ اور ایسے ہی بائیں جانب کے فرشتوں' مردوں' عورتوں کے لیے کہے۔ اور نظر کندھوں سے آگے نہ بڑھے۔

اخلاص کی تکمیل بھی تین چیزوں میں ہے:

1- یہ کہ تجھے اپنی نماز سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو۔ نہ یہ کہ تو لوگوں کی خوشی چاہے۔

2- یہ کہ یہ توفیق تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھے۔

3- یہ کہ نماز کی حفاظت کرے اور میدان قیامت تک اسے اپنے ساتھ لے جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے۔ کہ جو نیکی لے کر آئے گا۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ جو نیکی کا عمل لے کر آئے گا۔

-----اختتام------حصہ دوئم----------

# فہرست


65 دوزخ اور ترازو کا بیان

66 تکبر اور خود پسندی کی مذمت کا بیان

67 یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور ظلم سے بچنے کا بیان

68 حرام کھانے کا بیان

69 سود کی ممانعت کا بیان

70 حقوق العباد کا بیان

71 نفسانی خواہشوں کی پیروی، کی مذمت اور زھد کا بیان

72 جنت اور اس میں رہنے والوں کے درجات کا بیان

73 صبر، رضاء الٰہی اور قناعت کا بیان

74 اللہ تعالٰی پر بھروسہ کرنے کا بیان

75 مسجد کی فضیلت کا بیان

76 عبادت کے لئے مشقت اور بزرگوں کی فضیلت کا بیان

77 ایمان اور منافقت کا بیان

78 غیبت اور چغل خوری کی ممانعت کا بیان

79 شیطان کی دشمنی کا بیان

80 محبت الٰہی اور محاسبہ نفس کا بیان

81 سچ کو جھوٹ سے ملانے کا بیان

82 باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت کا بیان

83 نماز تہجد کی فضیلت کا بیان

84 دنیادار عالموں کی سزا کا بیان

85 اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

86 ہنسنے رونے اور لباس کا بیان

87 قرآن مجید، علم اور علماء کی فضیلت کا بیان

88 نماز اور زکوۃ کی فضیلت کا بیان

89 والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور اولاد کے حقوق کا بیان

90 پڑوسیوں کے حقوق اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کا بیان

91 شراب پینے والے کی سزا کا بیان

92 معراج النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا بیان

93 جمعہ کی فضیلت کا بیان

94 خاوند پر بیوی کے حقوق کا بیان

95 بیوی پر خاوند کے حقوق کا بیان

96 جہاد کی فضیلت کا بیان

97 شیطانی دھوکے کا بیان

98 سماع (سننے) کا بیان

99 بدعت اور خواہش کی پیروی کی ممانعت کا بیان

100 ماہِ رجب کی فضیلت کا بیان

101 ماہ شعبان المبارک کی فضیلت کا بیان

102 رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان

103 لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان

104 عید کی فضیلت کا بیان

105 ماہ ذوالحجہ کے دسویں دن کی فضیلت کا بیان

106 عاشورا کے دن کی فضیلت کا بیان

107 درویشوں کی مہمان نوازی کی فضیلت کا بیان

108 جنازہ اور قبر کے حالات کا بیان

109 دوزخ کے عذاب سے ڈرانے کا بیان

110 ترازو اور پل صراط کا بیان

111 وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 64

# قیامت کے خطرات کا بیان

روایت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ روز قیامت دوست اپنے دوست کو یاد رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن تین مقامات پر نہیں:

1- ترازو کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اعمال نامہ ہلکا ہے یا بھاری۔

2- اعمال نامہ تقسیم ہوتے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اعمال نامہ دائیں ہاتھ ملتا ہے یا بائیں ہاتھ۔

3- اور اس وقت جب ایک گردن دوزخ سے نکل کر ان سے لپٹ جائے گی۔ اور کہے گی میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں:

1- ایک ان پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتے ہیں۔

2- ہر ظالم کینہ ور پر۔

3- اور ہر اس شخص پر جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہ گردن انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر دوزخ کی اتھاہ گہرائی میں پھینک دے گی۔ اور دوزخ پر ایک پل ہے۔ جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ اس پر لوہے کے کانٹے اور کانٹے دار پودے ہونگے۔ بعض لوگ بجلی کی تیزی سے اس پر سے گزر جائیں گے۔ اور بعض لوگ تیز ہوا کی طرح۔

روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے

رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے بنانے سے فارغ ہوا۔ تو اس نے صور (قرناء) پیدا کیا۔ اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو عطا فرمادیا۔ اب وہ اس پر اپنا منہ رکھے اپنی آنکھیں عرش الٰہی کی طرف لگائے منتظر ہے۔ کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نور کا ایک سینگ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ وہ کیسا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا اس کے منہ کا گھیر بڑا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے گھیر کی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ وہ تین بار اس کو پھونکے گا۔ ایک بار پھونکنے سے لوگ دہشت زدہ ہو جائیں گے۔ اور دوسری بار پھونکنے سے بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور تیسری بار پھونکنے سے اٹھ کھڑے ہونگے۔ اور تمام روحیں نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح زمین و آسمان کے درمیان بھر جائیں گی۔ اور نتھنوں کے راستے جسموں میں داخل ہو جائیں گی۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پہلا وہ شخص ہونگا۔ جس کے لیے زمین کھل جائے گی۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اور اسرافیلؑ کو زندہ کرے گا۔ تو وہ مل کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار انور پر آئیں گے۔ اور براق کی سواری اور جنت کے کپڑے ان کے ہمراہ ہونگے۔ تو آپ کے لیے زمین کھل جائے گی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل کی طرف نظر فرما کر پوچھیں گے۔ اے جبریل یہ کونسا دن ہے؟ جبرئیل امین آپ سے عرض کریں گے۔ یہ روز قیامت ہے۔ یہ یوم الحاقہ ہے۔ یہ یوم القارعہ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل سے پوچھیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ آپ کو جواب میں عرض کریں گے۔ آپ خوش ہو جائیں۔ کہ آپ

ہی پہلے شخص ہیں۔جن کے لئے زمین شق ہوئی ہے۔

## روایت قدسی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اے گروہ جن وانس میں نے تو تمہیں نصیحت کر دی تھی۔اب تمہارے اعمال ناموں میں تمہارے اعمال ہیں۔تو جو نیک اعمال پائے وہ شکریہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔اور جو اس کے خلاف پائے وہ بس اپنے نفس کو ملامت کرے۔

## واقعہ

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں یہ آیت مبارکہ پڑھی گئی:

| | |
|---|---|
| يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا☆ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا☆ (سورۃ مریم آیت ۸۵۔۸۶) | ﴿جس روز ہم پرہیز گاروں کو خدا کے سامنے سواری کی حالت میں جمع کریں گے۔اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک کر لے جائیں گے۔﴾ |

یعنی پرہیز گاروں کو بطور مہمان سواری کی حالت میں خدائے رحمٰن کے سامنے پیش کریں گے۔اور گنہگاروں کو پیدل پیاس کی حالت میں ہانک کر جہنم کی جانب لے جائیں گے۔تو حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ٹھہرو ٹھہرو! کل تم میدان قیامت میں اکٹھے کئے جاؤ گے۔اور ادھر ادھر سے فوج در فوج آؤ گے۔اور ایک ایک کر کے بارگاہ الٰہی میں پیش کئے جاؤ گے۔اور ایک ایک حرف کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔اللہ کے دوست خدائے رحمٰن کے حضور مہمانوں کی طرح لے جائے جائیں گے۔اور نافرمان اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف پیادہ آئیں گے۔اور گروہ در گروہ دوزخ میں داخل ہونگے۔

میرے بھائیو! تمہارے سامنے وہ دن ہے' جس کی لمبائی تمہارے حساب سے پچاس ہزار برس کے برابر ہے۔ وہ دن دل ہلا دینے والا ہے۔ قریب کرنے والا ہے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہونگے۔ اور وہ دن افسوس اور شرمندگی کا دن ہے۔ سامنا کرنے' حساب دینے اور پرسش کا' چیخنے چلانے والا' گھیرنے والا' اچانک آپڑنے والا' دوبارہ اٹھنے کا دن ہے۔ جس دن انسان دیکھ لے گا۔ کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے۔ وہ پشیمان ہونے کا دن ہے۔ جس دن کچھ چہرے روشن ہونگے۔ اور کچھ چہرے سیاہ ہونگے۔ جس دن نہ مال فائدہ دے گا۔ اور نہ اولاد! ہاں جو شخص صاف دل کے ساتھ آئے گا۔ وہ فائدے میں رہے گا۔ جس دن ظالموں کو عذر معذرت کچھ کام نہیں آئے گا۔ اور ان کے لیے اللہ کی لعنت ہوگی اور رہنے کو برا گھر۔

حضرت مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ روز قیامت خلق خدا سو سال تک کھڑی رہے گی۔ اور سو سال تک وہ منہ سے کچھ نہیں بول سکیں گے۔ اور سو سال تک اندھیرے میں حیران کھڑے رہیں گے۔ اور سو سال تک اپنے رب کے سامنے ایک دوسرے سے الجھ کر جھگڑتے رہیں گے۔ اور قیامت کا دن پچاس ہزار سال لمبا ہونے کے باوجود خالص مومن کے لیے ایک فرض نماز سے بھی ہلکا معلوم ہوگا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ بندہ اپنے قدم آگے نہ اٹھا سکے گا۔ جب تک چار چیزوں کا اسے پوچھ نہ لیا جائے۔ (۱) اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں برباد کی۔ (۲) اور جسم کے بارے میں کہ اسے کس کام میں لگایا۔ (۳) اور علم کے بارے میں کہ اس سے کیا عمل کیا۔ (۴) اور مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کس کام میں خرچ کیا۔

## روایت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ اس کی ایک دعاء بطور خاص مقبول نہ ہوئی۔ تو سب نبیوں نے اپنی اپنی خاص دعائیں دنیا ہی میں کر ڈالیں۔ لیکن میں نے اپنی دعا قیامت تک چھپا رکھی ہے۔ اور میری وہ دعاء قیامت کے دن اپنی امت کے کے لیے شفاعت کی دعا ہوگی۔ اے اللہ اپنی عزت کے صدقے آپ کو ہمارا شفیع بنا۔ آمین۔ صَلِّ عَلَیۡہِ وَعلٰی اٰلِہٖ وَسلّمۡ ☆

باب نمبر 65

# دوزخ اور ترازو کا بیان

اگر چہ اس کا کچھ ذکر پہلے ہو چکا ہے۔لیکن مزید فائدے کے لیے اس کا دوبارہ تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔امید ہے کہ بار بار وعظ کرنے سے بگڑے ہوئے غافل دلوں کو نفع پہنچے۔اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب میں دوزخ کے خطرات اور قیامت کے حالات اہمیت سے ذکر کیے ہیں۔تاکہ عقلمندوں کے دلوں میں ان کی اہمیت اجاگر ہو۔اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے قیامت کے سوا سب چیزیں آسان ہیں۔اور آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

## اول دوزخ کا بیان

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس سے پناہ دے۔

### روایت

حدیث پاک میں مروی ہے۔کہ دوزخ سیاہ اور تاریک جگہ ہے۔نہ اس میں روشنی ہے اور نہ کوئی چمک اس کے سات دروازے ہیں۔اور ہر دروازے کے اندر ستر ہزار پہاڑ ہیں۔اور ہر پہاڑ میں آگ کے ستر ہزار شعبے ہیں۔اور ہر شعبے میں ستر ہزار آگ کے ٹکڑے ہیں۔اور ہر ایک ٹکڑے میں آگ کی ستر ہزار وادیاں ہیں۔اور ہر وادی میں آگ کے ستر ہزار محل ہیں۔اور ہر محل میں آگ کے ستر ہزار کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو ہیں۔اور ہر بچھو کی ستر ہزار دمیں ہیں۔اور ہر دم میں ستر ہزار مہرے ہیں۔اور ہر مہرے میں ستر ہزار زہر کے مٹکے ہیں۔جب قیامت کے دن دوزخ سے ڈھکنا اتارا جائے گا۔جنوں اور انسانوں کے دائیں جانب سے سیاہ دھوئیں کی دیواریں اڑتی ہوئی آئیں گی۔پھر اور سیاہ دھوئیں کی دیواریں ان کے بائیں جانب سے اور کچھ دیواریں اوپر سے اور

کچھ پیچھے سے آئیں گی۔ جب جن وانس انہیں دیکھیں گے۔ تو گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ اور سب پکارنے لگیں گے۔ پروردگار بچاؤ۔

روایت

امام مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ روز قیامت دوزخ لائی جائے گی۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی۔ ہر لگام کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے ہونگے۔ جو اسے کھینچ رہے ہونگے۔ اور حدیث شریف میں ہے آنخضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوزخ کے پہرے داروں کی جسامت کی بڑائی بیان کرتے ہوئے جس کی طرف ان قرآنی الفاظ میں اشارہ کیا گیا:

غِلَاظٌ شِدَادٌ ☆ (سورۃ التحریم آیت ۶) ﴿تندخو۔ سخت مزاج﴾

ارشاد فرمایا ہر فرشتے کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایک برس کی مسافت کے برابر ہے۔ اور ہر ایک فرشتے میں اتنی طاقت ہے۔ کہ اگر وہ اپنے ہاتھ کا گرز پہاڑ کو مار دے تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے۔ وہ فرشتہ گرز کی ایک ہی چوٹ سے ستر ہزار نافرمانوں کو قعر دوزخ میں دھکیل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ☆ ﴿کہ اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں﴾

(سورۃ مدثر آیت ۳۰)

سے مراد داروغہ جہنم فرشتوں کے سالار ہیں۔ ورنہ دوزخ کے فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ☆ (سورۃ مدثر آیت ۳۱) ﴿اور آپ کے رب کے لشکروں کی تعداد وہی جانتا ہے۔﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دوزخ کی کشادگی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ واللہ! میں اس کی کشادگی تو نہیں جانتا۔ لیکن ہمیں

یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ دوزخ کے ایک داروغے کی کان کی لو سے کندھے کے درمیان تک فاصلہ ستر خریف یعنی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ اور یہ کہ دوزخ میں پیپ اور خون کی وادیاں چلتی ہیں۔ اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے۔ کہ دوزخ کی ہر دیوار کی موٹائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہے۔

روایت

امام مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ ہماری دنیا کی یہ آگ دوزخ کی گرمی کا سترھواں حصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ کہ یہی دنیا والی آگ ہی کافی ہوتی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر ایک دوزخی دوزخ سے اپنا ہاتھ نکال کر دنیا والوں کے سامنے کر دے تو تمام دنیا اس کی گرمی سے جل جائے۔ اور اگر دوزخ کا ایک داروغہ دوزخ سے نکال کر دنیا والوں کو دکھا دیا جائے۔ تو اسے دیکھتے ہی سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی کیفیت ہی ایسی ہے۔ امام مسلمؒ وغیرہ محدثینؒ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کہ آپ نے گڑگڑاہٹ کی ایک آواز سنی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا۔ جانتے ہو یہ کیسی آواز تھی؟ راوی کہتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اس پتھر کی آواز تھی جو آج سے ستر برس پہلے آتش دوزخ میں پھینکا گیا تھا۔ تو وہ ستر برس تک گرتا ہوا اب دوزخ کی تہہ تک پہنچا ہے۔ اور یہ گڑگڑاہٹ اسی کے گرنے کی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ نار دوزخ کو اکثر یاد کیا

کرو۔ کیونکہ اس کی گرمی سخت اور گہرائی بہت ہے۔ اور اس کے گرز لوہے کے ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے تھے۔ کہ دوزخ کی آگ دوزخیوں کو اس طرح چن لے گی۔ جس طرح کوئی پرندہ دانہ چن لیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا:

اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيۡرًا ☆ (سورۃ الفرقان آیت ۱۲)

﴿جس وقت وہ انہیں دور سے دیکھے گی۔ تو وہ اس کے جوش و خروش کو سنیں گے۔﴾

کہ کیا دوزخ کی بھی آنکھیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم نے فرمان رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنا؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بنالینا چاہیے۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آنکھیں بھی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی نہیں سنا۔ اور پھر یہی مندرجہ بالا آیت پڑھی۔ پھر اس بات کی تائید یہ حدیث پاک کرتی ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ دوزخ سے ایک گردن نکلے گی۔ جس کی دو آنکھیں ہونگی جو دیکھ رہی ہونگی اور زبان ہوگی جو بول رہی ہوگی۔ کہے گی۔ میں آج اس شخص پر مقرر کی گئی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بناتا تھا۔ وہ گردن اس پرندے سے بھی تیز نظر ہوگی۔ جو دور سے تلوں کا دانہ دیکھ کر اسے چن لیتا ہے۔

اب ترازو کا کچھ بیان ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ نیکیوں والا پلڑا نور کا۔ اور برائیوں والا تاریکیوں سے بنا ہے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جنت عرش کے دائیں اور دوزخ بائیں جانب رکھی جائے گی۔ اور نیکیوں کا پلڑا دائیں جانب اور برائیوں کا بائیں جانب ہوگا۔ تو جنت نیکیوں کے سامنے اور دوزخ برائیوں کے سامنے ہوگی۔ اور حضرت ابن عباسؓ

فرماتے تھے۔ کہ نیکیاں اور برائیاں اس ترازو میں تولی جائیں گی۔ جس کے دو پلڑے اور ایک کانٹا ہوگا۔ اور فرماتے تھے۔ جب اللہ تعالی بندوں کے اعمال تولنا چاہے گا۔ تو انہیں جسموں کی صورت میں بدل دے گا۔ اور روز قیامت انہیں تولے گا۔

باب نمبر 66

# تکبر اور خود پسندی کی مذمت کا بیان

یاد رکھو! اللہ کریم آپ کو اور مجھے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب فرمائے۔ کہ تکبر اور خود پسندی خوبیوں کو چھین کر بندے میں بری عادات پیدا کرتے ہیں۔ اس کی یہی برائی بہت ہے کہ یہ نصیحت کو سننے اور ادب تمیز کی بات کو قبول کرنے سے تجھے باز رکھتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ شرم کرنے اور تکبر کے درمیان علم سے محرومی رہتی ہے۔ علم کی تکبر سے جنگ ہے جیسے سیلاب کی بلند عمارتوں سے جنگ ہوتی ہے۔

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ ☆

﴿کہ جس کے دل میں ایک رتی برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔﴾

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو تکبر سے اپنا لباس گھسیٹتا ہوا چلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر نہیں کرے گا۔ داناؤں کا قول ہے کہ تکبر کے ساتھ بادشاہت نہیں چل سکتی۔

اور اللہ تعالیٰ نے تکبر کا رشتہ فساد سے جوڑا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ☆

﴿وہ آخرت کا گھر ہے۔ ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے﴾

(سورۃ القصص آیت ۸۳)

نیز فرمان باری ہے:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کہ میں ڈرتا ہوں کہ سبزی فروش جیسے لوگ میرے ساتھ کھڑے ہونگے۔

## وائل بن حجر کا واقعہ

کہتے ہیں کہ وائل بن حجر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اسے زمین کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جا کر اسے یہ زمین دکھا دو۔ اور اسے تحریر لکھ دو۔ تو سخت گرمی کے موسم میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ گئے۔ وہ اونٹنی پر سوار تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ جب دھوپ نے آپ کو تنگ کیا تو آپ نے وائل سے کہا۔ مجھے بھی اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لو۔ وائل کہنے لگا۔ تم بادشاہوں کے پیچھے بیٹھنے کے لائق نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اپنے جوتے ہی دے دو۔ کہنے لگا۔ (اے ابوسفیان کے بیٹے) میں کنجوسی کی وجہ سے اپنے جوتے دینے سے انکار نہیں کر رہا۔ لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تو یہ جوتے پہن کر یمن کے بادشاہوں کے برابر ہو جائے۔ بس تم میری اونٹنی کے سائے تلے چلتے رہو۔ تمہارے لیے یہی عزت کافی ہے۔

کہتے ہیں۔ یہی وائل بن حجر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ امارت میں ان کے پاس آیا تو آپ نے اسے اپنے ساتھ تخت پر بیٹھایا۔ اور اس سے باتیں کیں۔ ایک مشہور شخص مسرور بن ہند نے ایک آدمی سے کہا۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ مسرور نے کہا۔ میں مسرور بن ھند ہوں۔ اور اس شخص پر افسوس ہے۔ جو چاند کو نہیں پہچانتا۔ اسی طرح کے معاملہ میں کوئی شاعر کہتا ہے۔

قُولَا لِاَ حْمَقَ یَلْوِی التِّیہَ      لَوْکُنْتَ تَعْلَمُ مَا فِی التِّیہِ

اَخْدَعَہُ      لَمْ تَتِہِ

اَلتِّيْهُ مُفْسِدَةٌ لِلدِّيْنِ      لِلْعَقْلِ مُهْلِكَةٌ لِلْعِرْضِ

مُنْقِصَةٌ      فَانْتَبِہٖ

بے وقوف کو بتا دو ۔ جو فریب کار غرور میں مبتلا ہوتا ہے۔ کہ اگر تو جانتا کہ غرور میں کیا خرابی ہے۔ تو تو کبھی غرور نہ کرتا۔ غرور دین کی خرابی۔ عقل کی کمی اور عزت کے لیے ہلاکت کا باعث ہے۔ تو خبر دار ہو جا۔

بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ گھٹیا آدمی ہی تکبر کرتا ہے۔ اور ہر بلند قدر آدمی انکساری اختیار کرتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ تین چیزیں خطرناک ہیں:

1- کنجوسی جس پر عمل کیا جائے۔

2- اور نفسانی خواہش جس کی پیروی کی جائے۔

3- اور انسان کا اپنے آپ کو زیادہ پسند کرنا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالی کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی جب موت کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر فرمایا۔ میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ اور دو باتوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں شرک اور غرور سے روکتا ہوں۔ اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا حکم دیتا ہوں۔ کیونکہ اگر تمام آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں۔ اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ دے گا۔ اور دوسرے میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ کلمہ ہر چیز کی نماز ہے۔ اور اس کی طفیل ہر چیز کو رزق ملتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ شخص سعادت مند ہے۔ جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا علم دیا۔ اور وہ ظالم و جابر ہو کر نہیں مرا۔

## روایت

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ آپ بازار میں سے گزرے کہ آپ کے سر پر لکڑیوں کا ایک گٹھ تھا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ لکڑیوں کا یہ گٹھ کیوں اٹھائے جا رہے ہیں؟ حالانکہ آپ کو تو ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا میں اپنے نفس کا غرور توڑنا چاہتا ہوں۔ تفسیر قرطبی میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے بارے میں ہے۔

وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ ☆ ﴿اور وہ اپنے پیروں کو زمین پر نہ ماریں﴾

(سورۃ النور آیت ۳۱)

کہ اگر وہ زینت کے اظہار کے لیے یا مردوں کو مائل کرنے کے لئے ایسا کریں تو حرام ہے۔ اور اسی طرح کوئی مرد خود پسندی اور غرور کی بنا پر پیر زمین پر مار کر چلے تو حرام ہے۔ کیونکہ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔

باب نمبر 67

# یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور ظلم سے بچنے کا بیان

امام بخاریؒ نے حدیث درج کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ

اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ کَھٰذَیْنِ ☆

﴿ کہ میں اور یتیم کی ذمہ داری اٹھانے والا ان دو انگلیوں کی طرح جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ﴾

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں انگشت شہادت اور وسطی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور دونوں انگلیوں کو کھولا۔

روایت

اور امام مسلمؒ کی روایت ہے، کہ جس نے یتیم کی کفالت کی یتیم چاہے اپنوں کا ہو یا پرایوں کا' تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہونگے۔ اور اس دوران دونوں انگلیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملایا۔ نیز فرمان حضور گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس نے تین لڑکیوں کے پالنے پوسنے میں کوشش کی۔ وہ جنت میں جائے گا۔ اور اسے اس مجاہد فی سبیل اللہ کا سا ثواب ملے گا۔ جو ساتھ ساتھ دن کو روزہ رکھنے والا اور رات نوافل پڑھنے والا ہو۔ اور ابن ماجہؒ کی روایت ہے جس نے تین یتیموں کی کفالت کی وہ ایسا ہے جیسے اس نے راتوں کو نوافل پڑھے۔ اور دن کو روزے رکھے۔ اور صبح و شام تلوار سونت کر اللہ تعالی کے راستے میں نکلا۔ اور میں اور وہ جنت میں بھائی بھائی ہونگے۔ جیسے یہ دو انگلیاں بہنیں ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں انگشت شہادت اور درمیانی انگلی آپس میں ملائیں۔ اور

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ہمسائے کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی' باوجود بڑائی کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دی۔

امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے محدثینؒ نے روایت کی ہے:

مَنْ مَسَحَ عَلٰی رَأْسِ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْ اِلَّا لِلّٰہِ کَانَتْ لَہٗ فِیْ شَعْرَۃٍ مَرَّتْ عَلَیْھَا یَدُہٗ حَسَنَاتٌ وَ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی یَتِیْمٍ اَوْ یَتِیْمَۃٍ عِنْدَہٗ کُنْتُ اَنَا وَ ھُوَ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ☆

﴿جس نے کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ اور یہ کام اس نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے کیا۔ تو ہر ہر بال کے بدلے جس پر سے اس نے ہاتھ گزارا ہے۔ اس کے لیے نیکیاں ہونگی۔ اور جس نے کسی یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی' جو اس کے گھر میں ہے کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہونگے﴾

محدثینؒ کی ایک جماعت نے یہ حدیث شریف روایت کی ہے۔ جسے حاکمؒ نے صحیح کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ تمہاری آنکھیں نابینا ہونے کی اور کمر جھک جانے کی وجہ۔ اور یوسف کے ساتھ بھائیوں کے برے سلوک کی وجہ یہ ہوئی ہے۔ کہ ایک روز آپ کے پاس ایک یتیم مسکین' آدمی جو روزے سے تھا اور اسے سخت بھوک لگی تھی۔ کھانا طلب کرنے آیا۔ اور آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے بکری ذبح کی تھی۔ اور کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے خود کھایا اور اسے نہیں کھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کسی اور کو اتنا محبو

ب نہیں رکھتا جتنا اپنی مخلوق میں سے یتیموں اور مسکینوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ کھانا تیار کر کے مسکینوں کی دعوت کریں۔ تو آپ نے بحکم خداوند کریم ایسا ہی کیا۔

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلسَّاعِیُ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمَسْکِیْنَ کَالْمُجَاھِدِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ تعالیٰ وَاَحْسَبُهٗ قَالَ وَکَالْقَآئِمِ لَا یَفْتَرُ وَکَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ ☆

﴿بیواؤں کے جدوجہد کرنے والا، اور مسکینوں کے لئے ایسا ہے۔ جیسا وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر رہا ہے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا۔ کہ یہ اس عبادت گزار کی طرح ہے جو عبادت میں کبھی ناغہ نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ نہیں چھوڑتا۔﴾

اور ابن ماجہؒ کے الفاظ ہیں۔ کہ بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ اور اس شخص کی مانند ہے جو رات کو عبادت کرتا ہے۔ اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

## قصہ ایک بزرگ کا

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میں شروع شروع میں بہت زیادہ نشے باز اور گناہوں میں ڈوبا رہنے والا شخص تھا۔ ایک روز میں نے ایک یتیم بچے کو دیکھ کر اسے باپ کی سی عزت اور پیار دیا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس سے حسن سلوک سے پیش

آیا۔ رات کو سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت برپا ہے۔ اور دوزخ کے فرشتوں نے مجھے سختی سے پکڑ رکھا ہے۔ اور مجھے کھینچ کر جہنم کی طرف لئے جا رہے ہیں۔ کہ اچانک سامنے سے وہی یتیم لڑکا راستے میں آ گیا۔ اور کہنے لگا اسے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے پروردگار سے ان کے بارے میں بات کر لوں۔ انہوں نے انکار کیا۔ تو اچانک آواز آئی۔ اسے چھوڑ دو! کہ میں نے یہ مجرم اس یتیم لڑکے کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے اس یتیم لڑکے کو ہی دے دیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ اور اس دن سے یتیموں کی بہت زیادہ دیکھ بھال کرنے لگا۔

## ایک دولت مند علوی (سیّد) کی یتیم بیٹیوں کا عبرت انگیز واقعہ

علوی خاندان کے ایک مالدار شخص کی چند بیٹیاں تھیں۔ جنہیں وہ یتیم چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ باپ کی وفات کے بعد ان کو تنگدستی نے آلیا۔ حتیٰ کہ اپنوں کی دشمنی اور ان کی غربت پر خوش ہونے کے ڈر سے انہوں نے وطن چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ ان کی ماں انہیں لے کر کسی دوسرے شہر میں آ گئیں۔ اور انہیں ایک ویران مسجد میں بٹھا کر ان کے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کو نکلیں۔ پہلے وہ شہر کے ایک بڑے آدمی کے پاس آئیں جو مسلمان تھا۔ اور اسے بتایا کہ میں آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اور اپنی بے بسی کا پورا حال بتایا۔ لیکن اس نے اعتبار نہیں کیا۔ اور اسے کہا۔ کہ تم کوئی گواہ لاؤ۔ جو تمہاری بات کی تصدیق کرے۔ اس عورت نے کہا۔ کہ میں اس شہر میں پردیسی ہوں۔ مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا۔ تو اس شخص نے اسے خالی واپس کر دیا۔ پھر وہ ایک اور شخص کے پاس آئیں جو مجوسی تھا۔ اسے اپنا حال بتایا۔ تو اس نے یقین کر لیا۔ اور اپنے گھر کی کسی عورت کو اس کے ساتھ بھیجا۔ جو جا کر اسے اور اس کی بیٹیوں کو اپنے ساتھ گھر لے آئی۔ اور اس مجوسی نے اس کا بہت احترام کیا۔ اور ان کا خیال رکھا۔ جب آدھی رات کا وقت ہوا۔ تو مسلمان دولت مند آدمی نے

خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت برپا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمد الٰہی کا جھنڈا اپنے سر مبارک پر لپیٹے تشریف فرما ہیں۔ اور آپ کے سامنے ایک بڑا شاہی محل کھڑا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ محل کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مسلمان شخص کا ہے۔ اس نے عرض کیا میں بھی ایک توحید پرست مسلمان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس گواہ لاؤ۔ کہ تم مسلمان ہو۔ تو وہ شخص پریشان ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس سید زادی کا واقعہ یاد دلایا۔ کہ تم نے بھی ان سے گواہ طلب کیا تھا۔ جس پر وہ شخص بہت ہی پریشان اور غمناک ہو کر بیدار ہوا۔ کہ کیوں اس نے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عورت کو واپس کیا۔ اور تحقیق کی تو پتہ چلا۔ کہ وہ تو ایک مجوسی کے گھر میں عزت سے رہ رہی ہیں۔ تو اس رئیس نے اس مجوسی سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ انہیں ہمارے گھر بھیج دے۔ لیکن اس مجوسی نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جو برکات اور فوائد مجھے ان کی وجہ سے ملے ہیں۔ وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رئیس مسلمان نے کہا۔ کہ ایک ہزار دینار مجھ سے لے لو۔ اور انہیں ہمارے ہاں بھیج دو۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ جب اس نے مجوسی کو مجبور کرنا چاہا۔ تو اس نے کہا۔ کہ اب اس سعادت کا میں ہی حق دار ہوں۔ اور وہ محل جو خواب میں تم نے دیکھا ہے۔ وہ میرے لئے بنایا گیا ہے۔ اور تم مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھ پر اپنی برتری جتاتے ہو۔ تو سنو! میں اور میرے گھر والے سونے سے پہلے ہی اس سید زادی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔ اور میں نے بھی تمہاری طرح خواب میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ سید زادی اور اس کی بیٹیاں کیا تمہارے پاس ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ محل تمہارا اور تمہارے گھر والوں کے لیے ہے۔ یہ سن کر وہ مسلمان رئیس نہایت غمگین

اور کبیدہ خاطر ہو کر واپس آ گیا۔ اور اسے اتنا دکھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی اسے جانتا ہے۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 68

# حرام کھانے کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ☆ ﴿مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ﴾

(سورۃ النساء آیت ۲۹)

ناحق سے مختلف چیزیں مراد ہیں۔ جیسے سود۔ جوا۔ غصب۔ چوری۔ خیانت۔ جھوٹی گواہی۔ جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں باطل (ناحق) وہ ہے جو بغیر کسی عوض کے کسی سے لیا جائے۔ اس پر کہا گیا کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ ہو؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

| | |
|---|---|
| وَلَا عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَنۡ | ﴿اور نہ تم پر کوئی حرج ہے کہ اپنے |
| تَاۡكُلُوۡا مِنۡ بُيُوۡتِكُمۡ اَوۡ | گھروں سے کھانا کھاؤیا اپنے باپوں |
| بُيُوۡتِ اٰبَآئِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ | کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھر |
| اُمَّهٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اِخۡوَانِكُمۡ | وں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں |
| اَوۡ بُيُوۡتِ اَخَوٰتِكُمۡ اَوۡ | سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا |
| بُيُوۡتِ اَعۡمَامِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ | اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی |
| عَمّٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَخۡوَالِكُمۡ | پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے |
| اَوۡ بُيُوۡتِ خٰلٰتِكُمۡ اَوۡ مَا | ماموؤں کے گھر سے یا اپنی خالاؤں |
| مَلَكۡتُمۡ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوۡ صَدِيۡقِكُمۡ | کے گھروں سے یا ان کے گھروں |
| ؕ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ | سے جن کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں |
| تَاۡكُلُوۡا جَمِيۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا | ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں |
| ؕ ☆ | سے اوراس کا تم پر گناہ نہیں کہ تم سب |
| (سورۃ النور آیت ۶۱) | مل کر کھانا کھاؤیا جدا جدا﴾ |

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ناحق سے مراد غلط سودے یعنی ناجائز تجارت ہے۔اس کی وجہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ قول ہے۔کہ یہ آیت محکم ہے۔نہ منسوخ ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ ہوگی۔

اور یہ اس لئے بھی ہے کہ ناحق کھانا ہر قسم کے ناحق کو شامل ہے۔برابر ہے کہ وہ ظلم سے ہو۔غصب خیانت'یا چوری سے ہو۔یا کسی جوئے وغیرہ کی بازی سے ہو۔اور ان سب کا ذکر اپنی جگہ پر آئے گا۔یا فریب کاری یا ٹھگی سے ہو۔جیسے دھوکے بازی سے کوئی سودا کر کے کسی کا مال ہتھیانا۔جیسا کہ میں نے بعض کا قول نقل کیا ہے۔کہ انسان اپنا مال یا پرایا مال کسی غلط کام میں صرف کرے تو وہ ناحق میں شامل ہے۔اور فرمان باری تعالی ہے:

اِلَّآ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً ☆ ﴿کہ ہاں تجارت کے ذریعے جائز ہے۔﴾

کہ تجارت کوئی باطل کی قسم نہیں۔لہذا اس سے یہ کیسے مراد ہوسکتی ہے؟اورسب کے ساتھ یہ شامل نہیں ہوسکتی۔اورتجارت معاوضہ کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔لیکن قرض،ھبہ وغیرہ کی اس میں شمولیت دوسرے دلائل کے ساتھ ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ ☆ ﴿آپس کی رضامندی یعنی اپنی دلی خواہش سے﴾

بشرطیکہ اصول شریعت کے مطابق ہو۔اور یہ جو بطور خاص کھانے کا ذکر ہوا ہے۔اس میں حصر نہیں ہے۔بلکہ عام طور پر نفع اٹھانے کا ذکر ہے۔کہ ایک حد کے اندر رہ کر خرچ کرے۔کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ☆ ﴿بے شک جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں﴾

روایت

اس بارے میں تنبیہ کے لیے بہت سی احادیث بطور دلیل آئی ہیں۔جن میں سے ہم کچھ بیان کرتے ہیں۔امام مسلمؒ وغیرہ محدثین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک چیز ہی قبول کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے۔جو اس نے اپنے رسولوں کو حکم فرمایا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَـاَيُّهَـا الـرُّسُـلُ كُـلُوْا مِنَ الـطَّيِّبَـاتِ وَاعْـمَلُوْا صَالِحًا ☆

﴿اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔اور نیک عمل کرو۔﴾

(سورۃ المومنون آیت ۵۱)

اور مومنوں سے بھی فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰـكُمْ ☆

(سورۃ البقرہ آیت ۱۷۲)

﴿اے اہل ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔ان کو کھاؤ۔﴾

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا۔ جو لمبا سفر کر رہا ہے۔ پراگندہ بال' غبار آلود جسم آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہا ہے۔یا رب' یا رب اور اس کھانا حرام کا ہے اور اس کا پینا حرام کا ہے۔اور اس کا لباس حرام کا ہے۔اور اسے غذا حرام کی دی گئی ہے۔تو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

امام طبرانیؒ نے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے۔کہ فرمان رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ☆

﴿کہ حلال رزق حاصل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔﴾

امام طبرانیؒ اور بیہقیؒ کے الفاظ حدیث اس طرح ہیں:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرَائِضِ ☆

﴿کہ حلال کی طلب ہر فرض کے بعد ایک فریضہ ہے۔﴾

امام ترمذیؒ کی روایت ہے۔اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔اور حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے فرمایا جس نے حلال رزق کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا۔اور

لوگ اس کی آفات سے بچے رہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ایسے لوگ تو آج کل آپ کی امت میں بہت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد کے زمانوں میں بھی ہونگے۔

امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ محدثین نے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تجھ میں چار خوبیاں موجود ہیں۔ تو اگر سب دنیا بھی تمہارے ہاتھ سے چلی جائے تو تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

1- امانت کی حفاظت۔

2- سچی گفتگو

3- حسن اخلاق

4- حلال کھانا

طبرانیؒ کی روایت ہے۔ سعادت مند ہے وہ جس کی کمائی پاک ہو۔ اور اخلاق اچھے ہوں۔ اور اس کا ظاہر اچھا ہو۔ اور وہ اپنے شر کو لوگوں سے دور رکھے۔ اور سعادت مند ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرے۔ اور اپنے فالتو مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اور فضول بات کو روک کر رکھے۔

امام طبرانیؒ کی روایت میں ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اے سعدؓ اپنا کھانا حلال رکھو تمہاری دعائیں قبول ہونگی۔ اور مجھے اس ذات گرامی کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جب بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے۔ تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اور جس بندے کا گوشت حرام مال سے پیدا ہوتا ہے۔ تو آتش دوزخ اس کے لائق ہے۔ بزار کی روایت جس میں نکارت ہے۔ میں ہے......

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا صَلٰوۃَ وَلَا زَکٰوۃَ اِنَّہٗ مَنْ اَصَابَ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ فَلَبِسَ جِلْبَابًا یَعْنِیْ قَمِیْصًا لَّمْ تُقْبَلْ صَلَاتُہٗ حَتّٰی یَنَحّٰی ذٰالِکَ الْجِلْبَابُ عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَکْرَمُ وَاَجَلُّ مِنْ اَنْ یُّقْبَلَ عَمَلَ رَجُلٍ اَوْصَلَاتَہٗ وَعَلَیْہِ جِلْبَابٌ مِّنْ حَرَامٍ ۔☆

﴿فرمان رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس میں امانت داری نہیں اس کا دین نہیں۔ اور نہ نماز ہے نہ زکوۃ۔ اس لئے جسے مال حرام ملا۔ اور اس سے اس نے جلباب یعنی قمیص پہنی۔ تو جب تک وہ قمیص اپنے بدن سے جدا نہیں کرے گا۔ کہ اللہ تبارک و تعالٰی اس سے زیادہ بزرگ و برتر ہے۔ کہ اس بندے کا عمل قبول کرے یا نماز قبول کرے جب تک اس کے جسم پر حرام کی کمائی کی قمیص ہو۔﴾

امام احمد بن حنبلؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے دس درہم کا ایک لباس خریدا۔ اور ان میں ایک درہم حرام کا تھا۔ تو اس لباس کے ساتھ اللہ تعالٰی اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ جب تک وہ لباس اس کے جسم پر رہے گا۔ پھر حضرت ابن عمرؓ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈال کر فرمایا۔ میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے یہ حدیث آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنی ہو۔ بیہقیؒ کی روایت ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے چوری کا مال خریدا اور وہ جانتا ہے کہ یہ چوری کا ہے۔ تو وہ اس عیب اور گناہ میں شامل ہے۔

حافظ منذریؒ کی روایت ہے جس کے حسن ہونے کا امکان ہے اور شک ہے کہ موقوف ہو۔ اور امام احمد بن حنبلؒ نے سند جید کے ساتھ روایت کی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ مجھے اس ذات گرامی کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی شخص ایک رسی لے کر کسی پہاڑ پر چلا جائے وہاں لکڑیوں کا ایک گٹھا کاٹ کر اپنی کمر پر اٹھا کر لائے اور اس روزی سے کھائے تو اس کے لیے بہت اچھا ہے' اس کی نسبت کہ حرام کو اپنی روزی بنائے۔ ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ اپنی اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں۔ کہ جس نے حرام مال جمع کیا اور اس میں سے صدقہ کیا۔ تو اس میں اسے کوئی اجر نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اس پر بوجھ ہوگا۔ طبرانیؒ کی روایت ہے۔ جس نے حرام مال کمایا اور اس میں سے کوئی غلام آزاد کیا۔ یا صلہ رحمی کی' یہ اس پر بوجھ ہوگا۔

احمد بن حنبلؒ وغیرہ محدثین نے ایسی سند کے ساتھ جس کو بعض نے حسن کہا ہے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اللہ تعالی نے تمہارے درمیان اخلاق کو بھی اسی طرح تقسیم فرمایا ہے۔ جس طرح تمہارے رزق تقسیم فرمائے ہیں۔ دنیا تو اللہ تعالی ہر شخص کو دیتا ہے۔ جو دنیا کو پسند کرتا ہو اور جو نہ کرتا ہو اور دین اسی کو دیتا ہے جو دین کو پسند کرتا ہو۔ اور جس کو اللہ تعالی نے دین عطا فرمایا اللہ اس شخص کو پسند کرتا ہے۔ اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ کوئی بندہ مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کے دل و زبان مسلمان نہ ہوں۔ اور کوئی شخص ایمان نہیں لاتا۔ جب تک اس کے ہمسائے اس کے بوائق سے محفوظ نہ ہوں۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بوائق کیا ہیں۔ فرمایا اس کا کھوٹ اور ظلم۔ اور فرمایا کوئی حرام مال کما کر صدقہ کرتا ہے۔ تو قبول نہیں ہوتا اور اللہ کی راہ میں دیتا بھی ہے۔ تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور جو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے نار دوزخ کا زاد راہ بنتا ہے۔ اللہ تعالی برائی کو

برائی سے نہیں نیکی سے مٹاتا ہے۔ کیونکہ نجس نجس کو نہیں مٹا سکتا۔

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ زیادہ تر لوگ کس وجہ سے دوزخ میں داخل ہونگے؟ فرمایا۔ منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے اور پوچھا گیا' کہ جنت میں زیادہ تر کس وجہ سے داخل ہونگے۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور حسن اخلاق کی وجہ سے۔

ترمذیؒ نے صحیح روایت کی ہے۔ کہ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ چار باتوں کے بارے میں سوال کے وقت بندے کے قدم ڈگمگا جائیں گے:

1- جب عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس کام میں گزاری؟

2- جب جوانی کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس طرح گزاری؟

3- اور مال کے بارے میں پرسش ہوگی کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

4- اور علم کے بارے میں جب پوچھا جائے گا کہ اس پر کتنا عمل کیا؟

بیہقیؒ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دنیا شیریں اور سرسبز دکھائی دیتی ہے۔ اور جس نے اس میں حرام مال کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت کے گھر میں اتارے گا۔ اور بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہیں۔ تو آتش دوزخ کے روز اور قیامت کے روز ان کے لیے آگ ہوگی۔ جس کے بارے میں فرمان خداوندی ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ☆ ﴿جب بھی وہ آگ بجھ جائے گی۔ ہم اسے اور بھڑکا دیں گے﴾

(سورۃ الاسراء آیت ۹۷)

ابن حبانؒ نے اپنی صحیح کے اندر یہ روایت درج کی ہے۔ جنت میں وہ گوشت اور خون داخل نہیں ہو سکے گا۔ جو حرام مال سے پلا بڑھا ہوگا۔ اور آگ ہی اس جسم کے

3- ناحق یتیم کا مال کھانے والا۔

4- اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

محدث حاکمؒ نے ہی روایت کر کے اسے بخاریؒ اور مسلمؒ کی شرط کے مطابق صحیح کہا ہے۔ کہ سود کے تہتر دروازے ہیں۔ اور شرک بھی اسی طرح ہے۔ اور امام بیہقیؒ کی روایت ہے کہ سود کے ستر دروازے ہیں۔ اور سب سے ہلکا یہ کہ کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔

محدث طبرانیؒ نے الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک درہم جو کسی کو سود سے حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تینتیس دفعہ کی زنا کاری سے بڑھ کر ہے۔ جو اسلام کی حالت میں کوئی کرے۔ اس کی سند منقطع ہے۔ اور ابن ابی الدنیاؒ اور امام بغویؒ وغیرہ محدثین کی روایت حضرت عبد اللہ بن سلامؓ پر موقوف ہے۔ اور یہ موقوف مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ایک درہم کا زنا کاری کی اتنی بڑی تعداد سے بڑھ کر ہونا یہ وحی الٰہی سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی سن کر یہاں بیان کیا ہے۔ اور یہ موقوف کا لفظ بھی صرف ایک سند میں ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک سود میں بہتر گناہ ہیں۔ اور ان میں سے سب سے چھوٹا گناہ یہ ہے' جیسے کوئی اپنی ماں سے مسلمان ہو کر بدکاری کرے۔ اور سود کا ایک درہم تیس سے زیادہ بدکاریوں سے زیادہ سخت حرام ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ہر نیک و بد کو کھڑا ہونے کی اجازت دے گا۔ سوائے سود خوار کے کہ وہ ایسے کھڑا ہو گا جیسے کسی شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔

امام احمد بن حنبلؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ تیس دفعہ زنا کاری مجھے سود کا ایک درہم

کھانے سے زیادہ آسان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو میں نے سود کھایا ہے۔ امام احمد حنبلؒ نے صحیح سند سے اور طبرانیؒ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سود کا ایک درہم جو انسان کھاتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ یہ سود ہے چھتیس مرتبہ کی زنا کاری سے بھاری ہے۔ ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا۔ اور آپ نے سود کا تذکرہ فرمایا۔ اور اس کی بڑی برائی بیان فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ سود کا ایک درہم جو آدمی کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں گناہ کے لحاظ سے چھتیس دفعہ کی زنا کاری سے زیادہ سخت ہے۔ اور سب سے بڑی سود خواری کسی مسلمان کی عزت کے درپے ہونا ہے۔ ابن ماجہؒ اور بیہقیؒ نے ابو معشرؒ سے انہوں نے وثوق کے ساتھ ابو سعید مقبریؒ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سود خواری کے ستر گناہ ہیں۔ ان میں معمولی یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ محدث حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح حدیث بیان کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل بڑا ہونے سے پہلے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا۔ جب کسی بستی میں زنا کاری اور سود خواری عام ہو جائے تو سمجھ لو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا عذاب اپنے اوپر نازل کر لیا۔

محدث ابو یعلیٰؒ نے عمدہ سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کا ذکر فرمایا۔ جس میں یہ الفاظ بھی ذکر فرمائے:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کہتے ہیں۔ منضود ون سے مراد ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر ایسے پڑے ہیں۔ کہ راستے سے گزرنے والے انہیں روند کر گزرتے ہیں۔ طبرانیؒ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ کہ قیامت سے پہلے زنا کاری' شراب خوری عام ہو جائے گی۔ طبرانیؒ نے ایسی سند سے جس میں کوئی نقص نہیں' حضرت قاسم بن عبداللہ وراق نے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو صرافوں کے بازار میں دیکھا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اے صرافو! خوشی کی خبر سنو! انہوں نے کہا اے ابو محمدؒ اللہ تمہیں جنت کی خوشخبری دے ہمیں کس بات کی خوشخبری دے رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرافوں سے ارشاد فرمایا ہے۔ اے صرافو! آتش دوزخ کی خوشخبری سن لو۔ اور طبرانیؒ کے الفاظ ہیں۔ گناہوں سے بچے رہو۔ خاص دھوکے بازی اور کھوٹ سے بچو۔ کہ یہ ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں ہوگی۔ جس نے کسی چیز میں کھوٹ ملایا' وہ چیز روز قیامت اس کے سامنے لائی جائے گی۔ اور سود کھانے والے کو بھی میدان میں لایا جائے گا۔ جو شخص سود خوری کرتا ہے۔ وہ روز قیامت مخبوط الحواس و دیوانہ ہو کر اٹھے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِيْنَ يَاْ كُلُوْنَ الرِّبٰوا لَايَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ☆ (سورہ البقرہ آیت ۲۷۵) | ﴿جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ قبروں سے اس طرح حواس باختہ اٹھیں گے۔ جس طرح کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو﴾ |

اصفہانیؒ کی روایت ہے کہ سود خور روز قیامت دیوانہ ہو کر اپنے دونوں پہلو گھسیٹتا آئے گا۔ ابن ماجہؒ اور حاکمؒ نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ کہ سود سے کوئی خواہ کتنا ہی خوشحال ہو جائے۔ آخر کو کنگال ہو کر رہے گا۔ حاکمؒ نے بھی کہا ہے۔ سود

خور خواہ کتنا ہی امیر ہو آخر کو کنگال ہو گا۔

ابو داؤدؒ اور ابن ماجہؒ دونوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ان کے سماع میں اختلاف ہے۔ اور جمہور عدم سماع کے قائل ہیں۔ کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ ہر کوئی سود خور بن جائے گا۔ اور جو شخص سود نہ بھی کھاتا ہو گا۔ سود کی دھول اس کو ضرور پہنچ جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں روایت کرتے ہیں۔ مجھے اس ذات گرامی کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ میری امت کے لوگ شرارت اور تکبر میں راتیں گزاریں گے۔ اور لہو و لعب میں بسر کریں گے۔ اور حرام کو حلال کرنے کی وجہ سے بندر اور سور ہو جائیں گے۔ اور گانے والیوں کو رکھنے۔ شراب خوری۔ سود خوری ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے یہ سب ہو گا۔

مختصر روایت ہے اور لفظ بیہقیؒ کے ہیں۔ کہ امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات کو مصروف ہونگے۔ صبح بندروں خنزیروں کی صورت ہو جائیں گے۔ اور زمین میں دھنسنے کے عذاب میں مبتلا ہونگے۔ اور ان پر پتھروں کی بارش ہو گی۔ اور صبح کو لوگ کہیں گے۔ رات کو فلاں کا گھر زمین میں دھنس گیا۔ اور فلاں کا دھنس گیا۔ اور ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو گی۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر ہوئی تھی۔ کئی قبیلوں اور کئی گھروں پر شراب خوری اور ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے گانے والیاں رکھنے اور سود خوری اور رشتہ داروں سے بدسلوکی کی بنا پر یہ عذاب ہو گا۔ اور ایک وجہ اور بھی تھی جس کو راوی بھول گئے ہیں۔

## باب نمبر 70

# حقوق العباد کا بیان

بندوں کے حقوق میں ایک یہ ہے کہ جب تم کسی کو ملو۔ تو اسے السلام علیکم کہو۔ اور جب وہ تمہیں دعوت دے تو قبول کرو۔ اور چھینک مارے تو دعاء کا جواب دو۔ اور جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرو۔ اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ اور جب وہ تمہیں قسم دے تو پوری کرو۔ اور جب کوئی مشورہ طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرو۔ اور پیٹھ پیچھے اس کی حفاظت کرو۔ اور اس کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور اس کے لئے وہی ناپسند کرو جو تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

یہ تمام باتیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں موجود ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا مسلمانوں کے تم پر چار حق ہیں۔

1- نیک آدمی کی مدد کرے۔

2- گنہگار کے لئے بخشش کی دعاء کرے۔

3- برے کے لئے بھی نیک دعاء کرے۔

4- توبہ کرنے والے سے محبت کرے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کے معنی کے متعلق فرمایا۔ کہ نیک برے کے لئے دعاء کرے۔ اور برا نیک کے لئے دعاء کرے۔ جب کوئی برا آدمی امت کے کسی نیک آدمی کی طرف دیکھے تو کہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيمَا قَسَمْتَ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ ☆

﴿اے اللہ اس کے لئے برکت ڈال اس بھلائی میں جو تو نے اس کے مقدر میں کی ہے﴾

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَيَدِهٖ ☆ ﴿مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں﴾۔

ایک لمبی حدیث شریف میں آپ نے اچھے اعمال کا امر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ نہ ہو سکے تو لوگوں کو شر سے بچاؤ۔ کیونکہ یہ بھی ایک صدقہ ہے' جو تو اپنے لئے کرے گا۔ نیز آپ نے فرمایا۔ مسلمانوں میں افضل وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مومن کون ہے؟ فرمایا جس کو لوگ اپنے جان و مال پر امین بنائیں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا مہاجر کون ہے؟ فرمایا جو برائی کو چھوڑ دے اور اس سے بچ جائے۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تیرا دل اللہ تعالی کے تابع فرمان ہو جائے۔ اور مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہو جائیں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اہل دوزخ خارش میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تو وہ اپنے جسموں کو اتنا کھجلائیں گے۔ کہ کھالوں کے نیچے سے ان کی ہڈیاں نظر آنے لگیں گی۔ ان سے پوچھا جائے گا۔ اے فلانے! کیا اس سے تجھے اذیت ہوتی ہے؟ کہے گا۔ ہاں ہوتی ہے۔ تو جواب ملے گا۔ یہ اس عمل کا بدلہ ہے۔ جو تو مومنوں کو دکھ دیتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے جنت میں ایک آدمی کو دیکھا جو ایک درخت میں جو راستے کے درمیان کٹا پڑا تھا۔ لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ یہ مسلمانوں کو دکھ دیا کرتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم فرمائیں۔ جس سے میں نفع حاصل کروں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ مسلمانوں کے راستے سے کوئی بھی تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کرو۔ اور آپؐ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے راستے سے کوئی تکلیف دہ

چیز ہٹا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دے گا۔ اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نیکی لکھ دے گا۔ اس کے لئے اس نیکی کی وجہ سے جنت لازم کر دے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں۔ کہ اپنے بھائی کی طرف ایسی نظر سے اشارہ کرے' جو اس کے لئے تکلیف دہ ہو۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں' کہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو ایذا پہنچانا اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ ربیع بن خیثمؒ فرماتے ہیں۔ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مومن آدمی' اسے ایذاء نہ دو۔ اور جاہل آدمی' اس سے جہالت نہ کرو۔

حقوق العباد میں سے ایک یہ ہے۔ ہر ایک مسلمان سے عاجزی سے پیش آئے۔ اور اس سے تکبر نہ کرے کہ فرمان خداوندی ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ☆ | ﴿خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا﴾ |

(سورہ لقمان آیت ۱۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَایَفْخَرُ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ☆ | ﴿اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ ایک دوسرے سے عاجزی سے پیش آؤ اور کوئی کسی پر فخر نہ کرے﴾ |

پھر اگر کوئی دوسرا اس پر فخر کرے تو برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ ☆ (سورہ الاعراف آیت ۱۹۹)

﴿(اے میرے پیارے رسولؐ) معاف کر دینے کا طریقہ اختیار کرو۔ اور نیک کام کرنے کا حکم دو۔ اور جاہلوں سے کنارہ کرلو﴾

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک مسلمان سے تواضع سے پیش آتے' اور کبھی ناک بھوں نہ چڑھاتے نہ غرور فرماتے۔ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چل پڑتے اور ان کی حاجت روائی فرماتے۔

حقوق العباد میں سے ایک حق یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے خلاف لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ اور کچھ لوگوں سے سن کر دوسرے لوگوں تک نہ پہنچائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَتَّانٌ ☆

﴿فتنہ پرور جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا﴾

خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو شخص تیرے سامنے کسی کی چغلی کھائے گا۔ وہ تیری چغلیاں بھی دوسرے سے کرے گا۔ اور جو تمہیں دوسروں کی باتیں بتائے گا۔ وہ تیری باتیں بھی دوسروں کو بتائے گا۔

حقوق العباد میں سے ایک حق یہ ہے۔ اپنے جان پہچان والے کو تین دن سے زیادہ نہ چھوڑے' جب بھی اس سے ناراض ہو۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں' کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدا رہے۔ کہ جب وہ ملیں تو ایک ادھر منہ پھیر لے اور ایک ادھر کو۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام

میں پہل کرے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو کسی مسلمان کی غلطی معاف کرے گا اللہ تعالی روز قیامت اسے معاف کر دے گا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالی نے حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام سے فرمایا۔ اپنے بھائیوں کو معاف کر دو۔ میں دنیا و آخرت میں تمہارا چرچا بلند کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اگر کسی نے اللہ تعالی کی عظمت کی بے حرمتی کی ہو۔ تو اللہ تعالی کی رضا کے لئے آپ نے ایسے شخص سے بدلہ لیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب بھی کوئی آدمی کسی کی زیادتی کو معاف کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالی اس عمل کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ اور معاف کر دینے سے اللہ تعالی آدمی کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالی کی رضا کے لئے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالی اس کو بلند کرتا ہے۔

باب نمبر 71

# نفسانی خواہشوں کی پیروی' کی مذمت اور زُھد کا بیان

اللہ تعالٰی کا فرمان گرامی ہے:

اَفَرَأَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ ☆ (سورہ الجاثیۃ آیت ۲۳)

﴿بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اور علم کے باوجود خدا نے اسے گمراہ کر دیا ہے﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ وہ شخص کافر ہے جس نے اللہ تعالٰی کی رہنمائی اور دلیل کے بغیر اپنا دین خود بنایا ہوا ہے۔ کہ اپنی خواہش نفس کا پیرو کار ہے۔ جس کی طرف اس کا نفس اسے بلاتا ہے' اسی طرف چلتا ہے۔ اور اللہ تعالٰی کی کتاب پر عمل نہیں کرتا۔ گویا وہ اپنی خواہش کی پوجا کرتا ہے۔ اور فرمان باری تعالٰی ہے:

وَلَاتَتَّبِعۡ اَھۡوَآءَ ھُمۡ ☆

﴿کہ آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں﴾

اور فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعِ الۡھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ☆

﴿خواہش کی پیروی نہ کریں تجھے راہ خدا سے ہٹا دے گی۔﴾

اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواہش کی پیروی سے پناہ کی دعاء فرمائی ہے۔

اَلـلّٰھُمَّ اِنّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ھَوٰ ی مُطَاعٍ وَّشُحٍّ مُّتَّبَعٍ ☆ ﴿اے اللہ کریم آپ کی مدد کے ساتھ ہوائے نفس جس کی پیروی کی جائے اور کنجوسی جس پر عمل کیا جائے سے پناہ مانگتا ہوں﴾

نیز آپ ؐ نے فرمایا۔ تین چیزیں مہلک ہیں۔ خواہش کی پیروی، عملی کنجوسی، خود پسندی اور انسان کے اپنے آپ کو اچھا سمجھنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ ہر نافرمانی کی وجہ نفس کی پیروی ہی ہوتی ہے۔ جو انسان کو نار جہنم کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

کسی عارف کا قول ہے کہ جب دو باتیں تیرے سامنے آ جائیں کہ معلوم نہ ہو کہ کون سی ان میں سے بہتر ہے۔ تو غور کرو۔ کہ کونسی بات خواہش نفس کے مطابق ہے بس اس کی مخالفت کرو۔ اسی کے متعلق حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَاجَالَ اَمۡرُکَ فِیۡ مَعۡنَیَیۡنِ وَلَمۡ تَدۡرِحَیۡثُ الۡخَطَا وَالصَّوَابُ

فَخَالِفۡ ھَوَاکَ فَاِنَّ یَقُوۡدُ النَّفۡسَ اِلٰی مَایُعَابُ الۡھَوٰی

جب تیرا معاملہ دو باتوں میں گھوم رہا ہو کہ معلوم نہ ہوتا ہو کہ کونسا درست اور کونسا غلط ہے۔ تو تم خواہش نفس کی مخالفت کرو۔ جو نفس کو معیوب باتوں کی طرف کھینچتی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب تمہیں دو باتوں میں شبہ پڑ جائے۔ تو اپنی پسندیدہ کو چھوڑ دو اور مشکل کو پکڑ لو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہلکا کام آسانی سے ہو جاتا ہے۔ اور وہ قریب معلوم ہوتا ہے اور مشکل نہیں لگتا تو کر لیتا ہے۔ اور نفس بھی

اسی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور بھاری کام دور نظر آتا ہے۔ مشکل لگتا ہے۔ اور نفس اس کو کرنے میں ڈھیل کرتا ہے۔ اور مشکل میں پڑنا نہیں چاہتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس نفس کو دبا کر رکھو کہ یہ ایسا ہراول دستہ ہے جو تجھے برائی کی جانب کھینچ لے جاتا ہے۔ اور حق یقیناً بھاری لیکن خوشگوار ہوتا ہے۔ اور باطل ہلکا لیکن بیماری ہوتا ہے۔ اور گناہ چھوڑ دینا توبہ کے چکر میں پڑنے سے زیادہ آسان ہے۔ بہت سی نفسانی خواہشات ایک گھڑی کی لذت اور لمبے غم کو جنم دیتی ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ میرے بیٹے سب سے پہلے میں تمہیں نفس سے بچانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہر نفس کے اندر تمنا اور شہوت ہے اگر تم وہ پوری کر دو گے تو وہ لمبا ہو جائے گا۔ پھر اور مانگے گا۔ کیونکہ شہوت دل میں ایسے چھپی ہوئی ہے۔ جیسے پتھر میں آگ چھپی ہوتی ہے۔ اگر اسے رگڑا جائے تو بھڑک اٹھتی ہے۔ اور اگر چھوڑ دیا جائے تو چھپی رہتی ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

اِذَا مَا اَجَبْتَ النَّفْسَ فِیْ　　دَعْتُکَ اِلَی الْاَمْرِ الْقَبِیْحِ

کُلِّ دَعْوَۃٍ　　اَلْمُحَرَّمِ

جب تو نفس کی ہر دعوت قبول کرلے گا۔ تو یہ تجھے برے اور حرام کاموں کی طرف بلاتا رہے گا۔ کسی اور بزرگ کا کہنا ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَعْصِ الْھَوٰی　　اِلٰی کُلِّ مَافِیْہِ عَلَیْکَ

قَادَکَ الْھَوٰی　　مَقَالُ

جب تو نفس کی مخالفت نہیں کرے گا تو یہ نفس تجھے ہر ایسی برائی کی طرف کھینچ کر لے جائے گا۔ جس سے لوگ تیرے خلاف باتیں بنائیں گے۔ ایک اور شاعر نے کہا ہے۔

وَاعْلَمْ بِاَنَّکَ لَنْ تَسُوْدُوَلَنْ تَرٰی طُرُقَ الرَّشَادِ اِذَا اتَّبَعْتَ هَوَاکَ

یہ بات سمجھ لو کہ تم پیشوائی نہیں کر سکو گے اور تم ہدایت کے راستے نہ پاسکو گے جب تک اپنی خواہشات کی پیروی کرتے رہو گے۔ ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں۔

اِذَاشِئْتَ اِتْیَانَ الْمَحَامِدِ کُلِّهَا وَنَیْلَ الَّذِیْ تَرْجُوْهُ مِنْ رَحْمَةِ الرَّبِّ

فَخَالِفْ هَوَی النَّفْسِ الْمُسِیْئَةِ اِنَّهٗ لَاَعْدٰی وَاَرْدٰی مِنْ هَوَی الْمُحِبِّ

هُمَا سَبَبَا حَتْفِ الْهَوٰی غَیْرَاَنَّ فِیْ هَوَی الْحُبِّ مَهْمَا عَفَّ بُعْدًاعَنِ الذَّنْبِ

وَجُلُّ الْمَعَاصِیْ جَافِیْ هَوَی النَّفْسِ وَاعْتَمِدْ خِلَافَ الَّذِیْ تَهْوَاهُ اِنْ کُنْتَ ذَالُبِّ

جب تم تمام خوبیاں حاصل کرنا چاہو۔ اور رب تعالٰی کی رحمت بھی حاصل کرنا چاہو جس کے تم امیدوار ہو۔ تو نفس بد کی خواہش کی مخالفت کرو۔ اس لئے کہ یہ خواہش عشق سے بھی زیادہ دشمن اور مہلک ہے۔ خواہش نفس اور خواہش عشق دونوں باعث ہلاکت ہیں۔ ہاں اگر عشق پاک ہو تو گناہ سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

زیادہ تر گناہ نفس کی خواہش پر چلنے سے ہوتے ہیں۔ اگر تم عقلمند ہو تو اس کی مخالفت کی کوشش کرو۔

ایک صاحب فرماتے ہیں۔

اِنَارَةُ الْعَقْلِ مَکْسُوْفٌ بِطَوْعِ هَوٰی وَعَقْلُ عَاصِی الْهَوٰی یَزْدَادُ تَنْوِیْرًا

عقل کی روشنی خواہش کی پیروی سے ماند پڑ جاتی ہے۔ اور خواہش کی مخالفت

کرنے والے کی عقل کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔

اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

لَقَدْ تَرْفَعُ الْاَیَّامُ مَنْ کَانَ جَاهِلًا وَیَرْدِی الْهَوٰی ذَالرَّأیِ وَهُوَ لَبِیْبُ

وَقَدْ یَحْمَدُ النَّاسُ الْفَتٰی وَهُوَ مُخْطِئٌ وَیَعْذِلُ فِی الْاِحْسَانِ وَهُوَ مُصِیْبُ

زمانہ جاہل کو اوپر اٹھاتا ہے۔ اور خواہش صاحب رائے اور عقلمند کو ہلاک کرتی ہے۔ لوگ کسی نوجوان کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ غلط کار ہوتا ہے۔ اور نیکوکار کو ملامت کرتے ہیں حالانکہ وہ درست ہوتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرما کر کہا آگے آؤ۔ وہ آگے آئی۔ تو فرمایا پیچھے جاؤ۔ اور فرمایا۔ مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم میں اپنی مخلوق میں سے محبوب لوگوں پر تمہیں سوار کروں گا۔ پھر بے وقوفی کو پیدا فرمایا اور کہا آگے آؤ وہ آگے آئی تو فرمایا پیچھے ہٹو۔ اور کہا مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم میں اپنی مخلوق میں سے بدترین دشمنوں پر تمہیں مسلط کروں گا۔ (ترمذی شریف) اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وَقَدْ اَصَابَ بِرَاْیِهٖ عَیْنَ الصَّوَابِ مَنِ اسْتَشَارَ عَقْلَهٗ کُلَّ بَابٍ

وَقَدْ رَاٰی اَنَّ الْهَوٰی مَهْمَا یُجِبْ یَدْعُوْا اِلٰی سُوْءِ الْعَوَاقِبِ وَالْعِقَابِ

جو شخص ہر معاملے میں عقل سے مشورہ لیتا ہے۔ تو اس کی رائے بالکل درست ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ جب بھی وہ اپنی خواہش نفس سے فریادرسی چاہے گا وہ اسے برے انجام اور عذاب کی طرف کھینچ لے جائے گی۔ ایک اور شاعر نے یہ

مضمون ان اشعار میں باندھا ہے۔

اِذَا شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی وَاَنْ | فَلَاتسعدِ النَّفْسَ الْمُطِیعَۃَ
تَبْلُغَ الْمُنٰی | لِلْھَوٰی
وَخَالِفْ بِھَا عَنْ مُقْتَضٰی | وَاِیَّاکَ اَنْ تَحْفِلُ بِمَنْ
شَھَوَاتِھَا | ضَلَّ اَوْغَوٰی
وَدَعْھَا وَمَاتَدْعُوْالَیْہِ فَاِنَّھَا | لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ مَنْ ھَمَّ
| اَوْمَدٰی
لَعَلَّکَ اَنْ تَنْجُوْامِنَ النَّارِ | لَقَاطِعَۃُ الْاَمْعَاءِ نَزَّاعَۃُ
اِنَّھَا | الشَّوٰی

جب تو یہ چاہے کہ زندگی کا لطف اٹھائے‘ اور مرادوں کو پالے‘ تو خواہشات کی پیروی کرنے والے نفس کی موافقت نہ کر۔ بلکہ اس کے تقاضا خواہشات کو ٹھکرا دے ‘ اور خبردار کسی بے راہ اور گمراہ کی مجلس میں نہ بیٹھنا۔ نفس اور اس کے مطالبے کو چھوڑ دے۔ جو بھی اس کا قصد کرے گا یا اسے مہلت دے گا۔ تو یہ اسے برائی کا ہی حکم دے گا۔ اس طرح امید ہے کہ تو نار دوزخ سے بچ جائے۔ کیونکہ یہ دوزخ انتڑیوں کو کاٹ دینے والا اور اعضاء بدن کو توڑ دینے والا ہے۔ اقوال زرین میں سے ہے کہ خواہش نفس مذموم سواری ہے۔ جو تجھے فتنہ و فساد کے اندھیروں میں لے جاتی ہے۔ اور یہ مضر صحت چراگاہ ہے۔ جو تجھے مشکلات کے مقام پر نہ لا بٹھائے۔ کسی بزرگ سے کہا گیا۔ اگر تم شادی کر لیتے تو اچھا ہوتا۔ انہوں نے فرمایا اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اپنے نفس کو طلاق دے دیتا۔ اور یہ شعر پڑھے

تَجَرَّدْ مِنَ الدُّنْیَا فَاِنَّکَ | سَقَطْتَ اِلَی الدُّنْیَا وَاَنْتَ
اِنَّمَا | مُجَرَّدٌ

دنیا سے الگ ہو جاؤ۔ کیونکہ تم دنیا کی طرف اکیلے ہی آئے تھے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تو اللہ تعالیٰ کو اس کے علم کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں۔ پرہیزگاری کے تین درجے ہیں:

1- فرض پرہیزگاری' اور وہ حرام چیزوں سے بچنا ہے۔

2- سلامتی کی پرہیزگاری اور وہ شبہے والی چیزوں سے بچنا ہے۔

3- فضیلت کی پرہیزگاری' اور وہ حلال چیزوں میں بھی احتیاط کرنا ہے۔

پرہیزگاری کی یہ اچھی تشریح ہے۔ حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصل پرہیزگاری اپنی پرہیزگاری کو چھپانا ہے۔ جب پرہیزگار آدمی لوگوں سے بھاگے اسے طلب کرو۔ اور جب وہ لوگوں کو طلب کرے اس سے بھاگو۔ اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

اِنِّیْ وَجَدْتُ فَلَا تَظُنُّ ۔۔۔ اِنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ هٰذَا

غَيْرَهُ ۔۔۔ الدِّرْهَم

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكْتَهُ ۔۔۔ فَاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاكَ تَقْوَى

الْمُسْلِم

میں نے تو یہ راز پالیا ہے اور تم بھی اس کے خلاف گمان نہ کرنا۔ کہ اصل تقویٰ اس روپیہ پیسہ کے موقع پر ہے۔ کہ اگر تم قدرت ہوتے ہوئے بھی اسے چھوڑ دو تو یہ ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

زہد یہ نہیں کہ دنیا تمہارے پاس نہ ہو۔ بلکہ زہد یہ ہے کہ دنیا تمہارے پاس آئے تو اسے چھوڑ کر تم اس سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ جیسے ابو تمام کہتے ہیں۔

اِذَا الْمَرْءُ عُلِمَ بِزُهْدٍ وَقَدْ ۔۔۔ بِعَصْفَرِ هَا الدُّنْيَا فَلَيْسَ

صَبَغْتُ لَهُ ۔۔۔ بِذَاهِدِ

جب انسان یہ سمجھے کہ وہ زاہد ہے' حالانکہ وہ دنیا کے رنگ میں رنگا ہوا ہے تو وہ زاہد نہیں ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ ہم دنیا میں زہد کیوں اختیار نہ کریں۔ کہ عمر اس کی تھوڑی ہے۔ اور بھلائی اس کی سخت ہے اور صفائی اس کی گدلی ہے۔ اور سلامتی اس کی دھوکہ ہے۔ جب آتی ہے۔ زخمی کر دیتی ہے۔ اور جب جاتی ہے تو ہلاک کر دیتی ہے۔ کسی شاعر کا کہنا ہے۔

تَبًّا لِّلدُّنْیَا لَا بَقَآءَ لَهَا　　كَاَنَّمَا فِیْ تَصْرِیْفِهَا حِلَمْ
صَفَآءُ هَاكَدَ رٌسَرَّ آءُ هَا
ضَـــــــــرَرٌ　　اَمَانُهَا غُرَرٌ اَنْوَارُهَا ظُلَمْ
شَبَابُهَا هَرَمٌ وَرَاحَاتُهَا
سَـــــــــقَمٌ　　لَذَّاتُهَا نَدَمٌ وِّ جُدَانُهَا عُدَمْ
لَایَسْتَفِیْقُ مِنَ الْاَنْكَادِ
صَـــــــــاحِبُهَا　　لَوْكَانَ یَمْلِكُ مَاقَدْ
ضَـــــــــمَّـــــــنَتْ اِرَمْ
فَخَلِّ عَنْهَا وَلَا تَرْكُنْ
لِـــــــزُهْـــــــرَتِهَا　　فَاِنَّهَا نِعَمٌ فِیْ طَیِّهَا نِقَمْ
وَاعْمَلْ لِّدَارِنَعِیْمٍ لَّانَفَادَ
لَهَـــــــــا　　وَلَایَخَافُ بِهَامَوْتٌ
وَّلَاهَـــــــــرَمْ

دنیا کے لئے بربادی ہے جس کو دوام نہیں۔ گویا اس کا تغیر و تبدل ہی خواب و خیال ہے۔ اس کی صفائی گدلی اور خوشحالی سراسر نقصان ہے۔ اس کی سلامتی دھوکہ اس کی روشنیاں اندھیرے اس کی جوانی بڑھاپا اور آسائشیں بیماری ہیں۔ اس کی لذتیں شرمندگی اور اس کا ہونا...... نہ ہونا ہے۔ اس میں رہنے والا اس کے مصائب سے نہیں بچ سکتا۔ چاہے وہ جنت ارم کا مالک ہو۔ اسے چھوڑ دے اس کی زیب و زینت پر مائل نہ ہو۔ کہ یہ ایسی نعمتیں ہیں جن کے باطن میں مشکلات ہیں۔ اس نعمتوں والے گھر کے لئے نیک عمل کر جو کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اور نہ وہاں موت اور

بڑھاپے کا خطرہ ہے۔

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال زریں میں سے یہ بات ہے۔تمہارا دنیا کو دیکھنا عبرت کی نظر سے ہونا چاہیئے اور اسے چھوڑنا اپنے اختیار سے ہونا چاہیئے۔اوراس میں کوشش مجبوری کے تحت ہونی چاہیئے۔اورتمہیں آخرت کی طلب میں جلدی کرنا چاہیئے۔

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ایمان رکھتا ہے۔اور وہ یقین رکھتا ہے۔ کہ جنت میں رہنے والوں کو کبھی موت نہیں آئے گی۔اور جو جنت کی فضا میں آ کر اتر اوہ کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہو گا۔اور اس میں رہنے والوں پر دنیا کی طرح تغیر و تبدل نہیں آئے گا۔انسان اس گھر سے کیسے مانوس ہوتا ہے؟ جس کی ویرانی کا اللہ تعالی نے حکم دے رکھا ہے۔اور اس معمولی گزران پر خوش ہوتا ہے۔اگر جنت میں خالی بدن کی سلامتی اور موت سے بے خطر زندگی اور بھوک پیاس سے بچاؤ ہی ہوتا۔علاوہ ہر قسم کے حادثات سے بچاؤ کے 'تو بھی مناسب تھا' کہ دنیا کو چھوڑ کر جنت میں ہی رہا جائے۔اور جس میں ٹوٹ پھوٹ اور ناخوشگواری ہے اسے ترک کر دیا جائے۔کیوں نہ ہو کہ اہل جنت بادشاہوں کی طرح بے خطر ہیں۔اور طرح طرح کی مسرتوں سے فیضیاب ہونگے۔ اس میں انہیں ہر وہ چیز حاصل ہو گی۔جس کی وہ خواہش کریں گے۔اور وہ روزانہ عرش الٰہی کے میدان میں حاضر ہوا کریں گے۔اور اللہ تعالی کے چہرہ انور کا دیدار کیا کریں گے۔اور دیدار خداوندی سے وہ لطف و سرور حاصل کریں گے۔کہ اس کے سامنے جنت کی تمام نعمتیں ہیچ ہوں گی۔پھر وہ اس دوران میں کس اور طرف نظر تک نہیں ڈالیں گے۔اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان نعمتوں میں مگن رہیں گے۔اور ان کے ختم ہو جانے کا انہیں کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔کہ جنت میں ایک منادی آواز دے گا۔اے جنت والو! تمہارے لئے یہ نعمت ہے کہ تم صحت مند و تندرست ہو جاؤ۔اب تم کبھی بیمار نہیں ہو گے۔اور ایک نعمت یہ ہے کہ تمہیں ایسی زندگی مل گئی ہے کہ اب تم کبھی موت سے ہمکنار نہیں ہو گے۔اور جوان ہو جاؤ اب تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔اب تم ہمیشہ آرام کی زندگی گزارو گے۔اور کبھی مایوس نہیں ہو گے۔اور اسی کے متعلق اللہ تعالی کا فرمان گرامی ہے:

وَنُودُوآ اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ☆
(سورہ الاعراف آیت ۴۳)

﴿اور اس روز منادی کر دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلے میں جو تم کرتے تھے بہشت کے وارث بنادیئے گئے ہو﴾

تم جب بھی بہشت کا بیان جاننا چاہو قرآن مجید پڑھ لو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بیان سے بڑھ کر کوئی بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ کر دیکھو:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ☆

﴿اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے آ کر ڈرا اس کے لئے دو باغات ہیں۔﴾

سورۃ الرحمٰن کے آخر تک پڑھے جاؤ اور پھر سورۃ الواقعہ پڑھ لو۔ اور کئی سورتوں میں بھی بہشت کا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اور احادیث مبارکہ سے اس کی تفاصیل جاننا چاہو۔ تو مجمل تو تم سن چکے اب تفصیل سے سن لو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان گرامی "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ" کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو بہشت چاندی کے ہیں کہ ان کے برتن اور دوسری تمام چیزیں چاندی کی ہیں اور دو بہشت سونے کے ہیں کہ ان کے برتن اور دوسری تمام چیزیں سونے کی ہیں۔ اور جنتیوں اور پروردگار عالم کے درمیان کبریائی کی ایک چادر ہی حائل ہے۔ اور زیارتگاہ جنت عدن میں ہے۔

اب بہشت کے دروازں کی طرف نظر ڈالو۔ بنیادی اطاعتوں کے حساب سے بہت سے دروازے ہیں جیسا کہ دوزخ کے دروازے بنیادی گناہوں کے لحاظ سے بہت سے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو حصے خرچ کیے۔ وہ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

سَلامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ☆ (سورہ الزمر آیت ۷۳) ﴿تم پر سلام ہو۔ تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ﴾

پھر انہیں چھوٹے لڑکے ملیں گے۔ جو ان کے آس پاس پھریں گے۔ جیسے دنیا میں بچے اپنے پیاروں کے اردگرد گھوما کرتے ہیں۔ وہ جنتی سے کہیں گے خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسی ہی عزتیں تیار کر رکھی ہیں۔ فرمایا پھر ایک لڑکا ان میں سے حسین وجمیل حور کے پاس جو اس جنتی کی بیوی ہوگی۔ دوڑا جائے گا۔ اور جا کر اسے کہے گا۔ کہ فلاں شخص آیا ہے۔ اور اس کا دنیا والا نام لے کر اسے بتائے گا۔ وہ کہے گی۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے۔ وہ کہے گا۔ وہ میرے پیچھے ہی تو آ رہا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوگی۔ اور استقبال کے لئے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہو جائے گی۔ جب وہ اپنی منزل تک پہنچے گا۔ اور اس کا طرز تعمیر ملاحظہ کرے گا۔ تو موتیوں جیسے آبدار پتھروں اور سرخ، سبز، زرد وغیرہ کئی رنگوں کی عظیم عمارت ہوگی۔ اور اس کے چھت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ تو وہ بجلی کی طرح چمک رہا ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اسے سنبھالا نہ دیتا۔ تو اس کی آنکھیں خیرہ ہو کر ضائع جاتیں اور جب وہ نیچے کی طرف دیکھے گا۔ تو اسے اپنی بیویاں نظر آئیں گی۔ اور

وَاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ☆ (سورہ الغاشیہ آیت ۱۴ تا ۱۶) ﴿اور پیالے رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار میں لگے ہوئے ہونگے اور نفیس مسندیں بچھی ہونگی﴾

پھر وہ ٹیک لگا کر بیٹھ جائے گا۔ اور کہے گا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا۔ وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰهُ ☆

(سورہ الاعراف آیت ۴۳)

﴿خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں کا راستہ دکھایا۔ اور اگر خدا ہمیں راستہ نہ دکھاتا تو ہم راستہ نہ پاسکتے﴾

پھر ایک منادی اعلان کرے گا۔ زندہ رہو اب تم کبھی نہیں مرو گے۔ اور یہاں بس جاؤ۔ اب تم کبھی کوچ نہیں کرو گے۔ اور تندرست رہو اب تم کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں روز قیامت بہشت کے دروازے پر آکر دروازہ کھولنے کو کہوں گا۔ دربان پوچھے گا۔ تم کون ہو؟ میں کہوں گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربان کہے گا۔ آیئے تشریف لایئے۔ آپ کے لئے ہی مجھے حکم خداوندی ہے۔ کہ آپ سے پہلے کسی اور کے لئے باب جنت وانہ کروں۔ اب آپ بہشت کے بالاخانوں اور ان کی مختلف بلندیوں پر غور کریں۔

فَاِنَّ الْاٰخِرَةَ اَکْبَرُ دَرَجَاتٍ وَّاَکْبَرُ تَفْضِیْلًا ☆

﴿کہ آخرت درجات میں بھی زیادہ بڑی اور فضیلت شان میں بھی زیادہ بڑی ہے۔﴾

جیسا ظاہری اطاعتوں اور باطنی اخلاق حمیدہ میں فرق ظاہر ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ انہیں جو جزا ملے گی اس میں بھی درجات ہونگے۔ اگر تم جنت میں اعلیٰ درجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو کوشش کرو کہ اطاعت خداوندی میں تم سے کوئی آگے نہ بڑھنے پائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا اور ذوق وشوق سے عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ☆

(سورہ الحدید آیت ۲۱)

﴿بندو! اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف بڑھو﴾

نیز فرمایا:

فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ☆ ﴿آگے بڑھنے والوں کو آگے بڑھنا چاہیئے﴾

(المطففین آیت ۲۶)

بڑی عجیب بات ہے کہ اگر تیرے ہمعصر یا ہمسائے روپے پیسے یا عمارت کی تعمیر میں تجھ سے بڑھ جائیں تو تجھے بہت گراں گزرتا ہے۔ اور دل تنگ ہوتا ہے۔ اور حسد کے مارے تیری زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ حالانکہ تیرے لئے احسن یہ تھا۔ کہ بہشت میں تیرا مستقر ہوتا اور کوئی تجھ سے آگے نہ بڑھ پاتا۔ چاہے دنیا میں کتنی ہی قربانی دینی پڑتی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پیارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اہل بہشت اپنے اوپر کے بالاخانہ والوں کو ایسے دیکھیں گے۔ جیسے تم دور افق پر ستاروں کو چمکتا دیکھتے ہو۔ کہ فضیلت کی برتری کی وجہ سے مشرق و مغرب کا بعد ہوگا۔ تو پوچھیں گے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ انبیاء کی منزلیں ہیں جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا؟ آپ فرمائیں گے۔ ہاں اس ذات گرامی کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہ انبیاء کی منزلیں ہیں۔ لیکن جو مرد کامل، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے رسولوں کو سچا جانا۔ ان کے لئے بھی یہی منزلیں ہیں۔ اور یہ بھی آپ ؐ نے فرمایا ہے۔ کہ بلند درجوں میں رہنے والے ایسے دکھائی دیں گے۔ جیسے نیچے آسمان کے کناروں سے کوئی ستارہ طلوع ہو رہا ہے۔ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں ہونگے۔ اور ان پر خاص انعام ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول اکرم واشرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ کیا میں تمہیں بہشت کے بالا خانوں کا کچھ حال نہ بتا دوں؟ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے فرمایا

بہشت میں بالا خانے ہیں۔ کہ تمام کے تمام اصلی جواہرات کے بنے ہیں۔ کہ ان کا ظاہر اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ اور اندر باہر سے نظر آتا ہے۔ اور ان میں وہ نعمتیں' لذتیں اور خوشیاں ہیں۔ جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں۔ اور کسی کان نے سنی نہیں۔ اور کسی کے خیال تک میں آئی نہیں۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چوبارے کس کے لئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جس نے سلام کو عام کیا۔ اور کھانا کھلایا۔ اور ہمیشہ روزہ رکھا۔ اور اس وقت نماز پڑھی جب لوگ سو رہے ہوتے۔ جابرؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرنا کس کے بس میں ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت ایسا کر سکے گی۔ اس بارے میں میں آپ کو بتاتا ہوں۔ جو کسی مسلمان بھائی سے ملے اور اسے سلام کرے۔ تو اس نے سلام تو عام کیا۔ اور جس نے اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلا کر سیر کر دیا۔ اس نے اللہ کی راہ میں کھانا کھلایا۔ اور جس نے ماہ رمضان میں اور تین دن ہر مہینے میں روزے رکھے گویا اس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ اور جس نے عشاء کی نماز اور فجر کی نماز باجماعت پڑھ لی۔ گویا اس نے رات بھر نماز پڑھی۔ جس وقت لوگ سو رہے تھے۔ یعنی یہودی' عیسائی اور مجوسی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں پوچھا گیا:

وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ☆ ﴿پاکیزہ مقامات بہشت جاودانی میں)

(سورہ التوبہ آیت ۷۱)

تو آپؐ نے فرمایا موتی کے بنے محلات ہیں۔ ہر یہ محل میں سرخ یاقوت کی ستر رہائش گاہیں ہیں۔ اور ہر رہائش گاہ میں سبز زمرد کے ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک پلنگ ہے ہر پلنگ پر ہر رنگ کے ستر فرش بچھے ہیں۔ ہر بستر پر بڑی بڑی آنکھوں والی ایک حسین وجمیل بیوی جلوہ افروز ہے۔ اور پھر ہر کمرے میں ستر دستر

خوان رکھے ہیں۔ اور ہر دستر خوان پر رنگ رنگ کے ستر کھانے رکھے ہیں۔ اور ہر کمرے میں ستر خدمتگار کنیزیں ہونگی۔ جو ہر صبح کو مومن کو عطاء ہونگی۔ اور وہ ان سب سے گزران کرے گا۔

باب نمبر 73

# صبر٬رضاء الٰہی اور قناعت کا بیان

پہلے رضاء الٰہی کی فضیلت آیات قرآنی سے'فرمان باری تعالیٰ ہے:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ☆ ﴿اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اور وہ اس سے خوش ہیں۔﴾

(سورہ المائدہ آیت ۱۱۹)

اور فرمان خداوندی ہے:

ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ☆ ﴿نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے﴾

(سورہ الرحمٰن آیت ٦٠)

اور احسان کی انتہا' اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے خوش ہو جانا ہے۔

نیز فرمان الٰہی ہے:

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ وَّرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ☆ (سورہ التوبہ آیت ۷۲) ﴿اور نفیس مکانات کا وعدہ ہے ہمیشگی کی جنت میں۔اور اللہ کی رضا مندی تو سب سے بڑی نعمت ہے﴾

اللہ تعالیٰ نے رضا کا مقام دائمی جنت سے بھی بلند رکھا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو نماز سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ☆ (سورہ العنکبوت آیت ۴۵) ﴿بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا ذکر یقیناً زیادہ بڑا ہے﴾

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ☆ (سورہ السجدہ آیت ۱۷)

﴿کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے﴾

دوسرا تحفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو سلام آئے گا۔ یہ ہدیہ ان کی بزرگی میں اضافہ کرے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَلَامٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ ☆

﴿پروردگار مہربان کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا﴾

(سورہ یس آیت ۵۸)

تیسرا تحفہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اور یہ تحفہ پہلے دونوں تحفوں سے افضل ہوگا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ☆

﴿اور اللہ تعالیٰ کی رضاء سب سے بڑی نعمت ہے۔﴾

اور یہ رضاء الٰہی بندے کی اللہ تعالیٰ سے رضاء کا پھل ہے۔

اب رضاء الٰہی کی فضیلت احادیث شریفہ سے۔

روایت:

مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہم مومن ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے؟ انہوں نے عرض کیا مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تقدیر الٰہی کے موقع پر راضی رہتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم! تم واقعی مومن ہو۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ دانشور علماء ہی ہیں۔ ممکن ہے۔ وہ اپنے فہم دین کی وجہ سے جنت میں انبیاء کے مراتب میں پہنچ جائیں۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ خوش

نہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں آتا ہے۔کہ بنی اسرائیل نے آپ سے کہا۔کہ اپنے پروردگار سے پوچھ کر ہمیں بتاؤ۔وہ ہمیں بتائے کہ ہم کیا عمل کریں۔کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کی وجہ سے ہم سے راضی ہو جائے۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔میرے اللہ! تو نے سن لیا۔یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ان سے کہو۔کہ تم مجھ پر خوش رہو۔میں تم پر خوش رہوں گا۔

اب صبر کی فضیلت کا بیان ہوتا ہے۔اس کی فضیلت قرآن مجید میں نوے سے زیادہ مقامات پر مذکور ہوئی ہے۔اور زیادہ تر درجات اور مراتب کی نسبت صبر کی طرف کی ہے۔اور صبر کا نتیجہ بتایا ہے۔اور صابروں کے لئے وہ انعامات فراہم کئے ہیں۔جو دوسروں کے لئے نہیں ہیں۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ ☆ | ﴿یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں﴾ |

(سورہ البقرہ آیت ۱۵۷)

تو ہدایت ٗ رحمت ٗ اور برکات سب صابروں کے لئے ہیں اور صبر کی تمام آیات کا بیان طوالت کا باعث ہوگا۔

## احادیث مبارکہ دربارہ صبر:

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی:

| | |
|---|---|
| اَلصَّبۡرُ نِصۡفُ الۡاِیۡمَانِ ☆ | ﴿صبر نصف ایمان ہے﴾ |

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کم از کم یقین اور صبر کی نعمت اگر تمہیں نصیب ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔کہ رات کا قیام رہ جائے۔اور دن کا روزہ فوت ہو جائے۔کہ اگر تم اپنی حالت پر صابر رہو گے تو مجھے لوگوں کے

زیادہ عمل سے زیادہ محبوب ہے' جو وہ کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے۔ کہ میرے بعد دنیا تمہارے پاس زیادہ ہو جائے۔ تو تم ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگو۔ تو اس وقت آسمان میں رہنے والے تم سے نفرت کریں۔ تو جس نے صبر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے کیا۔ تو وہ پورا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

مَا عِنْدَ كُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۔ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ☆ (سورۃ النحل آیت ۹۶)

﴿جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ باقی رہے گا۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا۔ ہم ان کو ان کے اعمال کا نہایت اچھا بدلہ دیں گے﴾

All rights reserved ©2002-2006

روایت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ ایمان صبر اور سخاوت کا نام ہے۔ اور آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ صبر بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ سے پوچھا گیا۔ کہ ایمان کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ صبر' یہ قول آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ "اَلْحَجُّ الْعَرَفَةُ" کہ وقوف عرفات ہی حج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وقوف عرفات حج کا عظیم رکن ہے۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ مَا اُكْرِهَتْ عَلَيْهِ النُّفُوْسُ ☆

﴿کہ اعمال میں افضل وہ عمل ہے جو نفسوں پر گراں گزرے﴾

کہتے ہیں:

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے اخلاق کو اپناؤ۔ میں بڑا صابر ہوں۔ اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم مومن ہو تو وہ خاموش رہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مومن ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے؟ عرض کیا ہم خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور مشکل کے وقت صبر کرتے ہیں۔ اور تقدیر خداوندی پر راضی رہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم! تم واقعی مومن ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ مشکل کے وقت صبر کرنا بہت بڑی بھلائی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تم اپنی محبوب چیز مصیبت کے وقت صبر کے ذریعے ہی حاصل کر سکتے ہو۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اگر صبر کسی آدمی کی صورت میں ہوتا' تو وہ ایک سخی آدمی کی صورت میں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ صابروں کو پسند کرتا ہے۔

اس سلسلے میں بے شمار احادیث مبارکہ ہیں۔ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

☆ عَزَّ مَنْ قَنِعَ وَذَلَّ مَنْ طَمِعَ ﴿جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور جس نے لالچ کیا وہ رسوا ہوا﴾

نیز فرمایا کہ صبر و قناعت وہ خزانہ ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اور اس پر پہلے کئی مرتبہ بات ہو چکی ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ" اے اللہ اسے ان میں شامل فرمادے۔ اس پر ایک اور شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں شامل فرمادے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ عکاشہ تم پر پہل کر گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر کما حقہ بھروسہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان پرندوں کی طرح رزق عطا فرمائے گا۔ جو صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں۔ اور شام پیٹ بھر کے آتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص ہر چیز سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل میں کافی ہو گا۔ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہو گا۔ اور جو اللہ سے کٹ کر دنیا کا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے ہی سپرد کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے۔ جسے یہ بات پسند ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ خوشحال ہو۔ تو اسے چاہئے کہ اپنی دولت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عطاء پر اعتماد کرے۔

روایت:

مروی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں جب تنگدستی ہوتی۔ تو آپؐ فرماتے نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ☆ | ﴿اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں۔ اور اس پر قائم رہیں﴾ |
| (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲) | |

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کیا۔جس نے جنتر منتر پڑھا اور داغ لگوایا۔

روایت:

مروی ہے۔کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق (پتھر پھینکنے والا آلہ) کے ذریعے آگ میں پھینکا گیا تو حضرت جبریل امین نے آکر آپ سے کہا۔کوئی کام ہو تو بتائیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔آپ سے تو کوئی کام نہیں۔اپنے اس قول کی لاج رکھتے ہوئے۔جو آپ نے اس وقت کہا تھا جب کفار آپ کو آگ میں پھینکنے لگے تھے کہ۔

حَسۡبِیَ اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ☆ ﴿مجھے اللہ تعالیٰ کافی اور کارساز ہے﴾

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاِبۡرٰھِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰی ☆ (سورہ النجم آیت ۳۷) ﴿ابراہیم علیہ السلام وہ ہستی ہے جس نے اپنا قول نبھایا﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔اے داؤد جس نے تمام مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامن پکڑا۔تو اگر تمام آسمان اور زمین اس کے خلاف تدبیر کریں۔تو بھی میں مشکل سے نکلنے کا راستہ اس کے لئے نکال دوں گا۔حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ مجھے بچھو نے کاٹ لیا۔تو میری ماں نے مجھے قسم دی کہ ہم ضرور منتر پڑھوائیں گے۔لیکن میں نے منتر پڑھنے والے کے سامنے وہ ہاتھ کر دیا جس کو بچھو نے نہیں کاٹا تھا۔لیکن حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ نے بطور دعا یہ آیت مبارکہ پڑھ کر دم کیا:

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ☆ ﴿اس ذات گرامی پر بھروسہ کرو جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا﴾

(سورہ الفرقان آیت ۵۸)

پھر انہوں نے فرمایا۔ اس آیت کریمہ کے بعد کسی بندے کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی پناہ لے۔ کسی عالم سے خواب میں کہا گیا۔ کہ جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ اس نے اپنی طاقت بنالی۔ ایک عالم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مقدر کردہ رزق چھوڑ کر مصنوعی اعمال پر بھروسہ نہ کرو۔ اس طرح آخرت کا معاملہ بھی خراب ہوگا۔ اور دنیا میں سے بھی وہی ملے گا۔ جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ بغیر طلب کے بندے کو رزق ملنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ رزق خود بندے کو طلب کرنے کا پابند ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کسی راہب سے پوچھا۔ تم کہاں سے کھاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا۔ میرے پروردگار سے پوچھئے۔ وہ مجھے کہاں سے کھلاتا ہے۔ حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے انہیں ملک شام کی طرف جانے کا اشارہ فرمایا۔ حضرت ہرم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ وہاں گزارے کی کیا صورت ہوگی؟ حضرت اویس نے فرمایا۔ ان دلوں پر انتہائی افسوس ہے، جو شک میں مبتلا رہتے ہیں۔ انہیں وعظ کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ جب تم ایک کارساز پر راضی ہو جاؤ گے۔ تو تمہارے لئے ہر بھلائی کا راستہ نکل آئے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے خصائل کی دعاء کرتے ہیں۔

باب نمبر 75

# مسجد کی فضیلت کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ☆ (سورہ التوبۃ آیت ۱۸)

﴿مسجدوں کی تعمیر وہی کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائی چاہے۔ ٹیولی کے گھونسلے کے برابر ہی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس لئے ایک محل تیار کر دیا۔ فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مسجد سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو۔ اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے ہمسائے میں رہنے والے کی نماز مسجد میں ہی درست ہوتی ہے۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو کوئی تم میں سے جہاں نماز پڑھتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے اس وقت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی جائے نماز پر رہتا ہے۔ وہ پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ ☆

﴿اے اللہ اس پر برکات نازل فرما۔ اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اے اللہ اسے بخش دے﴾

جب تک وہ بے وضو نہیں ہوتا۔ یا مسجد سے باہر نہیں چلا جاتا۔ برابر پڑھتے رہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہونگے۔ جو مسجدوں میں آکر گروہ در گروہ بیٹھ کر دنیا اور دنیا کی محبت کی

فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ☆ (سورہ الدخان آیت ۲۹)

﴿پھر نہ تو ان پر آسمان اور زمین کو رونا آیا۔ اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ نمازی کی وفات پر زمین چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔ حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے جس ٹکڑے پر کوئی بندۂ خدا ایک دفعہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔ وہ قطعہ زمین روز قیامت اس کے لئے گواہی دے گا۔ اور اس کی وفات پر روتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس قطعہ زمین پر نماز یا ذکر اللہ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی یاد کی جاتی ہے۔ وہ قطعہ زمین دوسروں پر فخر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خوش ہوتا ہے۔ اور ساتوں زمینوں سے اپنے آپ کو برتر خیال کرتا ہے۔ اور جس مقام پر کوئی قوم پڑاؤ کرتی ہے۔ تو ہر صبح کو یہ مقام ان کے عمل کے مطابق ان کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ یا ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

باب نمبر 76

# عبادت کے لئے مشقت اور بزرگوں کی فضیلت کا بیان

**یہ بات سمجھ لو:**

کہ جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔تو اسے اس کے اپنے عیب دکھا دیتا ہے۔ جب اس کے دل کی نظر کام کرتی ہے۔تو اس کے لئے اس کی برائیاں چھپی نہیں رہتیں۔اور جب وہ اپنی برائیاں دیکھ لیتا ہے۔تو ان کا علاج آسان ہو جاتا ہے۔لیکن اکثر لوگ اپنی برائیوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے۔لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ غافل آنکھ کا اپنی ذرا شہتیر بھی

جو شخص اپنی برائیوں کو جاننا چاہتا ہے۔تو اس کے لئے چار طریقے ہیں۔

1- کسی صاحب نظر شیخ کے سامنے بیٹھے جس کی خود اپنے عیوب پر نظر ہو۔اور جو پوشیدہ برائیوں پر آگاہ ہو۔اور اپنے آپ کو درست رکھے۔اور برائیوں کو دور کرنے میں شیخ کی رہنمائی کا منتظر رہے۔اور یہ شیخ کے ساتھ مرید کا ادب ہے' اور شاگرد کا اپنے استاد سے۔لہٰذا اس کا مرشد اس کے نفس کی برائیوں سے اسے آگاہ کرتا رہے۔اور ساتھ ساتھ علاج بھی بتاتا رہے۔اور اس زمانے میں اس کا وجود بہت ہی کم ہے۔

2- ایسا مخلص اور سچا دوست تلاش کرلے جو صاحب بصیرت اور دیندار ہو۔اور اپنے نفس پر قابو رکھنے والا ہو۔اور اپنے دوست کے حالات و افعال اسے دکھاتا رہے۔اور جب بھی اس میں کوئی ظاہری یا باطنی برائی دیکھے تو اس پر اسے آگاہ کر دے۔اور اہل دانش اکابر آئمہ دین ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔اللہ تعالٰی اس آدمی پر رحم کرے۔جو مجھے

میری برائیوں پر آگاہ کرے۔اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنی برائیوں کے بارے میں پوچھتے۔جب کوئی آپ کے پاس آتا۔تو اس سے پوچھتے کہ اگر میری کوئی برائی تمہیں معلوم ہوئی ہو تو مجھے بتاؤ۔کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لوں۔ آپ اس سے اس کا اصرار کرتے۔اس پر ایک آدمی نے کہا۔کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم ایک دستر خوان پر دو سالن جمع کرتے ہو۔اور دن کو ایک لباس اور رات کو دوسرا لباس پہنتے ہو۔تو آپ نے پوچھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور بات معلوم ہوئی ہو تو بتاؤ۔انہوں نے کہا۔اور کوئی نہیں۔تو آپ نے فرمایا یہ دو برائیاں ہی کافی ہیں۔اور آپ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے۔اور انہیں کہتے۔کہ آپ منافقین کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دار ہیں۔کیا مجھ میں منافقت کی تو کوئی نشانی نہیں ہے۔آپ کا اس جلالت قدر اور بلند مرتبہ ہونے کے باوجود اپنے بارے میں یہ گمان تھا۔رضی اللہ عنہ تو جو آدمی عقلمند اور بلند مرتبہ ہوتا ہے۔وہ بہت کم خود پسند ہوتا ہے۔بلکہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا ہے۔مگر اب ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اور دوستوں میں بہت کم ہیں۔جو خوشامد نہ کرتے ہوں۔اور عیب بتاتے ہوں۔ یا حسد نہ کرتے ہوں۔لہٰذا ضرورت سے زیادہ تعریف کرتے ہیں۔اور حسد بھی کرتے ہیں۔یا مطلب پرست ہیں۔اور خواہ مخواہ عیب لگاتے ہیں۔یا چاپلوسی کرنے والے ہیں۔کہ تمہارے عیوب تم سے چھپاتے ہیں۔

اسی لئے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے الگ رہتے تھے۔آپ سے پوچھا گیا۔کہ آپ لوگوں سے مل جل کر کیوں نہیں رہتے؟ تو آپ فرماتے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہ کر کیا کروں؟ جو مجھ سے میرے عیب چھپاتے ہیں۔اور اہل دین کی یہ تمنا ہوتی تھی‘ کہ دوسروں کو تنبیہ کر کے خود اپنے عیوب سے ہوشیار رہیں۔اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ جو شخص ہمارے عیوب پر ہمیں آگاہ کرے۔اور ہماری خیر خواہی کرے‘ وہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔اور ایسا کیوں نہ ہو ہمارے ضعف

ایمان کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ کیونکہ برے اخلاق کاٹنے میں سانپوں اور بچھوؤں کی طرح ہیں۔ اگر کوئی ہمیں خبردار کرے۔ کہ ہمارے کپڑوں کے اندر بچھو ہے، جو کاٹ لے گا۔ تو ہم اس پر خوش ہوتے ہیں۔ اور بچھو کو ہٹانے اور مارنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ بچھو کے کاٹنے کی تکلیف بدن میں ایک آدھ دن تک رہتی ہے۔ اور برے اخلاق کا اثر صاف دل پر اندیشہ ہے کہ موت تک رہے۔

لیکن برائیوں پر آگاہ کرنے والوں سے نہ تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی برائی کے ازالے کی کوئی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ نصیحت کرنے والے سے مقابلے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تم بھی تو یہ یہ کام کرتے ہو۔ اور ان کی نصیحت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ان سے دشمنی کرنے لگتے ہیں۔ اور شبہ ہے کہ ہماری سنگ دلی سے ایسا ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ گناہوں کی کثرت ہے۔ ان سب باتوں کی وجہ ایمان کی کمزوری ہے۔

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ ہدایت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے۔ اور ہماری برائیاں ہماری نظروں کے سامنے کردے۔ اور ہمیں ان کی تلافی میں لگا دے۔ اور ہمیں اس شخص کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق بخشے، جو ہمیں ہماری برائیوں پر آگاہ کرے اور اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل و کرم کرے۔

3- اپنے نفس کی برائیاں معلوم کرنے کے لئے دشمنوں کی زبانوں سے فائدہ اٹھائے۔ کہ ناراض آنکھ برائیوں کو زیادہ نمایاں کرتی ہے۔ امید ہے کہ انسان کینہ ور دشمن سے جو اس کی برائیاں بیان کرتا رہتا ہے۔ چاپلوس دوست کی بہ نسبت زیادہ فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ دوست تو اس کی مدح سرائی کرتا اور عیب چھپاتا رہتا ہے۔ فطری طور پر تو انسان اپنے دشمن کی باتوں کا انکار کرتا ہے۔ اور اسے حسد پر محمول کرتا ہے۔ لیکن صاحب بصیرت آدمی دشمن کی باتوں سے اپنی برائیاں جاننے کا فائدہ اٹھالیتا ہے۔ کیونکہ دشمن کی زبان برائیوں کو خوب اچھالتی ہے۔

4- لوگوں سے مل جل کر رہے۔اور لوگوں میں جو مذموم حرکت نظر آئے۔اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔کیونکہ مومن دوسرے مومن کے لئے آئینے کی طرح ہے۔جو دوسرے کے عیوب میں اپنے عیوب دیکھ لیتا ہے۔اور سمجھتا ہے کہ خواہش کی پیروی کے سلسلے میں تمام طبیعتیں ایک جیسی ہیں۔کہ جو برائی ایک میں ہو گی۔دوسرے میں بھی اسی طرح یا اس سے بڑھ کر ہو گی۔یا کچھ کم ہو گی۔لہذا انسان اپنے آپ کو ٹٹولتا رہے۔

اور اپنے آپ کو ہر اس برائی سے پاک رکھے جو اسے دوسروں میں نظر آئے۔بس تمہیں دوسروں سے اتنا سیکھ لینا ہی کافی ہے۔اگر لوگ دوسروں کو دیکھ کر ناپسندیدہ اعمال چھوڑ دیں۔تو انہیں کسی ناصح کی ضرورت نہ رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔آپ نے آداب وتمیز کہاں سے سیکھے۔آپ نے فرمایا مجھے کسی نے تمیز نہیں سکھائی۔خود میں جاہلوں کی نادانی دیکھ کر اس سے بچتا رہا۔یہ سب کچھ اسے حاصل ہو سکتا ہے۔جسے ایک ذہین عارف عیوب نفس پر خبردار مہربان دین میں ہمدرد مل جائے۔جو اپنے نفس کی اصلاح سے فارغ ہو چکا ہو۔اور اب وہ بندگان خدا کا خیر خواہ بن کر ان کی اصلاح میں مصروف ہو گیا ہو۔جسے ایسا شخص مل گیا۔تو سمجھو اسے ایک طبیب میسر آ گیا۔اس کی صحبت میں رہے۔یہی طبیب روحانی اسے روحانی بیماریوں سے بچائے گا۔اور مہلک برائیوں سے اسے خلاصی دلائے گا۔

یہ بات سمجھ لو۔یہ جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔اگر تم اس پر عبرت کی نظر سے غور کرو گے۔تو تمہاری دل کی آنکھ کھل جائے گی۔اور علم اور یقین کے نور سے تم پر دلوں کے نقائص اور بیماریاں اور ان کے علاج منکشف ہو جائیں گے۔اور اگر اس سے قاصر رہو تو کسی پیشوا کی تعلیم اور پیروی سے تصدیق اور ایمان کا درجہ ضرور حاصل ہو جانا چاہئے۔کیونکہ علم کی طرح ایمان کا بھی ایک مرتبہ ہے۔اور علم کا مقام ایمان

کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ علم ایمان سے دوسرے درجہ پر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَیَرْفَعُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ☆ (سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱)

﴿جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں۔ اور جن کو علم عطاء کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا﴾

جس نے یہ بات سمجھ لی کہ خواہشات نفس کی مخالفت' اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا راستہ ہے۔ لیکن اس کی وجہ اور بھید سے واقف نہیں ہوا۔ تو وہ مومن ہے۔ اور اگر وہ ہمارے ذکر کردہ کے مطابق خواہشات نفسانی کے معاون ذرائع کے راز سے واقف ہو گیا۔ تو مومن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اہل علم میں سے بھی ہے۔

وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ☆ (سورہ النسآء آیت ۹۵)

﴿اور سب سے اللہ تعالیٰ نے نیک بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے﴾

ایمان کی یہ تفصیل و تفصیل قرآن مجید احادیث نبویہ اور اقوال علماء میں کثرت سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ☆ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ☆ (سورہ النازعات آیت ۴۱)

﴿جس نے نفس کو خواہش سے باز رکھا۔ تو یقیناً بہشت ہی اس کا ٹھکانہ ہے﴾

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی☆ (سورہ الحجرات آیت ۳)

﴿اللہ تعالیٰ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں﴾

کہتے ہیں کہ ان سے خواہشات کی محبت نکال دی گئی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مومن پانچ سختیوں میں پھنسا ہوتا ہے۔

1- مومن اس سے حسد کرتا ہے۔

2- منافق اس سے کینہ رکھتا ہے۔

3- کافر' اس سے لڑتا ہے۔

4- شیطان' اسے گمراہ کرتا ہے۔

5- نفس' اس سے جھگڑتا ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ نفس بڑا جھگڑالو دشمن ہے۔ اس کا مقابلہ مومن پر لازم ہے۔

روایت:

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ کہ اپنے اصحاب کو ہر قسم کی خواہشات سے ڈراؤ اور بچاؤ۔ اس لئے کہ جو دل خواہشات دنیا میں مگن ہیں' ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جو ان دیکھے غیبی وعدے پر موجودہ خواہش نفسانی کو ترک کر رہا ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے جو جہاد سے واپس آئے تھے فرمایا۔ خوش آمدید۔ تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑا جہاد کونسا ہے؟ فرمایا۔ نفس سے جہاد کرنا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اصل مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی

اطاعت میں اپنے نفس سے مقابلہ کرے۔ حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے نفس کو اذیت سے بچاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اس کی خواہش کی پیروی نہ کرو۔ ورنہ یہ روز قیامت تم سے جھگڑا کرے گا۔ پھر تم ایک دوسرے پر لعنت کرو گے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔ اور پردہ پوشی فرما دے تو خیر ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے اپنے نفس کا علاج کرنا بڑا مشکل نظر آتا ہے۔ کبھی میں اس پر بھاری ہوتا ہوں۔ اور کبھی یہ مجھ پر بھاری ہوتا ہے۔ حضرت ابوعباس موصلیؒ اپنے آپ سے فرمایا کرتے۔ اے نفس نہ تو تو شہزادوں کی طرح عیش کرتا ہے۔ اور نہ طلب آخرت میں عبادت گزاروں کے ساتھ مل کر کوشش کرتا ہے۔ گویا تو مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان لٹکا دیتا ہے۔ اے نفس! تجھے شرم نہیں آتی؟ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تیرے نفس کو ایک سرکش چوپائے سے زیادہ مضبوط لگام کی ضرورت ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ریاضت کی تلواروں سے اپنے نفس کا مقابلہ کرو۔ اور ریاضت کی چار قسمیں ہیں:

1- کم کھانا۔

2- کم سونا۔

3- کم بولنا۔

4- لوگوں سے اذیتیں برداشت کرنا۔

کم کھانے سے نفس کی موت واقع ہوتی ہے۔ اور کم سونے سے ارادے میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔ اور کم بولنے سے آفتوں سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اور اذیتیں اٹھانے سے منزل مقصود تک رسائی ہوتی ہے۔ اور بندے کے لئے ظلم کے وقت برداشت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

جب نفس میں خواہشات نفسانی اور گناہوں کے ارادے جنبش میں آئیں ۔ اور یا وہ گوئی کی لذت سر ابھارے ۔تو اس کے مقابلے کے لئے شب بیداری اور تہجد کے نیام سے تلوار نکال کر اٹھالو۔ اور قلت طعام خفیہ ہاتھ کی ضرب سے اس پر وار کرو۔ کہ ظلم اور انتقام سے باز رہے۔ اور لوگوں میں اس کی ہلاکتوں سے سلامت رہے اور خواہشات کے اندھیرے اس سے دور ہوں۔ اور تو اس کے خطرات سے نجات پائے۔ اس وقت تم ایک ہلکے پھلکے شفاف روحانی اور نورانی وجود بن جاؤ گے۔ اور بھلائیوں کے میدان میں گھومتے پھرو گے ۔ اور اطاعتوں کے راستوں کی سیر کرو گے ۔ جیسے تیز رفتار گھوڑا میدان میں دوڑتا ہے ۔ اور ایک بادشاہ باغ میں سیر کرتا پھرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ انسان کے دشمن تین ہیں:

1- دنیا۔

2- شیطان۔

3- نفس۔

بے طمع ہو کر دنیا سے بچو۔ اور شیطان سے اس کی مخالفت کر کے بچو۔ اور نفس سے نفسانی خواہشات ترک کر کے بچو۔ کسی دانا کا قول ہے۔ جس پر نفس غالب ہو جاتا ہے' وہ خواہشات کی محبت میں گرفتار اور تمناؤں کے قید خانے میں بند ہو جاتا ہے۔ وہ مجبور ہو کر ایسا جکڑا جاتا ہے۔ کہ اس کی باگ ڈور نفس کے ہاتھ ہوتی ہے۔ جو جدھر چاہے اسے کھینچ لے جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کا دل روحانی فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت جعفر بن حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ عالموں اور داناؤں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ نعمتیں نعمتوں کو ترک کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہیں۔ حضرت ابو یحییٰ وراقؒ فرماتے ہیں۔ جو اعضاء بدن کی خواہشات پر راضی ہو گیا۔ اس نے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ادھر پھیر دے۔ میں نے کہا۔ وہ تو اس نے کر دیا ہے۔ اب بتاؤ کام کیا ہے؟ کہنے لگا یہ بتاؤ! نفس کی بیماری کا علاج کب ہوتا ہے؟ میں نے کہا۔ جب نفس خواہشات کی مخالفت کرنے لگے! پھر وہ اپنے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ لے سن لے! میں نے تجھے سات مرتبہ یہ بات سمجھائی۔ لیکن تو نہیں مانا۔ مگر تو یہی کہتا رہا۔ کہ میں جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنو گا۔ لے اب تو تو نے سن لیا ہے۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔ میں اسے نہیں پہچان سکا کہ کون تھا۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ ٹھنڈا پانی مجھ سے دور رکھو۔ کہیں میں آخرت میں اس سے محروم نہ ہو جاؤں۔ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ میں کب بولا کروں؟ آپ نے فرمایا۔ جب خاموش رہنے کو دل چاہے۔ پوچھا پھر خاموش کب رہوں؟ فرمایا۔ جب بولنے کو دل چاہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ جو شخص جنت میں جانا پسند کرے۔ وہ دنیا کی خواہشات ترک کر دے۔

باب نمبر 77

# ایمان اور منافقت کا بیان

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سچ جانئے' اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر تشریف لائے ہیں' کو سچ جانئے' اور اس کے علاوہ ان پر عمل کرنے سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصَّادِقُوْنَ ☆ (سورۃ الحجرات آیت ۱۵) | ﴿مومن تو وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے۔ پھر شک میں نہ پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں﴾ |

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتَابِ وَالنَّبِیّٖنَ ☆ (سورہ البقرۃ آیت ۱۷۷) | ﴿بلکہ نیکی یہ ہے۔ کہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور روز آخر پر اور فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں﴾ |

لہٰذا ایمان کی تکمیل کے لئے بیس شرطیں لگائیں جیسے وعدہ پورا کرنا اور مصائب پر صبر کرنا وغیرہ۔ پھر ارشاد باری ہوا:

| | |
|---|---|
| اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ☆ | ﴿یہی لوگ ایمان میں سچے ہیں﴾ |

فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ☆

(سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱)

﴿اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا﴾

نیز اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ☆

(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

﴿جس شخص نے تم میں سے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی، اور دوسرے برابر نہیں﴾

نیز فرمایا:

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ☆

(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۳)

﴿ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف درجے ہیں﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ دروازے ہیں۔ زیادہ قریب دروازہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی تکمیل کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے۔ اور شرک خفی اور منافقت سے پاک ہونا بھی تکمیل ایمان کا باعث ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس میں چار باتیں ہونگی۔ وہ پکا منافق ہے خواہ وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے۔ اور اپنے گمان میں وہ مومن کہلائے۔

1- وہ شخص جو بات کرے تو جھوٹ بولے۔

2- اور جب وعدہ کرے پورا نہ کرے۔

3- جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

4- جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔ ایک روایت میں ہے۔ جب وعدہ

IqbalCyberLibrary All rights reserved ©2002-2006

کرے دھوکہ دے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔ دلوں کی چار قسمیں ہیں۔

1- صاف دل: جس میں چراغ روشن رہتا ہے۔ یہ مومن کا دل ہے۔

2- کشادہ دل: اس میں ایمان اور نفاق دونوں ہوتے ہیں۔ اس ایمان کی مثال ایک سبز پودے کی سی ہے۔ جسے پانی مٹھاس عطا کرتا ہے۔ اور نفاق کی مثال اس زخم کی سی ہے۔ جس میں گندا پانی اور پیپ پیدا ہوتی ہے۔ اس دل میں جونسے مادے کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ دل اسی طرح کا ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں۔ جو مادہ غالب آتا ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اس امت کے منافق زیادہ تر قرا ہونگے۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ اس امت میں شرک چیونٹی کے سیاہ پتھر پر چلنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کوئی آدمی ایک کلمہ منہ سے نکال کر موت تک کے لئے منافق ہو جاتا تھا۔ اور آج کل میں کئی آدمیوں سے دس مرتبہ ایسا کلمہ سنتا ہوں۔

کسی عالم کا قول ہے۔ وہ شخص منافقت کے بہت قریب ہے۔ جو یہ سمجھے کہ وہ نفاق سے پاک ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آج کل منافق بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگ اپنے نفاق کو چھپاتے تھے۔ اور آج کل ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ نفاق سچے اور کامل ایمان کی ضد ہے۔ اور مخفی ہے، کہ انہیں محسوس نہیں ہوتا۔ اور جو نفاق سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ اس سے بچ جاتے ہیں۔ اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس سے پاک ہیں۔ وہ اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ آج کل منافق نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر منافق ختم ہو جائیں تو راستے ویران اور وحشتناک ہو جائیں اور اگر علامت کے طور پر منافقوں کے دمیں لگ جائیں۔ تو ہمارے لئے زمین پر چلنا مشکل ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو حجاج بن یوسف کی برائی کرتے سنا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا۔ کیا خیال ہے۔ اگر وہ شخص یہاں موجود ہوتا۔ تو تم اس پر نکتہ چینی کرتے؟ وہ کہنے لگا نہیں! آپ نے فرمایا۔ اس کو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں منافقت سمجھتے تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس کی دنیا میں دو زبانیں ہونگی۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی دو زبانیں بنا دے گا۔ اور بدترین آدمی دو چہروں والا ہوتا ہے۔ جو ایک کے پاس ایک چہرے کے ساتھ اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ آتا ہے۔ یعنی چغل خوری کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا۔ کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں منافقت کا کوئی خطرہ نہیں۔ آپ نے فرمایا واللہ اگر میں جان لیتا کہ میں نفاق سے پاک ہوں۔ یہ میرے لئے زمین بھر سونے سے زیادہ محبوب ہوتا۔ نیز آپ نے فرمایا۔ کہ نفاق یہ ہے کہ زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ ہو۔ اندر کچھ ہو۔ باہر کچھ ہو۔ باطن میں کچھ ہو ظاہر میں کچھ ہو۔

ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں منافق ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو منافق ہوتا تو منافقت سے نہ ڈرتا۔ کیونکہ منافق' منافقت سے بے خوف ہوتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ایک سو تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک سو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا ہوں۔ سب نفاق سے ڈرتے تھے۔

روایت:

مروی ہے کہ اللہ تعالی کے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں جلوہ افروز تھے۔ کہ انہوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا۔ اور اس کی خوب تعریف کی۔ اسی دوران میں وہ شخص وہاں آ گیا۔ اور اس کے چہرے سے وضو کرنے کی وجہ سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ اور اس نے اپنے جوتے ہاتھ میں لٹکا رکھے تھے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی شخص ہے جس کی ہم تعریف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس کے چہرے پر ایک شیطانی داغ نظر آ رہا ہے۔ اس شخص نے آ کر سلام کیا اور لوگوں کے اندر بیٹھ گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا۔ میں تمہیں اللہ تعالی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب تم ان لوگوں میں آئے ہو تو کیا تمہارے دل میں یہ خیال آیا تھا۔ کہ ان میں تم سے بہتر کوئی نہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں خدا شاہد ہے ایسا ہی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے ہوئے بارگاہ الہی میں عرض کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا عَلِمْتُ وَلِمَا لَمْ اَعْلَمْ ☆ | ﴿اے اللہ میں تجھ سے ان کوتاہیوں کی جنہیں میں جانتا ہوں یا جنہیں نہیں جانتا، بخشش چاہتا ہوں﴾ |

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی ڈرتے ہیں؟ فرمایا میں کس بات پر بے خطر ہو جاؤں۔ حالانکہ دل خدائے رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ انہیں جدھر چاہے پھیر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالی کا فرمان گرامی ہے:

وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ☆ (سورۃ الزمر آیت ۴۷)

﴿اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہوئے جن کا انہیں گمان بھی نہ تھا﴾

اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے۔انہوں نے بہت سے اعمال نیکی سمجھ کر کیئے۔لیکن روز قیامت وہ برائیوں کے پلڑے میں ڈالے جائیں گے۔

حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔اگر ایک انسان کسی باغ میں جائے۔جس میں طرح طرح کے درخت ہوں۔اور ان درختوں پر طرح طرح کے پرندے ہوں۔اور ہر پرندہ اپنی زبان میں مخاطب ہو کر اس سے کہے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ" اے اللہ کے ولی تم پر سلام ہو۔اور اس کا نفس پر سکون ہو جائے۔تو سمجھ لو کہ یہ انسان نفس کے ہاتھوں میں اسیر ہے۔

ان احادیث نبویہ اور اقوال صحابہؓ سے تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ معاملہ کتنا سنگین ہے۔اور نفاق اور شرک خفی کتنا دقیق ہے۔اور اس سے بچنا کتنا مشکل ہے۔یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بارے میں پوچھا کرتے۔کہ کہیں منافقوں میں میرا ذکر تو نہیں ہوا؟ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔میں نے ایک امیر سے کوئی غلط بات سنی۔تو میں نے اس کی تردید کرنا چاہی۔مجھے خطرہ تھا کہ وہ میرے قتل کا حکم دے دے گا۔حالانکہ میں موت سے نہیں ڈرتا۔لیکن میں اس بات سے ڈر گیا۔کہ مرتے وقت مجھے لوگوں کی تعریف کا خیال نہ آ جائے۔اور یہ نفاق صفاء ایمان، کمال ایمان، صدق ایمان اور حقیقت ایمان کے منافی ہے۔اصل ایمان کے نہیں۔

نفاق دو قسم کے ہیں۔ایک وہ ہے جس سے انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے۔اور کفر سے جا ملتا ہے۔اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے والوں کے راستے پر چل پڑتا ہے۔اور دوسرا منافق ایسا ہے۔کہ کچھ عرصہ نار دوزخ میں رہ کر اہل علیین کے درجہ سے کم ہو کر صدیقوں کے مقام سے پست رہتا ہے۔

باب نمبر 78

# غیبت اور چغل خوری کی ممانعت کا بیان

غیبت کی تو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص قرآن مجید میں مذمت فرمائی ہے۔ اور اسے مردار کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَایَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ ☆ (سورۃ الحجرات آیت ۱۲)

﴿اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کریگا۔ کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم ضرور اسے ناپسند کرو گے﴾

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ ☆

﴿تمام مسلمانوں کی جان، مال، عزت ایک مسلمان کے لئے قابل احترام ہے﴾

اور غیبت تو عزت کے ہی درپے ہوتی ہے۔ اور اللہ نے مال اور جان کی حرمت کو ایک جگہ اکٹھا فرمادیا ہے۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہ ایک دوسرے پر حسد کرو۔ نہ دشمنی رکھو۔ نہ کرید کرو۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے منہ موڑو۔ اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو جاؤ۔

حضرت جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ غیبت سے بچو کیونکہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے۔ تو اس سے توبہ کرلیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوگی

جب تک وہ مالک سے معافی نہ مانگے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا۔ جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو چھیل رہے تھے۔

میں نے کہا۔ جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے۔ اور ان کی عزتوں کے درپے ہوتے تھے۔

حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہو کر عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی اچھی بات بتائیں جس سے میں فائدہ اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ کسی نیکی کو معمولی نہ سمجھنا۔ چاہے اتنا ہو کہ تم کسی پانی طلب کرنے والے کے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈال دو۔ یا خندہ پیشانی سے اپنے بھائی سے مل لو۔ اور اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کی غیبت نہ کرو۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا حتیٰ کہ گھروں میں خواتین کو بھی سنا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو۔ دل سے نہیں۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔ اور نہ ان کی پردہ دری کرو۔ کیونکہ جو کسی بھائی کی پردہ دری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پردہ دری کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر میں ہی رسوا کر دیتا ہے۔

روایت:

کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرا وہ جنت میں جانے والا سب سے آخری شخص ہوگا۔ اور جو بن توبہ کیے مر گیا۔ وہ دوزخ میں جانے والا سب سے پہلا شخص ہوگا۔

ایک عجیب وغریب واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

گئیں۔اور لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا اور سود کا تذکرہ فرمایا۔اور اس معاملے کو عظیم گناہ قرار دیا اور فرمایا کہ ایک درہم جو سود کے ذریعے سے آدمی کو ملے اللہ تعالٰی کے ہاں چھتیس بار زنا کرنے سے گناہ میں زیادہ بڑھ کر ہے۔اور سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی عزت کے درپے ہونا ہے۔

چغل خوری ایک قابل مذمت عادت ہے۔فرمان باری تعالٰی ہے:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ☆ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ☆ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ☆ (سورہ القلم آیت ۱۱تا۱۳)

﴿طعن آمیز اشارتیں کرنے والا، چغلیاں لئے پھرنے والا۔ مال میں بخل کرنے والا۔ حد سے بڑھا ہوا بدکار، سخت خو اور اس کے علاوہ بدذات ہے﴾

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "زنیم حرامی" جو بات کو چھپا نہیں سکتا۔اس سے اس طرف اشارہ ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو بات کو چھپا کر نہیں رکھتا۔اور چغلی کرتا پھرتا ہے۔اس کے حرامی ہونے کی دلیل ہے۔نیز اللہ تعالٰی کا فرمان گرامی ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ☆ (سورۃ ہمزہ آیت ۱)

﴿ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے﴾

مفسر کہتے ہیں۔ کہ ھمزہ سے مراد چغل خور ہے۔پھر فرمایا:

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ☆ (سورہ اللہب آیت ۴)

﴿ایندھن اٹھانے والی﴾

سے مراد بھی بعض کہتے ہیں باتیں اٹھائے پھرنے والی عورت"

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا☆ (سورۃ التحریم آیت ۱۰) | ﴿ان دونوں نے ان دونوں کی خیانت کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ کام نہ آئے﴾ |

مفسرین کہتے ہیں۔ کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی قوم کے مہمانوں کی خبر دیتی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی خبر دیتی تھی کہ نوح علیہ السلام دیوانے ہیں۔

اور فرمان رسول گرامی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

| | |
|---|---|
| لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ☆ | ﴿کہ چغل خور بہشت میں نہیں جائے گا﴾ |

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

| | |
|---|---|
| لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ☆ | ﴿کہ لگائی بجھائی کرنے والا بہشت میں نہیں جائے گا﴾ |

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔ تم میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ ہے جو اخلاق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ جن کے پاس آس پاس سے لوگ آئیں۔ جو لوگوں سے شفقت سے پیش آئیں اور لوگ بھی ان سے الفت رکھیں۔ اور تم میں سے نہایت ناپسندیدہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لوگ ہیں جو چغلی کرتے پھرتے ہوں۔ اور بھائیوں میں پھوٹ ڈالتے ہوں۔ اور پاک دامن لوگوں کی برائیاں تلاش کرتے ہوں۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

جلالہٗ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! تمہارے اندر آٹھ طرح کے شخص داخل نہیں ہو سکیں گے۔

1- دائمی شراب خور۔

2- زنا کاری کا عادی۔

3- لگائی بجھائی کرنے والا یعنی چغل خور۔

4- بے غیرت۔

5- پولیس والا۔

6- ہیجڑا۔

7- قطع رحمی کرنے والا۔

8- وہ جو اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں ایسا ایسا کام نہیں کروں گا۔ پھر اس پر پورا نہ اترے۔

روایت:

حضرت کعب الاحبارؓ روایت فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی مرتبہ بارش کے لئے دعا کی۔ لیکن ان پر بارش نہ ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی۔ کہ میں اس وقت تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی دعا قبول نہیں کروں گا۔ جب تک تمہارے پاس چغل خور موجود ہے۔ اور چغل خوری کرتا رہے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ پروردگار مجھے بتائیں وہ کون ہے؟ تاکہ میں اسے اپنے درمیان سے نکال باہر کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں چغل خوری سے روکتا ہوں اور خود چغل خوری کروں؟ لہٰذا سب نے توبہ کی اور ان پر بارش ہوئی۔

روایت:

کہتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دانا آدمی کے پاس سات باتیں معلوم کرنے کے لئے

سات سو میل کا سفر طے کر کے پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کے خدا داد علم سے استفادہ کرنے آپ کے پاس آیا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ آسمان سے بھاری کونسی چیز ہے۔ اور زمین سے زیادہ کشادہ کیا چیز ہے۔ اور پتھر سے زیادہ سخت کونسی چیز۔ اور آگ سے زیادہ گرم کونسی چیز ہے۔ اور زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی اور سمندر سے زیادہ بے نیاز کونسی ہے۔ اور یتیم سے زیادہ رسوا کون ہے؟

دانا شخص نے جواب دیا:

1- پاک دامن پر الزام لگانا آسمانوں سے زیادہ بھاری ہے۔

2- اور "حق" زمین سے زیادہ کشادہ ہے۔

3- اور قناعت کرنے والا دل سمندر سے زیادہ بے نیاز ہے۔

4- اور حسد آگ سے زیادہ گرم ہے۔

5- اور کسی رشتہ دار کے پاس کوئی حاجت لے کر جانا جو پوری نہ ہو زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی ہے۔

6- اور کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے۔ اور چغل خوری کا راز جب فاش ہو جائے تو وہ یتیم سے زیادہ رسوا اور لاچار ہے۔ اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مَنْ نَمَّ فِی النَّاسِ لَمْ تُؤْمَنْ عَقَارِبُہٗ ... عَلَی الصَّدِیْقِ وَلَمْ تُؤْمَنْ اَفَاعِیْہِ

کَالسَّیْلِ بِاللَّیْلِ لَا یَدْرِیْ بِہٖ اَحَدٌ ... مِنْ اَیْنَ جَآءَ وَلَا مِنْ اَیْنَ یَأْتِیْہِ

اَلْوَیْلُ لِلْعَھْدِ مِنْہُ کَیْفَ یَنْقُضُہٗ ... وَالْوَیْلُ لِلْوُدِّ مِنْہُ کَیْفَ یُنْفِیْہِ

جو شخص چغل خوری کرتا ہے اس کے سانپوں اور بچھوؤں سے دوست بھی محفوظ نہیں رہتے۔ وہ رات کو آنے والے سیلاب کی مانند ہے۔ جس کے بارے میں کوئی نہیں

جانتا کہ کہاں سے آیا کہاں کو گیا۔ اس وعدے پر افسوس ہے جسے وہ کر کے توڑ دیتا ہے۔ اور اس دوستی پر تف ہے جو لگاتا ہے اور توڑ دیتا ہے۔ کسی اور نے کہا ہے۔

یَسْعٰی عَلَیْکَ کَمَا یَسْعٰی      تَـاْمَنْ غَوَائِلَ ذِیْ وَجْھَیْنِ
اِلَیْکَ فَـــــلَا      کَیَّـــــاد

جو تیرے پاس دوسروں کی چغلی کرتا ہے۔ وہ تیری بھی کرتا ہے۔ ایسے دوغلے مکار سے تم بچ نہیں سکتے۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 79

# شیطان کی دشمنی کا بیان

فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دل میں دو جذبے ہوتے ہیں۔ ایک جذبہ فرشتے کی طرف سے ہوتا ہے۔ جو نیکی کا اور حق کی تصدیق کا وعدہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو وہ اللہ سبحانہٗ کی جانب سے ہوگا۔ اس صورت میں اللہ تعالٰی کی حمد وثناء کرنا چاہئے۔ اور ایک جذبہ دشمن کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس میں برائی کا اور حق کو جھٹلانے کا اور بھلائی سے روکنے کا وعدہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو۔ اسے شیطان مردود سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگنا چاہئے۔

پھر آپ نے اللہ تعالٰی کا یہ فرمان گرامی پڑھا:

| | |
|---|---|
| اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَوَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ☆ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۸) | ﴿شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے۔ اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے﴾ |

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دو ارادے ہیں جو دل میں گھومتے رہتے ہیں۔ ایک ارادہ اللہ تعالٰی کی جانب سے ہوتا ہے۔ اور ایک ارادہ دشمن کی جانب سے ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالٰی اس بندے پر رحم فرمائے' جو اس دلی ارادے کے وقت سوچنے کے لئے توقف کرتا ہے۔ تو جو ارادہ اللہ تعالٰی کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس کو کر گزرتا ہے۔ اور جو دشمن کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس کا مقابلہ کرتا ہے۔

حضرت جابر بن عبیدہ العدوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت علاء بن زیادہ رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی۔ کہ میرے دل میں وسوسے آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دل کا حال بھی ایک گھر کی طرح ہے۔ جس میں چور آجاتے ہیں۔ اگر گھر میں کچھ ہوتا ہے۔ تو وہ لے جاتے ہیں۔ ورنہ خالی چلے جاتے ہیں۔ اور خواہشات

سے خالی دل میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ ﴿جو میرے مخلص بندے ہیں۔

عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ☆ ان پر تیرا کوئی زور نہیں﴾

(سورہ الاسراء آیت ٦٥)

تو جو خواہش کی پیروی کرے گا وہ خواہش کا غلام ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ اسی وجہ سے شیطان اس پر غالب ہو جائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ ﴿بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا۔

هَوَاهُ ☆ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود

(سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۳) بنا رکھا ہے﴾

یہ اشارہ ہے کہ جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا۔ وہ خواہش کا بندہ ہے۔ نہ کہ بندۂ خدا۔

اسی لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' شیطان میرے اور میری نماز اور قرات کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں۔ جب تم اسے محسوس کرو۔ تو اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ کر اپنے بائیں جانب تین دفعہ پھونک مار دو۔ فرماتے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری شکایت دور فرما دی۔

حدیث شریف میں ہے۔ وضو کا بھی ایک شیطان ہوتا ہے۔ جسے ولہان کہتے ہیں۔ اس سے بھی اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ اور دل سے شیطان کو ذکر الٰہی ہی دور کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ شیطان کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب دل میں کوئی دوسری چیز آتی ہے۔ تو پہلی نابود ہو جاتی ہے۔ سوائے ذکر الٰہی کے کہ اسے کوئی چیز نابود نہیں کر سکتی۔ اور ذکر الٰہی کے سوا ہر چیز میں شیطان کا دخل ہو سکتا ہے۔ اور ذکر الٰہی شیطانی خطرے

محفوظ ہوتا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ اس میں شیطان کا گزر نہیں ہوتا۔ اور ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے ہوتا ہے۔ اور تمام شیطانی خیالات کی ضد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ کہ اس کے تصرف اور زور کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگی جائے۔ اس وقت یہ کلمات پڑھنے چاہئیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ☆

﴿میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں اور تصرف اور طاقت صرف اللہ عالی قدر اور صاحب عظمت کو ہے﴾

اور یہ عمل انہی پرہیز گاروں سے ہو سکتا ہے۔ جن پر ذکر الٰہی کا غلبہ رہتا ہے۔ اور شیطان فرصت کے اوقات میں ان کو داؤ میں پھنسانے کے لئے پھرتا رہتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَاهُمْ مُّبْصِرُوْنَ ☆

(سورۃ الاعراف آیت ۲۰۱)

﴿جو لوگ پرہیز گار ہیں۔ جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ تو چونک پڑتے ہیں۔ اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں﴾

اور اللہ کے اس فرمان:

وَمِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ☆

کے بارے میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وسوسہ شیطانی پھیل کر دل

پر حاوی ہو جاتا ہے۔ لیکن جب بندہ ذکر الٰہی میں مصروف ہوتا ہے۔ تو وہ سکڑ کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب بندہ ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے تو وہ پھر پھیل جاتا ہے۔ شیطانی خیال ذکر الٰہی سے ایسے بھاگتا ہے جیسے روشنی سے اندھیرا بھاگ جاتا ہے۔ اور دن سے رات بھاگ جاتی ہے۔ کیونکہ ذکر الٰہی اور شیطانی خیال' ایک دوسرے کے مخالف امر ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِستَحوَذَ عَلَیهِمُ الشَّیطٰنُ فَاَنسٰھُم ذِکرَ اللّٰہِ ☆ (سورۃ المجادلہ آیت ۱۹)

﴿ شیطان نے انہیں قابو میں کر لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد انہیں بھلا دی ہے ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ الشَّیطٰنَ وَاضِعٌ خُرطُومَہٗ عَلٰی قَلبِ ابنِ اٰدَمَ فَاِن ھُوَ ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَنَسَ وَاِن نَسِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی اِلتَقَمَ قَلبَہٗ ☆

﴿ شیطان اپنی سونڈ انسان کے دل پر رکھے رہتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ تو شیطان اس دل کو لقمہ بنا لیتا ہے ﴾

حضرت وضاح رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ جب انسان چالیس برس کا ہو جاتا ہے۔ اور توبہ نہیں کرتا۔ تو شیطان اس چہرے کو اپنے ہاتھ سے مسخ کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے باپ کی قسم یہ اس شخص کا چہرہ ہے جو نجات نہیں پائے گا۔

جیسے خواہشات انسان کے گوشت اور خون سے چپٹی رہتی ہیں۔ اسی طرح شیطانی

طاقت بھی انسانی گوشت اور خون میں سرایت کیے رہتی ہے۔اور چاروں طرف سے دل کو گھیرے رکھتی ہے۔اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ فَضَیِّقُوْا مَجَارِیَهٗ بِالْجُوْعِ ☆

﴿شیطان انسان کے خون کے راستے سے چلتا ہے۔اس لئے فاقے کے ذریعے اس کے راستوں کو بند کردو﴾

اس لئے کہ فاقہ خواہش کو توڑ دیتا ہے۔اور شیطان کے چلنے کا راستہ شہوات نفسانی ہیں۔جو دل کو چاروں جانب سے گھیرے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بارے خبر دیتے ہوئے فرمایا۔کہ شیطان نے کہا:

لَاَقْعُدَنَّ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ☆ (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۔۱۷)

﴿میں تیرے سیدھے راستے پر ان کو گمراہ کرنے کے لئے بیٹھوں گا۔پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف) سے آؤں گا﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔کہ شیطان انسان کے کئی راستے روک کر بیٹھتا ہے۔ایک تو اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے۔اور کہتا ہے۔تم اسلام لے آئے ہو۔اور اپنے باپ دادوں کے دین کو چھوڑ رہے ہو؟ تو انسان اس کی بات سے انکار کرتا ہے۔اور اسلام پر قائم رہتا ہے۔پھر ہجرت کے راستے پر بیٹھتا ہے۔اور کہتا ہے۔کہ تم اپنی زمین اور فضا کو چھوڑ کر جا رہے ہو؟ انسان اس کی بات ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔اور ہجرت کر جاتا ہے۔پھر جہاد کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

جو چپ رہے تو ہلاک ہو۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے

يَا اَيُّهَا السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ    حُبُّكَ بَيْنَ الْحَشَا مُقِيْمُ
يَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُوْنِيْ    اَنْتَ بِمَا مَرَّبِيْ عَلِيْمُ

(اے میرے کریم آقا! تیری محبت میرے دل میں سمائی ہوئی ہے۔ اے میری پلکوں سے نیند دور کرنے والے۔ مجھ پر جو گزرتی ہے تو سب جانتا ہے)

ایک اور صاحب کہتے ہیں

عَجِبْتُ لِمَنْ يَقُوْلُ ذَكَرْتُ اِلْفِيْ    وَهَلْ اَنْسٰى فَاذْكُرُ مَا نَسِيْتُ
اَمُوْتُ اِذَا ذَكَرْتُكَ ثُمَّ اَحْيٰى    وَلَوْلَا حُسْنُ ظَنِّيْ مَا حَيِيْتُ
فَاَحْيٰى بِالْمُنٰى وَاَمُوْتُ شَوْقًا    وَكَمْ اَحْيٰى عَلَيْكَ وَكَمْ اَمُوْتُ
شَرِبْتُ الْحُبَّ كَاْسًا بَعْدَ كَاْسٍ    فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَلَا رَوِيْتُ
فَلَيْتَ خَيَالَهُ نَصْبٌ لِعَيْنِيْ    فَاِنْ قَصَّرْتُ فِيْ نَظَرِيْ عَمِيْتُ

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو میرے بارے میں کہتا ہے۔ کہ میں اپنے محبوب کو یاد کرتا ہوں تو کیا میں اسے بھول گیا ہوں؟ جو اسے پھر سے یاد کر رہا ہوں۔ اے میرے محبوب! میں تجھے یاد کرتا ہوں تو مر جاتا ہوں پھر زندہ ہوتا ہوں۔ اگر میں خوش گمان نہ ہوتا تو زندہ نہ ہوتا۔ میں تیری آرزوؤں میں جیتا ہوں۔ اور تیرے شوق میں مرتا ہوں۔ بہت دفعہ جیتا ہوں بہت دفعہ مرتا ہوں۔ میں تیری محبت کے پیالے بھر بھر کہ پیتا ہوں۔ نہ شراب ختم ہوتی ہے نہ میرا جی بھرتا ہے۔ کاش اس کا تصور میری

آنکھوں میں سما جائے ۔ اگر میں دیکھنے میں کوتاہی کروں تو اندھا ہو جاؤں حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا ایک دن فرمانے لگیں ۔ کوئی بتائے میرا محبوب کہاں ہے؟ آپ کی ایک ملازمہ نے کہا ۔ ہمارا محبوب ہمارے پاس ہے ۔ لیکن دنیا نے ہمیں اس سے جدا کر دیا ہے ۔

حضرت ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی ۔ میں اپنے بندے کے دل کے اندر جھانکتا ہوں اور مجھے اس میں دنیا کی محبت دکھائی نہیں دیتی ' تو میں اسے اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں ۔ اور اس کی حفاظت کا ذمہ لے لیتا ہوں ۔ کہتے ہیں ۔ حضرت سمنوں رحمۃ اللہ علیہ ایک دن محبت پر گفتگو فرما رہے تھے ' کہ ایک پرندہ اڑتا ہوا آپ کے سامنے آیا اور زمین پر زور زور سے اپنی چونچ مارنے لگا ۔ حتیٰ کہ اس میں سے خون بہنے لگا ۔ اور مر گیا ۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اے اللہ تعالیٰ! تو جانتا ہے ۔ کہ تیری محبت کے انعام کے مقابلہ میں جنت میری نظر میں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی نہیں ۔ تو نے اپنی محبت سے مجھے ہر چیز بھلا دی ہے ۔ اور اپنی عظمت کے فکر میں ہر چیز سے فارغ کر دیا ہے ۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی وہ حقیقت میں زندہ ہے ۔ اور جو دنیا کی طرف جھک گیا ۔ وہ رسوا ہو گیا ۔ اور بے وقوف بے حقیقت چیزوں میں صبح و شام گزارتا ہے ۔ اور عقلمند اپنے عیبوں کی تلاش میں رہتا ہے ۔

## نفس کا محاسبہ:

اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے:

يَـا يُّهَـا الَّـذِيْـنَ امَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ ☆ (سورۃ الحشر آیت ۱۸)

﴿اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے۔ کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے؟﴾

یہ آیت مبارکہ اس طرف اشارہ ہے۔ کہ گزشتہ اعمال پر نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے۔

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے' اپنے نفس سے حساب لے لو۔ اور اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال تولے جائیں۔ اپنے اعمال خود تول لو۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو واقعی نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم کوئی کام کرنا چاہو تو اس کا انجام سوچ لو۔ اگر درست ہو۔ تو کر گزرو۔ اور اگر غلط ہو تو اس سے باز رہو۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ کہ عقلمند کو چاہئے کہ عمل کے لئے چار ساعتیں مقرر کرے۔ جن میں سے ایک ساعت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَتُـوْبُــوْآ اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَــا الْـمُـؤْمِـنُـوْنَ لَـعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ☆ (سورہ النور آیت ۳۱)

﴿اور اللہ تعالیٰ کے حضور' اے ایمان والو تم سب توبہ کرو' تاکہ تم کامیابی حاصل کرو﴾

اور توبہ کا عمل کرنے کے بعد اس پر ندامت کی نظر ڈالنا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعالٰی وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ مِائَۃَ مَرَّۃً ☆ | ﴿کہ میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرتا ہوں﴾ |

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَاھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ☆ (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۱) | ﴿جو لوگ پرہیزگار ہیں۔ جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ تو چونک پڑتے ہیں اور دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں﴾ |

All rights reserved.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ جب رات ہوتی تو اپنا درہ پیروں پر مار کر اپنے آپ سے کہتے۔ کہ بتاؤ آج تم نے کیا عمل کیا؟ حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں میں شامل نہیں ہوسکتا۔ جب تک وہ اپنے نفس سے اپنے شریک کار سے زیادہ سخت حساب نہ لے۔ اور ایک کام میں دو شریک آدمی کام کے بعد ایک دوسرے سے حساب لیتے ہیں۔

روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے موت کے وقت فرمایا۔ مجھے تمام لوگوں میں حضرت عمرؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ پھر آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ میں نے کیا کہا؟ حضرت عائشہؓ نے ان کی بات دہرائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی شخص زیادہ معزز نہیں۔ دیکھیں آپ نے ایک بات کے بعد سوچ کر کیسے دوسری بات کہی۔

پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بات پر غور کرو۔ جب انہوں نے نماز کی حالت میں خوبصورت پرندے کو دیکھا اور اس کے دھیان میں لگ گئے۔ جب اپنے اس عمل پر غور کیا تو ندامت سے اپنا باغ ہی اللہ کی راہ میں دے دیا۔ تا کہ گزشتہ کوتاہی کی تلافی ہو جائے۔

اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا واقعہ جو لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھائے چلے جا رہے تھے۔ تو کسی نے آپ سے کہا۔ ابو یوسف آپ کے گھر میں اور اہل و عیال میں خوشحالی ہے۔ پھر آپ یہ مشقت کیوں اٹھا رہے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ تا کہ میں اپنے نفس کو آزماؤں کہ اسے یہ بات عجیب تو نہیں لگتی۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مومن اپنے نفس پر بھاری ہوتا ہے۔ اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اور ان لوگوں کا حساب کتاب روز قیامت آسان ہوگا۔ جو دنیا میں اپنا محاسبہ کرتے رہے۔ اور ان لوگوں کا حساب کتاب روز قیامت مشکل ہوگا۔ جو بغیر محاسبہ کے زندگی گزار گئے۔ پھر آپ نے محاسبہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ مومن کو ایک چیز اچھی لگتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ اللہ! اللہ! تو مجھے اچھی لگتی ہے۔ اور تو میری ضرورت بھی ہے۔ لیکن میری اور تمہاری جدائی ہے۔ یہ عمل کرنے سے پہلے محاسبہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ پھر مومن کے پاس وہ چیز وافر ہو جاتی ہے۔ تو وہ دل میں سوچ کر کہتا ہے۔ میں اسے کیا کروں گا؟ واللہ میں اسے نہیں لوں گا۔ واللہ میں اسے کبھی نہ لوں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دن سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہر سے باہر نکلے ہیں۔ تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے نکلا۔ یہاں تک کہ آپ ایک احاطہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے احاطے کے اندر سے دیوار کے پیچھے سے آپ کی آواز سنی۔ کہ وہ اپنے آپ سے کہہ رہے تھے۔ عمر بن خطاب امیر المومنین! شاباش۔ شاباش۔ شاباش! واللہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو ورنہ وہ تمہیں سزا دے

گا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

☆ وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ ﴿میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی﴾

(سورۃ القیامۃ آیت ۲)

یہ نفس لوامہ ہر مومن کو ملامت اور تنبیہ کرتا رہتا ہے۔ کہ تو نے یہ کیوں کہا۔ تو نے یہ کیوں کھایا۔ یہ کیوں پیا۔ اور فاسق و فاجر اپنی رو میں بہتا چلا جاتا ہے۔ اسے نفس ملامت نہیں کرتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر اپنی رحمت کرے۔ جو اپنے نفس سے کہتا ہے۔ کیا تو نے یہ کام نہیں کیا؟ کیا تو نے یہ نہیں کہا؟ پھر اس کی مذمت کرتا ہے۔ پھر اسے کتاب اللہ کا پابند کرتا ہے۔ اور اس کی قیادت کرتا ہے۔ یہ نفس کی ملامت اور تنبیہ ہوتی ہے۔ میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پرہیز گار آدمی' ظالم بادشاہ اور کینہ ور شریک سے بھی زیادہ نفس سے ہوشیار رہتا ہے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے نفس کو تصور دلایا۔ کہ میں بہشت میں پھل کھا رہا ہوں۔ اس کی نہروں سے پانی پی رہا ہوں۔ اور دوشیزاؤں سے ہمکنار ہو رہا ہوں۔ پھر میں نے اسے تصور دلایا کہ میں جہنم میں تھوہر کھا رہا ہوں۔ اور پیپ پی رہا ہوں۔ اور زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ میں نے نفس سے کہا۔ تو ان میں سے کیا چاہتا ہے۔ نفس نے جواب دیا۔ میں دنیا میں رہ کر نیک اعمال کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا اب تیری مرضی ہے کہ تو نیک اعمال کرے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے

ہوئے سنا۔آپ کہہ رہے تھے۔اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت کرے' جو اپنا حساب خود لے لے اس سے پہلے کہ حساب دوسروں کے ہاتھ چلا جائے۔اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت کرے جو اپنے عمل کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے اور دیکھے کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت کرے جس نے اپنے ناپ تول پر نظر ڈالی۔آپ اسی طرح بیان کرتے رہے۔حتیٰ کہ انہوں نے مجھے رلا دیا۔

حکایت:

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے ایک رفیق بیان کرتے ہیں۔کہ میں مسلسل آپ کے ہمراہ رہا۔آپ رات کو اکثر نماز اور دعاء میں مصروف رہتے تھے۔اور کبھی چراغ کے پاس آ کر اپنی انگلی اس کی لو پر کر دیتے۔جب آگ کی شدت محسوس ہوتی۔تو اپنے نفس سے کہتے۔اے احنف! تم نے کس برتے پر آج یہ کام کیا؟

# سچ کو جھوٹ سے ملانے کا بیان

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ قرآن مجید لوگوں کے دلوں میں اس طرح پرانا (بوسیدہ) ہو جائے گا۔ جس طرح کپڑا آدمی کے بدن پر بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ سب لوگوں میں لالچ آجائے گا۔ اور خوف خدا نہیں رہے گا۔ آدمی کوئی نیک عمل کر کے کہے گا۔ میرا عمل ضرور قبول ہو گا۔ اور برا کام کر کے کہے گا۔ میری بخشش ہو جائے گی۔ حدیث پاک میں بتایا ہے۔ کہ ان میں خوف خدا کی جگہ لالچ آجائے گا۔ اس لئے کہ وہ قرآنی تنبیہات سے غافل ہو جائیں گے۔ نصاریٰ کے بارے میں بھی کتاب اللہ میں یہی کچھ بتایا گیا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ☆ (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۹)

﴿پھر ان کے بعد ناخلف ان کے قائم مقام ہوئے۔ جو کتاب کے وارث ہوئے۔ یہ اس ذلیل دنیا کا مال و متاع لے لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بخش دیئے جائیں گے﴾

"وہ کتاب کے وارث ہوئے" سے مراد علماء لوگ ہیں۔ دنیا کا معمولی مال لے لیتے ہیں۔ یعنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں حرام حلال کا کچھ خیال نہیں رکھتے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ☆ | ﴿اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں﴾ |
| (سورہ الرحمٰن آیت ۴۶) | |

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| ذَالِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ☆ | ﴿یہ اس شخص کے لئے ہے۔ جو قیامت کے روز میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے﴾ |
| (سورہ ابراہیم آیت ۱۴) | |

قران مجید اول سے آخر تک بچانے اور ڈرانے والا ہے۔ اس میں انسان جتنا بھی سوچے گا۔ اتنا ہی اس کا غم اور خوف بڑھے گا۔ اگر واقعی وہ مومن ہے۔

اور تم لوگوں کو دیکھتے ہو۔ کہ قران سے بھی استہزاء کرتے ہیں۔ اسے اس کے حروف کو مخارج سے ادا کرتے ہیں۔ اور زیر۔ زبر۔ پیش پر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ اشعار عرب پڑھ رہے ہیں۔ لیکن اس کے معانی پر غور نہیں کرتے۔ اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ کیا دنیا میں اس سے بڑا دھوکہ بھی ہوسکتا ہے؟ یہ ان لوگوں کی طرح دھوکے میں ہیں۔ جن کی اطاعتیں بھی ہیں۔ اور نافرمانیاں بھی۔ لیکن نافرمانیاں زیادہ ہیں۔ اور پھر بھی وہ بخشش کی امید رکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ان کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ حالانکہ ان کے پلڑے میں برائیوں کی کثرت ہوگی۔ اور یہ جہالت کی انتہا ہے۔ اور تم ایک شخص کو دیکھتے ہو۔ کہ حلال و حرام سے چند درہم صدقہ کرتا ہے۔ اور یہ سب مسلمانوں کا غصب کردہ اور زیادہ تر شبے کا مال ہوتا ہے۔ اور اس پر تکیہ کئے رہتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ حرام کا جو ایک ہزار درہم اس نے ہضم کیا ہے۔ یہ حرام حلال کے ملے جلے دس درہم اس کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے دس درہم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے۔ اور ایک ہزار دوسرے پلڑے میں۔ اور یہ چاہے کہ دونوں پلڑے برابر

ہو جائیں۔تو یہ اس کی انتہائی جہالت ہے۔اور بعض کا خیال ہوتا ہے۔کہ اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہیں۔اس لئے وہ اپنا محاسبہ نہیں کرتا اور اپنی برائیاں شمار نہیں کرتا۔اور جب کوئی ایک نیک کام کرتا ہے۔تو اسے یاد رکھتا ہے۔اور اس کا خیال رکھتا ہے۔اس شخص کی طرح جو زبان سے استغفار کرتا ہے۔اور دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیتا ہے پھر مسلمانوں کی غیبتیں کرتا ہے۔اور ان کی عزتوں کے درپے ہوتا ہے۔اور سارا دن بے شمار یاوہ گوئی کرتا ہے۔لیکن اس کی نظر' سو دفعہ سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہنے پر ہی رہتی ہے۔اور سارا دن کی یاوہ گوئی سے غافل ہوتا ہے۔جو اگر لکھی جائے تو ایک ہزار ایک سو مرتبہ سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہنے کے برابر ہوگی۔جسے کراماً کاتبین نے لکھ لیا ہوتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر یاوہ گوئی کے بدلے میں عذاب مقرر کر دیا ہوتا ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ ﴿انسان جو بات کرتا ہے۔

رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ☆ ایک لکھنے والا نگران اس کے

(سورہ ق آیت ۱۸) پاس تیار رہتا ہے﴾

یہ تسبیحات و تہلیلات کے فضائل پر تو ہمیشہ غور کرتا رہتا ہے۔لیکن اس پر غور نہیں کرتا' کہ غیبت کرنے والوں' جھوٹ بولنے والوں' چغل خوروں' منافقوں کے لئے کیا سزا ہے؟ جو اپنے گندے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔اور اس کے علاوہ زبان سے اول فول بکتے رہتے ہیں۔تو یہ بڑا دھوکہ ہے۔

بخدا اگر کراماً کاتبین تسبیح کے علاوہ جو وہ یاوہ گوئی کرتا ہے۔اس کے لکھنے کی اجرت مانگ لیتے تو اس کی بولتی بند ہو جاتی ہے۔بلکہ اس کا سب زور شور ماند پڑ جاتا۔اور جو فرصت کے اوقات میں بڑھ بڑھ کر بولتا رہا ہے۔تسبیحات کے مقابلے میں اس کا حساب و شمار کرتا۔تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کی یاوہ گوئی لکھنے کی کتنی زیادہ اجرت بن جائے گی۔اس شخص پر افسوس ہے۔جو ایک قیراط کے بقدر مال بچانے کے لئے

اپنے نفس کا نگران ہوتا ہے۔اور محتاط رہتا ہے۔وہ فردوس اعلیٰ اور اس کی نعمتیں ہاتھ سے نکل جانے پر کیوں فکرمند نہیں ہوتا؟ اگر غور کریں تو انسان کے لئے یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔لہٰذا ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔کہ اگر ہم اس میں شک کریں گے۔تو منکر کافروں میں شامل ہونگے۔اور اگر اس کی تصدیق کریں گے۔تو فریب خوردہ احمق شمار ہونگے۔اس لئے کہ جو قرآن مجید کی تصدیق کرتا ہے۔اس کے اعمال ایسے تو نہیں ہو سکتے جیسے ہمارے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں کفران نعمت سے بچائے' پاک ہے وہ ذات جس نے ہمیں اس بیان سے یقین اور بیداری بخشی۔کیونکہ اس قدر غفلت اور فریب خوردہ دلوں کے ہوتے ہوئے خوف خدا کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا اور دنیا کے دھوکے سے بچنا مشکل ہے۔خاص کران باطل آرزوؤں کے ہوتے ہوئے۔اور جھوٹے شیطانی وعدوں اور خواہشات کے ہوتے ہوئے تو بچنا بہت ہی مشکل ہے۔واللہ اعلم۔

باب نمبر 82

## باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت کا بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اکیلے نماز ادا کرنے سے ستائیس درجے بڑھ کر ہے۔

روایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی نماز میں کچھ لوگوں کو موجود نہ پا کر ارشاد فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ اور نماز سے پیچھے رہنے والوں کی طرف جاؤں۔ اور انہیں گھروں سمیت جلا دوں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ پھر ان آدمیوں کی طرف جاؤں اور لکڑیوں کے گٹھے سے ان کو گھروں کے اندر جلا دینے کا حکم دوں۔ اگر انہیں علم ہو کہ انہیں گوشت والی ایک بڑی ہڈی یا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مل جائیں گے۔ تو وہ ضرور اس نماز (عشاء) میں حاضر ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَاَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً☆

﴿جو نماز عشاء میں حاضر ہوا۔ تو گویا وہ آدھی رات تک نماز پڑھتا رہا۔ اور جو صبح کی نماز میں حاضر ہوا گویا وہ ساری رات نماز پڑھتا رہا﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے نماز باجماعت ادا کی اس نے اپنے سینے کو عبادت سے بھر لیا۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ بیس سال سے متواتر میں

اذان کے وقت مسجد میں موجود ہوتا ہوں۔محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں۔کہ دنیا میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

1- ایسا بھائی۔کہ میں ٹیڑھا چلوں تو وہ مجھے سیدھا کر دے۔

2- کافی رزق۔جو بغیر کسی برائی کے مل جائے۔

3- جماعت کی نماز۔جس سے میری کوتاہیاں معاف ہوں اور میرے لئے فضیلت لکھی جائے۔

روایت:

مروی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔تو آپ نے فرمایا شیطان مجھے برابر وسوسہ ڈالتا رہا۔کہ تم دوسرے لوگوں سے افضل ہو۔اب میں کبھی امامت نہیں کروں گا۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔جو علماء کے پاس نہیں جاتا رہتا۔حضرت نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بغیر علم کے لوگوں کی امامت کرتا ہے۔اس کا حال اس شخص جیسا ہے۔جو سمندر میں پانی ناپتا ہے۔اور اس کی مقدار معلوم نہیں کر پاتا۔

حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں۔میری نماز باجماعت نکل گئی۔تو صرف ابواسحاق بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے افسوس کیا۔لیکن اگر میرا بیٹا فوت ہوتا۔تو دس ہزار سے زیادہ لوگ مجھ سے افسوس کرتے۔اس لئے کہ دین کا نقصان لوگوں کی نظر میں دنیا کے نقصان سے زیادہ معمولی ہوتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔جس نے اذان سنی اور مسجد میں نہیں آیا تو وہ بھلائی کو نہ پا سکے گا۔اور نہ بھلائی اس کے پاس آئے گی۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔انسان کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا جائے یہ بہتر ہے۔اس سے کہ اذان سن کر مسجد میں نہ آئے۔

روایت:

مروی ہے۔ کہ میمون بن مہران مسجد میں آئے۔تو انہیں بتایا گیا کہ لوگ تو نماز پڑھ کر واپس جا چکے۔آپ فرمانے لگے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ☆ ﴿یہ نماز تو مجھے عراق کی بادشاہی سے بڑھ کر ہے﴾

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جس نے چالیس دن تک نماز باجماعت ادا کی۔ کہ اس کی تکبیر اس میں قضا نہیں ہوئی۔تو اللہ تعالی اس کے لئے دو نجاتیں لکھ دیتا ہے۔ایک نجات منافقت سے اور ایک نجات آتش دوزخ سے۔

کہتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا۔تو ایک قوم اٹھائی جائے گی۔جن کے چہرے روشن ستارے کی طرح ہونگے۔فرشتے ان سے کہیں گے۔تم کیا عمل کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے۔ جب ہم اذان سنتے تھےتو وضو کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔اور کوئی مصروفیت اس وقت نہیں ہوتی تھی۔پھر ایک جماعت اٹھائی جائے گی۔کہ ان کے چہرے چاند جیسے ہونگے۔وہ سوال کے بعد جواب دیں گے۔ کہ ہم وقت سے پہلے ہی وضو کر لیتے تھے۔پھر ایک جماعت اٹھائی جائے گی۔جن کے چہرے سورج کی مانند ہونگے۔وہ کہیں گے ہم اذان مسجد میں جا کر سنا کرتے تھے۔

روایت:

مروی ہے کہ پہلے بزرگ جب ان کی تکبیر اولی فوت ہوجاتی‘ تو وہ تین دن تک اپنے آپ پر افسوس کرتے رہتے۔اور جب ان کی نماز باجماعت فوت ہوجاتی تو وہ سات دن تک افسوس کرتے رہتے۔

باب نمبر 83

# نماز تہجد کی فضیلت کا بیان

آیات قرآنی سے تہجد کی فضیلت' فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ و نصفه و ثلثه وطائفة من الذین معک ☆اور آیت اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلاً ☆ (سورہ المزمل آیت ۲،۶)

﴿تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کیا کرتے ہو کچھ شک نہیں۔ کہ رات کا اٹھنا نفس کو سخت پامال کرتا ہے﴾

۔نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ☆ (سورۃ السجدۃ آیت ۱۶)

﴿ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں﴾

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا☆ (سورہ الزمر آیت ۹)

﴿بلا شبہ اچھا ہے وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے﴾

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ☆ (سورہ الفرقان آیت ۶۴)

﴿اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے اور کھڑے ہو کر راتیں بسر کرتے ہیں﴾

نیز فرمان گرامی ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ☆ (سورہ البقرۃ آیت ۴۵)

﴿اور صبر اور نماز سے مدد لیا کرو﴾

مفسرین فرماتے ہیں۔اس سے مراد قیام اللیل (تہجد) ہے۔جس میں مجاہدۂ نفس پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

## تہجد کی فضیلت احادیث مبارکہ سے:

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔جب تم میں سے کوئی شخص سو رہا ہوتا ہے۔تو شیطان اس کی گردن پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔اور ہر گرہ پر کہتا ہے۔ابھی رات بہت ہے لمبی تان کر سو جاؤ۔جب وہ شخص بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔پھر اگر وضو کرتا ہے۔تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے۔پھر اگر نماز پڑھتا ہے۔تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے۔پھر اس کی صبح خوش باش اور پاک نفس ہو کر ہوتی ہے۔ورنہ گندہ اور سست ہو کر اس کی صبح ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر ہوا۔جو رات بھر صبح تک سویا رہتا ہے۔آپ نے فرمایا۔اس شخص کے ناک میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔اور حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے۔کہ شیطان کے پاس۔کچھ سونگھانے چٹانے اور چھڑکنے کی چیزیں ہوتی ہیں۔جب کسی بندے کو سونگھاتا ہے۔تو وہ بدخلق ہو جاتا ہے۔اور جب کسی کو چٹاتا ہے تو اس کی زبان برائی سے تیز ہو جاتی ہے۔اور جب کسی پر چھڑکتا ہے۔تو وہ شخص رات بھر صبح

تک سویا رہتا ہے۔

فرمان رسول گرامی ہےصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دو رکعتیں جو بندہ آدھی رات کو پڑھتا ہے۔اس کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔اور اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو میں یہ دو رکعتیں ان پر فرض کر دیتا۔صحیح حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنَ الـلَّيْـلِ سَاعَةً لَّا يُوَا فِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَّسْأَلُ اللّٰهَ تَعَـالٰـى خَيْرًا اِلَّا اُعْطَاهُ اِيَّاهُ ☆

﴿ہر رات کو ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے۔کہ اس وقت کوئی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگتا ہے۔اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا قیام فرماتے۔کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک سوج جاتے۔آپؐ سے عرض کیا گیا۔کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اگلا پچھلا سب بخش نہیں دیا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔کہ شکر گزار بننے سے مراد زیادہ مرتبہ ہے۔کیونکہ شکر گزاری نعمت زیادہ ہونے کا سبب ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ☆

﴿اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا﴾

(سورۃ ابراہیم آیت ۷)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا۔

اے ابو ہریرہ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ زندگی میں، موت کے وقت، قبر میں، روز قیامت اٹھتے وقت، تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھا کرو۔ اور اس سے تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گھر کے کونوں کھدروں میں نماز پڑھا کرو۔ تمہارے گھر کی روشنی آسمانوں میں نظر آئے گی۔ جیسے سیاروں اور ستاروں کی روشنی زمین والوں کو دکھائی دیتی ہے۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تہجد لازمی پڑھا کرو۔ کہ یہ تم سے پہلے نیکو کاروں کا طریقہ ہے۔ رات کی عبادت اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ، اور گناہوں کا کفارہ اور جسمانی بیماریوں کو ہٹانے اور گناہوں سے روکنے کا ذریعہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو شخص نماز تہجد پڑھنے کا خوگر ہو۔ اور اس پر نیند غالب آجائے۔ پھر بھی اس کے لئے نماز کا اجر ہی لکھا جائے گا۔ اور اس کا سو جانا بھی صدقہ کے برابر ہوگا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ جب تم سفر پر جانا چاہتے ہو۔ تو اس کے لئے سامان تیار کرتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں فرمایا۔ قیامت کا سفر کیسا ہے؟ اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا میں قیامت کے سفر کے لئے تمہیں ایسا سامان سفر نہ بتادوں؟ جو تمہیں اس دن کام آئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ ہاں کیوں نہیں! آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن کے لئے سخت گرمی کے دن روزہ رکھا کرو۔ اور قبر کی وحشت دور کرنے کے لئے رات کے اندھیرے میں دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو۔ اور بڑے خطرات سے بچنے کے لئے حج کر لو۔ اور مسکین پر صدقہ کیا کرو۔ یا حق بات کہہ دیا کرو۔ یا بری بات کہنے سے خاموش رہا کرو۔

روایت:

مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک صاحب تھے، کہ جب لوگ اپنے اپنے بستروں پر پڑ کر سو جاتے۔ تو یہ صاحب نماز پڑھنے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

چربی پگھل جاتی۔اورتمہاری جان ہواہو جاتی اوراگرتم ایک نظر جہنم میں جھانک لیتے تو تمہاری چربی پگھل جاتی۔اورتم اتناروتے کہ آنسوؤں کے بعد پیپ آنکھوں سے بہانے لگتے۔اورتم نرم لباس کی جگہ چمڑا پہننے لگتے۔

جناب رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا۔کہ فلاں شخص رات کوتہجد پڑھتا ہے۔دن کو چوری کر لیتا ہے۔آپ نے ارشادفرمایا کہ نمازتہجد اسے جلد ہی روک دے گی۔پھر وہ یہ کام نہیں کرے گا۔آنحضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔اللہ تعالی اس شخص پراپنی رحمت کرے۔جورات کوتہجد کے لئے اٹھا۔اوراپنی بیوی کوبھی جگایا۔اوراس نے بھی تہجد کی نماز پڑھی۔اوراگراس نے اٹھنے سے انکار کیا۔تو اس نے اس کے چہرے پرپانی چھڑک دیا۔نیز آپؐ نے فرمایا۔اللہ تعالی رحمت کرے اس عورت پرجونمازتہجد کے لئے اٹھی۔اوراپنے شوہرکوبھی جگایااوراس نے نمازپڑھی اوراگراٹھنے سے انکارکیاتواس کے منہ پرپانی چھڑک دیا۔

آنحضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادگرامی ہے۔جوآدمی رات کوجاگااوراپنی بیوی کوجگایا۔اوردونوں نے دورکعت نمازتہجد ادا کی۔تو وہ اللہ تعالی کاذکرکرنے والوں اورذکرکرنے والیوں میں لکھے جائیں گے۔اورفرمان رسول گرامی ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ شان والی نمازتہجد ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں۔کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔کہ جوکوئی رات اپنے وظیفے یا دوسرے عمل سے رہ گیا۔تو وہ اسے نماز فجر اورظہر کے درمیان پڑھ لےتو اس کے لئے لکھا جائے گا۔کہ گویا اس نے نمازتہجد پڑھی ہے۔

کہتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ گویاان اشعار کی تمثیل تھے۔

اِغْتَنِمْ فِی الْفَرَاغِ فَضْلَ      فَعَسٰی اَنْ تَکُوْنَ مَوْتُکَ

رُکُوْعٍ      بَغْتَۃً

باب نمبر 84

# دنیا دار عالموں کی سزا کا بیان

دنیا دار عالموں سے مراد برے عالم ہیں۔جن کا علم حاصل کرنے سے مقصد دنیا کا عیش وآرام ہے۔اور دنیا داروں میں جاہ ومرتبہ حاصل کرنا ہے۔فرمان رسول گرامی ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت سب سے زیادہ سخت سزا اس عالم کو ہوگی جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔اس وقت تک کوئی شخص عالم نہیں ہوسکتا۔جس وقت تک وہ اپنے علم پر عمل نہ کرے۔نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا علم کی دو قسمیں ہیں۔ایک علم جو زبان پر ہوتا ہے۔یہ خلق خدا پر حجت ہے۔دوسرا علم جو دل میں ہوتا ہے۔یہ نفع دینے والا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔آخری زمانہ میں کچھ عبادت گزار ہونگے۔جو بے علم ہونگے۔اور کچھ عالم ہونگے جو فاسق وفاجر ہونگے۔نیز آپؐ نے فرمایا۔علم اس لئے حاصل نہ کرو۔کہ تم دوسرے عالموں پر فخر کرو۔اور نادانوں سے بحث کرو۔اور نہ اس لئے کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔تو جو عالم ایسا کرے گا۔وہ دوزخ میں جائے گا۔نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جس نے علم کو اپنے پاس چھپا کر رکھا۔اللہ تعالی اسے آگ کی لگام ڈال دے گا۔نیز آپ نے فرمایا۔کہ مجھے تمہارے لئے دجال سے زیادہ کسی اور کی فکر ہے۔عرض کیا گیا ہے۔وہ کون ہے۔آپؐ نے فرمایا وہ گمراہ کرنے والے پیشوا ہیں۔آپؐ نے فرمایا۔جس میں علم زیادہ ہوا۔اور ہدایت زیادہ نہ ہوئی۔تو وہ اللہ تعالی سے زیادہ دور ہو گیا۔حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں۔تم کب تک رات کو راستہ بھٹکنے والوں کا راستہ صاف کرتے اور خود حیرت میں بھٹکتے رہو گے؟

یہ تمام احادیث مبارکہ علم کے خطرات پر آگاہ کرتی ہیں۔اور یہ کہ عالم یا تو ابدی ہلاکت میں پڑتا ہے۔یا دائمی سعادت حاصل کرلیتا ہے۔اور وہ علم میں زیادہ بحث و

مناظرہ کر کے سلامتی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور خوش بختی کو ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے سب سے زیادہ خطرہ اس امت کے لئے منافق عالم کا ہے۔ لوگوں نے پوچھا عالم منافق کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ وہ کہ زبانی عالم ہو۔ اور دل اور عمل کے لحاظ سے جاہل ہو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تم اس شخص کی طرح نہ ہو جو علماء سے علم حاصل کرتا ہے۔ اور داناؤں سے دانش و عقل سیکھتا ہے۔ اور عمل میں جاہلوں کے راستے پر چلتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ اسے ضائع کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ضائع کرنے سے بہتر ہے' کہ اسے حاصل ہی نہ کیا جائے۔ حضرت ابراہیم بن عیینہؒ سے پوچھا گیا۔ کہ سب سے زیادہ شرمندگی کسے اٹھانا پڑے گی۔ فرمایا اس دنیا میں تو اس کو جو کسی ناشکرے سے نیکی کرے۔ اور موت کے وقت بے عمل عالم کو۔

حضرت خلیل بن احمد فرماتے ہیں۔ کہ آدمیوں کی چار قسمیں ہیں۔

1- ایک وہ جو جانتا ہے۔ اور اسے علم ہے۔ کہ وہ جانتا ہے۔ یہ صحیح عالم ہے۔ اس کی پیروی کرو۔

2- ایک وہ کہ جانتا ہے اور علم نہیں کہ وہ جانتا ہے۔ یہ سویا ہوا عالم ہے اسے جگا دو۔

3- ایک وہ ہے جو نہیں جانتا اور سمجھتا ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ ایسا شخص صحیح راستے کا طالب ہے۔ اسے صحیح راستہ دکھا دو۔

4- ایک وہ ہے۔ کہ وہ نہیں جانتا۔ اور اسے معلوم بھی نہیں کہ وہ نہیں جانتا۔ تو یہ جاہل ہے اسے چھوڑ دو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عمل کرنے سے علم محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ چلا جاتا ہے۔ حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب تک

انسان علم حاصل کرتا رہتا ہے۔وہ عالم رہتا ہے۔اور جب وہ یہ خیال کرے کہ وہ عالم ہوگیا ہے۔تو علم کھو بیٹھتا ہے۔حضرت فضیل بن عیاض؟ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔مجھے تین آدمیوں پر رحم آتا ہے۔

1- قوم کا معزز آدمی جب رسوا ہو جائے۔

2- دولت مند آدمی جب کنگال ہو جائے۔

3- وہ عالم جس پر دنیا غالب آجائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔انسان کے لئے دنیاوی سزا یہ ہے۔کہ دل مردہ ہو جائے۔اور دل مردہ ہوتا ہے' آخرت کے مقابلے میں دنیا طلب کرنے سے اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

عَجِبتُ لِمُبتاعِ الضَّلٰلۃِ وَمَن یَّشتَرِی دُنیَاہُ بِالدِّینِ
بِالھُدٰی اَعجَبُ
وَاَعجَبُ مِن ھٰذَینِ مَن م بَاعَ بِدُنیَا سِوَاہُ فَھُوَ مِن ذَینِ اَعجَبُ
دِینَہٗ

میں اس شخص پر حیران ہوتا ہوں۔جو ہدایت کے بدلے گمراہی کا سودا کرتا ہے۔اور جو دین کے بدلے میں دنیا خرید لیتا ہے۔وہ زیادہ حیران کن ہے اور ان دونوں سے زیادہ حیران کن وہ شخص ہے۔جو دنیا کے بدلے میں دین بیچ دیتا ہے۔کہ وہ ان دونوں سے زیادہ حیران کن ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ایک عالم کو ایسا عذاب دیا جائے گا۔کہ دوزخی اس کے اردگرد گھوم کر دیکھیں گے۔اور اس کے شدید عذاب کو بڑا جانیں گے۔اس سے مراد فاسق فاجر عالم ہے۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' کہ آپ فرماتے تھے۔روز قیامت ایک عالم کو لایا جائے گا۔اور اسے دوزخ میں ڈال

کر اس کی آنتیں نکال دی جائیں گی۔ اور وہ ان کے ساتھ گھومے گا جیسے گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے۔ دوزخی اس کے آس پاس پھریں گے' اور اس سے پوچھیں گے۔ تجھے کیا ہوا ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نیکی کا حکم کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا۔ اور برائی سے روکتا تھا خود نہیں رکتا تھا۔

عالم کو دگنا عذاب اس لئے دیا جائے گا۔ کہ اس نے جانتے بوجھتے نافرمانی کی۔

اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا:

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ☆ (سورہ النساء آیت ۱۴۵)

﴿کچھ شک نہیں۔ کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے۔ کیوں کہ انہوں نے جان لینے کے بعد انکار کیا﴾

اور یہودیوں کو عیسائیوں سے زیادہ شریر بتایا' کہ انہوں نے تین خدا نہیں بنائے۔ لیکن انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود انکار کر دیا۔ کہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ ☆

(سورہ البقرۃ آیت ۱۴۶)

﴿وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں﴾

نیز فرمان باری تعالی ہے:

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ ☆

(سورہ البقرہ آیت ۸۹)

﴿تو جس کو وہ خوب پہچانتے تھے۔ جب وہ ان کے پاس آ گیا۔ تو وہ اس سے منکر ہو گئے﴾

اور بلعام بن باعور کے قصے میں اللہ تعالی نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِىْ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ☆ | ﴿اوران کواس شخص کا حال پڑھ کر سنا دیں۔جس کوہم نے اپنی آیتیں عطاء فرمائیں۔تواس نے انہیں اتار پھینکا پھر شیطان اس کے پیچھےلگ گیا تو وہ گمراہوں میں شامل ہوگیا﴾ |
| (سورہ الاعراف آیت ۱۷۵) | |

آگے جاکرارشاد باری تعالٰی ہے۔

| | |
|---|---|
| فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ☆ | ﴿تو اس کی مثال اس کتے کی سی ہے۔کہ اگر تم اس پر لادو۔تو زبان نکالے۔اوراگر بغیر لادے چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے﴾ |
| (سورہ الاعراف آیت ۱۷۶) | |

یہی حال فاسق فاجر عالم کا ہے۔اس لئے کہ بلعام باعور کو کتاب اللہ کا علم عطاء ہوا تھا۔لیکن وہ نفسانی خواہشات میں پڑ گیا۔اس لئے اسے کتے سے تشبیہ دی گئی۔برابر ہے کہ اس کو علم عطاء ہوا نہ ہوا۔وہ خواہشات نفسانی کی حرص میں زبان نکالتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں۔کہ علماء سوء کی مثال اس چٹان کی سی ہے۔جو نہر کے آگے پڑی ہوئی ہے۔جو نہ خود پانی پیتی ہے۔اور نہ کھیتوں تک پانی پہنچنے دیتی ہے۔

باب نمبر 85

# اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب معظم اور نبی مکرم کی مدح سرائی کرتے ہوئے۔ اور آپ پر اپنی نعمتوں کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ☆ ﴿اور آپ کے اخلاق بہت عالی قدر ہیں﴾

(سورۃ القلم آیت ۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق مبارک پورا قرآن مجید ہے۔ اور ایک آدمی نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ حسن خلق کیا ہے؟ تو آنجناب نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْبِا لْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ☆ ﴿اے حبیب مکرم معافی دینے کا رویہ اختیار کرو اور جاہلوں سے الگ ہو جاؤ﴾

(سورہ الاعراف آیت ۱۹۹)

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جو تم سے توڑے۔ اس سے جوڑو! اور اسے عطا کرو جو تمہیں محروم رکھے۔ اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ☆ ﴿کہ میں اعلٰی اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں﴾

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور روز قیامت ترازو میں سب سے بھاری چیز جو رکھی جائے گی۔ خشیت الٰہی اور اور حسن خلق ہوگی۔ ایک شخص نے

جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حسن خلق۔ پھر اس نے دائیں جانب سے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ حسن خلق، پھر اس نے بائیں جانب سے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ !صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ حسن خلق پھر اس نے پیچھے کی جانب سے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دین کیا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں سمجھے۔ وہ یہ ہے کہ تو غصے میں نہ آئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ نحوست کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ بداخلاقی۔ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالی سے ڈرتے رہو۔ اس نے عرض کیا مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ برائی کے بعد نیکی کر لیا کرو۔ یہ برائی کو ختم کر دیتی ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کچھ اور فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ اعمال میں افضل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اچھا خلق۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالی نے جس بندے کی صورت اور سیرت کو اچھا بنایا ہے۔ اسے دوزخ کا مزا نہیں چکھائے گا۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے۔ رات کو نماز پڑھتی ہے۔ لیکن وہ بداخلاق ہے۔ اور اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ فرمایا اس کی کوئی نیکی منظور نہیں۔ وہ دوزخی ہے۔

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ سب سے پہلے جو چیز ترازو میں رکھی جائے گی۔ وہ

حسن خلق اور سخاوت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا فرمایا۔ تو اس نے عرض کیا۔ اے اللہ! مجھے طاقت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے حسن خلق سے طاقت ور بنا دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے کفر کو پیدا فرمایا۔ تو اس نے کہا۔ اے اللہ مجھے طاقت ور بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے کنجوسی اور بد خلقی سے طاقت ور بنا دیا۔

فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لئے خاص کیا ہے۔ اس لئے تمہارے دین کے لئے سخاوت اور حسن خلق، ہی مناسب ہے۔ دیکھو! اپنے دین کو ان دونوں سے سنوارو! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حسن خلق اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا وصف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ ایمان کی رو سے مومنوں میں کون افضل ہے؟ فرمایا جو خلق میں اچھا ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ تم مال و دولت میں لوگوں پر وسعت و برتری حاصل نہ کرو۔ بلکہ خندہ پیشانی اور حسن خلق میں وسعت حاصل کرو۔ نیز آپؐ نے فرمایا بد خلقی، عمل کو ایسے خراب کر دیتی ہے۔ جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم ایسے شخص ہو۔ جس کی صورت اللہ تعالیٰ نے حسین بنائی ہے۔ لہٰذا تم اپنے اخلاق کو بھی حسین بناؤ۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل اور صاحب خلق عظیم تھے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ حَسِّنْ خُلُقِیْ☆

﴿اے اللہ کریم جس طرح آپ نے میری صورت حسین و جمیل بنائی ہے۔ اسی طرح میرے خلق کو بھی حسین و جمیل بنا دیں﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الصِّحَّةَ وَالْعَافِیَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ☆

﴿اے اللہ کریم میں تجھ سے تندرستی' آرام اور حسن خلق مانگتا ہوں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کی عزت اس کا دین اور خاندانی شرافت اس کا حسن خلق ہے۔ اور کامل مرادنگی عقل ہے۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیہاتی لوگوں کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ رہے تھے۔ کہ بندے کو سب سے اچھی چیز کونسی عطاء کی گئی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ حسن خلق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا☆

﴿تم میں مجھے زیادہ محبوب اور مجلس میں مجھ سے زیادہ قریب روز قیامت وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہونگے﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تین باتیں جس میں نہ ہوں۔ یعنی ان میں سے ایک بھی نہ ہو۔ تو اس کا کوئی نیک عمل کسی شمار میں نہ سمجھو۔

1- پرہیزگاری جو اللہ تعالٰی کی نافرمانی سے باز رکھتی ہے۔

2- حوصلہ جو اسے بے وقوف سے بچائے۔

3- حسن خلق جس سے وہ لوگوں میں زندگی گزارے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے شروع میں یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا وَلَایَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَآ اِلَّآ اَنْتَ ☆

﴿اے اللہ کریم! مجھے حسن اخلاق کی توفیق عطاء فرما۔ اور حسن اخلاق کی توفیق تو ہی عطاء فرما سکتا ہے۔ اور بد اخلاقی کو مجھ سے دور فرما دے کہ بد اخلاقی مجھ سے تو ہی دور فرما سکتا ہے﴾

پوچھا گیا۔ حسن و جمال کس چیز میں ہے فرمایا نرم و شیریں گفتگو میں خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ پیش آنے میں۔ اور جو شخص لوگوں سے اچھے طریقے سے ملے۔ اور ان سے حسن اخلاق کا معاملہ کرے۔ اجنبی لوگ بھی اس سے خوش ہونگے۔ اور اپنے بھائی بھی اس کی تعریف کریں گے۔ جیسے کسی نے فرمایا ہے:

اِذَاحَوَیْتَ خِصَالَ الْخَیْرِا جُمَعَھَا
فَضْلًا وَّعَامَلْتَ کُلَّ النَّاسِ بِالْحَسَنِ
لَمْ تَعْدَمِ الْخَیْرَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ تَحْرُزُہٗ
وَالشُّکْرُ مِنْ خَلْقِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلَنِ

جب تم تمام اچھی عادات و خصائل کو اپنا لو گے۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ حسن

سلوک سے پیش آؤ گے۔تو تم عرش والے سے فراہم کردہ بھلائیوں کو کھو نہیں سکو گے۔اور نہ ظاہر و باطن میں لوگوں کی شکر گزاری سے محروم ہو گے۔

## باب نمبر 86

# ہنسنے، رونے اور لباس کا بیان

مندرجہ ذیل آیت:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ☆ وَ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ☆ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ☆

﴿کیا تم اس کلام (یعنی قرآن مجید سے) تعجب کرتے ہو یعنی جھٹلاتے ہو اور ہنستے ہو روتے نہیں اور تم غفلت میں ہو۔﴾

(سورۃ النجم آیت ۵۹ تا ۶۱)

حالانکہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔اور روتے نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اور خبردار ہو کر کہ اس میں بڑی تنبیہ ہے۔اور تم غفلت میں پڑ رہے ہو۔(یعنی جو اللہ تعالیٰ تم سے چاہتا ہے۔تم وہ نہیں کرتے۔)

مفسر لکھتے ہیں۔کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کھل کر نہیں ہنسے۔ہاں صرف مسکرا دیا کرتے۔بلکہ ایک روایت میں یہاں تک آیا ہے۔کہ وصال فرمانے تک نہ کبھی ہنسے نہ مسکرائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے نکلے۔تو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔کہ کچھ لوگ باتیں کر رہے اور زور زور سے ہنس رہے ہیں۔آپ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔اور فرمایا مزے کرکرے کرنے والی کو یاد کیا کرو۔یعنی کبھی کبھی مرنے کی باتیں بھی کیا کرو۔ ایک مرتبہ پھر آپ کا گزر ہوا تو لوگوں کو ہنستے دیکھا۔تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا ☆

﴿مجھے اس ذات کی قسم اگر تمہیں وہ کچھ معلوم ہو جاتا جو مجھے معلوم ہے۔تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے ﴾

جب خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہونے لگے۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

1- جھگڑے سے بچو۔

2- بغیر ضرورت کہیں نہ جاؤ۔

3- بغیر کسی تعجب انگیز بات کے نہ ہنسو۔

4- اور خطا کاروں کو شرمسار نہ کرو۔

5- اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔کہ زیادہ ہنسنا دلوں کو مردہ کر دیتا ہے۔نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔جو اپنی جوانی میں ہنسے گا۔وہ اپنے بڑھاپے میں روئے گا۔جو خوشحالی میں ہنسے گا۔وہ تنگدستی میں روئے گا۔اور جو زندگی میں ہنسے گا۔وہ موت کے وقت روئے گا۔نیز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔قرآن مجید پڑھ کر رویا کرو۔اگر تمہیں رونا نہ آئے۔تو رونی صورت بنالیا کرو۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی بارے میں ہے۔

فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً وَّلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ☆

(سورہ التوبہ آیت ۸۲)

﴿(یہ دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) بہت روئیں گے۔ان اعمال کی وجہ سے جو وہ دنیا میں کرتے تھے﴾

نیز آپ نے فرمایا۔ کہ اس شخص پر تعجب ہے جو دوزخ سامنے ہوتے ہوئے بھی ہنستا ہے۔ اور حضرت مسرور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تو موت سامنے ہوتے ہوئے بھی ہنستا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے اس دیکھ کر فرمایا۔ کہ کیا تم پل صراط پر سے گزر چکے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں! فرمایا کہ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر کس بات پر ہنس رہے ہو۔ بس اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے کسی نے نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جو ہنس ہنس کر گناہ کرتا ہے۔ وہ روتا ہوا دوزخ میں جائے گا۔ اور خشیت الٰہی سے رونے والوں کی اللہ تعالیٰ نے مدح سرائی کی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ وَيَبْكُوْنَ ☆ (سورہ الاسراء آیت ۱۰۹)

﴿اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں۔ اور روتے جاتے ہیں﴾

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں:

مَالِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا ☆ (سورہ الکھف آیت ۴۹)

﴿یہ کیسی کتاب ہے؟ کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے۔ اور نہ بڑی بات کو۔ اس نے تو سب کچھ لکھ رکھا ہے﴾

فرماتے ہیں کہ چھوٹی بات سے مراد تبسم اور بڑی بات سے مراد ہنسنا ہے۔ یعنی قہقہہ مار کر ہنسنا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ روز قیامت تین آنکھوں

کے سوا سب آنکھیں رو رہی ہونگی۔

1- وہ آنکھ جو خشیت الٰہی سے روتی رہی۔

2- وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بند رہی۔

3- وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جاگتی رہی۔

کہتے ہیں۔ کہ تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں:

1- بلا وجہ کے ہنسنا۔

2- بلا بھوک کے کھانا۔

3- بغیر ضرورت کے بولنا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ملتا زیب تن فرما لیا کرتے۔ تہہ بند' کرتہ' چغہ وغیرہ جو بھی مل جاتا۔ اور سبز رنگ کا لباس آپ پسند فرماتے تھے۔ لیکن آپ کا لباس زیادہ تر سفید رنگ ہوتا۔ اور آپ فرماتے' اپنے زندہ عزیزوں کو سفید رنگ پہناؤ' اور اپنے مرنے والے عزیزوں کو بھی سفید رنگ کے لباس میں کفن دو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سبز رنگ کا لمبا کوٹ تھا۔ آپ اسے زیب تن فرماتے تو اس کا سبز رنگ آپ کے گورے بدن پر خوب سجتا۔

اور آپ کا لباس مبارک ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رہتا۔ اور آنجناب کا تہہ بند ٹخنوں کے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا۔ اور آنجنابؐ کے اوپر کالے رنگ کا ایک کمبل ہوتا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ آپ کا کالا کمبل کہاں گیا؟ آپؐ نے فرمایا۔ میں وہ پہن چکا ہوں۔ (غالباً وہ کمبل آپ نے کسی کو مرحمت فرما دیا تھا۔) آپ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے کسی اور لباس کو آپ پر اتنا سجتے نہیں دیکھا۔ جتنا یہ کالا کمبل آپ کے مبارک گورے بدن پر حسین لگتا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کوئی کپڑا زیب تن فرماتے تو دائیں جانب

سے پہننا شروع فرماتے۔ اور یہ دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ﴿اس اللہ کریم کی حمد و ثنا ہے۔

مَآ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ ☆ جس نے مجھے وہ لباس پہنایا۔

وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ ☆ جس سے میں اپنا پردہ ڈھانپتا ہوں۔ اور اس سے لوگوں میں بھلا لگتا ہوں﴾

اور جب آپ لباس اتارتے تو بائیں طرف سے اتارنا شروع فرماتے۔ جب آپ نیا لباس زیب تن فرماتے تو پرانا لباس کسی مسکین کو عطا فرما دیتے۔ پھر آپ فرماتے' جو کوئی اپنا پرانا لباس کسی مسکین مسلمان کو پہناتا ہے۔ اور اس میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ تو جب تک وہ لباس پہنے رہتا ہے۔ پہنانے والا زندہ یا مردہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت' حفاظت اور بھلائی میں رہتا ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چغہ تھا۔ آپ کہیں تشریف لے جاتے تو وہ چغہ دوہرا کر کے نیچے بچھا لیتے۔ اور عام طور پر چٹائی پر سوتے اور آپؐ کے نیچے کچھ نہ ہوتا۔

باب نمبر 87

# قران مجید، علم اور علماء کی فضیلت کا بیان

## قرآن مجید کی فضیلت:

کے بارے میں فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ رَءٰی اَنَّ اَحَدًا اُوْتِیَ اَفْضَلَ مِمَّآ اُوْتِیَ فَقَدِ اسْتَصْغَرَ مِنْ عَظْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی☆

﴿جس نے قرآن مجید پڑھا۔ پھر اس نے یہ سمجھا کہ کسی اور کو اس سے بڑھ کر مل گیا ہے۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو معمولی جانا﴾

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَامِنْ شَفِيْعٍ اَفْضَلَ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ☆

﴿کہ کوئی سفارش کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبے میں قرآن مجید سے بڑھ کر نہیں﴾

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ☆

﴿میری امت کی سب سے بڑھیا عبادت تلاوت قرآن پاک ہے﴾

پھر ارشاد گرامی ہے:

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ☆

﴿تم میں بہتر وہ ہے جو قران مجید سیکھے اور سکھائے﴾

جناب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم' دلوں کا زنگ کیسے دور کریں۔ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور موت کی یاد سے' حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کا عالم' اسلام کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے اسے چاہئے کہ کھیلنے والوں کے ساتھ نہ کھیلے' اور بھولنے والوں کے ساتھ بھول میں نہ پڑے۔ اور بیہودگی کرنے والوں کے ساتھ بیہودگی نہ کرے۔ قرآن پاک کی عظمت کا حق سمجھتے ہوئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ جس نے صبح کے وقت سورۃ حشر کی آخری آیتیں پڑھیں۔ پھر اسی نیند میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ تو اس کے لئے شہیدوں کے ٹھپے سے مہر لگا دی جائے گی۔ اور جس نے یہ آیتیں پڑھیں اور وہ اس رات کو فوت ہو گیا۔ تو بھی اسے شہیدوں کے ٹھپے سے مہر لگائی جائے گی۔

## علم اور علم والوں کی فضیلت:

کے بارے میں کثرت سے احادیث مبارکہ آتی ہیں۔ لہٰذا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَيُلْهِمْهُ رُشْدَهٗ☆

﴿جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا اور ہدایت اس کے دل میں ڈال دیتا ہے﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ☆

﴿علم والے نبیوں کے وارث ہیں﴾

اور یہ بات سب کو معلوم ہے۔ کہ نبوت سے بڑھ کر کوئی رتبہ اور اس شرف وراثت سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔

تمام لوگوں سے افضل صاحب علم مومن ہے۔ کہ جب اس کی ضرورت پڑے وہ نفع پہنچائے۔اور جب لوگ اس کی ضرورت نہ سمجھیں تو اسے بھی کسی کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔مرتبہ نبوت سے زیادہ قریب لوگ علم والے اور جہاد کرنے والے ہیں۔ کیونکہ علم والے لوگوں کی رہنمائی اس پیغام کی طرف کرتے ہیں جو پیغمبر لے کر آئے۔اور جہاد کرنے والے اپنی تلواروں سے اس کام کے لئے جہاد کرتے ہیں۔ جسے پیغمبروں نے پیش کیا۔نیز آپؐ نے فرمایا۔ایک عالم کی موت کے مقابلے میں پورے قبیلے کی موت آسان بات ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا۔روزقیامت علما کے قلم کی سیاہی شہیدوں کے خون کے ساتھ تولی جائے گی۔

جناب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جنت میں پہنچ جانے تک عالم علم سے سیر نہیں ہوتا۔نیز آپ نے فرمایا۔میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے:

1- علم ترک کرنے میں۔

2- اور مال جمع کرنے میں۔

نیز آپؐ نے فرمایا۔عالم بنو یا سیکھنے والے بنو یا علم کی باتیں سننے والے بنو۔یا محبت کرنے والے بنو۔پانچویں یعنی بغض رکھنے والے نہ بنو۔ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ نیز آپ نے فرمایا تکبر علم کے لئے تباہ کن مصیبت ہے۔

## دانشوروں کے اقوال زرّیں:

جس نے علم کے ساتھ حکومت طلب کی۔اس نے علم اور سرداری دونوں کو کھودیا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ☆

﴿جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں۔ میں انہیں اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا﴾

(سورۃ الاعراف آیت ۱۴۶)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نے علم قرآن سیکھا اس کی قدرومنزلت بڑھ جائے گی۔ اور جس نے دین کی سمجھ حاصل کی اسے بزرگی حاصل ہوگی۔ اور جس نے علم حدیث حاصل کیا۔ اس کی دلیل قوی ہو جائے گی۔ اور جس نے علم حساب سیکھ لیا۔ اس کی رائے پختہ ہو جائے گی۔ اور جس نے فنون لطیفہ حاصل کر لئے' اس کا مزاج نرم ہو جائے گا۔ اور جس نے اپنی عزت کا خیال نہ رکھا۔ اس کا علم بے فائدہ ہوگا۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جس نے علما کی مجلس اختیار کی۔ اس نے اپنی زبان کی گرہ کھول لی۔ اور اپنے ذہن کی الجھنیں دور کر لیں۔ اور اپنے اندر اس اضافے سے وہ خوش ہوگا۔ اور اپنے علم پر اسے دسترس حاصل ہو جائے گی۔ اور پھر اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔

فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کسی کو راندۂ درگاہ کرتا ہے۔ تو اسے علم سے محروم کر دیتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ جہالت سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں۔

باب نمبر 88

# نماز اور زکوۃ کی فضیلت کا بیان

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو اسلام کا ایک عظیم رکن بتایا ہے۔ اور اس کے بعد ساتھ ہی زکوۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ بھی ایک اعلیٰ رکن اسلام ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ☆ | ﴿اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو﴾ |

(سورۃ البقرہ آیت ۴۳)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

1- اس بات کی گواہی دینا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

2- نماز پڑھنا۔

3- زکوۃ دینا۔

4- روزہ رکھنا۔

5- توفیق ہونے پر حج بیت اللہ کرنا۔

اور اس میں کوتاہی کرنے والوں پر سخت وعید فرمائی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ☆ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ☆ | ﴿تو ایسے نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں﴾ |

(سورۃ الماعون آیت ۴-۵)

اس پر پہلے پوری طرح گفتگو ہو چکی ہے۔ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ☆ (سورۃ التوبہ آیت ۳۴)

﴿اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں﴾

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے مراد زکوٰۃ دینا ہے۔

## ایک خصوصی ہدایت:

صدقہ و زکوٰۃ کے لئے پرہیز گار محتاج لوگوں کو تلاش کرنا چاہئے۔ جنہیں دنیا کی زیادہ پرواہ نہ ہو۔ اور جو گوشہ نشین ہو کر آخرت کی تجارت میں مصروف ہوں۔ یہ زکوٰۃ' مال میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔ فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرہیز گار کے ہاں سے ہی کھانا کھاؤ۔ اور پرہیز گار ہی کو اپنا کھانا کھلاؤ۔ اس لئے کہ پرہیز گار اس کھانے سے پرہیز گاری میں اضافے پر مدد حاصل کرے گا۔ تو تم اطاعت میں اس کی مدد کرنے میں شامل ہو جاؤ گے۔ ایک عالم دوسروں کی نسبت فقراء صوفیوں کو زکوٰۃ دینے کو ترجیح دیتے تھے۔ جب ان سے کہا گیا۔ کہ دوسرے محتاجوں کا بھی خیال کرتے تو اچھا تھا۔ کہنے لگے نہیں! یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کمر بستہ رہتے ہیں۔ جب انہیں فاقہ آ جائے تو ان کی ہمتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اگر میں ان میں سے ایک کو سہارا دے دوں تو مجھے ایک ہزار دنیا دار محتاجوں کو سہارا دینے سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ بات حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بتائی گئی۔ تو آپ نے اسے پسند فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ عالم اللہ تعالیٰ کا ولی کامل ہے۔ اور مزید ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت بات کبھی نہیں سنی پھر ایک واقعہ بیان فرمایا:

## حکایت:

ایک آدمی کا کاروبار خراب ہوگیا۔ اوراس کی حالت پتلی ہوگئی۔ اوراس نے دوکان چھوڑ دی حضرت جنید رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔تو انہوں نے کچھ رقم اس آدمی کو بھیجی۔اور یہ کہہ کر بھیجا۔کہ اس سرمایے سے کام چلالو۔اور دوکان نہ چھوڑو۔کیونکہ آپ جیسے لوگوں کا کام خراب نہیں ہونا چاہئے۔وہ صاحب سبزی فروش تھے۔اور فقراء سے سودے کی قیمت نہیں لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ بطور خاص اہل علم سے نیک سلوک فرمایا کرتے تھے۔ان سے عرض کیا گیا۔کہ اگر آپ عام محتاجوں سے یہ سلوک کرتے تو کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ میں مقام نبوت کے بعد علماء کا مقام ہی افضل سمجھتا ہوں۔اگر عالم لوگ اپنی ضروریات کی فکر میں لگے رہیں گے۔تو وہ علم کے لئے کیسے وقت نکال سکیں گے۔اور پھر علم سکھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوسکیں گے۔لہذا ان کو علم کے لئے فارغ کرنا افضل ہے۔

اور مصیبت زدوں کی مدد کرے۔ خاص کر عزیز قرابت داروں کا خاص خیال رکھے۔کیونکہ یہ صدقہ کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی بھی ہوگی۔اور صلہ رحمی میں بے حد ثواب ہے۔جیسا کہ اپنے مقام پر گزر چکا ہے۔اور یہ کہ صدقہ پوشیدہ طور پر نکالے۔تاکہ ریا کاری کی مصیبت سے بچا رہے۔اور لینے والا عام لوگوں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رہے۔کہ فرمان رسول گرامی ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا رب کریم کی ناراضگی کو ختم کر دیتا ہے۔اور حدیث شریف میں سات آدمیوں کا ذکر ہوا ہے۔جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔نیز فرمایا۔انسان ایسے چھپا کر صدقہ کرے۔کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ دیا ہے۔ہاں اگر کھلے بندوں صدقہ دینے میں کوئی بہتری ہو تو اچھا ہے۔کہ اسے دیکھ کر دوسرے اس کی پیروی کریں۔اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔بشرطیکہ ریا کاری

سے بچ کر رہے۔اور احسان نہ جتلائے۔جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی☆ ﴿اپنے صدقات احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۴)

نیکی کو برباد کرنے والی چیز احسان جتلانا ہے۔بلکہ نیکی کر کے چھپائے اور بھول جائے۔جیسا کہ جس سے نیکی کی جائے۔اسے چاہیے وہ اس کا اظہار کرے۔کیونکہ نیکی کا اعتراف اس کے شکریہ کے برابر ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں کیا جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا کسی نے کیا خوب کہا ہے:

یَدُ الْمَعْرُوْفِ غُنْمٌ حَیْثُ کَانَتْ تُحَمِّلُهَا کَفُوْرٌ اَوْشَکُوْرٌ

فَفِیْ شُکْرِ الشَّکُوْرِ لَهَا جَزَآءٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَا کَفَرَا لُکَفُوْرُ

نیکی جہاں بھی ہو غنیمت ہے۔اس کے ناشکرے بھی ہوتے ہیں۔شکر گزار بھی۔شکر گزار کے شکریے پر نیک اجر ہے۔اور جو ناشکری کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے پالے گا۔

باب نمبر 89

# والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور اولاد کے حقوق کا بیان

ظاہر ہے کہ جہاں عزیز قرابت داروں کے حقوق کی تاکید آئی ہے۔ وہاں قرابت داروں میں جننے والوں کا بطور خاص ذکر آیا ہے۔ بلکہ ان کے حقوق کی دوگنی تاکید آئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ بیٹا اپنے والد کا حق اس طرح ادا کر سکتا ہے۔ کہ اسے غلامی کی حالت سے خرید ے پھر اسے آزاد کرے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| بِـرُّ الْـوَالِـدَيْـنِ اَفْـضَلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصَّدَقَۃِ وَالصَّوْمِ وَالْـحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ☆ | ﴿والدین کے ساتھ نیک سلوک نماز' زکوۃ' روزے' حج' عمرے اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے﴾ |

نیز فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس نے اپنے والدین کو دن بھر خوش رکھا' اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جائیں گے۔ اور اسی طرح جس نے رات بھر خوش رکھا۔ اور اگر دونوں میں سے ایک ہو تب بھی اسی طرح اجر ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' چاہے ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ ظلم کریں۔ ظلم کریں۔ اور جس نے دن بھر والدین کو ناراض رکھا تو اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس نے رات بھر ناراض رکھا تو بھی۔ اور دونوں میں سے ایک ہو تب بھی' چاہے وہ اس پر ظلم کریں۔ ظلم کریں ظلم کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے پہنچ جاتی ہے۔ لیکن والدین کے نافرمان اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرنے والے کو یہ نہیں پہنچے گی۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے ماں باپ' بہن بھائی' اور دوسرے قابت داروں کے ساتھ نیک

سلوک کرو۔

روایت:

مروی ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ جس نے اپنے والدین سے نیک سلوک کیا۔ اور میری نافرمانی کی۔ میں اسے نیکو کار لکھوں گا۔ اور جس نے میری فرمان برداری کی اور اپنے والدین کی نافرمانی کی۔ تو میں اسے نافرمان لکھوں گا۔

عجیب بات:

کہتے ہیں جب حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے آئے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام ان کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے۔ تو اللہ تعالٰی نے حضرت یوسفؑ کو وحی فرمائی۔ کہ تم اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھتے ہو۔ کہ تم اپنے والد کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے۔ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم! میں تمہاری پشت سے کوئی نبی پیدا نہیں کروں گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جو شخص اپنے والدین کے لئے کچھ صدقہ کرتا ہے۔ کہ اس کا ثواب اس کے والدین کو پہنچے۔ تو جتنا ثواب والدین کو ہوتا ہے۔ بغیر کسی کمی کے اتنا ہی خود اس کو بھی ہوتا ہے۔ حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے آکر آپؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' کیا میرے والدین کی وفات کے بعد بھی ان کا حق میرے ذمہ ہے۔ کہ میں ان کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں' ان کے لئے دعا کرو اور بخشش مانگو۔ اور ان کے وعدے پورے کرو۔ اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ اور صلہ رحمی تو ان کے ذریعے سے ہی ہو سکتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سب سے بڑی نیکی یہ ہے۔

کہ باپ کی وفات کے بعد آدمی اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔اور بیٹے پروالدہ کا حق باپ سے بھی دوگنا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادگرامی ہے۔کہ والدہ کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔آپ سے عرض کیا گیا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کیوں ہے؟آپ نے ارشاد فرمایا۔اس لئے کہ یہ زیادہ رحم دل ہوتی ہے۔اور رحم دل کی دعا کبھی ضائع نہیں جاتی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔یارسول اللہ!صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' میں کس کے ساتھ نیکی کروں۔آپ نے فرمایا۔اپنے والدین سے نیکی کرو۔اس نے عرض کیا۔میرے والدین نہیں ہیں۔آپ نے فرمایا۔اپنی اولاد سے نیکی کرو۔جیسا تمہارے والدین کا تم پر حق ہے۔ایسا ہی تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے۔اللہ تعالیٰ اس والد پر اپنی رحمت نازل کرے جس نے نیکی کے کام میں اپنی اولاد سے تعاون کیا۔یعنی اپنے برے سلوک سے اسے نافرمانی پر نہیں اکسایا۔نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کہ اپنی اولاد کو عطیہ کرنے میں برابر رکھو۔

کہتے ہیں کہ تیرا بیٹا تیری خوشبو ہے۔تو سات سال اس کی خوشبو سونگھے۔پھر سات سال وہ تیری خدمت کرے۔پھر وہ تیرا دشمن ہے۔یا تیرے کام میں شریک ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔کہ بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔اور نام رکھا جائے۔اور اس کے بال صاف کئے جائیں۔جب چھ برس کا ہو جائے۔تو اسے تعلیم دی جائے۔اور جب وہ نو سال کا ہو جائے۔تو اس کا بستر الگ کر دیا جائے۔اور جب تیرہ برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر سزا دی جائے۔اور جب سولہ برس کا ہو جائے تو اس کا باپ اس کی شادی کر دے۔پھر اس کا ہاتھ پکڑے۔اور اسے کہے لو میں نے تمہیں تمیز سکھائی۔تعلیم دی۔اور تیری شادی کر دی۔اب میں اللہ کی مدد سے تیرے شر سے دنیا

میں پناہ مانگتا ہوں ۔اور آخرت میں عذاب سے پناہ مانگتا ہوں ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔اولاد کا حق والد پر یہ ہے۔کہ اسے اچھا ادب سکھائے۔اور اچھا نام رکھے ۔نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ بچہ بچی عقیقہ میں گروی ہوتا ہے۔کہ ساتویں دن اس کی طرف جانور سے ذبح کر دیا جائے ۔اور اس کا سر منڈایا جائے۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے ۔اس کی اون لی جائے ۔اور شاہ رگ کے سامنے سے ذبح کیا جائے ۔پھر اس کی چندیا پر رکھے ۔کہ اس میں سے دھاگے کی طرح بہہ پڑے ۔پھر اس کا سر دھوئے ۔اس کے بعد اس کا سر مونڈے ۔

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر اپنے کسی بیٹے کی شکایت کی ۔آپ نے فرمایا۔کیا تم نے اس کے لئے بد دعا کی تھی؟ اس نے کہا۔ہاں ! آپ نے فرمایا۔تم نے خود اسے خراب کیا ہے۔ بیٹے پر نرمی مناسب ہے۔حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیتے دیکھا۔تو کہا۔میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا ۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں ہوتا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا لو اسامہ کا منہ دھو دو۔ میں اس کا منہ دھونے لگی ۔لیکن مجھے نفرت ہو رہی تھی ۔آپ نے میرا ہاتھ جھٹکا اور لے کر اس کا منہ دھویا ۔ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر پر خطبہ دے رہے تھے۔کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پھسل کر گر پڑے آپ نے ممبر سے اتر کر انہیں اٹھایا ۔اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ☆ ﴿تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہیں﴾

(سورۃ التغابن آیت ۱۵)

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدہ کی حالت میں کندھے پر سوار ہو گئے۔ تو آپؐ نے سجدہ طویل کر دیا۔ جس پر لوگوں نے سمجھا کہ کوئی خاص امر پیش آ گیا ہے۔ جب آپ نے نماز مکمل فرمائی۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سجدہ لمبا کر دیا۔ اور ہم سمجھے۔ کہ کوئی خاص امر پیش آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ لہذا میں نے جلدی کرنا پسند نہیں کیا۔ تا کہ وہ اپنا شوق پورا کر لے۔

اس سے کچھ فوائد بھی حاصل ہوئے۔

1- کہ اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوا۔ کیونکہ سجدے میں بندہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

2- اولاد کے ساتھ شفقت اور نیکی کا اظہار ہوا۔

3- اور امت کی شفقت ومحبت کی تعلیم بھی ہوگئی۔

جناب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اولاد کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ یزید نے اپنے والد معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ میرے والد نے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ آپ کے پاس آئے۔ تو آپ نے ان سے فرمایا۔ آپ اولاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے امیر المومنین! یہ ہمارے دلوں کا ثمرہ ہیں۔ اور ہم ان کے لئے نرم زمین اور سایہ دار آسمان ہیں۔ اور انہیکے لئے ہم بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کرتے اور ان

کے لئے پشت پناہ ہوتے ہیں ۔اگر وہ مانگیں تو انہیں عطا کرو۔اگر ناراض ہو جائیں تو انہیں راضی کرو۔وہ بھی اپنی محبت تمہیں دیں گے۔اور تمہاری کوشش کی قدر کریں گے۔تم ان پر بھاری بوجھ نہ بنو۔ورنہ وہ تمہاری زندگی اجیرن کر دیں گے۔اور تمہارے مرنے کی خواہش کریں گے۔اور تمہارے قریب آنا پسند نہیں کریں گے۔تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا احنف! جب تم آئے تھے۔تو میں یزید پر غصے اور ناراضگی سے بھرا بیٹھا تھا۔ جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں سے چلے گئے۔تو آپ یزید پر راضی ہو گئے۔اور اسے دو لاکھ درہم اور دوسو کپڑے روانہ کر دیئے۔جس پر یزید نے حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم اور سو کپڑے بھیج دیئے۔یعنی آدھا مال تقسیم کر دیا۔

باب نمبر 90

# پڑوسیوں کے حقوق اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کا بیان

یہ بات سمجھ لیں، کہ اسلامی بھائی چارے کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کے بھی حقوق ہیں۔ مسلمان پڑوسی کے اسلامی حقوق کے علاوہ بھی کچھ مزید حقوق ہیں۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ کہ پڑوسی تین طرح کے ہیں۔ ایک پڑوسی وہ ہے جس کا ایک ہی حق ہے۔ اور ایک کے دو حق اور ایک کے تین ہیں۔

جس کے تین حق ہیں۔ وہ یہ ہیں:

1- مسلمان ہونے کا حق۔

2- رشتہ دار ہونے کا حق۔

3- پڑوسی ہونے کا حق۔

وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان پڑوسی ہے۔ مسلمان ہونے کا حق۔ پڑوسی ہونے کا حق۔ وہ پڑوسی جس کا ایک ہی حق ہے۔ وہ کافر پڑوسی ہے۔ جسے صرف پڑوسی ہونے کا حق حاصل ہے۔

دیکھئے کافر مشرک بھی محض پڑوسی ہونے کی وجہ سے مسلمان پر حق رکھتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ تم اپنے پڑوسی سے اچھی طرح رہو۔ تو تم اچھے مسلمان ہوگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جبریل امین پڑوسی کے بارے میں مجھے اتنا بتاتے رہے کہ میں سمجھا کہ پڑوسی میرا وارث بن جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

| | |
|---|---|
| مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَهٗ☆ | ﴿جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے پڑوسی کی عزت کرنا چاہئے﴾ |

نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی بندہ اس وقت تک مومن

نہیں ہوسکتا' جب تک پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ رہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے دعوے دار روز قیامت دو ہمسائے ہونگے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تو نے ہمسائے کے کتے کے بھی ڈھیلا مار دیا' تو تم نے اپنے ہمسائے کو ایذا پہنچائی۔

روایت:

مروی ہے۔ کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا میرا ایک پڑوسی ہے۔ جو مجھے ایذا پہنچاتا' گالی دیتا اور تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ! اگر وہ تمہارے بارے میں اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو تم اس کے بارے میں اللہ تعالی کی فرمانبرداری کرو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا۔ کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے۔ اور رات کو نماز پڑھتی ہے۔ لیکن وہ اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔

ایک آدمی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا صبر کرو۔ اس نے پھر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا صبر کرو۔ تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا۔ اپنا سامان نکال کر راستے میں ڈال دو۔ لہذا اس نے سامان نکال کر باہر ڈال دیا۔ اب لوگ وہاں سے گزرتے ہوئے اس سے پوچھتے ہیں۔ آپ کو کیا ہوا؟ وہ کہتا یہ میرا پڑوسی مجھے ستاتا ہے۔ تو لوگ کہتے۔ ایسے آدمی پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔ اس پر اس کے پڑوسی نے آ کر اسے کہا۔ اپنا سامان واپس رکھ لو۔ اللہ کی قسم اب میں کبھی ایسا نہیں کرونگا۔

روایت:

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آ کر اپنے ہمسائے کی شکایت کی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اسے حکم فرمایا۔ کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر اعلان کرو۔ چالیس گھر آپس میں پڑوسی ہیں۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ چالیس ادھر چالیس ادھر چالیس ادھر چالیس ادھر یعنی چاروں طرف اشارہ کیا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ برکت اور نحوست' عورت' مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔ عورت کی برکت' مہر کم ہونے' نکاح آسانی سے ہو جانے اور خوش خلقی میں ہے۔ اور عورت کی نحوست زیادہ مہر' نکاح مشکل ہونے۔ اور بدخلقی میں ہے۔ اور مکان کی برکت اس کے کشادہ ہونے اور پڑوسی اچھا ہونے میں ہے۔ اور مکان کی نحوست اس کے تنگ ہونے اور برا پڑوسی ہونے میں ہے۔ اور گھوڑے کی برکت اس کے اصیل ہونے اور تابع ہونے میں ہے۔ اور اس کی نحوست اس کے سخت مزاج اور تابع نہ ہونے میں ہے۔

یہ بات سمجھ لیں کہ حق ہمسائیگی صرف تکلیف نہ پہنچانا ہی نہیں' بلکہ تکلیف برداشت کرنا بھی ہے۔ کیونکہ پڑوسی جب تکلیف نہ پہنچائے۔ تو اس میں اس کے حقوق کی ادائیگی نہیں۔ اور نہ صرف تکلیف برداشت کرنا ہی حق کی ادائیگی ہے۔ بلکہ اس سے شفقت کرنا۔ اس کے ساتھ بھلائی کرنا بھی ضروری ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ روز قیامت نادار پڑوسی اپنے مالدار پڑوسی کا دامن پکڑے گا اور کہے گا۔ اے پروردگار اس سے پوچھو! کہ اس نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیوں نہ کیا؟ اور میرے لئے اپنا دروازہ بند کیوں کیا؟

ابن مقفع رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا۔ کہ اس کے پڑوسی پر قرض چڑھ گیا تھا۔ اب وہ اس کے بدلہ میں اپنا گھر بیچ رہا ہے۔ اور یہ اس کے گھر کے سائے میں بیٹھا کرتے تھے۔ تو انہوں نے دل میں کہا۔ کہ اگر میرا پڑوسی اس محرومی کے ساتھ اپنا گھر بیچ دے گا۔ تو میں نے تو اس کے سائے میں بیٹھنے کا کوئی احترام نہ کیا۔ لہذا انہوں نے اسے مکان کی قیمت ادا کر دی اور اسے کہا۔ کہ تم یہ گھر نہ بیچو۔

کسی شخص نے گھر میں چوہوں کی کثرت کی شکایت کی۔تو کسی نے اسے مشورہ دیا۔کہ گھر میں بلی پال لو۔تو وہ کہنے گا۔اگر میں بلی پال لوں گا۔تو چوہے بلی سے ڈر کر پڑوسیوں کے گھر چلے جائیں گے۔تو گویا میں ان کے لئے وہ پسند کروں گا۔جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔

**پڑوسی کے عمومی حقوق مندرجہ ذیل ہیں:**

☆ سلام کرنے میں پہل کرے۔

☆ اس سے زیادہ دیر باتیں نہ کرے۔

☆ اس سے زیادہ سوال نہ کرے۔

☆ بیماری میں اس کی عیادت کرے۔

☆ مصیبت میں اس سے افسوس کرے۔

☆ غمی میں اس کے ساتھ کھڑا رہے۔

☆ خوشی کے موقع پر اسے مبارک باد کہے۔

☆ اس کی خوشی میں شریک رہے۔

☆ اس کی کوتاہیوں سے درگزر کرے۔

☆ مکان کی چھت سے پردہ داری کو نہ جھانکے۔

☆ اس کی دیوار پر شہتیر رکھ کر اسے تنگ نہ کرے۔

☆ اس کے مکان میں پانی نہ ڈالے۔

☆ اس کے صحن میں مٹی نہ گرائے۔

☆ اس کے گھر کا راستہ تنگ نہ کرے۔

☆ وہ اپنے گھر میں کوئی چیز لے جا رہا ہو۔اس پر نظر نہ ڈالے۔

☆ اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے۔

☆ اس پر کوئی مصیبت آپڑے تو اس کی مدد کرے۔

☆ اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر کی دیکھ بھال میں غفلت نہ برتے۔

☆ اس کے خلاف کوئی بات نہ سنے۔

☆ اس کی خواتین سے نظر بند رکھے۔

☆ اس کی ملازمہ پر نظر بد نہ ڈالے۔

☆ اور اس کے بچوں سے نرم کلام کرے۔

☆ دین و دنیا کی کوتاہی میں اسے راہ راست بتائے۔

جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے؟۔

☆ اگر تم سے مدد مانگے۔ اس کی مدد کرو۔

☆ اگر تم سے قرض مانگے۔ اسے قرض دو۔

☆ اگر محتاج ہو اس کی حاجت پوری کرو۔

☆ اگر بیمار ہو۔ اس کا حال پوچھو۔

☆ اگر فوت ہو جائے اس کے جنازے میں شمولیت کرو۔

☆ اگر اسے خوشی ملے اسے مبارکباد دو۔

☆ اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو افسوس کرو۔

☆ بغیر اجازت اس کے مکان سے اتنا اونچا مکان نہ بناؤ کہ ہوا رک جائے۔

☆ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔

☆ اگر کوئی پھل خریدو اسے ہدیہ بھیجو۔

☆ اگر نہ بھیج سکو تو چھپا کر لے جاؤ۔

☆ اور تیرا بچہ پھل لے کر باہر نہ نکلے، کہ اس کا بچہ دیکھ کر ضد کرے۔

☆ اپنی ہنڈیا کی خوشبو سے اسے ایذا نہ پہنچاؤ۔ ورنہ کچھ اسے بھی بھیج دو۔

آپؐ نے پھر فرمایا جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے؟

مجھے اس ذات گرامی کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ پڑوسی کا حق وہی ادا کر سکتا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے۔ ایسے ہی حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں موجود تھا۔ کہ ان کا غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا۔ اے لڑکے! جب گوشت بن جائے تو سب سے پہلے ہمارے یہودی ہمسائے کو دے کر آنا۔ ایسا آپ نے کئی بار فرمایا۔ غلام نے کہا۔ آپ کب تک یہ بات کہے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل ہمیں ہمسائے کے لئے وصیت کرتے رہتے۔ یہاں تک ہم نے یہ سمجھا۔ کہ آپ ہمسائے کو وارث ہی بنا دیں گے۔

حضرت ہشامؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہودی اور عیسائی ہمسایوں کو قربانی کا گوشت کھلانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میرے دلی دوست جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی۔ کہ جب تم ہنڈیا پکاؤ۔ تو شوربا زیادہ کر لیا کرو۔ پھر پڑوسی کے آس پاس کے گھروں میں کچھ بھیج دیا کرو۔

باب نمبر 91

# شراب پینے والے کی سزا

شراب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تین آیات نازل فرمائیں:

| | |
|---|---|
| یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ☆ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۹) | ﴿اے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں۔ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے ہیں﴾ |

پہلے کچھ مسلمان پیتے تھے۔اور کچھ نہیں پیتے تھے۔حتیٰ کہ ایک شخص شراب پی کر نماز پڑھنے لگا۔اور کوئی رکن چھوڑ گیا۔اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

| | |
|---|---|
| یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَ ☆ | ﴿اے ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ۔ جب تک کہ تم منہ سے کہا ہوا سمجھنے نہ لگو﴾ |

(سورۃ النساء آیت ۴۳)

پھر بھی کچھ پیتے رہے۔اور کچھ چھوڑ گئے۔ یہاں تک ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پی۔اور نشے کی حالت میں اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ماردی' اور پھر بیٹھ کر شہداء بدر پر رونے لگے۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے میں اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے نکلے' اور ایک چیز سے جو آپ کے دست مبارک میں تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیٹا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے

۔اور کہا۔

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ غَضَبِہٖ وَ غَضَبِ رَسُوۡلِہٖ☆ ﴿میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصے سے﴾

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ☆ ﴿شیطان تو یہ چاہتا ہے۔ کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوادے﴾

(سورۃ المائدۃ آیت ۹۱)

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم باز آ گئے۔ ہم باز آ گئے۔

## شراب کی حرمت پر متفقہ احادیث مبارکہ:

ہمارے آقا جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

لَایَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ مُدۡمِنُ خَمۡرٍ☆ ﴿شراب پینے کا عادی جنت میں نہیں جائے گا﴾

نیز فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پروردگار نے مجھے سب سے پہلے بتوں کی پرستش کے بعد شراب پینے اور لوگوں سے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو قوم دنیا میں کسی نشہ آور چیز پر جمع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں جمع کرے گا۔ اور وہ ایک دوسرے کو آمنے سامنے ملامت کریں گے۔ ایک دوسرے سے کہے گا۔ تو ہی ہے جس نے مجھے اس راستے پر ڈالا۔ دوسرا کہے گا۔ تو نے مجھے اس راستے پر ڈالا۔ فرمان رسول گرامی

ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو دنیا میں شراب پیئے گا۔ اللہ تعالٰی اسے کالے سانپوں کا زہر پلائے گا۔جسے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت پیالے میں آگرے گا۔اور جب پی لے گا تو تمام کھال اور گوشت گر جائے گا۔جس سے اہل جہنم اذیت پائیں گے۔

خبردار:

شراب پینے والا۔شراب بنانے والا۔ بنوانے والا اٹھا کر لے جانے والا۔جس کے لئے لے جایا جائے۔ اس کی قیمت کھانے والا۔ سب شراب پینے والے کے گناہ میں شریک ہیں۔ نہ ان کی نماز منظور نہ روزہ نہ حج! جب تک کہ توبہ نہ کرلیں۔ اور توبہ کرنے سے پہلے مرجائیں۔تو اللہ تعالٰی کو حق حاصل ہے۔ کہ دنیا میں پیئے ہوئے شراب کے ہر گھونٹ کے بدلے میں جہنم کی پیپ پلائے۔خبردار ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک نشہ باز آدمی کے پاس سے گزرے۔ کہ وہ اپنے ہاتھ پر پیشاب کرکے اپنا ہاتھ دھورہا تھا۔اور وہ وضو کرنے والے کی طرح بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَآءَ طَھُوْرًا | ﴿اس ذات کی تعریف ہے جس نے اسلام کو نور بنایا۔ اور پانی کو پاک کرنے والا بنایا﴾ |

عباس بن مرداس کے بارے میں روایت ہے۔ کہ زمانہ جاہلیت میں اس سے کہا گیا۔ کہ تم شراب کیوں نہیں پیتے؟ کہ اس سے تمہاری حرارت بڑھتی۔تو اس نے کہا۔ کہ میں اپنی جہالت کو اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ میں داخل نہیں کرنا چاہتا۔اور نہ میں یہ بات پسند کرتا ہوں۔ کہ صبح کو میں قوم کا معزز سردار ہوں۔ اور شام کو بے وقوف بن جاؤں۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

کے کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بدمستی میں وہ تم نے سب کر ڈالے۔ پھر ان سے کہا گیا کہ اب تم دو باتوں میں سے ایک کو پسند کر لو۔ دنیا کی سزا یا آخرت کا عذاب! لہذا انہوں نے دنیا کی سزا کو اختیار کر لیا۔

روایت:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں۔ کہ میری بیٹی بیمار ہوگئی۔ تو میں پیالے میں اس کے لئے نبیذ بنانے لگی۔ کہ اس دوران میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ اور پیالے میں نبیذ ابل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ام سلمہ یہ کیا ہے۔ تو میں نے عرض کیا اپنی بیٹی کے علاج کے لئے نبیذ بنا رہی ہوں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالی نے حرام میں میری امت کے لئے شفا نہیں رکھی۔ نیز روایت میں آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالی نے شراب کو حرام کر دیا تو اس سے تمام فوائد چھین لئے۔

باب نمبر 92

# معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

امام بخاری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے معراج کی رات کا ذکر فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا' میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا کہ حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ راوی نے کہا میں نے سنا۔ کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس نے مجھے یہاں سے وہاں تک پھاڑ دیا۔ میں نے جارودؓ سے جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا' پوچھا۔ یہاں سے وہاں تک کا کیا مطلب ہے؟ اس نے بتایا گلے سے سینے کے اخیر تک۔ تو اس نے میرا دل نکالا۔ پھر ایمان سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لایا گیا۔ اور میرا دل دھویا گیا۔ اور اسے ایمان سے بھر دیا گیا۔ اور اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔ پھر میرے لئے ایک سواری لائی گئی۔ سفید رنگ کی خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی۔ جارودؓ نے بتایا۔ اے ابوحمزہ! یہ براق تھا۔ انسؓ کہتے ہیں۔ یہ براق ہی تھا۔ جو اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ پھر جبریلؑ مجھے پہلے آسمان کی طرف لے چلے۔ ہم وہاں پہنچے تو جبریلؑ نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ جواب دیا گیا۔ جبریلؑ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا۔ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا ہاں! کہا گیا۔ انہیں خوش آمدید! اچھا آنے والا آیا ہے۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبریل نے عرض کیا۔ یہ آپ کے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا نیک بیٹے اور نیک نبی خوش آمدید۔ پھر مجھے اوپر لے چلے حتیٰ کہ دوسرا آسمان آ گیا۔ دروازہ کھولنے کو

کہا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریلؑ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا گیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا۔ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا گیا' ہاں کہا گیا۔ انہیں خوش آمدید! اچھا آنے والا آیا ہے۔ لہٰذا دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا۔ تو سامنے حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ جو آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ حضرت یحیٰ اور عیسیٰ علیہما اسلام ہیں۔ انہیں سلام کریں۔ اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا۔ نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید! پھر جبریل امین مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ کہا جبریلؑ! پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! کہا گیا۔ خوش آمدید۔ اچھا آنے والا آیا ہے۔ لہٰذا دروازہ کھول دیا گیا۔ میں اندر گیا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کہیں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا۔ نیک بھائی اور نیک نبی خوش آمدید' پھر جبریلؑ مجھے چوتھے آسمان پر لے کر چڑھ گئے۔ اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریلؑ پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ انہیں خوش آمدید اچھا آنے والا آیا ہے۔ لہٰذا دروازہ کھول دیا گیا۔

جب میں اندر داخل ہوا۔ تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور کہا۔ نیک بھائی اور نیک نبی خوش آمدید۔ پھر جبریلؑ مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چڑھے۔ اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ کہا گیا کون ہے؟ کہا جبریلؑ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کیا

طرح چوڑے تھے۔ جبریل نے کہا۔ یہ سدرۃ المنتھی ہے۔ وہاں سے چار نہریں بہہ رہی تھیں۔ دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ میں نے پوچھا جبریلؑ یہ کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ دو باطنی نہریں جنت کو جاری ہیں۔ اور یہ دو ظاہری نہریں دجلہ اور فرات ہیں۔

پھر مجھے بیت المعمور کے اوپر لے جایا گیا۔ جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ شراب ایک پیالہ دودھ ایک پیالہ شہد لایا گیا۔ تو میں نے دودھ کا پیالہ پسند کر لیا۔ جبریل امین نے کہا۔ یہ انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔

پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ پھر میں وہاں سے واپس لوٹا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ آپ نے پوچھا آپ کو کس بات کا حکم ہوا ہے؟ آپ فرماتے ہیں میں نے کہا۔ روزانہ پچاس نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ واللہ میں اس سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں۔ اور میں نے بنی اسرائیل کی بہت اصلاح کی ہے۔ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیں۔ اور اپنی امت کے لئے آسانی کرائیں۔

تو میں بارگاہ الٰہی میں واپس آیا۔ تو دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا۔ تو آپ نے اسی طرح کہا۔ میں واپس بارگاہ الٰہی میں آیا' تو دس نمازیں اور معاف ہو گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ میں پھر واپس آیا' تو دس معاف ہو گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ میں بارگاہ الٰہی میں آیا' تو دس اور معاف ہو گئیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اس طرح کہا تو پانچ پھر معاف ہو گئیں۔ اب کی بار موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کتنی نمازوں کا حکم ہوا۔ آپ

نے فرمایا اب کی بار مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ہوا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ کی امت پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو اس سے پہلے آزمایا ہے۔اوران سے میرا معاملہ رہا ہے۔اپنے رب کے پاس پھر سے جائیں۔اوراپنی امت کے لئے آسانی کرائیں۔آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے پروردگار سے بہت سوال کئے ہیں۔اب مجھے شرم آتی ہے۔لیکن میں اس پر راضی ہوں اورانہیں تسلیم کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں جب میں آگے بڑھا۔تو پکارنے والے نے پکارا۔آپ نے میرا فرض پورا کردیا۔ میں نے اپنے بندوں کا بوجھ ہلکا کردیا۔

باب نمبر 93

## جمعہ کی فضیلت کا بیان

دیکھو یہ دن بڑی عظمت شان والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس سے اسلام کو بھی عظمت بخشی ہے۔اور یہ دن مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ☆
(سورۃ الجمعۃ آیت ۹)

﴿جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے۔تو اللہ تعالیٰ کی یاد( نماز) کے لئے جلدی کرو۔اور خرید وفروخت چھوڑ دو﴾

یعنی جمعہ کی اذان ہو جانے کے بعد دنیا کے کام اور جو چیزیں جمعہ کو جانے سے روکیں سب حرام کردی گئیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے آج کے دن اس مقام پر تم پر جمعہ فرض کردیا ہے۔نیز فرمان رسول گرامی ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے بلا عذر تین دفعہ جمعہ چھوڑ دیا۔گویا اللہ

تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگا دی۔ایک حدیث مبارک کے الفاظ یوں ہیں ۔کہ گویا اس نے اسلام کو اپنے پس پشت پھینک دیا۔

ایک شخص بار بار آ کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھتا۔کہ جو شخص مر گیا۔اور وہ جمعہ اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا رہا۔اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا۔وہ جہنمی ہے۔وہ شخص مسلسل ایک ماہ تک آپ سے برابر پوچھتا رہا۔اور آپ فرماتے رہے۔جہنمی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے۔کہ یہود و نصاریٰ کو جمعہ کا مبارک دین پیش کیا گیا۔ انہوں نے اختلاف کیا۔اور منہ پھیر لیا۔اور اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی کہ ہم نے قبول کر لیا۔اور آخر میں یہ اس امت کو عطاء کر دیا گیا۔اور ان کے لئے یوم عید بنا دیا۔تو اس کی طرف پہل کرنے والی یہ پہلی امت ہے۔اور اہل کتاب ان کے تابع ہیں۔کہ ان کو ہفتہ اور اتوار ملے ہیں۔اور حدیث شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ حضرت جبریل امین میرے پاس آئے۔اور ان کے پاس سفید رنگ کا ایک آئینہ تھا۔انہوں نے فرمایا۔یہ جمعہ کا دن آپ کے پروردگار آپ پر فرض فرما رہے ہیں۔تا کہ یہ آپ کے لئے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے روز عید ہو جائے۔میں نے کہا۔اس دن کے اندر ہمارے لئے کیا خاص چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا۔اس کے اندر آپ لوگوں کے لئے ایک بہتر ساعت ہے۔جو اس ساعت میں دعا کرے گا۔اگر اس کے مقدر میں ہے۔تو اللہ تعالیٰ اسے یہ ساعت بطور خاص عطا فرمائے گا۔اور اگر مقدر میں نہیں۔تو اس کے لئے ذخیرہ بنا دے گا۔جو اس سے بھی زیادہ عظیم ہو گا۔یا جو کوئی اس ساعت میں کسی شر سے پناہ مانگے گا۔جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھی بڑھ کر پناہ میں رکھے گا۔اور ہمارے ہاں تمام دنوں کا سردار ہے۔اور ہم روز قیامت اسے۔"یَوْمُ الْمَزِیْد" کے نام

سے پکاریں گے۔ یعنی اضافے کا دن میں نے کہا کیوں؟ جبریل امین نے کہا۔ اس لئے کہ آپ کے پروردگار نے اسے جنت میں اپنا چہرۂ انور دکھانے کے لئے مخصوص کیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سب سے بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اور اسی دن زمین کی طرف اتارا گیا۔ اور اسی دن آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن آپ کی وفات ہوئی۔ اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کے ہاں "یَوْمُ الْمَزِیْد" ہے۔ اور فرشتے بھی آسمان میں اسی نام سے پکارتے ہیں۔ اور یہی جنت میں دیدار الٰہی کا دن مقرر ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو چھ لاکھ لوگوں کو آزاد کر کے دوزخ سے نکال دیتا ہے۔ اور حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب جمعہ کا دن سلامت گزر جائے۔ تو تمام دن سلامت گزر جائیں گے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روزانہ زوال سے پہلے جبکہ سورج آسمان کے درمیان سر کے اوپر ہوتا ہے۔ جحیم (دوزخ) بھڑکائی جاتی ہے۔ تو اس وقت نماز نہ پڑھا کرو۔ سوائے جمعہ کے دن کے کہ یہ پورا دن نماز و عبادت کے لئے ہے۔ اور اس دن دوزخ نہیں بھڑکائی جاتی۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے شہروں میں مکہ مکرمہ کو فضیلت بخشی ہے۔ اور مہینوں میں ماہ رمضان کو۔ اور دنوں میں جمعہ کے دن کو اور راتوں میں "لیلۃ القدر" کو۔

کہتے ہیں کہ پرندے اور کیڑے مکوڑے جمعہ کے دن آپس میں ملتے ہیں۔ اور

کہتے ہیں ۔سلام سلام ۔اچھا دن ہے ۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ شَهِيْدٍ وَوُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ ☆

﴿جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے سو شہید کا اجر لکھ دے گا۔ اور وہ شخص قبر کی آزمائش سے محفوظ رہے گا﴾

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 94

# خاوند پر بیوی کے حقوق

شوہروں پر بیویوں کے بہت سے حقوق ہیں۔ان میں سے ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا اور ان سے تکلیف برداشت کرنا۔اور عقل میں کوتاہی کی وجہ سے ان کے قصور معاف کرنا شامل ہیں۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ☆ ﴿کہ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو سہو﴾

اوران کے حقوق کی عظمت شان کے لئے فرمایا:

وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ☆ ﴿اور وہ تم سے عہد واثق لے چکی ہیں﴾

(سورۃ النساء آیت ۲۱)

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ ☆ ﴿اور پہلو کے ساتھی﴾

(سورۃ النساء آیت ۳۶)

کہتے ہیں اس سے بیوی مراد ہے۔اور سب سے آخری وصیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔اور تین چیزوں کے بارے میں گفتگو فرمائی۔اور آپ کی زبان مبارک لڑکھڑانے لگی۔اور آواز دل آویز آہستہ ہوگئی۔آپ فرما رہے تھے۔نماز! نماز! اور اپنی کنیزوں کا خیال رکھو۔اور انہیں طاقت سے بڑھ تکلیف نہ دو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! عورتوں کے بارے میں' کہ وہ تمہارے اختیار میں ہیں۔یعنی اسیر ہیں۔تم نے انہیں اللہ تعالیٰ سے بطور امانت کے لیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے نام سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔جس نے اپنی عورت کی

بداخلاقی پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اتنا اجر عطا فرمائے گا۔ جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی مصیبت پر عطا ہوا۔ اور جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے گی۔ اسے اتنا اجر ملے گا۔ جتنا فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام کو ان کی مصیبت پر ملا۔ یہ بات سمجھ لو۔ کہ خوش خلقی صرف یہی نہیں۔ کہ عورت کو تکلیف نہ پہنچائے ۔ بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے غیض وغصب کے وقت حوصلے سے کام لے اور تکلیف برداشت بھی کرے ۔ کیونکہ بعض ازواج مطہرات پلٹ کر آپ کو جواب دے دیتی تھیں ۔ اور کوئی ایک تو پورا پورا دن آنجناب سے بولنا بھی چھوڑ دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے گفتگو کے دوران میں پلٹ کر جواب دیا۔ تو آپ نے فرمایا بدمعاش عورت مجھے پلٹ کر جواب دیتی ہے ۔ تو وہ کہنے لگیں ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کو پلٹ کر جواب دیتی ہیں ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی آپ سے بہت بہتر ہے ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا برباد ہو گئی گھاٹے میں پڑ گئی ۔ اگر وہ بھی پلٹ کر آپ کو جواب دیتی ہے ۔ پھر آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ تم ابن ابی قحافہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دھوکے میں نہ رہنا وہ تو آپ کی چاہتا بیوی ہیں ۔ اور آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پلٹ کر جواب دینے سے منع فرمایا۔

روایت :

مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے آپ کے سینہ مبارک پر دھکا دے مارا۔ جس پر ان زوجہ محترمہ کی والدہ صاحبہ نے انہیں تنبیہ فرمائی ۔ تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انہیں چھوڑ دو۔ یہ تو اس سے بھی زیادہ کرتی ہیں ۔ ایک دفعہ آپ کے اور حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کے درمیان باتوں باتوں میں کچھ تنازعہ ہو گیا۔ تو ان دونوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان فیصل مقرر کیا۔ اور انہیں موقع پر بلایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم بات کرو گی یا میں بات کروں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔ آپ بات کریں۔ لیکن سچ سچ کہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں تھپڑ مارا، جس سے ان کے منہ سے خون بہنے لگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اپنی جان کی دشمن! کیا آپ سچ نہیں کہیں گے۔ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوڑ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ لی۔ اور آپ کی پشت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئیں۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم نے آپ کو اس لئے نہیں بلایا تھا اور نہ یہ کام کرنے کو کہا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو کے دوران میں غصے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ آپ ہی ہیں جن کا خیال ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے۔ اور کمال حوصلے اور شرافت سے برداشت کر گئے۔

اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ فرمایا۔ مجھے آپ کے غصے اور رضامندی کا پتہ چل جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ آپ کیسے جان جاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو۔ تو کہتی ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معبود کی قسم! اور جب تم ناراض ہوتی ہو۔ تو کہتی ہو۔ ابراہیم علیہ السلام کے معبود کی قسم! تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ اس وقت میں آپ کا اسم گرامی چھوڑ دیتی ہوں۔ کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلی محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ہے۔

آپ اپنی زواج مطہراتؓ سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ پہنچایا کرو۔ کہ سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی کے بستر میں وحی نازل نہیں ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں اور بچوں پر تمام لوگوں سے زیادہ مہربان تھے۔

بیوی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے۔ تکلیف برداشت کرنے کے علاوہ اس کے ساتھ کھیل کود اور ہنسی مذاق بھی کرے۔ کھیل اور ہنسی مذاق عورتوں کے دل کو بھاتا ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہراتؓ کے ساتھ ہنسی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ اور اعمال واخلاق میں ان کے مزاج کے درجے پر اتر آتے تھے۔ حتیٰ کہ روایت ہے۔ کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑنے میں مقابلہ فرماتے تھے۔ تو کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل جاتیں اور کبھی آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آگے نکل جاتے۔ تو آپؐ فرماتے۔ چلو یہ برابر ہو گیا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے خوش طبعی کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں یوم عاشورہ پر حبشیوں اور دوسرے لوگوں کی کھیلتے میں آوازیں سنا کرتی۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تم ان کا کھیل دیکھنا پسند کرو گی؟ انہوں نے کہا۔ ہاں! تو آپؐ نے انہیں بلا بھیجا۔ تو وہ آ گئے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ اور اپنا دست مبارک دروازہ کے اوپر رکھ دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بازو پھیلا دیا۔ اور میں نے اپنی ٹھوڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر رکھ دی۔ اور وہ لوگ کھیلنے لگے۔ اور میں دیکھتی رہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ بس کافی

ہے۔ میں عرض کرتی چپ رہیں۔ دو تین دفعہ آپ نے فرمایا۔ میں نے کہا چپ رہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ یا عائشہ رضی اللہ عنہا بس اب کافی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں! آپؐ نے انہیں اشارہ فرمایا۔ تو وہ واپس چلے گئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ تم میں ایمان میں زیادہ کامل وہ شخص ہے۔ جو اپنے گھر والوں کے ساتھ زیادہ نرم ہو۔ نیز آپ نے فرمایا۔ تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہو۔ اور میں اپنی عورتوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی سخت مزاجی کے باوجود فرماتے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں میں بچوں کی طرح بن کر رہے۔ اور جب وہ اس سے کچھ مانگیں۔ تو وہ مرد بن جائے۔ حضرت لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ عقلمند کو اپنے گھر والوں میں بچے کی طرح بن کر رہنا چاہئے۔ اور جب وہ قوم کے لوگوں میں ہو تو اسے مرد بن جانا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر والوں سے تندخوئی کرنے والے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والے سے نفرت کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کے لفظ عُتُلّ کے بھی یہی معنی ہیں۔ کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ تندخوئی سے پیش آنے والا اور سخت دل۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ تم نے کنواری سے بیاہ کیوں نہیں کیا۔ کہ تو اس سے کھیلتا۔ وہ تجھ سے کھیلتی۔ ایک دیہاتی عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اس کی صفت کیا کرتی۔ واللہ وہ بہت ہنس مکھ ہوتا جب گھر کے اندر آتا۔ اور بہت خاموش ہوتا جب وہ گھر سے باہر جاتا۔ جو ملتا کھالیتا۔ کوئی چیز کھو جاتی تو وہ باز پرس نہ کرتا۔

بیوی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے۔ کہ اس کی پیروی 'نرمی' اور خوش طبعی' میں حد سے نہ بڑھے اور اس کی خواہش کی اس حد تک پیروی نہ کرے کہ اس کی عادتیں خراب ہو جائیں۔ اور شوہر کا اس پر رعب جاتا رہے۔ بلکہ میانہ روی کو مدنظر رکھے۔

اور رعب اور سختی ترک نہ کرے۔ جب کوئی غلط کام کرتے ہوئے اسے دیکھے تو سختی سے روکے۔ اور برائی کے لئے اس کے ساتھ موافقت کا دروازہ ہرگز نہ کھولے۔ اور جب بھی اسے خلاف شریعت کام کرتا دیکھے تو اسے روکے اور ناراضگی کا اظہار کرے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنی بیوی کی خواہشات کی پیروی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈالے گا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عورتوں کی مخالفت کرو۔ کہ ان کی مخالفت میں برکت ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ان سے مشورہ کرو۔ اور اس کے الٹ کرو۔ اور فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیوی کے غلام پر افسوس ہے۔ اور یہ آپ نے اس لئے فرمایا' کہ جو نفسانی خواہشات میں بیوی کی اتباع کرتا ہے۔ تو گویا وہ اس کا غلام ہے۔ اور افسوس اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عورت کا مالک بنایا ہے۔ لیکن اس نے عورت کو اپنا مالک بنالیا۔ گویا معاملہ بالکل الٹ ہو گیا۔ اور اس نے شیطان کی پیروی کی۔ کہ شیطان نے کہا تھا۔

| | |
|---|---|
| وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ☆ | ﴿اور میں انہیں حکم دیتا رہوں گا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی |
| (سورۃ النساء آیت ۱۱۹) | صورتیں بدلتے رہیں﴾ |

مرد حق کا حق یہ ہے کہ عورت اس کی تابع ہو۔ نہ کہ وہ عورت کا تابع ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بھاری بتلایا ہے۔ اور شوہر کا نام سید (سردار) رکھا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ☆ | ﴿اور پایا دونوں نے اس کے |
| (سورہ یوسف آیت ۲۵) | شوہر کو دروازے پر﴾ |

اور جب سید ہی تابع فرمان ہو جائے۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری

کی۔عورت کی مثال تیرے نفس کی سی ہے۔اگرتو اسے کھلا چھوڑ دے گا۔تو منہ زور ہو جائے گا۔اوراگرتو اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دے گا۔تو تجھے دور تک کھینچ کرلے جائے گا۔اوراگرتو اسے قابو کرکے ہاتھ سخت رکھے گا۔تو تو اسکا مالک ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔تین کواگرتو اکرام سے رکھے گا۔تیری توہین کریں گے۔اوراگر دبا کررکھے گا۔تو تیرا اکرام کریں گے۔

1- عورت۔

2- خادم۔

3- گھوڑا۔

لہذاسختی میں نرمی اورشفقت میں سختی کی آمیزش نہ کرو۔

علیہ وآلہ وسلم نے خاوند کی فرمانبرداری کو اسلام کے فرائض کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کا اس طرح ذکر فرمایا۔ حاملہ عورتیں' بچے جننے والی' پھر دودھ پلانے والی' اپنی اولاد کے ساتھ شفقت کرنے والی' عورتوں کو اگر خاوندوں کے پاس نہ رہنا پڑتا۔ تو یہ نماز ہی پڑھ کر جنت میں جاتیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا۔ تو وہاں اکثر عورتیں تھیں۔ عورتوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ لعنت بہت کرتی ہیں۔ اور اپنے ساتھی یعنی خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔ ایک دوسری حدیث پاک میں ہے۔ کہ میں نے بہشت میں جھانک کر دیکھا۔ تو وہاں بہت کم عورتیں تھیں۔ میں نے پوچھا۔ عورتیں کہاں ہیں۔ جبریل امین نے بتایا۔ انہیں دونوں سرخ چیزوں سونے اور زعفران نے دنیا میں مصروف کر دیا۔ یعنی زیورات اور رنگین کپڑوں میں پڑی رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک لڑکی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نکاح کے قابل ہوں۔ لیکن میں نکاح کرنا پسند نہیں کرتی۔ خاوند کے بیوی پر کیا کیا حقوق ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر خاوند کا تمام بدن اوپر سے نیچے تک پیپ میں لتھڑا ہوا ہو۔ اور عورت اسے چاٹ لے تو بھی خاوند کا حق ادا نہ ہو۔ تو اس لڑکی نے عرض کیا۔ کہ کیا میں نکاح نہ کر لوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ نکاح کر لو۔ یہ بہت اچھی چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ میں کنواری ہوں۔ اور میں نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے بتائیں کہ خاوند کے حقوق کیا

ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ جب مرد کو خواہش ہو اور بیوی کا طلب گار ہو۔ تو اگر عورت اونٹ پر سوار ہو تب بھی انکار نہ کرے۔ اور ایک حق خاوند کا یہ ہے کہ عورت اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز اس کے گھر سے کسی کو نہ دے۔ اگر وہ ایسا کرے گی۔ تو بوجھ عورت پر اور ثواب خاوند کو ملے گا۔ اور ایک حق ہے۔ کہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر اس طرح بھوکی پیاسی رہے گی۔ قبول نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی اجازت کے بغیر باہر نکلے گی۔ تو گھر واپس آنے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے یا جب تک توبہ نہ کرے۔

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ تو میں عورت کو حکم دیتا۔ کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ کیونکہ خاوند کا بیوی پر بڑا حق ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ عورت سب سے زیادہ اللہ پروردگار کے چہرے کے قریب اس وقت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ اور اس کی نماز مسجد کی نسبت اپنے گھر کے صحن میں افضل ہے۔ اور صحن کی نسبت کمرے کے اندر افضل ہے۔ اور کمرے کی نسبت کمرے کے ایک کونے میں افضل ہے۔ اور مخدع (کونہ) کمرے کے اندر ایک اور پردے کی جگہ ہوتی ہے۔ اس نے فرمایا کہ جب عورت گھر سے نکلتی ہے۔ تو شیطان اس کی تاک میں رہتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ جب عورت نکاح کرتی ہے تو ایک پردہ خاوند اس پر کر دیتا ہے۔ اور جب فوت ہوتی ہے۔ تو ایک پردہ اس پر قبر کر دیتی ہے۔ لہذا خاوند کے بیوی پر بہت سے حقوق ہیں۔ ان میں دو بہت اہم ہیں۔ ایک پاکدامنی اور پردہ' دوسرے ضرورت سے زیادہ نہ مانگنا۔ اور اور خاوند کی حرام کی کمائی سے بچنا۔ سلف صالحین کی عورتوں کی یہی صفات تھیں۔

جب کوئی مرد گھر سے کمانے کی غرض سے نکلتا۔ تو اس کی بیوی یا بیٹی اس سے کہتی

کہ حرام کی کمائی سے بچنا۔ کہ ہم بھوک مصیبت برداشت کرلیں گے۔ دوزخ کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔ پہلے زمانے میں ایک شخص سفر پر جانے لگا۔تو اس کے پڑوسیوں نے سفر پر جانے کی مخالفت کی۔ اورانہوں نے اس کی بیوی سے کہا۔تم اسے سفر پر کیوں جانے دے رہی ہو۔ جب کہ یہ گھر کے خرچ کے لئے کچھ چھوڑ کر نہیں جارہا۔ بیوی نے کہا۔ کہ میرا خاوند تو شروع سے ہی کھاؤو ہے۔ کماؤو نہیں۔ میرا رزاق میرا پروردگار ہے۔ یہ کھاؤو چلا جاتا ہے۔تو رزاق تو پیچھے ہوتا ہے نہ۔

حضرت رابعہ بنت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت احمد بن ابی الحواری سے نکاح کی درخواست کی۔ وہ عبادت کی مصروفیت کی وجہ سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔لہذا انہوں نے فرمایا۔ میں اپنی خاص مصروفیت کی بنا عورتوں کے ساتھ نباہ کرنے سے قاصر ہوں۔ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا۔ میں بھی اپنے حال میں ہی مست رہوں گی۔ مجھے کوئی نفسانی خواہش نہیں ہے۔لیکن چونکہ مجھے خاوند کی طرف سے کافی مال ورثے میں ملا ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ آپ اسے اپنے بھائیوں اور جان پہچان کے لوگوں پر خرچ کریں۔ کہ یہ مال میرے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بن جائے۔ حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا میں اپنے استاد سے اجازت لے لوں۔لہذا آپ اپنے استاد ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔فرماتے ہیں کہ میرے استاد مجھے نکاح کرنے سے روکا کرتے تھے۔اور فرماتے تھے۔جس نے بھی نکاح کیا۔اس کی حالت دگرگوں ہوگئی۔لیکن جب ان کے استاد نے ان سے یہ بات سنی تو فرمایا۔اس عورت سے نکاح کرلو۔وہ اللہ تعالیٰ کی ولی ہے۔اور ایسا کلام صدیقوں کا ہوتا ہے۔پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ اتنے لوگ کھانا کھانے آتے اور ان کے ہاتھ دھونے سے ہمارا چونے گچ غسل خانہ تباہ ہوگیا۔وہ کہتے ہیں۔کہ اس کے بعد میں نے تین دوسری عورتوں سے نکاح کیا۔ اور میری بیوی رابعہ مجھے اچھے اچھے کھانے پکا کر کھلاتی۔ جاؤ اپنی استطاعت کے مطابق بیویوں کے ساتھ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

باب نمبر 96

# جہاد کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالٰی کا فرمان گرامی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ☆

(سورہ الحجرات آیت ۱۵)

﴿مومن تو وہ ہیں۔ جو اللہ تعالٰی اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ پھر شک میں نہ پڑے۔ اور اللہ تعالٰی کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ سچے ہیں﴾

روایت:

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک آدمی نے کہا۔ اگر میں اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے کا عمل کرلوں تو مجھے اور کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ ایک آدمی کہنے لگا۔ کہ اسلام لانے کے بعد میں اگر مسجد حرام کی تعمیر کردوں تو مجھے اور کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ کسی اور آدمی نے کہا۔ نہیں۔ اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد کرنا تمہارے بتائے ہوئے دونوں عملوں سے افضل ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممبر کے پاس زور زور سے مت بولو۔ آج جمعہ ہے۔ میں جمعہ کی نماز پڑھ کر آپؐ کے پاس جاؤں گا۔ اور تمہارے اختلاف کے بارے میں پوچھوں گا۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ
وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰ
خِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ☆
(سورۃ التوبۃ ۱۹)

﴿کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا۔ اس شخص کے اعمال جیسا خیال کرلیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں ہم کچھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ہم نے کہا۔ کہ اگر ہم جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کونسا عمل زیادہ محبوب اور افضل ہے۔ تو ہم وہ عمل کرلیا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ
وَمَافِی الْاَرْضِ وَھُوَالْعَزِیْزُ
الْحَکِیْمُ ☆ یٰآ اَیُّھَاالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ
مَالَاتَفْعَلُوْنَ ☆ کَبُرَمَقْتًا
عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا
تَفْعَلُوْنَ ☆ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ
الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ
صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ
مَّرْصُوْصٌ ☆ (سورہ الصّف
آیت ۱۔۴)

﴿جو چیز آسمان میں ہے۔ اور زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو۔ جو کیا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے سخت ناراض ہے۔ کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پرے جما کر لڑتے ہیں۔ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ وہ بے شک محبوب کردگار ہیں﴾

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ ہمارے سامنے پڑھی۔

روایت:

مروی ہے۔ کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھے تو کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو۔ کہ جب مجاہد اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلا جائے۔ تو تم مسجد میں چلے جاؤ۔ اور وہاں عبادت کرتے رہو اور وقفہ نہ کرو۔ اور روزے رکھتے ہو۔ اور کبھی ناغہ نہ کرو؟ تو اس شخص نے عرض کیا ایسا کون کر سکتا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص پہاڑ کی گھاٹی میں میٹھے پانی کے ایک چھوٹے

سے چشمے کے پاس سے گزرے۔ تو دل میں کہنے لگے۔ کاش میں لوگوں سے الگ ہوکر اس گھاٹی میں رہ پڑوں۔ لیکن میں یہ کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لئے بغیر نہیں کروں گا۔ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ایسا مت کرو۔ تمہارا مقام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جو اپنے گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ اور جنت میں داخل کرے؟ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے لڑو۔ جس نے اونٹنی کے دو وقت دودھ دینے (ایک دن) تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کافروں سے جنگ کی اس کے لئے جنت لازمی ہوگئی۔

جب اتنے بڑے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کو باوجود عبادت اور نیک اعمال کی نیت کے گوشہ نشینی کی اجازت نہیں ملی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جہاد کا راستہ دکھایا۔ تو ہمارے لئے کب مناسب ہے۔ کہ کم اطاعت اور برائیوں کی کثرت کے باوجود اور ناجائز روزی کمانے کے باوجود اور خراب نیتوں اور ارادوں کے ہوتے ہوئے جہاد سے پیچھے رہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال (اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کون اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔) اس شخص کی سی ہے جو روزہ رکھنے والا قیام کرنے والا ' عاجزی کرنے والا رکوع سجود کرنے والا ہے۔ نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔ اس کے لئے جنت لازمی ہوگئی۔ اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حیران ہوکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے میرے لئے دوبارہ فرمائیں۔ آپ نے اس بات کو دہرایا۔ اور ارشاد فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے سو

درجے بلند کرتا ہے۔ اور ایک درجے کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کی مسافت کے برابر ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کونسا عمل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 97

# شیطانی دھوکے کا بیان

ایک آدمی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ اے ابو الحسن کیا شیطان سوتا بھی ہے؟ تو آپؒ نے مسکرا کر فرمایا۔ اگر وہ سو جاتا۔ تو ہم آرام کر لیتے۔ مومن کی خلاصی اس سے ممکن نہیں ہے۔ ہاں اسے ہٹانے اور کمزور کرنے کا طریقہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ مومن اپنے شیطان کو ایسے کمزور کر دیتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے اونٹ کو سفر میں تھکا کر کمزور کر دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مومن کا شیطان مریل سا ہوتا ہے۔

قیس ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے شیطان نے مجھ سے کہا۔ جب میں تمہارے اندر داخل ہوا تھا تو چرخ جتنا بڑا تھا۔ اور اب میں چڑیا جتنا رہ گیا ہوں۔ میں نے کہا۔ وہ کس لئے؟ شیطان کہنے لگا۔ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پگھلاتے رہتے ہیں۔ تو اہل تقویٰ کے لئے شیطان کی نگرانی کرنا اور سد باب کرنا مشکل نہیں۔ یعنی گمراہی کے ظاہری دروازے اور نمایاں راستے جو بندے کو ظاہری گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ لیکن پیچیدہ راستوں میں وہ بھی بھٹک جاتے ہیں۔ کہ وہ انہیں معلوم نہیں کر پاتے۔ کہ ان کا سدباب کریں۔ کیوں کہ دل کی طرف کئی شیطانی دروازے کھلتے ہیں۔ اور ہدایت کے فرشتوں کا ان میں ایک ہی دروازہ ہے۔ جو ان بہت سے دروازوں میں خلط ملط ہو جاتا ہے۔ تو بندہ اس مسافر کی مانند ہو جاتا ہے جو ایک صحرا میں پہنچے جہاں سے کئی راستے نکلتے ہوں۔ اور تاریک رات ہو۔ اور راستے بھی پیچیدہ ہوں۔ تو ایسی صورت میں بصیرت کی آنکھ سے ہی صحیح راستہ معلوم کر سکتا ہے۔ اور عقل کے روشن سورج کے طلوع ہونے سے اسے رہنمائی مل سکتی ہے۔

اور بصیرت کی نظر' یہاں پر اس کا تقویٰ سے بھرا صاف دل ہی ہو سکتا ہے۔ اور روشن سورج وہ کثیر علم ہے۔ جو کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نے حاصل کیا ہے۔ اور اسی سے پیچیدہ راہوں میں سے صحیح راستہ مل سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک سیدھی لکیر کھینچ کر فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر آپ نے کئی لکیریں اس سیدھی لکیر کے دائیں جانب کھینچیں اور کئی بائیں جانب کھینچیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ وہ راستے ہیں۔ جن کے سرے پر ایک شیطان ہے جو اس راستے کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ☆ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۳)

﴿اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے۔ تم اسی کی پیروی کرو۔ اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا ہو جاؤ گے﴾

ہم نے پیچیدہ راستوں میں صحیح راستہ معلوم کرنے کی ایک مثال پیش کی ہے۔ اور یہ وہ راستہ ہے جہاں بڑے بڑے عالم اور عبادت گزار' جو اپنی خواہشات پر قابو رکھتے ہیں' اور ظاہری گناہوں سے بچتے ہیں۔ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اب ہم ایک مثال ذکر کرتے ہیں۔ کہ صحیح راستے پر چلتا ہوا آدمی کیسے شیطانی راستے پر چل پڑتا ہے۔

روایت:

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت

گزار شخص تھا۔ شیطان نے اسے بہکانے کے لئے یہ کیا۔ کہ ایک لڑکی پر آسیب کر دیا۔ اور اس کے گھر والوں کے دل میں یہ خیال ڈالا۔ کہ یہ لڑکی اس راہب (عبادت گزار) سے صحیح ہو سکتی ہے۔ وہ لڑکی کو اس کے پاس لے کر آئے۔ لیکن اس نے اس کا علاج کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن اصرار کیا۔ تو اس نے حامی بھر لی۔ علاج کے دوران شیطان نے اس لڑکی کو خوب بنا سنوار کر راہب کے پیش کیا۔ اور راہب کے دل میں وسوسہ ڈالتا رہا۔ یہاں تک وہ لڑکی کے ساتھ زنا کاری کا مرتکب ہوا۔ جس سے لڑکی کو حمل ہو گیا۔ پھر اس نے راہب کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہ اب تم رسوا ہو جاؤ گے۔ اس کے گھر والے آکر اس بارے میں پوچھیں گے۔ لہذا اسے قتل کر دو۔ اگر پوچھیں تو کہنا مر گئی تھی۔ لہذا اس نے لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا۔

اب شیطان نے اس کے گھر والوں کے پاس آکر ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہ لڑکی حاملہ ہو گئی تھی۔ جس پر راہب نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا ہے۔ بس اس کے گھر والے راہب کے پاس آئے اور اس سے لڑکی کے بارے میں پوچھا۔ راہب نے کہا۔ کہ وہ مر گئی تھی۔ گھر والوں نے اسے قتل کرنے کے لئے پکڑ لیا۔

اب شیطان راہب کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں نے ہی لڑکی کو بیمار کیا تھا۔ اور میں نے ہی اس کے گھر والوں کو ساری بات بتائی ہے۔ اب اگر تم میری ایک بات مان لو۔ تو میں تمہیں ان لوگوں سے بچا سکتا ہوں۔ راہب نے کہا کس طرح؟ شیطان نے کہا۔ بس مجھے دو سجدے کر لو۔ لہذا راہب نے شیطان کو دو سجدے کئے۔ تو شیطان کہنے لگا۔ اب میں تم سے بری ہوں۔ میرا تیرا کوئی کام نہیں۔ اس کو اللہ تعالٰی نے اس طرح فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْقَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ☆ (سورۃ الحشر آیت ۱۶) | ﴿منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے۔ جو انسان سے کہتا رہا۔ کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا۔ کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں﴾ |

روایت:

مروی ہے کہ شیطان نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جیسا چاہا پیدا فرمایا۔ اور جیسا چاہا مجھ سے کام لیا۔ اس کے بعد اگر چاہے تو مجھے جنت میں داخل کرے اور چاہے تو دوزخ میں داخل کرے۔ کیا اس نے انصاف کیا یا ظلم کیا؟ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات پر غور کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر اس نے تجھے تیری مرضی سے پیدا کیا تھا۔ تو اس نے تجھ پر ظلم کیا۔ اور اگر اس نے تجھے اپنی مرضی سے پیدا کیا تھا۔ تو وہ جو کرے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ وہ سب کو پوچھ سکتا ہے۔ یہ سن کر شیطان نیم جان ہو گیا۔ حتیٰ کہ بالکل ختم ہو گیا۔ پھر کہنے لگا۔ واللہ! اے شافعی! اس سوال سے میں نے ستر ہزار عبادت گزاروں کا نام عبودیت کے دفتر سے نکال کر بے دینی کے دفتر میں درج کیا ہے۔

روایت:

مروی ہے کہ ابلیس لعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہو۔ ”لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ حق بات ہے۔ لیکن میں تیرے کہنے سے نہیں کہوں گا۔ کیونکہ نیکی کی بات میں بھی اس کا کوئی داؤ ہوتا ہے۔ جیسے شر کی بات میں داؤ ہوتا ہے۔ جس سے عابدوں زاہدوں، دولتمندوں وغیرہ خلق خدا کو ہلاک کرتا ہے۔ ہاں جس کو اللہ بچائے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَكَائِدِهٖ
حَتّٰى نَلْقَاكَ مُهْتَدِيْنَ ☆

﴿اے اللہ کریم ہمیں اس کی مکاریوں سے محفوظ رکھ۔ کہ ہم ہدایت یافتہ ہو کر تیرے حضور پیش ہوں﴾

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 98

# سماع (سننے) کا بیان

## حکایت:

قاضی ابو الطیب طبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علماء کی ایک جماعت نے ایسے الفاظ بیان کئے ہیں۔ جو اس بات پر دلیل ہیں۔ کہ یہ سب لوگ سماع کی حرمت کے قائل ہیں۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''آداب القضاء'' میں فرمایا ہے۔ کہ سرود (گانا بجانا) باطل کی مانند ہے۔ اور جو کثرت سے اس میں مبتلا ہو۔ وہ بے وقوف ہے۔ اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی۔

قاضی ابو الطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ غیر محرم عورت سے گانا سننا اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی صورت جائز نہیں۔ چاہے بے پردہ ہو۔ چاہے پردے کے پیچھے۔ آزاد عورت ہو یا کنیز' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کنیز کا مالک جو اپنی کنیز کا گانا سنانے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرے وہ بے وقوف ہے۔ اس کی شہادت نامنظور ہوگی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ کہ لکڑی بجا کر گانے کو بھی مکروہ جانتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اسے بے دینوں نے ایجاد کیا ہے۔ تاکہ لوگ قرآن مجید سننے سے محروم رہیں۔ نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حدیث پاک کی رو سے اور کھیلوں کی نسبت نرد سے کھیلنا زیادہ مکروہ ہے۔ اور نہ میں شطرنج کھیلنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ سب کھیل جو لوگ کھیلتے ہیں میں مکروہ جانتا ہوں۔ اس لئے کھیل دین دار لوگوں کا کام نہیں۔ اور نہ مردوں والا کام ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی راگ گانے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی آدمی کنیز خریدے' اور پتہ چلے کہ گانے والی ہے۔ تو وہ اسے واپس کر

سکتا ہے۔ اور تمام اہل مدینہ کا یہی مذہب ہے۔ صرف ایک ابراہیم بن سعد کنیز کے گانے کو جائز جانتے تھے۔

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گانے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور گانا سننے کو گناہ سمجھتے تھے۔ اور اہل کوفہ یعنی حضرت سفیان ثوریؒ حمادؒ ابراہیمؒ اور شعبیؒ وغیرہ بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔ اور یہ سب اقوال قاضی ابو الطیب طبری نے نقل کیے ہیں۔

ابو طالب مالکیؒ نے ایک جماعت سے سماع کا جواز نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ صحابہ میں سے حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ عبد اللہ بن زبیرؓ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور معاویہؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم نے سنا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ بہت سے سلف صالحین صحابیؓ تابعی رحمۃ اللہ علیہ بطرق احسن یہ عمل کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ مکہ میں ہمیشہ حجازی لوگ ہمارے سامنے سال کے افضل دنوں میں سماع سنتے تھے۔ اور لیکن یہ وہ چند خاص دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنا ذکر کرنے کا امر فرمایا ہے۔ جیسے کہ ایام تشریق ہیں۔ اور اہل مدینہ بھی ہمارے اس زمانے تک مسلسل سماع سنتے آئے ہیں۔ ہم نے ابو مروان قاضی کو دیکھا ہے۔ کہ اس کے پاس کنیزیں تھیں۔ جو خوش الحانی سے لوگوں کو سنایا کرتی تھیں۔ جنہیں انہوں نے صوفیوں کے لئے تیار کیا تھا۔ نیز کہتے ہیں۔ کہ عطاء کے پاس دو کنیزیں تھیں۔ جو خوش الحانی سے گاتی تھیں۔ اور اس کے بھائی بندان سے سنتے تھے۔

ابو الحسن بن سالم سے کہا گیا۔ کہ تم سماع کا کیسے انکار کرتے ہو۔ حالانکہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ سنتے تھے۔ اور میں سماع سے کیسے انکار کروں حالانکہ مجھ سے بہتر لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور سنا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتے تھے۔ ہاں سماع میں لہو ولعب کا میں انکار کرتا ہوں۔

روایت :

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ تین چیزیں اب کہیں نظر نہیں آتیں۔ وہ کم ہوتی جا رہی ہیں۔

1- حسین چہرہ جو پاک دامن ہو۔

2- خوش آوازی جو دین کے ساتھ ہو۔

3- اور اچھا بھائی چارہ جس میں وفاداری ہو۔

اور یہی چیز میں نے کسی کتاب میں حارث محاسبی کے حوالے سے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔ اس میں اس بات کی **دلیل** ہے۔ کہ پرہیزگاری اور صاف دلی اور دینی جذبے اور اہتمام کے ساتھ سماع (سننا) جائز ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابن مجاہدؒ تو وہ دعوت ہی قبول نہیں کرتے تھے۔ جس میں سماع نہ ہو۔ کئی لوگوں نے روایت کی ہے۔ کہ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم ایک دعوت میں موجود تھے۔ اور ہمارے ساتھ ابو القاسم ابن بنت منیع ' ابوبکر ابن داؤدؒ ابن مجاہد اپنے ہمعصروں کے ساتھ موجود تھے کہ سماع شروع ہوا۔ تو ابن مجاہدؒ ابن بنت منیع کو اور علی بن داؤد کو سماع سننے پر آمادہ کرنے لگے۔ تو ابن داؤدؒ نے فرمایا۔ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی انہوں نے امام احمد بن حنبلؒ سے کہ وہ سماع کو مکروہ جانتے تھے۔ اور میرے والد بھی مکروہ سمجھتے تھے۔ اور میں اپنے باپ کے مذہب پر ہوں۔ تو ابو القاسم ابن بنت منیع نے فرمایا۔ کہ میرے دادا احمد ابن بنت منیع نے حضرت صالح بن احمد سے حدیث بیان کی۔ کہ ان کے والد ابن الخبازہ کا کلام سنا کرتے تھے۔ تو مجاہد نے ابن داؤد سے فرمایا۔ جانے دیں آپ اپنے والد کے مطابق اس کے قائل ہیں۔ اور ابن بنت منیع سے فرمایا۔ جانے دیں۔ آپ اپنے دادا کے مطابق ہیں۔

پھر فرمایا۔ اے ابوبکر! جو شعر سنتا ہے آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ کیا یہ

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

مواخذہ نہیں ہوتا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ ☆

﴿اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۵)

یہ بزرگوں کے اقوال نقل کر دیئے گئے ہیں۔ اور جس کو حق کی تلاش ہے۔ اگر محض تقلید کرنا چاہے گا۔ تو چونکہ اقوال میں اختلاف ہے۔ اس لئے وہ حیران ہوگا۔ کہ کونسی رائے کو اختیار کرے۔ یا اپنی مرضی سے کوئی رائے اختیار کرے۔ تب بھی کوتاہی کا اندیشہ ہے۔ پھر یہی مناسب ہے کہ اصول کے مطابق شریعت کے مطابق جائز و ناجائز دیکھ کر ہی حق کو قبول کرے۔

## آلات لہو کی ممانعت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس نے کسی شخص سے کہا۔ آؤ میں تم سے جوا کھیلتا ہوں۔ تو اس بات کے کہنے پر بھی صدقہ کرے۔ اور امام مسلم' ابوداؤد' ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے:

مَنْ لَعِبَ بِنَرْدٍ اَوْ نَرْدَشِیْرٍ فَکَاَنَّمَا غَمَسَ یَدَهٗ فِیْ لَحْمِ خِنْزِیْرٍ وَّ دَمِهٖ ☆

﴿جو شخص نرد یا نردشیر سے کھیلا۔ گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور لہو میں ڈبویا﴾۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ اس شخص کی مثال جو نرد کھیلتا ہے۔ اور پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اس شخص کی مانند ہے۔ جو پیپ اور خنزیر کے لہو سے وضو کر کے نماز پڑھتا ہے۔ یعنی اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ دوسری روایت اس کی وضاحت کرتی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن کثیرؒ سے حدیث روایت کی ہے۔ فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر سے

گزرے جو نرد کھیل رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ دل غافل ہیں۔ ہاتھ برا کام کر رہے ہیں۔ اور زبانیں فضول بک رہی ہیں۔ اور امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ کہ جب تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزورجو ان تیروں سے شطرنج سے اور نرد سے کھیل رہے ہوں یا اور کوئی اس قسم کا کھیل کھیل رہے ہوں۔ جو ان سے مشابہ ہو۔ تو انہیں سلام مت کہو۔ اور اگر وہ لوگ تمہیں سلام کہیں تو انہیں سلام کا جواب مت دو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ تین چیزیں جوئے میں شمار ہوتی ہیں۔ تیروں سے قراعہ ڈالنا۔ مہرے کے ساتھ کھیلنا۔ کبوتر کی آواز سے فال لینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو شطرنج کھیل رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ بت ہیں جو تم لئے بیٹھے ہو۔ کوئی تم میں سے آگ کے انگارے کو پکڑے اور وہ ہاتھ میں ہی بجھ جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ شطرنج کے مہرے کو ہاتھ لگائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تم کسی اور کام کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بھی فرمان گرامی ہے۔ اس میں اکثر لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ میں نے مار ڈالا۔ حالانکہ اس نے کسی کو نہیں مارا۔ کوئی کہتا ہے۔ وہ مر گیا۔ حالانکہ کوئی نہیں مرا ہوتا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کوئی خطا کار ہی شطرنج کھیل سکتا ہے۔ اور یہ بات سمجھ لیں۔ کہ کھیل تماشے یا تو حرام ہیں۔ جیسے سارنگی ستار باجہ۔ ڈمری' بانسری یا ہر وہ آلہ جو اپنی مترنم آواز سے لہو میں مبتلا کر دے۔ جو الگ بھی بجائے جاتے ہیں' یا مکروہ ہیں۔ یہ وہ ہیں جو سرود میں کیف وسرور پیدا کرتے ہیں۔ اور الگ نہیں بجائے جاتے۔ جیسے۔ جھانجھ' قصب وغیرہ یہ گانے کے ساتھ مکروہ ہیں۔ خالی نہیں۔ یا مباح ہیں۔ اور وہ بھی جو سازوں میں شامل نہیں محض خبردار کرنے یا اعلان کرنے کے لئے بجائے جائیں۔ جیسے بگل' ڈھول' نرسنگی یا دف وغیرہ۔ جو نکاح کے موقع پر بجائی جائے۔

باب نمبر 99

# بدعت اور خواہش کی پیروی کی ممانعت کا بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| اِیَّاکَ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّ کُلَّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ ☆ | ﴿دین میں نئی نئی باتیں نکالنے سے بچو۔ کیونکہ دین میں ہر نئی چیز گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔﴾ |

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِ دِیْنِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ☆ | ﴿جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی وہ نا قابل قبول ہوگی۔﴾ |

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ ☆ | ﴿تم پر لازم ہے۔ کہ میرے طریقہ پر چلو اور میرے بعد آنے والے ہدایت دینے والے خلفاء کے طریقہ پر چلو﴾ |

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا۔ کہ ہر وہ کام جو کتاب اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہؐ اور اجماع امت کے خلاف ہوگا۔ وہ بدعت ہوگا اور نامنظور ہوگا۔ نیز ارشاد رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے نیک کام جاری کیا۔ تو اس کا اسے بھی اجر ملے گا۔ اور جو کوئی اس نیک کام کو کرے گا۔ اسے بھی قیامت تک اجر ملتا رہے گا۔ اور جس نے کوئی برا کام شروع کیا۔ تو اسے اور اس پر عمل کرنے والوں کو قیامت تک اس کا گناہ ہوتا رہے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ☆ ﴿اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے۔تو تم اس پر چلو﴾

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۳)

یہ بات سمجھ لو۔کہ صحیح راستہ ایک ہی ہے۔اور وہ مکمل ہدایت ہے۔اور اس کا انجام جنت ہے۔اور شیطان لعین نے کئی راستے نکال رکھے ہیں۔وہ تمام کے تمام گمراہی کے ہیں۔اور ان کا انجام جہنم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی۔پھر فرمایا۔یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔اور پھر اس لکیر کے دائیں جانب کئی لکیریں کھینچیں۔اور کئی لکیریں بائیں جانب کھینچیں۔پھر آپؐ نے فرمایا ان سب راستوں پر ایک ایک شیطان کھڑا اپنی طرف بلا رہا ہے۔پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی جو اوپر گزری۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔یہ سب گمراہیوں کے راستے ہیں۔حضرت ابن عطیہ فرماتے ہیں۔یہ تمام راستے یہودیت' عیسائیت' مجوسیت' تمام غلط مذاہب اہل بدعت وضلالت' اہل ہوا و ہوس' نئے نئے فتنے نکالنے والوں جنگ وجدل کرنے والوں۔اور غلط بحثوں میں پڑنے والوں کو شامل ہیں۔یہ سب لغزش' من مانی اور سوء اعتقاد کا نتیجہ ہیں۔

فرمان رسول گرامی ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ ☆ ﴿جس نے میرے طریقے سے روگردانی کی وہ ہماری امت سے نہیں﴾

نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔جس امت نے اپنے نبی کے

بعد دین کے اندر کوئی نئی بات نکالی۔ تو اس بدعت کی نحوست سے اتنی ہی نبی کی سنت ان سے ضائع ہوگئی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اس آسمان کے سایہ کے نیچے اللہ تعالی کے نزدیک نفسانی خواہش سے زیادہ بڑا کوئی معبود نہیں جس کو پوجا جاتا ہو۔ نیز فرمان رسول گرامی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امابعد سب سے اچھا کلام کتاب اللہ ہے۔ اور سب سے اچھی سیرت جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ ہے۔ اور سب سے برا کام دین کے اندر نیا کام نکالنا ہے۔ اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔ اور مجھے تمہارے لئے پیٹوں اور شرمگاہوں اور نفسانی خواہشات کی گمراہیوں کا اندیشہ ہے۔ دین میں نئی نئی باتوں سے بچو۔ کیونکہ دین میں ہر نئی چیز گمراہی ہے۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالی نے ہر بدعتی سے توبہ کو پردے میں کر دیا ہے۔ جب تک وہ بدعت کو نہ چھوڑے گا۔ اسے توبہ کی توفیق نہیں ہوگی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اللہ تعالی بدعتی کا نہ روزہ قبول فرماتا ہے۔ نہ حج نہ جہاد نہ صدقہ اور نہ کوئی دوسری نیکی، اور وہ اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے۔ جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ میں تمہیں روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ جان بوجھ کر ہلاکت میں پڑنے والا بدقسمت ہی اس دین سے ہٹ سکتا ہے۔ ہر شخص میں ایک جذبہ ہوتا ہے۔ اور ہر جذبہ کے لئے ایک رجحان ہوتا ہے تو جس شخص کا جذبہ میری سنت کی طرف ہوتا ہے۔ وہ ہدایت پا جاتا ہے۔ اور جس کا جذبہ سنت کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ مجھے اپنی امت کے لئے تین چیزوں کا اندیشہ ہے۔

1- عالم کی لغزش کا۔

2- خواہش کی پیروی کا۔

3- ظالم حکمران کا۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اور دو جگہ حسن اور ایک جگہ صحیح کہا ہے۔

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

باب نمبر 100

# ماہِ رجب کی فضیلت کا بیان

رجب کا لفظ ترجیب سے بنا ہے۔ جس کے معنی عظمت اور بڑائی کے ہیں۔ اس کو صبھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس مہینے میں توبہ کرنے والوں پر رحمت خداندی بارش کی طرح گرتی ہے۔ اور عمل کرنے والوں کو قبولیت کے انوار فیض پہنچاتے ہیں۔ اور اس مہینے کو اصم بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں جنگ و جدل کی آہٹ نہیں سنی جاتی۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ رجب جنت میں ایک نہر ہے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اس نہر سے وہی پی سکے گا۔ جس نے ماہ رجب میں روزہ رکھا ہوگا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اور شعبان میرا مہینہ ہے۔ اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ اور رموز بیان کرنے والے کہتے ہیں۔ جب میں تین حروف ہیں۔ را۔ جیم۔ باء = راء اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جیم۔ بندے کا جرم اور گناہ ہے۔ اور باء اللہ تعالیٰ کی بر یعنی بھلائی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنے بندے کا جرم اپنی رحمت اور بھلائی کے درمیان محفوظ کر دیتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے رجب کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھا۔ اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ اور یہ تاریخ وہ پہلا دن ہے۔ جس دن جبریل امین رسالت لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے۔ اور اسی تاریخ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ سن لو۔ رجب اللہ تعالیٰ کا بہرا مہینہ ہے۔ جس نے اس مہینے میں ایمان اور خلوص نیت سے روزہ رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رضامندی کا حقدار ہوگیا۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینوں کو زینت بخشی

ہے۔ ذیقعدہ، ذوالحج، محرم، اور رجب المرجب، اس فرمان باری تعالیٰ میں اسی طرف اشارہ ہے:

مِنۡھَآ اَرۡبَعَۃٌ حُرُمٌ☆ (سورۃ التوبہ آیت ۳۶) ﴿ان میں سے چار مہینے احترام کے ہیں﴾

یہ ادب و احترام کے مہینے تین تو مسلسل ہیں۔ اور ایک الگ ہے۔ وہ ماہ رجب ہے۔

حکایت:

کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں ایک عورت رجب کے مہینے میں روزانہ بارہ ہزار مرتبہ "قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ☆" پڑھا کرتی تھی۔ اور اس ماہ مبارک میں موٹا اونی کپڑا پہنا کرتی تھی۔ وہ بیمار ہوگئی۔ تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی۔ کہ اس کا یہ اونی لباس اس میں ہی دفن کردینا۔ لیکن جب وہ عورت فوت ہوگئی۔ تو اس کے بیٹے نے اسے قیمتی کپڑوں میں کفن پہنا کر دفن کردیا۔ تو اس کے بیٹے نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ اسے کہہ رہی ہے۔ میں تم سے خوش نہیں ہوں۔ اس لئے کہ تم نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا۔ تو وہ گھبرا کر جاگ اٹھا۔ اس کا موٹا لباس لے کر دفن کرنے گیا۔ جب اس نے قبر کو کھودا۔ تو ماں کو وہاں نہیں پایا۔ تو وہ حیران رہ گیا۔ اور اس نے ایک آواز سنی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں؟ کہ جو کوئی رجب کے مہینے میں ہماری اطاعت کرتا ہے۔ ہم اسے یکہ و تنہا نہیں چھوڑتے۔

روایت:

روایت ہے کہ جب ماہ رجب کے پہلے جمعے کی تہائی رات گزرتی ہے۔ تو کوئی فرشتہ ایسا نہیں رہتا جو رجب کے روزہ داروں کے لئے دعا نہ کرتا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جس نے اس ماہ محترم میں تین دن روزہ رکھا۔ اس کے لئے نو سال کی عبادت کا

ثواب لکھا جائے گا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے کان بہرے ہو جائیں۔ اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو۔

## نکتے کی بات:

قابل احترام چار مہینے ہیں۔ اور برگزیدہ فرشتے بھی چار ہیں۔ اور آسمانی کتابیں بھی چار ہیں۔ اور وضو کے اعضاء بھی چار ہیں۔ اور افضل تسبیحیں بھی چار ہیں۔

1- سُبْحَانَ اللّٰہِ☆

2- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ☆

3- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ☆

4- اَللّٰہُ اَکْبَرُ☆

حساب کے ستون بھی چار ہیں۔

1- اکائی۔

2- دہائی۔

3- سینکڑہ۔

4- ہزار۔

اوقات بھی چار ہیں۔

1- گھڑی۔

2- دن۔

3- مہینہ۔

4- سال۔

سال بھر کے موسم بھی چار ہیں۔

1- بہار۔

2- گرما۔

3- خزاں۔

4- سرما۔

مزاج بھی چار ہیں۔

1- گرمی۔

2- سردی۔

3- خشکی۔

4- تری۔

بدن کی خلطیں بھی چار ہیں۔

1- صفراء۔

2- سودا۔

3- خون۔

4- بلغم۔

خلفاء راشدین بھی چار ہیں

1- ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

2- حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

3- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔

4- حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

امام دیلمیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالی چار راتوں میں اپنی رحمت کی بارش خوب برساتے ہیں:۔

1- عیدالاضحیٰ کی رات کو۔

WWW.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

2- عید الفطر کی رات کو۔

3- نصف شعبان کی رات (شب برات) کو۔

4- ماہ رجب کی پہلی رات کو۔

امام دیلمیؒ نے ہی صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ راتیں ہیں جن میں دعاء رد نہیں ہوتی۔

1- ماہ رجب کی پہلی رات میں۔

2- نصف ماہ شعبان کی رات میں۔

3- جمعۃ المبارک کی رات میں۔

4- دونوں عیدوں کی رات میں۔

باب نمبر 101

## ماہ شعبان المبارک کی فضیلت کا بیان

ماہ شعبان کا نام شعبان اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ اس میں سے بھلائی کی کئی راہیں نکلتی ہیں۔ جو شعب سے بنا ہے۔ جو پہاڑی راستے کو کہتے ہیں۔ اور یہ مہینہ بھلائی کا راستہ ہے۔

روایت:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جب شعبان کا مہینہ آئے۔ تو اپنے آپ کو پاک کرلو۔ اور اپنی نیتوں کو درست کرلو۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ بعض دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے رکھنے لگتے کہ ہم کہتے۔ کہ اب روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ اور کبھی ایسے ناغہ کرتے کہ ہم کہتے کہ اب کبھی نہیں رکھیں گے۔ اور

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں اکثر روزے رکھتے۔

اور سنن نسائی میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مبارکہ درج ہوئی ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے۔ کہ آپ کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے ماہ شعبان میں رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس سے لوگ بے خبر رہتے ہیں۔ رجب اور رمضان کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں بندوں کے اعمال رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش کیے جائیں۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورے ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ کہ گویا آپؐ پورا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔ کہ چند دن چھوڑ کر آپ پورا شعبان روزہ رکھتے۔ یہ روایت پہلی روایت کی وضاحت کرتی ہے کہ کل شعبان سے اکثر شعبان مراد ہے۔

کہتے ہیں۔ کہ آسمان میں فرشتوں کی دو عید راتیں ہیں۔ جیسے زمین پر مسلمانوں کے عید کے دو دن ہیں۔ فرشتوں کی عید نصف شعبان کی رات یعنی لیلۃ البرات اور لیلۃ القدر ہے۔ اور مومنوں کی عید یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ ہے۔ اسی لئے نصف شعبان کی رات کو "فرشتوں کی عید کی رات" کہتے ہیں۔

حضرت امام سبکیؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ شب برات پورے سال کے گناہ ختم کر دیتی ہے۔ اور جمعۃ المبارک کی رات ہفتے بھر کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اور لیلۃ القدر پوری عمر کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ یعنی ان راتوں میں شب بیداری گناہوں کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے اسے "لیـــــــلۃ

التکفیر" ( گناہوں کومٹانے والی رات ) بھی کہتے ہیں۔اور لیلۃ الحیاۃ بھی ( یعنی زندگی رات ) اور امام منذریؒ نے مرفوعا روایت کی ہے۔کہ جس نے عید کی رات اور شب برات کو شب بیداری کی' اس کا دل اس دن نہیں مرے گا۔جس دن دوسرے دل مر جائیں گے۔اور لیلۃ الشفاعۃ بھی اس کا ایک نام ہے۔یعنی سفارش کی رات۔

جیسا کہ روایت میں ہے۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کی تیرھویں رات کو امت کی شفاعت کا سوال کیا۔تو آپ کی ایک تہائی منظور ہوئی۔پھر آپ نے چودھویں رات کو سوال کیا۔تو دو تہائی منظور ہوئی۔پھر پندرھویں کو سوال کیا۔تو تمام کی تمام امت کے لئے دعا منظور ہوگئی۔مگر شریروں کے لئے یہ سفارش منظور نہیں ہوئی۔جو بدکے ہوئے اونٹ کی طرح اللہ تعالٰی سے دور رہتے اور گناہ پر بضد رہتے ہیں۔

اور اسے "لیلۃ المغفرۃ" بخشش کی رات بھی کہتے ہیں۔جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔کہ اللہ تعالٰی ہر لیلۃ البرات کو اپنے بندوں کی طرف جھانکتا ہے۔اور تمام اہل زمین کو بخش دیتا ہے۔سوائے مشرک اور کینہ ور کے' کہ ان کی بخشش نہیں ہوتی۔

اور اسے "لیلۃ العتق" آزادی کی رات بھی کہتے ہیں۔جیسا کہ ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام کے لئے روانہ فرمایا۔میں نے آکر ان سے عرض کیا کہ جلدی کریں۔کہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب برات کے بارے میں بیان کرتے چھوڑ کر آیا ہوں۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔انس بیٹھو میں تمہیں شب برات کی بات سناؤں۔ایک بار اس رات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میری باری تھی۔کہ آپ

تشریف لائے اور میرے بستر میں سو گئے۔ رات کو میں جاگی۔ تو میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پر نہ پایا۔ میں نے دل میں کہا کہ شاید اپنی ماریہ قبطیہ کے ہاں تشریف لئے گئے ہوں۔ تو میں اپنے حجرے سے نکل کر مسجد سے گزری کہ میرا پاؤں آپ پر پڑا۔ کہ آپ سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے۔

سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ
وَخَیَالِیْ وَاٰمَنَ بِکَ
فُؤَادِیْ وَھٰذِہٖ یَدِیْ
وَمَاجَنَیْتُ بِھَاعَلٰی نَفْسِیْ
یَا عَظِیْمًا یُّرْجٰی لِکُلِّ
عَظِیْمٍ اِغْفِرِالذَّنْبَ الْعَظِیْمَ
سَجَدَوَجْھِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ
وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ
وَبَصَرَہٗ ☆

﴿میرا جسم اور خیال تیرے حضور سجدہ کرتا ہے۔ اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور یہ میرا ہاتھ ہے اس سے میں نے جو کوتاہی کی ہے۔ اے بڑے بڑے کام ہو جانے کی امید گاہ بڑی کوتاہیوں کو بخش دے۔ میرا چہرہ اس ذات گرامی کے لئے سجدہ ریزہ ہے جسے اس نے پیدا کیا اور صورت بخشی ہے۔ اور اس کے کان اور آنکھیں بنائی ہیں﴾

پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا نَقِیًّا
کَمَا مِنَ الشِّرْکِ بَرِیًّا
لَا کَافِرًا وَّلَا شَقِیًّا ☆

﴿اے اللہ! مجھے پاک صاف دل عطا فرما۔ جیسے وہ شرک سے پاک ہے نہ کافر ہے نہ بے نصیب ہے﴾

پھر آپ سجدے میں چلے گئے میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں:

اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ
سُخْطِکَ وَبِعَفُوِکَ مِنْ
عَقُوْبَتِکَ وَبِکَ مِنْکَ
لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ
کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ
اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ
دَاوٗدُ...... اَعْفِرُ وَجْھِیْ فِی
التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَحَقٌّ
لِوَجْهِ سَیِّدِیْ اَنْ تَعْفِرَ☆

﴿میں تیری رضاء کی مدد کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔اور تیری بخشش کے وسیلہ سے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری رحمت کے سہارے تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری ایسی تعریف نہیں کرسکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ میں ویسے ہی کہتا ہوں جیسے میرے بھائی داوٗدؑ نے کہا ہے۔کہ میں اپنے چہرے کو اپنے آقا کے سامنے مٹی میں آلودہ کرتا ہوں۔اور اس آقا کی ذات کا حق ہے۔کہ اس کے سامنے چہرہ مٹی میں آلودہ ہو﴾

پھر آپؐ نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو میں نے عرض کیا۔میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کہاں ہیں۔ میں کہیں ہوں۔تو آپ نے فرمایا۔اے حمیراء تمہیں معلوم نہیں کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔اللہ تعالیٰ اس رات کو بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر جہنمی آزاد فرماتا ہے۔سوائے چھ شخصوں کے کہ ان کی بخشش نہیں ہوتی۔

1- عادی شراب خور۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

باب نمبر 102

# رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ☆

﴿مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض گئے تھے۔ تا کہ تم پرہیز گار بنو﴾

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہم سے پہلے روزہ شام سے لیکر اگلی رات تک ہوتا تھا یعنی پوری رات اور پورا دن اور ابتداءِ اسلام میں بھی اسی طرح تھا۔ کچھ اہل علم کہتے ہیں روزہ نصاریٰ پر بھی لازم تھا۔ اور اکثر سخت گرمیوں میں اور سخت سردیوں میں آ جاتا تھا۔ جو انہیں سفر کے دوران یا کاروبار کے وقت رکھنا مشکل ہوتا تھا۔ اس لئے ان کے پیشواؤں نے مل کر یہ طے کیا کہ روزوں کا دورانیہ سردیوں اور گرمیوں کے درمیان مقرر کر لیں۔ لہٰذا انہوں نے بہار کا موسم رکھا لیا اور کنارے کے طور پر دس دن بڑھا لئے۔ پھر ان کا ایک بادشاہ بیمار ہو گیا۔ تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر یہ بیماری سے تندرست ہو جائے' تو ایک ہفتے کے روزے زیادہ رکھا کریں گے۔ تو بادشاہ کے صحت مند ہونے پر انہوں نے ایک ہفتہ بڑھا دیا۔ جب وہ فوت ہو گیا۔ اور دوسرا بادشاہ ہوا۔ تو انہوں نے پچاس پورے کر لئے۔ پھر ایک مرتبہ ان کے مویشی مرنے لگے۔ تو انہوں نے اس آفت سے نجات کے لئے دس پہلے اور دس روزے بعد کو بڑھا دیئے۔

کہتے ہیں۔ کہ ہر نبی کی امت پر رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ لیکن انہوں نے اسے کھو دیا۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ رمضان کا لفظ رمضا سے نکلا

ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ ''نہایت گرم پتھر'' اس لئے کہ وہ سخت گرمی میں روزے رکھتے تھے۔ اور عربوں نے جب مہینوں کے نام رکھے تو رمضان کا مہینہ ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسے رمضان اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ روزے سن دو ہجری میں فرض ہوئے۔ اور یہ دین کا ایک ضروری رکن ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

اس کی فضیلت میں کثرت سے احادیث مبارکہ آئی ہیں۔ ان میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان گرامی ہے:

اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ
رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ
الْجِنَانِ کُلُّھَا فَلَا یُغْلَقُ مِنْھَا
بَابٌ فِی الشَّھْرِ کُلِّہٖ وَاَمَرَ
اللّٰہُ تَعَالٰی مُنَادِیًا یُّنَادِیْ یَا
طَالِبَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا
بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ ثُمَّ یَقُوْلُ
ھَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَیُغْفَرُلَہٗ ؟
ھَلْ مِنْ سَائِلٍ یُّعْطٰی
سُؤَالُہٗ؟ ھَلْ مِنْ تَائِبٍ
فَیُتَابُ عَلَیْہِ؟ فَلَمْ یَزَلْ
کَذَالِکَ اِلٰی اِنْفِجَارِ
الصُّبْحِ وَلِلّٰہِ کُلَّ لَیْلَۃٍ
عِنْدَالْفِطْرِ اَلْفَ اَلْفَ عَتِیْقٍ
مِّنَ النَّارِ قَدِ اسْتَوْجَبُوْا
الْعَذَابَ ☆

﴿جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اس پورے مہینے میں کوئی دروازہ بھی بند نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ اعلان کرنے والے کو حکم دیتے ہیں۔ کہ اعلان کرے۔ اے بھلائی کے طالب' آگے آؤ اور اے شر پر زور دینے والے' پیچھے ہٹ جاؤ۔ پھر وہ کہتا ہے۔ کیا ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ کہ اسے بخش دیا جائے۔ اور ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اسے عطا کیا جائے۔ اور ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ اس کی توبہ قبول ہو۔ وہ اسی طرح صبح تک اعلان کرتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عید الفطر کی رات کو دس لاکھ دوزخی آزاد ہوتے ہیں۔ جن کے لئے عذاب لازمی ہو چکا تھا﴾

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ شعبان کے آخری دن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالی نے تمہیں ایک عظمت والا مہینہ عطا فرمایا ہے۔ اس مہینے میں ایک لیلتہ القدر ہے۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ اور رات کو عبادت کرنا نفل ہے۔ اس میں جو کوئی عام نیکی کرے گا۔ گویا اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ اور جو اس میں فرض ادا کرے گا۔ گویا اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیے۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے۔ اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو اس میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے گا۔ اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور گناہوں کی بخشش ہوگی۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر کوئی روزہ افطار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالی یہ ثواب اس کو بھی مرحمت فرمائے گا' جو پانی کے ایک گھونٹ یا دودھ کے ایک گھونٹ یا کھجور کے ایک دانے سے روزہ افطار کرائے گا۔ اور جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا۔ تو اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔ اور اس کا پروردگار اسے میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا۔ کہ اس کے پینے کے بعد وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور اسے اس کے روزے کا پورا ثواب ملے گا۔ اور اس کا ثواب بھی کم نہیں ہوگا۔

اور یہ وہ مہینہ ہے۔ جس کے شروع میں رحمت خداوندی' اور درمیان میں بخشش' اور آخر میں آتش دوزخ سے نجات ہوتی ہے۔ اور جو شخص اس مہینے میں اپنے خادم سے کام ہلکا کر دیتا ہے اللہ تعالی اسے نار دوزخ سے نجات بخشتے ہیں۔

اس ماہ مبارک میں چار کام کثرت سے کیا کرو۔ دو کام تو ایسے ہیں جس سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو گے۔ اور دو کام ایسے ہیں جن کے بغیر تمہیں چارہ نہیں۔ وہ

باتیں جن کے بغیر چارہ نہیں یہ ہیں۔ کہ اپنے پروردگار سے جنت مانگتے رہو۔ اور دوزخ سے پناہ چاہتے رہو۔

اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَأَخَّرَ ☆

﴿جس نے ایمان اور خلوص سے ماہ رمضان کا روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا﴾

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے' سوائے روزے کے' کہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ اس عبادت کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا کہا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں۔ کہ اس سے پہلے کسی اور امت کو نہیں ملیں۔

1- روزہ دار کے منہ کی سانس اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کے فرشتے افطار تک روزہ دار کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔

3- اس مہینے بھی سرکش شیطان زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔

4- اس مہینے میں اللہ تعالیٰ روزانہ جنت کو سنوارتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ یقین ہے کہ میرے بندوں سے اذیت دور کردی جائے گی۔

5- اور ماہ رمضان کی آخری رات کو روزہ داروں کی بخشش ہوجاتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ لیلۃ القدر میں ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں' عمل کرنے والا جب بھی اپنا عمل مکمل کرے اسے اجر مل جاتا ہے۔

باب نمبر 103

# لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان

روایت :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر ہوا' جس نے اللہ تعالی کے راستے میں ایک ہزار مہینے تک مسلسل ہتھیار اپنے کندھے پر اٹھائے۔ اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیرانگی کا اظہار فرمایا۔ اور اپنی امت کے لئے بھی اتنے لمبے ثواب کی تمنا فرمائی۔ اور عرض کیا۔ اے میرے پروردگار تو نے میری امت کو سب سے کم عمریں دیں۔ اور کم عمل کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ تو اللہ تعالی نے اس کی تلافی کے لئے آپ کو لیلۃ القدر عنایت فرمائی۔ جو ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے۔ یعنی اس اسرائیلی آدمی کے اللہ تعالی کی راہ میں ہتھیار اٹھانے کی مدت سے بھی زیادہ۔ اور یہ تحفہ اللہ تعالی نے آپ کو اور آپ کی امت کو قیامت تک کے لئے عطا فرمایا۔ اور یہ لیلۃ القدر کا عطیہ' اس امت کے لئے مخصوص ہے۔ اور کہتے ہیں۔ اس آدمی کا نام شمعون تھا جس نے کافر دشمنوں سے ایک ہزار ماہ تک بطور غازی جہاد کیا۔ کہ اس کے گھوڑے کی زین کبھی خشک نہیں ہوئی۔ اور اس نے کفار کو خوب رگڑا دیا۔ کیونکہ وہ نہایت قوی اور بہادر تھا۔ لہذا کفار اس سے بہت تنگ آ گئے۔ اور اس کی بیوی کی طرف قاصد بھیجا۔ کہ اگر وہ اسے قید کرا دے۔ تو ہم سونے سے بھرا ہوا ایک طشت اسے پیش کریں گے۔ اور اسے ایک کمرے میں قید کر دیں گے۔ اور اس سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ لہذا جب وہ آدمی رات کو سویا تو اس کی بیوی نے اون کے رسے سے اسے مضبوطی سے باندھ دیا۔ جب وہ جاگا اور اپنے اعضا کو حرکت دی اور زور لگا کر رسے کو توڑ دیا۔ اور بیوی سے پوچھا کہ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا۔ تو وہ کہنے لگی۔ کہ میں تمہاری طاقت آزمانا چاہتی تھی۔

جب عورت نے کنار کو یہ بات بتائی تو انہوں نے اسے لوہے کی زنجیر بھیجی۔ عورت نے رات کو زنجیر سے باندھ دیا۔ اس آدمی نے اسے بھی توڑ دیا۔ تو شیطان نے آ کر کنارے سے کہا۔ کہ عورت سے کہو۔ کہ اس سے پوچھے۔ کہ تم کون سی چیز نہیں توڑ سکتے۔ عورت نے آدمی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اگر مجھے میرے بالوں سے باندھا جائے تو میں نہیں توڑ سکتا۔ اور اس آدمی کے بالوں کی آٹھ زلفیں تھیں۔ جو زمین تک لمبی تھیں۔ جب وہ سو گیا تو عورت نے چار زلفوں سے پیروں کو اور چار زلفوں سے ہاتھوں کو باندھ دیا۔ کنار آ کر اسے اپنی قربانگاہ کی طرف لے گئے جس کی اونچائی چار سو ہاتھ کے برابر تھی۔ اور اتنی کشادگی کے باوجود اس کا ایک ہی ستون تھا۔ کافروں نے اس کے دونوں کان اور دونوں ہونٹ کاٹ دیے۔ اور وہ سب وہاں اکٹھے ہو گئے تھے۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے یہ بندھن توڑنے کی طاقت بخشے۔ تاکہ وہ یہ ستون ہلا کر پوری عمارت ان پر گرا دے۔ اور ان سے نجات حاصل کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے قوت بخشی۔ اس نے حرکت کی اور اور بندھن توڑ کر ستون کو ہلایا۔ کہ پوری چھت ان پر آ گری۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر کے اسے ان سے خلاصی دلائی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ واقعہ سنا تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم بھی اتنا ثواب حاصل کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ تو حضرت جبریل امین فرشتوں کی ایک جماعت میں زمین پر اترتے ہیں۔ اور ہر کھڑے یا بیٹھے پر جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ درود و سلام پڑھتے ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ لیلۃ القدر

کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے کنکروں کی تعداد سے بھی زیادہ زمین پر اترتے ہیں۔ اور ان کے اترنے کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ اور ہر طرف انوارالٰہی پھیل جاتے ہیں۔ اور عظیم تجلی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اسرار الٰہی انسانوں پر منکشف ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے اس میں مختلف درجے ہیں۔ بعضوں کے لئے آسمانوں اور زمین کے راز کھل جاتے ہیں۔ کہ آسمان کے پردے ان کی سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کو ان کی اصلی صورت میں دیکھتے ہیں۔ کہ کچھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے ہیں۔ کچھ بیٹھے ہیں۔ کچھ رکوع میں' کچھ سجدے میں۔ کچھ ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔ کچھ شکر گزاری' تسبیح وتہلیل میں مصروف ہیں۔ اور بعضوں کے لئے جنت کا کشف ہوتا ہے۔ کہ انہیں جنت کے مکانات حور و قصور نہریں' درخت اور پھل نظر آتے ہیں۔ اور عرش رحمان کا نظارہ کرتے ہیں۔ جو ان کے اوپر ہوتا ہے۔ اور وہ نبیوں' ولیوں' شہیدوں' صدیقوں کے مراتب ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور ان اسرار پر حیران ہوتے ہیں۔ اور ان رحمتوں پر اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اور جہنم اور اس کے درجوں کو دیکھتے ہیں۔ اور انہیں کافروں کے نچلے ٹھکانے وغیرہ نظر آتے ہیں۔ اور بعض کی نظروں کے سامنے سے پردے ہٹ جاتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا نظارہ کرتے ہیں۔ اور واقع میں اسی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ جس نے ستائیسویں کو صبح تک شب بیداری کی' وہ مجھے پورے رمضان کی راتوں میں شب بیداری کرنے والوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ ابا جان۔ کمزور مرد عورتیں کیا کریں گے؟ جو شب بیداری کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا وہ تکیے رکھ لیں۔ اور ان کے ساتھ ٹیک لگا کر گھڑی دو گھڑی اس رات کو بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرلیں۔ تو مجھے وہ

ساری امت کے پورا رمضان اس ساری رات عبادت کرنے والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔جس نے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی۔دو رکعتیں پڑھیں۔اور بخشش مانگی۔تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں غوطہ لگائے گا۔اور جبریل امین اسے چھوئیں گے۔اور جسے جبریل امین چھوئیں گے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب نمبر 104

# عید کی فضیلت کا بیان

ماہ شوال کی پہلی تاریخ اور ذوالحج کی دسویں تاریخ کا نام عید اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ اس دن لوگ اللہ تعالی کی عبادت کر کے جو ماہ صیام کے روزوں اور حج بیت اللہ کے فرائض ہیں' اللہ تعالی کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور وہ اطاعت ماہ شوال کے چھ روزے اور حج بیت اللہ کے دوران جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ دن سال بہ سال لوٹ کر آتے رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی انہیں یوم العید کہا جاتا ہے کہ اس دن میں اللہ تعالی کی جانب سے بھلائیاں اور خوشیاں بندوں کی طرف عود کرتی ہیں۔

اور سب سے پہلی نماز عید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن دو ہجری کو ادا فرمائی۔ اور پھر آپ نے اسے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ لہذا یہ نماز سنت موکدہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ اپنے عید کے دنوں کو اللہ اکبر سے سجاؤ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے عید کے دن سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ تین سو مرتبہ پڑھ کر مرنے والے مسلمانوں کو ہدیہ بھیجا تو ہر قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہو جائیں گے۔ اور جب یہ شخص فوت ہو گا۔ تو اللہ تعالی اس کی قبر میں ایک ہزار انوار پیدا کر دے گا۔ اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ شیطان لعین ہر عید کے دن چیخ و پکار کرتا ہے۔ جسے سن کر اس کے شاگرد شیاطین اس کے پاس اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے ہمارے سردار یہ غضب ناکی کس بات پر ہے؟ وہ کہتا ہے آج کے دن اللہ تعالی نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بخش دیا ہے۔ لہذا تم پر لازم ہے۔ کہ انہیں دنیاوی لذتوں اور نفسانی خواہشات میں لگا دو۔ اور حضرت وہب بن منبہ ہی سے

روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو عید الفطر کے دن پیدا فرمایا۔ اور طوبیٰ کا درخت بھی عید کے روز ہی بویا۔ اور جبریل امین کو بھی عید الفطر کے روز ہی وحی کے لئے منتخب فرمایا۔ اور فرعون کے جادوگروں کی توبہ بھی عید الفطر کے روز ہی قبول فرمائی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے عید کی رات کو عبادت کی تو اس دن اس کا دل نہیں مرے گا۔ جس دن دل مر جائیں گے۔

حکایت:

بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید کے روز اپنے ایک بیٹے کو دیکھا کہ پرانی سی قمیص پہنے ہوئے ہے۔ تو آپ یہ دیکھ کر رو پڑے۔ بیٹے نے پوچھا۔ ابا جان آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ دوسرے لڑکوں کے نئے کپڑے دیکھ کر تیرا دل نہ ٹوٹ جائے۔ تو بیٹے نے جواب دیا۔ دل تو اس شخص کا ٹوٹے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضاء سے محروم کر دیا ہو۔ یا جو ماں باپ کا نافرمان ہو۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خوش ہونے کی وجہ سے مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو اپنے سینے سے لگالیا۔ اور اس کے لئے دعاء فرمائی۔ اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

قَالُوْ اغدًا الْعِیْدُ مَاذَآ اَنْتَ لَابِسُــــــــــــهُ
قُلْتُ خِلْعَةٌ سَاقٍ عَبْدَهٗ الْــــجَــــرَعَــــا

فَقْرٌ وَّ صَبْرٌ هُمَا ثَوْبَانِ بَیْـــنَهُــــمَــــا
قَلْبٌ یَّرٰی رَبَّهُ الْاَعْیَادَا وَ الْــجُــمُــعَــا

اَلْعِیْدُ لِیْ مَاْتَمٌ اِنْ غِبْتَ یَا اَمَـــلِـــیْ وار
سعید اِنْ کُنْتَ لِیْ مَرْاَی وَمُسْتَـــمَـــعَـــا

کہنے لگے کہ کل عید کے روز تم کون سا لباس پہنو گے؟ میں نے کہا میں وہ لباس

زیب تن کروں گا جو مجھے قناعت کی طرف لے جائے۔ فقر اور صبر دو ایسے لباس ہیں۔ جن کے اندر ایک دل ہے جو عیدوں اور جمعوں کو اپنے پروردگار کی زیارت کرتا ہے۔ اے میری مراد اگر تو مجھ سے کھو جائے تو عید کا دن میرے لئے ماتم ہے۔ اور اگر تو مجھے دکھائی دے اور سنائی دے تو میری عید ہے۔

روایت:

مروی ہے کہ جب عید کا روز آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو روانہ کرتا ہے۔ کہ زمین کی طرف چلے جائیں۔ جو ہر گلی کے ناکے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں۔ جسے تمام خلق خدا سوائے جنات کے سنتی ہے۔ وہ اعلان کرتے ہیں۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اپنے رب کریم کی طرف نکل کر آؤ۔ کہ تمہیں بڑی عطاء سے نوازے۔ اور بڑے گناہ بخش دے جب وہ عید گاہ کی جانب نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کام کرنے والے کی کیا جزا ہے۔ جب وہ کام مکمل کر لے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ ان کی جزا یہ ہے' کہ انہیں پورا اجر دے دیا جائے۔ تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے اپنی رضا اور مغفرت کو ان کی جزا قرار دیا ہے۔

باب نمبر 105

## ماہ ذوالحجہ کے دسویں دن کی فضیلت کا بیان

روایت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو اعمال ان دس دنوں میں کئے جائیں' وہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی

نہیں۔ہاں جس نے اپنی جان اور مال سب قربان کر دیا اور واپس نہیں آیا۔اس کا کوئی مقابل نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ان دس دنوں سے زیادہ محبوب اور زیادہ افضل اللہ تعالی کے ہاں اور کوئی دن نہیں۔عرض کیا گیا۔اللہ تعالی کے راستے والے دن بھی آپ نے فرمایا فی سبیل اللہ والے دن بھی نہیں!ہاں جس کا گھوڑا زخموں سے چور اور جس کا چہرہ میدان جنگ میں خاک آلودہ ہو جائے۔اس کا کوئی برابر نہیں۔

حکایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔کہ گانا بجانا سننے والا ایک نوجوان تھا۔جب ماہ ذوالحجہ کا چاند نکلتا تو وہ روزے رکھنے لگتا۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک خبر پہنچی۔تو آپؐ نے اسے بلا کر پوچھا۔کہ تم ان دنوں کے روزے کس وجہ سے رکھتے ہو۔اس نے عرض کیا۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔اس لئے کہ یہ اللہ تعالی کے قابل احترام دن اور ایام حج ہیں۔امید ہے کہ اللہ تعالی مجھے ان کی دعاؤں میں شریک فرما دے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے ہر دن کے روزے کے بدلے میں سو غلام آزاد کرنے سو اونٹ قربان کرنے سو گھوڑے اللہ تعالی کی راہ میں سواری کے لئے دینے کے برابر ثواب ہے۔اور جب ترویہ کا دن ہو۔تو اس میں تمہارے لئے ہزار اونٹ قربان کرنے اور ہزار گھوڑے اللہ تعالی کی راہ میں سواری کے لئے دینے کے برابر ثواب ہے۔اور عرفہ کا دن ہو۔تو دو ہزار غلام آزاد کرنے اور دو ہزار اونٹ کی قربانی اور دو ہزار گھوڑے اللہ تعالی کی راہ میں سواری کے لئے دینے کے برابر ثواب ہوگا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔یوم عرفہ کا روزہ دو سال روزہ رکھنے کے برابر اور یوم عاشورہ کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

بخش دیا ہے۔اور منادی اعلان کرتا ہے۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت! واپس جاؤ میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔

چار منتخب مہینے یہ ہیں:

1- ماہ رجب المرجب' ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم الحرام' چار منتخب عورتیں۔حضرت مریم علیہا السلام حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا' اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والی پہلی عورت ہیں۔آسیہ بنت مزاحم علیہ السلام (فرعون کی بیوی) جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

چار سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہر ملک کے آگے بڑھنے والے مندرجہ ذیل ہیں: ہمارے آقاء نامدار جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربوں میں۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایرانیوں میں۔حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رومیوں میں۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشیوں میں۔

چار جن کا جنت مشتاق ہے۔حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔جس نے ترویہ کے روز روزہ رکھا۔اللہ تعالیٰ اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے مصیبتوں پر صبر کرنے کے برابر ثواب بخشے گا۔اور جس نے عرفہ کے روز روزہ رکھا۔اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ثواب بخشے گا۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔جب عرفہ کا دن آتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔اس دن سے بڑھ کر گناہوں سے آزاد ہونے کا اور کوئی دن نہیں۔جو کوئی عرفہ کے روز اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی کوئی حاجت اپنے لئے طلب کرے گا۔اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔اور

عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ ختم کر دیتا ہے۔

اصل حکمت تو اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔ لیکن ظاہری حکمت یہ نظر آتی ہے۔ کہ عرفہ کا دن دو عیدوں کے درمیان آتا ہے۔ جو مومنوں کے لئے خوشی کے دن ہیں۔ اور گناہوں کی بخشش سے بڑھ کر اور کوئی خوشی نہیں ہو سکتی لہٰذا عیدین کے دنوں کی طرح یہ دن بھی مسرت و خوشی کا ہے۔ اور یوم عاشورہ دو عیدوں کے بعد آتا ہے۔ جو ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ یہ دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھا۔ اور عرفہ کا دن ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روز ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی دوسرے تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے۔ (لہٰذا یہ دن بھی بڑھ کر ہوا۔)

باب نمبر 106

# عاشورا کے دن کی فضیلت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' مدینہ منورہ تشریف لائے' تو یہود کو عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے دیکھا۔ آپؐ نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم پر فتح پائی تھی۔ لہٰذا ہم اس کی تعظیم کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا موسیٰؑ پر تم سے زیادہ حق ہے۔ لہٰذا آنجنابؐ نے اس دن کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

یوم عاشورا کی فضیلت میں بہت سے اقوال صحابہؓ وارد ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن آپ پیدا ہوئے۔ اور اسی دن جنت میں داخل ہوئے' اور اسی دن عرش' کرسی' آسمان' زمین' سورج' چاند' اور ستارے پیدا ہوئے۔ اور اسی دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیدا ہوئے اور اسی دن آپ نے آتش نمرود سے نجات پائی اور اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اور اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام' عالی مقام کی طرف اٹھائے گئے۔ اور اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہری۔ اور اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطاء کی گئی۔ اور اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے۔ اور اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہوئی۔ اور آسمان سے زمین پر پہلی بارش بھی عاشوراہ کے روز ہی برسی۔ اور تمام امتوں میں یہ روزہ جاری رہا۔ یہاں تک کہتے ہیں کہ رمضان سے پہلے یہی فرض ہوا تھا۔ پھر رمضان المبارک کی وجہ سے یہ

منسوخ ہوا۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بھی عاشورہ کا روزہ رکھا ہے۔ اور جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس کی فضیلت کی مزید تاکید فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی عمر شریف کے آخر میں فرمایا۔ کہ اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں نویں اور دسویں دونوں میں روزہ رکھوں گا۔ لیکن آپؐ اس سال رفیق اعلی سے جا ملے۔ اور دسویں کے علاوہ روزہ نہ رکھ سکے۔ لیکن آپؐ نے دسویں محرم کے ساتھ ساتھ نویں اور گیارہویں دن کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اس کے ایک دن پہلے اور اس کے ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ اور یہود کے طریقے سے الگ ہو جاؤ۔ یعنی ان سے منفرد ہو جاؤ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں روایت کی ہے۔ جس نے عاشورا کے روز اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں فراخی کی۔ اللہ تعالی پورے سال تک اسے فراخی بخشے گا۔ طبرانی کی ایک منکر روایت میں ہے۔ کہ اس روز ایک درہم صدقہ کرنا سات لاکھ درہم کے برابر ہے۔

اور یہ حدیث کہ ''جس نے اس دن آنکھوں میں سرمہ ڈالا۔ سارا سال اس کی آنکھیں دکھنے نہیں آئیں گی۔ اور جس نے اس روز غسل کیا سارا سال بیمار نہیں ہو گا'' موضوع ہے۔ بلکہ امام حاکمؒ نے وضاحت کی ہے۔ کہ اس روز سرمہ ڈالنا بدعت ہے۔

اور امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس روز دانے بھوننے' سرمہ ڈالنے۔ تیل لگانے' خوشبو لگانے کی حدیثیں سب جھوٹے لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اور یہ بات جان لیں۔ کہ جو مصائب اس روز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر آئے۔ یہ وہ شہادت ہے جس سے آنجناب کے درجات اللہ تعالی کے ہاں بلند ہوئے۔ اور اہل بیت اطہار میں آپ علو شان شامل ہوئے۔

لہذا جو شخص اس روز کو ان کے مصائب کو یاد کرے تو اسے چاہئے کہ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ'' پڑھے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے۔اور اللہ تعالٰی کے اس فرمان گرامی کو مدنظر رکھتے ہوئے:

| | |
|---|---|
| اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۷) | ﴿یہی لوگ ہیں۔جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں﴾ |

میں کہتا ہوں بچو ان خرافات سے بدعات سے جو رافضوں نے نکال رکھی ہیں۔ یعنی رونا۔ بین کرنا۔ آہ وزاری کرنا۔ کہ یہ مومنوں کا وطیرہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہوتا۔تو ان کے نانا جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر زیادہ بہتر اور مناسب ہوتا۔

باب نمبر 107

# درویشوں کی مہمان نوازی کی فضیلت کا بیان

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔ کہ مہمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اس لئے کہ جس نے مہمان کو تکلیف پہنچائی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ اسے تکلیف پہنچائے گا۔ نیز فرمان رسول گرامی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مہمان نوازی نہیں کرتا۔ اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔ ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک ایسے آدمی کے ہاں سے ہوا۔ جس کے پاس بہت سے اونٹ اور بکریاں تھیں۔ لیکن اس نے آپ کی کچھ بھی مہمان نوازی نہیں کی۔ اور ایک عورت کے ہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا۔ جس کے پاس تھوڑی سی بکریاں تھیں۔ لیکن اس عورت نے آپ کے لئے بکری ذبح کر کے آپ کی مہمانی کی۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں کو دیکھو۔ یہ حسن اخلاق کی نعمت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے حسن اخلاق عطا فرماتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ آپؐ کے ہاں ایک مہمان آ گئے۔ تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا۔ فلاں یہودی سے جا کر کہو۔ کہ میرے ہاں ایک مہمان آ گئے ہیں۔ لہٰذا ماہ رجب تک مجھے آٹا ادھار دے دو۔ یہودی نے کہا۔ واللہ میں تو کوئی چیز گروی رکھ کر آٹا دے سکتا ہوں۔ میں نے آ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا' تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ واللہ! میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں اگر وہ مجھے ادھار دے دیتا۔ تو میں اسے ادا کر دیتا۔ لو میری ذرہ لے جاؤ' اور گروی رکھ کر آٹا لے آؤ۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتے تو ایک دو میل باہر جا کر کسی کو تلاش کرتے جو آپ کے ساتھ کھانا کھائے۔ اس لئے آپ کو لوگ

''مہمانی کرنے والے'' کہا کرتے تھے۔ اور آپ کی صدق نیت کی وجہ سے آپ کے مزار مبارک پر اب تک مہمان نوازی جاری ہے۔ اور روزانہ رات کو تین دس بیس سو تک لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ اس مقام کے نگران کا کہنا ہے۔ کہ یہاں روزانہ مہمان آتے رہتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ ایمان کیا ہے؟ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کھانا کھلانا۔ اور سلام کرنا۔ نیز آپ نے فرمایا۔ گناہوں کو ختم کرنے والی اور درجے بلند کرنے والی دو چیزیں ہیں۔ کھانا کھلانا۔ اور رات کو نماز پڑھنا' جب لوگ سو رہے ہوں۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقبول حج کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مہمان نوازی کرنا۔ اور اچھی گفتگو کرنا بھی حج مقبول کے برابر ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس گھر میں مہمان نہیں آتا۔ اس گھر میں فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ مہمان نوازی اور کھانا کھلانے کی فضیلت میں بے شمار احادیث مبارکہ آئی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لِمَ لَآ اُحِبُّ الضَّیْفَ اَوِ ارْتَاحُ مِنْ طَرَبٍ اِلَیْہِ
وَالضَّیْفُ یَاْکُلُ رِزْقَہٗ عِنْدِیْ وَیَشْکُرُنِیْ عَلَیْہِ

میں مہمان سے پیار کیوں نہ کروں' یا اسے دیکھ کر مسرت کا اظہار کیوں نہ کروں۔ کہ مہمان اپنا رزق میرے پاس آ کر کھاتا ہے۔ اور میرا شکر گزار ہوتا ہے۔ کسی دانشمند کا کہنا ہے۔ مہمان نوازی وہی ہے جو خندہ پیشانی سے ہو اور ساتھ ساتھ محبت پیار کی باتیں ہوں۔ اور اچھی طرح میل جول ہو۔ دوسرے شاعر نے کیا خوف کہا ہے۔

اُضَاحِکُ ضَیْفِیْ قَبْلَ اِنْزَالِ رَحْلِہٖ وَیَخْصِبُ عِنْدِیْ وَالْمَحَلُّ جَدِیْبٗ

وَمَا الْخِصْبُ لِلْاَضْيَافِ فِیْ | وَلٰکِنَّهَا وَجْهُ الْکَرِیْمِ
کَثْرَةِ الْقِرٰی | خَصِیْبٌ

میں مہمان کو سواری سے اترنے سے پہلے ہی اپنی خندہ روئی سے خوش کر دیتا ہوں۔اور وہ میرے گھر میں تروتازگی وشادابی محسوس کرتا ہے۔اور دوسری جگہ اسے خشک سالی نظر آتی ہے۔مہمان کی مسرت زیادہ مہمان نوازی کرنے میں ہی نہیں۔ بلکہ خندہ پیشانی سے پیش آنے میں اسے خوشی ہوتی ہے۔

دعوت کرنے والے کو چاہئے۔کہ فاسقوں کی بجائے پرہیزگار لوگوں کو بلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے۔''اَکَلَ طَعَامَهُ الْاَبْرَارُ'' کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے لیے دعا فرمائی تھی۔نیز جناب رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ کسی نیک شخص کے ہاں سے کھانا کھاؤ۔اور تمہارا کھانا بھی کوئی نیک شخص ہی کھائے۔اور دعوت میں دولتمندوں کی بجائے غریب لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھو۔

جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ | ﴿بدترین کھانا اس دعوت کا
یُدْعٰی اِلَیْهَا الْاَغْنِیَآءُ دُوْنَ | کھانا ہے جس میں غریبوں کو
الْفُقَرَآءِ☆ | چھوڑ کر امیروں کو بلایا جائے﴾

ضروری ہے کہ دعوت میں اپنے عزیزوں کو نظر انداز نہ کرے۔کیونکہ انہیں نظر انداز کرنا ان سے بیزاری اور قطع تعلقی کے مترادف ہے۔

اسی طرح اپنے دوستوں اور جان پہچان والوں کے مراتب ومنصب کا خیال رکھے۔کیونکہ بعض کی طرف زیادہ توجہ دینا' دوسروں کی دل آزاری کا باعث ہوگا۔ اور یہ بھی مناسب ہے۔کہ دعوت سے مقصود فخر و مقابلہ نہ ہو۔بلکہ بھائیوں کے دل کی خوشی پیش نظر ہو۔اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر

عمل کرنا مطلوب ہو۔اور کھانا کھلانے سے مومنوں کے دلوں کی خوشی منظور ہو۔اور کسی ایسے شخص کو دعوت نہ دے،جس کا پہنچنا دشوار ہو۔اور جس کا دعوت میں آنا کسی وجہ سے زیادہ لوگوں کی دلشکنی کا باعث ہو۔اور اس کو بلائے جو اس کی دعوت میں آنا پسند کرتا ہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ جو دعوت میں آنا پسند نہ کرتا ہو اس کو بلانے پر ایک گناہ ہے۔اور اگر وہ مجبوراً آ جائے تو بلانے والے پر دو گناہ ہیں۔کیونکہ اس نے اسے ناگواری کے باوجود بلایا ہے۔اور عبادت گزار کو کھلانا اطاعت پر اس کی مدد کرنا ہے۔اور فاسق وفاجر کو کھلانا گناہ پر اس کی مدد کرنا ہے۔ ایک درزی نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا۔میں بادشاہوں،رئیسوں کے کپڑے سیتا ہوں۔کیا یہ ظالموں کی اعانت میں تو شامل نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! ظلم کی مدد کرنے والے تو وہ ہیں۔جو تجھے سوئی دھاگہ فروخت کرتے ہیں تم تو براہ راست ظالم ہو۔

اور دعوت کا قبول کرنا بھی سنت رسول کریم،صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔بلکہ کہتے ہیں۔کئی جگہ تو واجب ہے۔جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔اگر مجھے بکری کے ایک پائے کی دعوت پر بلایا جائے تو میں قبول کروں گا۔یا بکری کی ران پر بلایا جائے۔تو بھی قبول کروں گا۔دعوت کی اجازت کے پانچ آداب ہیں جو احیاء العلوم وغیرہ کتب میں لکھے ہیں۔

باب نمبر 108

# جنازہ اور قبر کے حالات کا بیان

یہ بات جان لیں کہ سمجھدار کے لئے جنازوں کے اٹھنے میں عبرت ہے۔ اور غافلوں کے لئے تنبیہ اور یاد دہانی ہے۔ پھر بھی ان جنازوں کے مشاہدے کے باوجود ان کے دل کی سختی بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان کا خیال ہوتا ہے۔ کہ وہ دوسروں کے جنازے اٹھتے ہی دیکھتے رہیں گے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ ان کے جنازے بھی ضرور اٹھیں گے۔ اگر خیال آتا بھی ہے۔ تو وہ نیکیوں پر قادر نہیں ہوتے۔ اور نہ یہ بات سمجھ پاتے ہیں۔ کہ جن کے جنازے اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ وہ بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔ لیکن ان کے گمان غلط ہو گئے۔ اب ان کے جنازہ اٹھنے کا زمانہ قریب ہے۔ تو بندے کو چاہئے۔ کہ جب کسی کا جنازہ اٹھائے جا رہا ہو۔ تو یہ سمجھے کہ میرا جنازہ اٹھایا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس کا بھی کل یا پرسوں جلد اٹھایا جانا ہے۔

روایت:

مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب جنازہ دیکھتے۔ تو فرماتے لے چلو ہم بھی پیچھے پیچھے جانے والے ہیں۔ اور حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ جب جنازہ دیکھتے۔ تو فرماتے۔ چلو ہم بھی جانے والے ہیں۔ ہم کتنی جلدی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور کتنی جلدی غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ ایک چلا جاتا ہے۔ دوسرا پھر بھی نہیں سمجھتا۔ حضرت اسید بن حضیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب میں کسی جنازے میں جاتا ہوں۔ تو اپنے آپ سے کہتا ہوں۔ کہ تیرے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ جو اس کے ساتھ ہو رہا ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت مالک بن دینارؒ کے بھائی فوت ہوئے۔ تو آپ ان کے جنازے کے ساتھ روتے ہوئے نکلے۔ اور کہتے جا رہے تھے۔ مجھے اس وقت تک چین نہیں آئے گا۔ جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو

جائے۔ کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے اس کا علم نہیں ہوگا۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم کسی جنازے میں جاتے تھے' تو ہماری سمجھ میں نہ آتا۔ کہ کس مرنے والے کا افسوس کریں۔ کیونکہ غم سے ہم سب کی ایک ہی حالت ہوتی تھی۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم جنازوں میں جاتے۔ تو ہم سب منہ ڈھانپے روتے ہوتے۔ تو اس طرح لوگوں کو موت کی فکر ہوتی تھی۔

اب تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ جنازوں میں ہنستے ہوئے کھلکھلا کر باتیں کرتے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی وراثت اور وارثوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ اور خود وارث بھی میت کی وراثت کے حصول کے حیلے سوچتے ہوئے جاتے ہیں۔ اور اپنے جنازے کے بارے میں ذرا نہیں سوچتے اور اپنے حال کی کسی کی فکر نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ' اور یہ سب ہماری سخت دلی کی وجہ سے ہے۔ کہ ہم برائیوں اور گناہوں میں ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ اور روز قیامت کو ہی بھول گئے ہیں۔ اور ان خطرات کی ہمیں کوئی فکر نہیں' جو ہمیں درپیش ہیں۔ کہ ہم لہو ولعب اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں' اور لایعنی کاموں میں مصروف ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اس غفلت سے جگا دے۔ زیادہ تر لوگ مرنے والوں پر روتے ہیں۔ اگر ذرا عقل سے کام لیں۔ تو اپنی موت کی فکر کر کے روئیں حضرت ابراہیم زیاتؒ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ مرنے والے کے غم میں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم اپنی موت کی فکر میں روتے تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوتا۔ وہ تو تین خطروں سے بچ گیا ہے' موت کا سامنا کرنے سے کہ اس نے موت کو دیکھ لیا ہے۔ موت کی تلخی سے کہ اس نے اسے چکھ لیا ہے۔ اور خاتمہ کے خوف سے کہ اب اس سے بے خطر ہو گیا ہے۔

حضرت ابوعمرو بن علاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ

کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے کاتب کو ایک شعر لکھوا رہے تھے۔ کہ ایک جنازہ نظر آیا۔ تو فرمانے لگے واللہ ان جنازوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے پھر آپ نے پڑھا:

تُرَوِّعُنَا الْجَنَائِزُ مُقْبِلَاتٍ وَنَلْهُوْ حِيْنَ تَذْهَبُ مُدْبِرَاتٍ

كَرَوْعَةِ ثُلَّةٍ لِمَغَا رِ ذِئْبٍ فَلَمَّا غَابَ عَادَتْ رَاتِعَاتٍ

جنازے ہمیں خوفزدہ کرتے ہیں جب سامنے آتے ہیں۔ لیکن جب چلے جاتے ہیں۔ تو ہم لہو ولعب میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بکریوں کے ریوڑ کی طرح بھڑیے کے غار کے سامنے آکر خوفزدہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن جب غار نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ تو آرام سے چرنے لگتی ہیں۔

جنازے کے آداب میں سے ہے۔ کہ انسان موت کی فکر کرے، خبر دار رہے اور موت کی تیاری کرتا رہے۔ اور عاجزوں کی طرح جنازے کے آگے آگے چلے۔ جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں اس کے آداب اور طریقے لکھے ہیں۔ اور یہ کہ میت پر اچھا گمان رکھے، چاہے وہ گنہگار ہو۔ اور اپنے نفس کے بارے میں فکر مند رہے۔ چاہے ظاہرا اچھا ہو۔ کیونکہ خاتمہ کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں اور جناب عمر بن زر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ ان کا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا۔ اور لوگوں کی نظر میں وہ فاسق پر فاجر تھا۔ تو بہت سے لوگ اس کے جنازے میں شامل نہ ہوئے۔ لیکن حضرت عمر بن زر رحمۃ اللہ علیہ اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ جب اسے قبر میں رکھا گیا۔ یہ اس کی قبر کھڑے ہوئے۔ اور دعا کی، اے فلاں اللہ تعالی آپ پر اپنی رحمت فرمائے۔ کہ تم نے اپنی عمر توحید پر گزاری اور عاجزی سے سجدے کئے۔ اگر یہ لوگ تمہیں گنہگار کہتے ہیں۔ تو ہم میں گناہوں سے خالی کون ہے؟

## حکایت:

کہتے ہیں کہ بصرہ کے قریب ایک آدمی تھا جو غلط کاریوں میں غرق رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کی بیوی کو اس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی آدمی نہ ملا۔ اور اس کی غلط کاریوں کی وجہ سے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ تو اس کی بیوی نے مزدوروں کے ذریعے اسے جنازہ گاہ تک پہنچایا۔ لیکن کسی نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ تو وہ دفن کے لئے اسے ایک صحرا میں لے گئی۔ جس کے ساتھ ہی پہاڑ پر ایک بڑا عبادت گزار آدمی رہتا تھا۔ عورت نے اس زاہد کو اس کے جنازے کے لئے تیار کھڑے پایا۔ جب وہ زاہد اس آدمی کا جنازہ پڑھنے کو تیار ہوا۔ تو پورے شہر میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ وہ عبادت گزار اس آدمی کا جنازہ پڑھنے کے لئے پہاڑ سے اتر کر آئے ہیں۔ تو شہر کے لوگ بھی جنازہ پڑھنے آگئے۔ اور زاہد کے ساتھ مل کر انہوں نے نماز جنازہ پڑھی اور زاہد کے جنازہ پڑھنے پر حیران ہوئے اور اس فاسق فاجر کی نماز جنازہ پڑھنے کا سبب پوچھا۔ تو زاہد نے بتایا۔ کہ مجھے خواب میں حکم ہوا۔ کہ فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک جنازہ ہوگا۔ اور سوائے ایک عورت اس کے ہمراہ کوئی نہیں ہوگا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھ دو۔ کہ وہ شخص بخش دیا گیا ہے۔ تو لوگ اور بھی حیران ہوئے۔

تو زاہد نے عورت سے پوچھا۔ کہ اس کے حالات بتائیں کہ وہ کیسے زندگی گزارتا تھا۔ عورت نے کہا۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ وہ سارا دن شراب خانے میں شراب پینے میں مصروف رہتا تھا۔ زاہد نے کہا کہ غور کر کے کوئی اس کا نیک عمل ہو تو بتاؤ۔ کہنے لگی ہاں تین باتیں اس کے اندر ضرور تھیں پہلی بات یہ کہ صبح کے وقت جب اسے نشہ سے ہوش آتا تو وہ کپڑے بدل کر وضو کرتا اور جماعت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرتا۔ اور پھر شراب خانے جا کر فسق و فجور میں مگن ہو جاتا۔ اور دوسری بات یہ تھی۔ کہ اس کے گھر میں دو تین یتیم ضرور ہوتے، جن کے ساتھ وہ اپنی اولاد سے بڑھ کر نیک سلوک کرتا۔ اور ان کا خیال رکھتا۔ اور تیسری بات یہ تھی کہ جب اسے نشے سے افاقہ ہوتا۔ تو رات کے اندھیرے میں روتا اور کہتا۔ اے پروردگار! دوزخ کے کونسے

کو نے میں تو اس گندے آدمی کو بھرے گا یہ سن کر زاہد واپس پہاڑ پر چلا گیا۔ اور اس کی خلش دور ہوگئی۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ زاہد کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو قبر کو اور اس میں مٹی ہو جانے کو نہ بھولے۔ اور دنیا کی زیب وزینت ترک کرنے کو نہ بھولے۔ اور فانی پر باقی کو پسند کرے۔ اور کل کا انتظار نہ کرے۔ اور اپنے آپ کو اہل قبور میں سے جانے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ آپ قبرستان بہت جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں انہیں بہترین پڑوسی سمجھتا ہوں۔ اور سچے ہمسائے خیال کرتا ہوں کیونکہ وہ چغلی غیبت سے زبان بند رکھتے ہیں۔ اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ جنت دوزخ کا ذکر کر کے نہیں روتے اور قبر پر کھڑے ہو کر روتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ جو اس سے بچ گیا بعد کی منزلیں اس کے لئے آسان ہونگی۔ اور جو اس سے نہ بچا۔ اس کے لئے بعد کی منزلیں بھی مشکل ہونگی۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے قبرستان دیکھا۔ تو سواری سے نیچے اتر آئے۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ ان سے کہا گیا۔ آپ یہ کام پہلے تو نہیں کیا کرتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اہل قبور کو یاد کیا۔ تو مجھے ان کے اور اپنے درمیان فرق نظر آیا۔ کہ وہ نیک عمل نہیں کر سکتے اور میں کر سکتا ہوں۔ لہذا میں نے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یہ عمل کیا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آدمی سے سب سے پہلی بات قبر یہ کہے گی۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا مقام ہوں۔ میں مسافری اور اندھیرے کی جگہ ہوں۔ میں نے تو یہ چیزیں تیرے لئے تیاری کی ہیں۔ تو نے میرے لئے کیا تیار کیا ہے؟

نیز مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں اپنی تنگدستی کا دن تجھے نہ بتادوں؟ پھر خود ہی فرمایا۔ یہ وہ دن ہوگا۔ جب مجھے قبر کے سپرد کیا جائے گا۔

# دوزخ کے عذاب سے ڈرانے کا بیان

امام بخاریؒ نے روایت کی ہے' کہ جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ☆ (سورة البقرة آیت ۲۰۱)

﴿اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطاء فرما۔ اور آخرت میں بھی بھلائی عطاء فرما﴾

اور ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ دو بڑی چیزوں' جنت اور دوزخ کو نہ بھولو۔ پھر آپؐ رونے لگے۔ کہ آنسوؤں نے بہہ کر آپ کی داڑھی مبارک کو تر کر دیا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے اس ذات گرامی کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم وہ کچھ جان جاتے جو میں جانتا ہوں۔ تو تم مٹی پر لوٹتے اور اپنے سروں پر مٹی ڈال لیتے۔

اور امام طبرانیؒ نے اوسط میں روایت کی ہے۔ کہ جبریل امین جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بے وقت حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور پوچھا اے جبریل! کیا بات ہے؟ تمہارا رنگ بدلا ہوا نظر آ رہا ہے۔ عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت دوزخ کے بارے میں بتانے آیا ہوں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبریل مجھے دوزخ بہشت کے بارے میں بتائیں تو جبریل امین نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو ایک ہزار سال تک بھڑکانے کا حکم دیا۔ تو وہ سفید ہو گئی۔ پھر حکم دیا تو ایک ہزار سال تک بھڑکائی گئی۔ تو وہ سرخ ہو گئی۔ پھر حکم دیا تو

ایک ہزار سال تک بھڑ کائی گئی‘ تو وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ اب اس سے نہ زیادہ روشن ہوتی ہے۔ نہ اس کا شعلہ بجھتا ہے۔ اس ذات گرامی کی قسم ہے۔ جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اگر دوزخ کو سوئی کے ناکہ برابر کھول دیا جائے۔ تو اس کی گرمی سے تمام کے تمام اہل زمین مردہ ہو جائیں۔ اور اس ذات گرامی کی قسم ہے۔ اگر دوزخ کا ایک داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے۔ تو اس کی قبیح صورت اور بدبو سے ہی تمام اہل دنیا ہلاک ہو جائیں۔ اور مجھے اس ذات گرامی کی قسم ہے۔ اگر دوزخیوں کی زنجیر کا ایک حلقہ ہی جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے۔ تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور وہ زمین کی نچلی تہہ ہی میں جا کر ٹھہرے۔ جبریل امین سے یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے جبریل بس کرو۔ کہ کہیں میرا دل نہ پھٹ جائے۔ تو آپؐ نے جبریل امین کو دیکھا۔ کہ رو رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے جبریل تم روتے ہو۔ حالانکہ تمہارا تو بڑا مرتبہ ہے۔ جبریل امین نے عرض کیا۔ میں کیوں نہ رووں کہ میرا رونا بنتا ہے۔ کیا پتہ میں اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ نہ ہوں۔ جو ظاہر میں ہوں۔ کیا معلوم کہ میں بھی ابلیس کی طرح آزمائش میں پڑ جاؤں۔ وہ بھی تو فرشتوں میں تھا۔ اور کیا معلوم میں بھی ہاروت ماروت کی طرح آزمائش میں پڑ جاؤں۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رو پڑے۔ اور جبریل امین بھی رونے لگے۔ دیر تک دونوں روتے رہے۔ حتیٰ کہ آواز آئی۔ اے جبریل اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو گناہ کرنے سے محفوظ کر دیا ہے۔

لہذا جبریل امین تو اوپر چلے گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے۔ تو آپؐ کا گزر ایک قوم پر سے ہوا۔ جو ہنس کھیل کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ تم ہنس رہے ہو۔ اور تمہارے سامنے دوزخ ہے‘ اگر تم وہ جان لیتے جو

میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ اور کھانا پینا چھوڑ کر صحراؤں کی طرف نکل جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے۔ تو آواز آئی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندوں کو مایوس نہ کرو۔ میں نے آپ کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ نہ کہ خوف زدہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ برائیوں سے رک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ۔

روایت:

مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل سے کہا۔ کیا بات ہے۔ میں نے حضرت میکائیل؈ کو بھی ہنستے نہیں دیکھا' تو جبریل نے جواب دیا۔ جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے۔ حضرت میکائیل؈ کبھی نہیں ہنسے۔

ابن ماجہؒ اور حاکمؒ نے صحیح حدیث بیان کی ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ اگر وہ دو دفعہ پانی سے بجھائی نہ جاتی۔ تو تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اور تمہاری یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے۔ کہ دوبارہ دوزخ کی آگ میں نہ ڈالی جاؤں۔

امام بیہقیؒ کی روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

| | |
|---|---|
| كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ☆ | ﴿جب ان کی کھالیں جل جائیں گی۔ تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے۔ تا کہ عذاب چکھتے رہیں﴾ |
| (سورہ النساء آیت ۵۶) | |

تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اس کی تفسیر بیان فرمائیں۔ اگر آپ سچی تفسیر کریں گے۔ تو آپ کی تصدیق کروں گا۔ اور اگر آپ جھوٹی تفسیر کریں گے۔ تو میں رد کر دوں گا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ انسان کی جلد جل جائے گی۔ تو ایک گھڑی

میں یا فرمایا ایک دن میں چھ ہزار مرتبہ نئے سرے سے بنائی جائے گی۔تو آپ نے فرمایا۔کہ آپ نے سچی تفسیر کی۔

اور امام بیہقیؒ نے کہا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔کہ دوزخ کی آگ انہیں روزانہ ستر ہزار مرتبہ کھائے گی۔پھر انہیں کہا جائے گا۔جیسے تم تھے ویسے ہی ہو جاؤ۔تو وہ ویسے ہی ہو جائیں گے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔کہ ایک مالدار دوزخی کو لایا جائے گا۔اور اسے ایک مرتبہ دوزخ کی آگ میں سے گزارا جائے گا۔پھر اس سے پوچھا جائے گا۔اے انسان تم نے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہے۔اور کبھی تم نے کوئی نعمت دیکھی ہے۔وہ کہے گا اے رب واللہ! نہیں۔اور پھر دنیا کے سب سے زیادہ تنگدست شخص کو جنت سے لایا جائے گا۔اور اسے جنت میں سے گزارا جائے گا۔پھر اسے کہا جائے گا۔اے انسان کیا تو نے کبھی تنگی دیکھی ہے۔یا تجھ پر کبھی سختی آئی ہے۔وہ کہے نہیں واللہ! اے پروردگار نہ مجھ پر کبھی تنگی آئی نہ میں نے کبھی سختی دیکھی ہے۔

ابن ماجہؒ کی روایت ہے کہ دوزخیوں پر رونا طاری کیا جائے گا۔وہ اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو بند ہو جائیں گے اور پھر وہ خون کے آنسو رونے لگیں گے۔جن کے بہاؤ سے ان کے چہروں پر کھایاں بن جائیں گی۔کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ چل پڑیں۔ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے۔فرمان رسول گرامی ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اے لوگو! رویا کرو۔اور اگر رو نہ سکو۔تو رونی صورت بنالیا کرو۔دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے۔کہ آنسو بہہ بہہ کر ان کے رخساروں پر نالیاں بن جائیں گی۔آنسو آنا بند ہو جائیں گے۔تو خون کے آنسو بہنے لگیں گے۔اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

امام حاکمؒ نے روایت کی ہے۔ روز قیامت ترازو رکھی جائے گی۔ کہ اگر اس میں آسمانوں اور زمین کو تولنے کے لئے رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے۔ اے پروردگار! اس میں کس کے اعمال تلیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس کے اپنی مخلوق میں سے میں چاہوں گا۔ پھر فرشتے عرض کریں گے:

سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ☆ ﴿تو پاک ہے ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی﴾

اور پل صراط رکھی جائے گی۔ جو استرے کی دھار کی طرح تیز ہو گی۔ تو فرشتے عرض کریں گے۔ اس پر سے گزرنے کی جرات کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے میں چاہوں۔ تو فرشتے عرض کریں گے

سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ☆ ﴿تو پاک ہے ہم کما حقہ' تیری عبادت نہیں کر سے۔﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پل صراط عین دوزخ کے اوپر رکھا جائے گا۔ جو کاٹ دار تلوار کی طرح تیز ہو گا۔ اس پر آگ کے کانٹے لگے ہونگے۔ جس سے وہ مجرموں کو اچک لے گی۔ بخیل تو فوراً اس میں گر پڑے گا۔ اور چاروں شانے چت ہو جائے گا۔ اور بعض بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔ اور اندیشہ ہو گا کہ نہ بچ سکیں۔ کچھ لوگ ہوا کی مانند گزر جائیں گے۔ اور اندیشہ ہو گا کہ نہ بچ سکیں۔ بعض گھوڑے کی رفتار سے' کئی آدمی ایک انسان کی دوڑ کی رفتار سے' اور کئی درمیانی چال سے اور کچھ آدمی کی عام رفتار سے گزریں گے۔ پھر آخری ایک آدمی ہو گا۔ جسے آگ نے جھلس دیا ہو گا۔ اور اس نے دوزخ میں بہت تکلیفیں اٹھائی ہونگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی بزرگی مہربانی اور رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اسے کہا جائے گا۔ کچھ خواہش کرو۔ کچھ مانگ لو۔ وہ عرض کرے گا یا پروردگار! تو رب العزت ہو کر میرا مزاح اڑاتا ہے۔ اسے کہا جائے گا نہیں تم خواہش کرو۔ کچھ

مانگ لو۔ حتیٰ کہ اس کی تمام خواہشیں ختم ہو جائیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جتنا تم نے مانگا ہے۔ اتنا اور تمہارا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام مبشر انصاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سنا۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اصحاب شجرہ جنہوں نے اس درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی تھی وہ کبھی آتش دوزخ میں نہیں داخل ہونگے۔ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ پھر اس آیت مبارکہ کا کیا مطلب ہے:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا☆ ﴿کہ تم میں ہر کوئی اس میں آنے والا ہے﴾

(سورۃ مریم آیت ۷۱)

تو آپ نے خبردار فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا☆ ﴿پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے﴾

(سورۃ مریم آیت ۷۲)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمائی ہے۔ علماء میں دخول جہنم کے بارے میں مختلف رائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ مومن دوزخ میں داخل نہیں ہونگے۔ بعض کہتے ہیں ایک بار سب لوگ دوزخ میں داخل ہونگے۔ پھر پرہیزگار بچ جائیں گے۔ کسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا، کہ ایک دفعہ سب آئیں گے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں کا اشارہ اپنے کانوں کی طرف کر کے فرمایا۔ کہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ اگر میں نے جناب رسول

اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ورود سے مراد دوزخ مومنوں کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جائے گی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بن گئی تھی۔ حتیٰ کہ دوزخ ٹھنڈک سے چلا اٹھے گی۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ☆

امام حاکمؒ نے روایت کی ہے۔ کہ لوگ ایک بار دوزخ میں آئیں گے۔ پھر اپنے نیک اعمال کی وجہ سے اس سے نکل جائیں گے۔ بجلی کی تیزی سے' ہوا کی رفتار سے' گھوڑے کی رفتار سے' پھر سوار کی رفتار سے' پھر مدھم رفتار سے' پھر عام آدمی کی رفتار سے' گزر جائیں گے۔

باب نمبر 111

## وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت جدائی قریب تھا۔تو آنجناب کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ خوش آمدید۔ اللہ تعالی تمہیں زندگی بخشے۔ اپنی پناہ میں رکھے اور تمہاری مدد فرمائے۔ میں تمہیں اللہ تعالی سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور میں تمہیں واضح طور پر خبردار کرتا ہوں' کہ اس کی دنیا میں اس کے بندوں پر باغی نہ ہونا۔ اجل قریب ہے اور اب اللہ تعالی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور سدرۃ المنتہٰی اور جنت الماویٰ کی سیر کرنا ہے۔ اور وفا کا پیالہ پینا ہے۔

روایت:

مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت جبریل امین سے دریافت فرمایا۔ کہ میرے بعد میری امت کا کون ہو گا؟ تو اللہ تعالی نے جبریل امین کو پیغام دیا۔ کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری دے دو۔ کہ میں انہیں ان کی امت کے سلسلے میں رسوا نہیں کروں گا۔ اور آپ کو یہ خوشخبری بھی دے دو۔ کہ روز قیامت جب میں لوگوں کو اٹھاؤں گا۔ تو وہ سب سے پہلے قبروں سے نکل کر آئیں گے۔ اور جب سب لوگ اکٹھے ہونگے' تو وہ سب امتوں کے سردار ہونگے۔ اور جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہوگی' دوسری امتوں کے لئے جنت حرام ہوگی۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں امر فرمایا۔ کہ سات کنوؤں کے سات مشکیزوں

کے پانی سے مجھے نہلاؤ۔ہم نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔آپؐ نے راحت پائی۔ تو لوگوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔اور شہدائے احد کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔اور لوگوں کے بھی دعا فرمائی۔اور حضرت انصار کے بارے میں نصیحت فرمائی۔آپؐ نے ارشاد فرمایا۔امابعد اے مہاجرین! تم بڑھتے رہو گے۔اور انصار موجودہ حالت پر رہیں گے۔اور انصار میری پناہ گاہ ہیں۔جن کے پاس آ کر میں نے پناہ لی۔ان کے بزرگوں کی عزت کرو۔یعنی محسنوں کی اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرو۔پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے بارے میں اختیار دیا گیا ہے۔اور اس بندے نے آخرت کو پسند کر لیا ہے۔یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔اس لئے کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ایک بندے سے آپ کی مراد خود آپ کی ذات گرامی ہے۔تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یا ابوبکر ٹھہرو۔سوائے ابوبکر کے دروازہ کے اس مسجد کے موجودہ سب دروازے اور راستے بند ہو جائیں گے۔اور میری اور ابوبکر کی دوستی سے بڑھ کر اور کوئی امر مجھے معلوم نہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک میرے گھر میں میری باری میں میری گود میں ہوا۔اور اللہ تعالی نے میرے لعاب کو آنجناب کے لعاب کے ساتھ اکٹھا کیا۔تو میرے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے ہاں آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کی طرف دیکھنے لگے۔میں نے سمجھ لیا۔کہ آپ اسے پسند فرما رہے ہیں۔تو میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔کہ کیا میں آپ کے لئے یہ مسواک لوں؟ تو آپ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ فرمایا۔ہاں۔تو میں نے مسواک آپ کو دے دی؟ آپؐ نے مسواک کو اپنے منہ میں ڈالا۔لیکن مسواک کرنا آپ کو مشکل ہوا۔تو میں نے عرض کیا۔کہ کیا میں

آپ کو مسواک نہ کر دوں۔ تو آنجنابؐ نے سر مبارک سے اشارہ کیا۔ ہاں۔ آپ کے سامنے پانی کا کوزہ تھا۔ آپؐ اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالتے اور فرماتے:

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ لَسَکَرَاتٌ ☆ ﴿اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً موت کی شدتیں ہوتی ہیں﴾

پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک بلند فرمایا۔ اور فرمانے لگے:

اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی ☆ ﴿اونچا دوست﴾

میں نے دل میں کہا اب آپ ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔

روایت:

حضرت سعید بن عباس بن عبداللہ اپنے والد رضی اللہ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔ جب انصار رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بوجھل ہو رہی ہے۔ تو مسجد کے آس پاس گردش کرنے لگے۔ پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف آئے اور آپ کو انصار کی پریشانی اور شفقت کی خبر دی۔ پھر فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپؐ کے پاس آئے۔ اور آنجناب کو اس بارے میں بتایا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تشریف لائے اور اسی طرح بتایا۔ تو آنجنابؐ نے اپنا دست مبارک پھیلایا۔ اور فرمایا۔ آہ! تو انہوں نے آپؐ کو سنبھال لیا۔ پھر فرمایا۔ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہمیں آپؐ کے وصال کا اندیشہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انصار کے جمع ہو جانے کی وجہ سے ان کی عورتیں رونے لگیں۔ تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سہارے سے چل پڑے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آگے آگے تھے۔ اور آپ سر جھکائے۔ اور پاؤں گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے۔

یہاں تک کہ آپ ممبر کی نچلی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ سب لوگ آنجنابؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہیں میری وفات کا اندیشہ ہے۔ گویا تمہیں میری وفات سے اچنبا ہو رہا ہے۔ اور اپنے نبی کے وصال سے تمہیں حیرانی کیوں ہو رہی ہے۔ کیا میں تمہیں موت کے بارے میں بتاتا نہیں رہا؟ اور کیا تم موت سے آگاہ نہیں؟ اور مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ دنیا میں رہا ہے؟ یا پہلوں میں سے کوئی رہا ہے؟ سنو میں اپنے پروردگار سے ملنے والا ہوں۔ اور تم بھی اس سے جا ملو گے اور میں تمہیں اولین مہاجروں سے بھلائی کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور مہاجرین کو آپس میں اچھی طرح رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| وَالْعَصْرِ ☆ اِنَّ الْاِنْسَانَ | ﴿زمانے کی قسم یقیناً انسان |
| لَفِیْ خُسْرٍ ☆ اِلَّا الَّذِیْنَ | گھاٹے میں ہے۔ ہاں جو لوگ |
| اٰمَنُوْا ☆ (سورۃ العصر آیت ۱ تا ۳) | ایمان لائے﴾ |

اور تمام کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے انجام پاتے ہیں۔ اور جو کام تحمل سے کرنے کا ہے اس میں جلدی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی جلد بازی کی وجہ سے کسی کام میں جلدی نہیں کرتا۔ جو اللہ تعالیٰ پر غلبہ پانا چاہے وہ مغلوب ہوگا۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرے وہ خود دھوکے میں پڑے گا۔

| | |
|---|---|
| فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ | ﴿اے منافقو! عجب نہیں۔ کہ |
| تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ | اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں |
| وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ☆ | خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتہ |
| (سورۃ محمد آیت ۲۲) | داروں کو توڑ ڈالو﴾ |

اور میں تمہیں انصار کے ساتھ بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔ جنہوں نے تمہیں رہنے کو گھر دیا اور تم سے پہلے ایمان لائے۔ ان کے ساتھ احسان کرنا۔ کیا انہوں نے تمہیں پھلوں میں شریک نہیں کیا؟ اور گھر دینے میں فراخ دلی کا ثبوت نہیں دیا؟ اور کیا انہوں نے تمہیں اپنے آپ پر ترجیح نہیں دی۔ سنو! جو شخص دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا مختار بنے تو نیکو کار کی نیکی کی قدر کرے۔ اور برے کی برائی سے درگزر کرے۔ خبردار اپنے آپ کو ان پر ترجیح نہ دو۔ سنو! میں پہلے جا رہا ہوں۔ تم بعد میں آؤ گے۔ سنو! اب حوض پر ملاقات ہو گی۔ یعنی میرے حوض کوثر پر جو بصرہ شام اور صنعاء یمن سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ جس میں رحمت کثیر کا پرنالہ گرتا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جو اس میں سے پی لے گا۔ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔ جس کے کنکر موتیوں کے اور کیچڑ کستوری کا ہے۔ جو کل میدان قیامت میں اس سے محروم ہو گیا۔ وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔ سنو! جو کل روز قیامت اس پر آنا چاہے۔ وہ اپنی زبان اور ہاتھ کی حفاظت کرے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم قریش کو کچھ نصیحت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں قریش کو بھی ان باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور لوگ قریش کے پیروکار ہیں۔ نیکوکار نیکوں کے پیچھے اور برے بروں کے پیچھے، آل قریش لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ اے لوگو! گناہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور قسمتوں کو بھی۔ جب لوگ نیکی کریں۔ تو نیکی کا بدلہ دو۔ اور جب لوگ فسق و فجور میں پڑ جائیں، تو ان سے درشتی سے پیش آؤ۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ☆

(سورۃ الانعام آیت ۱۲۹)

﴿اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب' جو وہ کرتے تھے۔ ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں﴾

روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جناب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ابو بکر! کچھ پوچھو! عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا وقت تو آ چکا ہے۔ عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام آپ کو مبارک ہوں۔ کاش ہم جانتے ہم نے کب اس کی طرف لوٹنا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ کی جانب پھر جنت الماویٰ اور فردوس اعلیٰ کی جانب پھر وفا کے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب۔ اور دائمی عیش و آرام کی طرف۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ آپ کو غسل کون دے؟ ارشاد فرمایا۔ میرے خاندان کے لوگ۔ قریبی پھر ان کے قریبی پھر عرض کیا۔ آپ کو کفن کن کپڑوں میں دیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میرے انہی کپڑوں میں اور ایک یمانی اور ایک سفید مصری چادر میں۔ پھر انہوں نے عرض کیا۔ ہم آپ کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں۔ تو آپ رو پڑے اور ہم بھی رونے لگے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ ٹھہرو! اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمائے۔ اور تمہارے نبی کی جانب سے تمہیں جزاء خیر عطاء فرمائے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا چکو۔ تو مجھے میرے گھر میں میری چارپائی پر میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا۔ پھر ایک گھڑی بھر کو میرے پاس سے باہر چلے جانا۔ تو سب سے پہلے میری نماز جنازہ اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا۔ فرمان باری

تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ ☆ ﴿وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی﴾

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۳)

پھر اپنے فرشتوں کو مجھ پر نماز پڑھنے کا اذن دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے میرے پاس آ کر میری نماز پڑھے گا۔ وہ جبریل امین ہونگے۔ پھر میکائیلؑ پھر اسرافیلؑ پھر ملک الموتؑ اپنے بہت سے لاؤلشکر کے ساتھ۔ پھر اس کے بعد تمام کے تمام فرشتے میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر تم لوگ گروہ در گروہ آ کر میری نماز جنازہ پڑھو۔ اور خوب سلام پڑھو۔ اور رونے چلانے اور بین کرنے سے مجھے اذیت نہ دینا۔ اور جنازہ میں ایک امام کو آگے کرنا۔ پھر میرے قریبی اہل بیت کھڑے ہوں۔ پھر دوسرے رشتے دار پھر عورتیں پھر بچے کھڑے ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ جب آپ کے وصال کا دن آیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دن کے شروع حصے میں افاقہ ہوا۔ تو لوگ آپ کے ہاں سے اپنے اپنے گھروں کو اپنے اپنے کاموں کی طرف چلے گئے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مستورات میں چھوڑ دیا۔ اس دوران میں صحت کی امید میں اور آپ کے آرام کی وجہ سے جو خوشی ہمیں حاصل ہوئی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین سے ارشاد فرمایا ذرا الگ ہو جاؤ۔ یہ فرشتہ کھڑا مجھ سے آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ تو میرے سوائے سب کمرے سے چلے گئے۔ کیونکہ آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ تو آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور میں کمرے میں ایک طرف ہوگئی۔ آپ نے فرشتے سے طویل سرگوشی فرمائی۔ پھر آپؐ نے مجھے بلایا۔ اور دوبارہ اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ دیا۔ اور عورتوں سے فرمایا۔ اندر آ جاؤ۔ میں نے عرض کیا یہ جبریل علیہ السلام کی آہٹ تو

نہیں تھی؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ ملک الموت میرے پاس آیا تھا۔ اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں بغیر اجازت کے آپ کے پاس نہ جاؤں۔ اگر مجھے اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ آؤں۔ اور اگر اجازت مل جائے تو اندر جاؤں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا ہے۔ کہ جب تک آپ اجازت نہ دیں میں روح قبض نہ کروں۔ اب آپ فرمائیں کہ آپ کا کیا حکم ہے۔ میں نے اسے حکم دیا ہے۔ کہ جبریل علیہ السلام کے آنے تک ٹھہرو! اب یہ جبریل امین کے آنے کا وقت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اب ہم ایسے امر کے لئے تیار ہو گئے۔ جس کا ہمارے پاس نہ کوئی جواب تھا۔ نہ اپنی مرضی! لہٰذا ہم خاموش ہو گئے۔ کہ اتنا بڑا صدمہ آپڑا تھا ہم حیران تھے اور اہل بیت میں سے اس امر کی عظمت اور ہیبت سے کوئی نہیں بول رہا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اسی وقت حضرت جبریل امین آ گئے۔ اور انہوں نے سلام کہا۔ میں نے ان کی آہٹ محسوس کر لی۔ اور اہل بیت باہر چلے گئے۔ تو جبریل امین اندر آئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ اب آپ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب کیفیت معلوم ہے۔ لیکن وہ آپ کا حال پوچھ کر آپ کی عزت واکرام میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مجھ پر آپؐ کی بزرگی اور شرافت مکمل طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ آپؐ امت کے لئے نمونہ بن جائیں۔ تو آنجنابؐ نے فرمایا۔ میں کچھ درد محسوس کرتا ہوں۔ تو جبریل امین نے عرض کیا۔ آپؐ خوش ہو جائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ جو اس نے آپؐ کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے جبریل! ملک الموت میرے

پاس آیا تھا۔ اور اس نے اجازت مانگی تھی اور آپ نے جبریل کو پورا واقعہ بتایا۔ تو جبریل امین نے عرض کیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پروردگار کو آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے۔ کیا ملک الموت نے آپ کو بتایا نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ نہیں اللہ کی قسم ملک الموت نے آج تک کسی سے اجازت نہیں مانگی اور اور نہ کبھی کسی سے اجازت مانگے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کی ذات گرامی کو یہ شرف بخشا ہے۔ اور وہ آپ کا مشتاق ہے۔ جب فرشتہ آپ کو لینے آئے تو آپ بے دھڑک چلے جائیں۔ اور عورتوں کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے فاطمہ میرے قریب آؤ۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنجناب پر جھک گئیں۔ تو آپ نے ان سے سرگوشی فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سر مبارک اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھیں۔ اور بولنے کی سکت نہیں تھی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اپنا سر میرے قریب لاؤ۔ تو آپ جناب پر جھک گئیں۔ تو آپ نے ان سے سرگوشی فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا تو آپ ہنس رہی تھیں۔ لیکن بولنے کی سکت نہیں تھی۔ ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے۔ بعد میں ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا۔ پہلے آپ نے فرمایا کہ آج میں جان دے رہا ہوں تو میں رو پڑی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ کہ اہل بیت میں سے آپ کو سب سے پہلے مجھے ملائے۔ اور میرے ساتھ کردے تو میں ہنس پڑی۔

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو آپ کے پاس بلایا۔ تو آنجناب نے انہیں چوما اور ملک الموت نے آکر سلام کیا۔ اور آنے کی اجازت مانگی۔ تو آپ نے اسے اجازت رحمت فرمائی۔ فرشتے نے عرض کیا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اب مجھے میرے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ہے۔ اس موقع پر ہم پریشان ہو گئے۔ اور سب عزیزوں کو بلا بھیجا۔ اور سب سے پہلے جبکہ ابتک کوئی نہیں پہنچا تھا۔ میرے بھائی آئے جنہیں میرے والد صاحب نے میرے پاس بھیجا تھا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے آنے سے پہلے ہی واصل بحق ہو گئے۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو آپ کا نگران مقرر فرمایا تھا۔ اور جب آنجنابؐ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ تو آپ فرمانے لگے:

بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی ☆ ﴿میں اوپر والے ساتھی سے ملنا چاہتا ہوں﴾

گویا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ پر بھلائیوں کا نزول ہو رہا تھا۔ اور جب آپؐ بولنے پر قادر ہوتے۔ تو فرماتے۔ نماز! نماز! تم تب تک حق پر قائم رہو گے جب تک تم سب نماز پڑھتے رہو گے۔ نماز! نماز! وصال تک آنجنابؐ نماز ہی کی نصیحت فرماتے رہے۔ اخیر تک آپؐ فرماتے رہے۔ نماز۔ نماز۔ نماز۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ چاشت اور دوپہر کے درمیان آنجنابؐ کا وصال مبارک ہوا۔ اور سوموار کا روز تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ سوموار کے دن جو تکلیف مجھے پہنچی ہے۔ واللہ! امت کو برابر پہنچتی رہے گی۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی کوفے میں جو میرے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بیتی وہ ایسی ہی مصیبت تھی۔ جو سوموار کو ہی مجھ پر پڑی۔ اور اسی دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ اور آہ وزاری بلند ہوئی۔ تو فرشتوں نے آنجنابؐ کو آپ کے لباس سے ہی ڈھانپ دیا۔

آنجنابؐ کے وصال پر لوگوں کی مختلف کیفیتیں ہوئیں۔ کچھ نے آپ کی موت کا انکار کر دیا۔ اور کچھ گنگ ہو کر رہ گئے۔ کہ دیر تک منہ سے کچھ نہ بول سکے۔ اور کچھ

لوگ آہستہ آہستہ سرگوشیاں کرتے رہ گئے۔ کہ کیا کہیں کیا نہ کہیں؟ اور کچھ کے ہوش وحواس قائم رہے اور کچھ نڈھال ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرے سے آپ کی موت کا انکار کر دیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ان لوگوں سے تھے جو نڈھال ہو کر بیٹھ گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گنگ ہو کر رہ گئے۔ اور مسلمانوں میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کے کسی کے ہوش ٹھکانے نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو تائید وتوفیق بخشی کہ وہ صبر کا دامن تھام کر ہوش میں رہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے سے لوگوں کو کچھ حوصلہ ہوا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اس ذات گرامی کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کا مزا چکھ لیا ہے۔ اور آنجنابؐ نے آپؐ لوگوں کے سامنے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ☆ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ☆ (سورۃ الزمر آیت ۳۰۔۳۱)

﴿اے نبی مکرم آپ بھی واصل بحق ہونگے اور یہ بھی جان دے دیں گے۔ پھر تم قیامت کے روز اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ اس وقت حارث بن خزرج کے قبیلے میں تھے۔ آپ تشریف لائے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپ کو ایک نظر دیکھا۔ اور جھک کر آپ کا بوسہ لیا۔ پھر بولے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپؐ کو دو مرتبہ موت کا مزا نہیں چکھائے گا۔ واللہ! واقعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی ہے۔

پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے ۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اگر کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جان دے دی ہے۔اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔کبھی نہیں مرے گا۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۴۴)

﴿اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ کیا اگر آپ جان دے دیں یا راہ حق میں شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟﴾

تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا لوگوں نے آج ہی یہ آیت مبارکہ سنی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے۔کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے وصال کی خبر پہنچی۔تو آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرہ مبارک میں آنجنابؐ پر درود پڑھتے ہوئے داخل ہوئے۔اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔اور غم سے نڈھال تھے۔ حالانکہ آپ کردار اور گفتار میں بہت مستقل مزاج تھے۔تو آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھک کر آپؐ کے چہرۂ مبارک کو کھولا۔اور آپؐ کی پیشانی مبارک اور رخساروں کو چوما۔اور چہرۂ انور پر ہاتھ پھیرا اور روتے ہوئے عرض کیا۔میرے ماں باپ، میری جان اور گھر والے آپؐ پر قربان! آپؐ اپنی حیات کریمانہ اور بعد الممات دونوں میں پاک ومنزہ ہیں۔آپؐ کے وصال سے وہ سب ختم ہوگیا جو کسی پیغمبر کے جانے سے ختم نہیں ہوا تھا۔آپ کی

صفت بیان نہیں ہوسکتی اور آپ رونے دھونے سے بالاتر ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو گئے۔ اور اسی میں مگن ہو گئے۔ اور آپ ایسے عام ہوئے کہ سب کے ہو گئے۔ اگر یہ وصال آپ کی مرضی سے نہ ہوتا۔ تو ہم آپ کے غم میں جانیں قربان کر دیتے۔ اور اگر آپ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا۔ تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی ختم کر دیتے۔ ہم پر آپ کا غم برداشت کرنا محال ہے۔ لیکن بے چینی اور بے قراری برابر رہے گی۔ اے اللہ! ہمارا حال آنجناب کو پہنچا دینا۔

اور اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے حضور یاد رکھیں۔ ہمارا جو حال ہو رہا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ لیکن اگر آپ نے ہمارے لئے تسلی نہ دی ہوتی تو کوئی بھی اس غم کی وجہ سے آپے میں نہ رہتا۔ اے اللہ! اپنے نبی کو ہمارا حال وسلام پہنچا دے۔ اور انہیں ہمارے درمیان محفوظ رکھنا۔

یہ آخری بیان ہے۔ جس کے بیان کی ہمیں توفیق ہوئی ہے۔ اور جس نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ ہمارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی میں اچھا نمونہ ہونا چاہئے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں۔ ہماری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے۔ اور ایمان کی حالت میں ہمیں ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملائے۔ اور وہی گرامی ذات ہے۔ جس سے ہم مانگ سکتے ہیں۔ اور امید کر سکتے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿امیدوار رحمت پروردگار و شفاعت نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔﴾ ☆

--------------اختتام-----------------